جدید نظرِ ثانی و تصحیح شدہ ایڈیشن

ادیانِ باطلہ اور صراطِ مستقیم

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث حضرت اقدس

مفتی محمد نعیم صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مدیر الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

بیت الاشاعت کراچی

ادیانِ باطلہ

اور

صراطِ مستقیم

شیخ الحدیث حضرت اقدس مفتی محمد نعیم صاحب

مدیر الجامعة البنورية العالمية

بیت الاشاعت کراچی

جامع مسجد روڈ بہار کالونی نزد عباس بک اسٹال کراچی

0321-7556284

نام کتاب : ادیانِ باطلہ اور صراطِ مستقیم

مصنف : مفتی محمد نعیم صاحب مدظلہ

پسند فرمودہ : حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب

ناشر

بیت الاشاعت کراچی

جامع مسجد روڈ بہار کالونی نزد عباس بک اسٹال کراچی

0321-7556284

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فقد قال الله تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون .

دور حاضر میں دین کے تمام شعبوں میں اخلاص نیت، اسلام کی سر بلندی اور احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے کام کرنے مشکل سے مشکل تر ہونا چلا جارہا ہے دین اسلام کی بنیادیں جس طرح بیرونی اور ظاہری فتنوں نے کمزور کرنے کی کوششیں کی ہیں اسی طرح باطنی فتنوں نے بھی اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اس دور الحاد میں اسلام کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے کہ دین کے ہر شعبے کو اسلام کی بقاء اور اسکی حفاظت کا ذریعہ سمجھے چنانچہ اسلام کی بقاء اور حفاظت کیلئے دور حاضر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ دین خالص اور دین اسلام کی صحیح ترجمانی کرے اور لوگوں کو صراط مستقیم دکھائے اور دین اسلام کے خلاف جتنے بھی فتنے اور فرقے سر اٹھائیں انکی سرکوبی کرنا ہر دین دار کا فرض ہے چاہے وہ اپنے علم سے ان فتنوں کا سد باب کرے یا اپنے عمل سے ان فتنوں کے حوصلے پست کرے۔

اسی جذبہ ایمانی واسلامی کو لیئے ہوئے احقاق حق وابطال باطل کیلئے ہم نے اپنے عزائم کو پختہ کیا اور ایک ایسی کتاب کو سینے سے لگایا جو کہ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم جامعہ بنوریہ العالمیہ (سائٹ ایریا) کے زیر سرپرستی تیار ہوئی اور تقریباً پانچ سالوں تک پریس اور کتب خانوں میں اسکا مسودہ گرد آلود ہوتا رہا حالات کی نزاکت کے باعث کوئی ادارہ اسکو ہاتھ نہ لگاتا اسی اثنا میں بندہ کو اس مسودے کا پتہ چلا تو ہمت بڑھی اور عزائم کو بلند کیا اور اس کتاب کے مسود کو گلے سے لگایا چنانچہ دو ماہ کے قلیل عرصہ میں کتاب کی مکمل تیاری کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کو منظر عام پر لے آئے الحمدللہ یہ سب محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوا ورنہ میں تو اس قابل نہ تھا۔

اسی وجہ سے کتاب کے پہلے ایڈیشن میں کافی اغلاط رہ گئی تھیں اب الحمدللہ کافی حد تک اغلاط کی درستگی کی کوشش کی گئی اور ان اغلاط کو ختم کیا گیا ہے (لیکن پھر بھی انسان

خطاؤں کا پتلہ ہے شاید کوئی غلطی رہ گئی بھی ہو اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں مطلع فرمائیں انشاء اللہ اگر وہ غلطی قابلِ اصلاح ہوئی تو ہم ضرور دور کرینگے)۔ آخر میں کتاب کے متعلق یہ کہنا چاہوں گا کہ مصنف کا انداز بالکل سہل اور سیدھا سادھا ہے۔ باتوں کو الجھانا پیچ دینا اور ایک بات سے دوسری بات نکال کر پہلی بات کو درگزر کرنا اس کتاب میں بالکل قطعاً آپ کو نظر نہیں آئے گا۔

ایک عام آدمی خالی الذھن ہو کر آگر اس کتاب کا مطالعہ کریگا تو اسے ضرور مسلک حق اور صراط مستقیم کی نشاندھی کرنے میں آسانی ہوگی۔ اور وہ ضرور راہ ہدایت پائے گا۔ چونکہ اس کتاب میں نہایت ہی مثبت انداز میں ادلہ اربعہ سے ہر مسئلے کے بارے میں واضح دلائل دیئے گئے ہیں۔ اور دین حق اور فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) کا جو پیمانہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے اس پیمانے میں ہر فرقہ ہر مسلک اور ہر جماعت کو غیر جانبدار ہو کر جانچا گیا ہے اور پھر جو فرقہ اس پیمانہ قرآن وسنت کے مخالف نکلا اسے خارج از فرقہ ناجیہ اور فرقہ باطلہ میں شمار کیا گیا اور جس جماعت کو قرآن وسنت کی ہدایات اور پیمانہ کے عین مطابق پایا اسے فرقہ ناجیہ میں شمار کرتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن اور راہ ہدایت پر چلنے والا اور دین حق پر قائم ودائم ثابت کیا گیا۔

اور پھر آخری فیصلہ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اسے پڑھکر حق کے ساتھ ہو جائیں اور دین حق پر زندگی گزارتے ہوئے صراط مستقیم پر چل کر اللہ کی رضا کو پاتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں یا پھر دین حق سے بھٹک کر فرقہ ضالہ اور باطلہ کے ساتھ ہوتے ہوئے جہنم کی آگ کو گلے سے لگالیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب کو صرف اسٹڈی (مطالعہ) کیلئے نہ پڑھیں بلکہ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے پڑھیں کہ اللہ کا دین اللہ کی زمین پر صحیح طریقہ پر اپنی اصلی حالت میں قائم ودائم رہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

محمد امین صابر

فاضل جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

أما بعد:

آج کل کے پُر فتن دور میں طرح طرح کے نظریات و عقائد پھیلے ہوئے ہیں، ایسے حالات میں ''ما أنا علیه و أصحابی'' کی جو تفسیر امت کے سوادِ اعظم نے فرمائی ہے، وہ عقائد اہل سنت والجماعۃ کے نام سے معروف ہیں۔ جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ بنوریہ کراچی کے زیرِ نگرانی مرتب ہونے والی اس کتاب میں عقائد اہل سنت کو واضح کرتے ہوئے ان کے دلائل بھی قرآن و سنت اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں پیش کیے ہیں، اور اُن نظریات کی تردید بھی فرمائی ہے جو اہل سنت کے سوادِ اعظم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ان میں سے کچھ نظریات ایسے ہیں جو کفر کی حد تک پہنچتے ہیں، کچھ ایسے ہیں جن پر کفر کا اطلاق نہیں ہوتا، لیکن وہ گمراہی ضرور ہیں، اور کچھ ایسے ہیں جو غلو کی حد تک پہنچنے سے گمراہی بن جاتے ہیں۔ مؤلف موصوف نے ان تمام نظریات کو تفصیل اور حوالوں کے ساتھ بیان کرکے ان کے مقابلے میں اہل سنت کے صحیح عقائد، افکار اور احکام کو دلائل کے ساتھ مؤید کیا ہے، ان میں سے ہر مسئلہ ایسا ہے جس پر مفصل کتابیں لکھی جا سکتی ہیں، اور لکھی گئی ہیں، مگر مولانا موصوف نے ان پھیلے ہوئے مباحث کو سمیٹ کر اس کتاب کو دریا بکوزہ بنا دیا ہے۔

مجھے اپنے اسفار و اشغال کی وجہ سے کتاب سے مکمل طور پر استفادہ کا موقع تو نہیں مل سکا۔ لیکن ایک معتد بہ حصہ دیکھنے کی توفیق ہوئی ہے، اور اُسے میں نے

قارئین کے لیے نہایت مفید پایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنا کر اسے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا ذریعہ بنائیں، اور فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۸ / ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

مقدمہ

(از...... ادیان باطلہ اور صراط مستقیم)

اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف ایک ہی دین ذریعہ نجات ہے جس کا نام اسلام ہے۔
"ومن یبتغ غیر......" الایۃ
امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
"دین اللہ في الارض والسماء واحد وهو دين الاسلام قال اللہ تعالي ﴿ان الدين عند اللہ الاسلام﴾"[1]
علامہ ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
"الاسلام دين واحد وكل دين سواه باطل."[2]
یہ ممکن نہیں کہ دین اسلام کے سواء دوسرے ادیان کو بھی صحیح اور نجات کا ذریعہ سمجھ لیا جائے۔ دین، مذہب اور نظریات انسان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اسی کی خاطر آدمی اپنی جان و مال قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، باطل پرست بھی اپنے عقائد کو ذریعہ نجات جانتا ہے حالانکہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سو سال قبل اعلان فرما دیا تھا 'ما أنا عليه واصحابي'" کہ اعتقاد کے لحاظ سے صرف وہی لوگ نجات پانے والے ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہیں۔ وہی راستہ صراط مستقیم کا ہے۔
عقائد کا معاملہ انتہائی نازک ہے۔ قرآن، احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کوئی کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو لیکن اس کے عقائد اور نظریات درست ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ سے اس کو فوراً یا سزا دینے کے بعد جنت میں داخل فرمادیں گے اور اس کے عقائد ہی درست نہ ہوں تو اب اس کے لیے مغفرت کا کوئی راستہ نہیں

---

(۱) عقیدہ طحاویہ
(۲) المحلی: ۱۰۴

ہے۔

اگر انسان کا یہ عقیدہ اور مذہب شریعت اسلام سے ہٹ کر ہو اور بغیر تحقیق کیے اس نے اس پر اپنی ساری زندگی گزار دی تو یاد رکھیں اس کو قیامت کے دن سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہو گا انہی لوگوں کو قرآن کریم میں ”عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ“ (محنت کرنے والے تھکے ہوئے) فرمایا ہے۔ جن کی دنیا میں کی جانے والی نجات کی تمام تر محنتیں اور مشقتیں آخرت میں رائیگاں شمار نہ ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقلِ سلیم اور فطرتِ سلیمہ سے نوازا ہے تاکہ اس کے ذریعہ وہ صحیح مذہب کی تحقیق کرے اور اس کو اپنائے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے یہ کتاب ”ادیان باطلہ اور صراط مستقیم“ لکھی گئی ہے جو حق واضح ہونے کے بعد فوراً قبول کر لیتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ﴾ [1]

ترجمہ: ”جو اس کلام الٰہی کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔“

کتاب تعصب، ضد، افراط و تفریط سے بالاتر ہو کر اعتدال کے طریقہ پر لکھی گئی ہے ہمارے پیشِ نظر کسی مذہب والوں کی دل آزاری مقصود نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی ہے تاکہ ہر ایک ٹھنڈے دل سے خود ہی حق کا فیصلہ کر لیں۔ اسی وجہ سے کتاب کا اسلوب انتہائی سادہ رکھا گیا ہے تاکہ عام سے عام آدمی بھی اس سے فائدہ اٹھائے، ہر بات کو حوالے کے ساتھ بیان کیا ہے تاکہ اہل علم کے لیے تحقیق میں معاون و مددگار ثابت ہو۔ مسلک و مذہب کے بارے میں چھ باتیں اجمالی طور پر لکھی گئی ہیں۔

---

(۱) سورۃ الزمر: ۱۸

❶ سب سے پہلے مطلوبہ مذہب کے وجود میں آنے کی تاریخ (کہ فلاں مذہب وجود میں کب آیا)۔

❷ اس مذہب کے بانی کا نام اور حالات زندگی۔

❸ اس مذہب کے بنیادی عقائد و نظریات۔

❹ ان عقائد و نظریات کا قرآن، حدیث اور عقائد کی کتب سے جواب۔

❺ اس مذہب کے بارے میں اہل فتاویٰ کی آراء۔

❻ مزید تحقیق کرنے والوں کے لیے درج ذیل فرقہ کے ساتھ کتابوں کی نشاندہی۔

آخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر ساری دنیا کے لیے ہدایت کا سرچشمہ بنادے۔ (آمین)

ربنا أرنا الحق حقًا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا
اجتنابه ربنا تقبل منّا انك انت السَّمِيْع العليم وتب علينا
انك انت التّواب الرحيم وصلى اللّٰه وسلم على
رحمة للعالمين سيدنا ونبيّنا محمد وآله
وصحبه أجمعين.
وأخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين.

اجمالی فہرست

فہرست مضامین

##

فرقہ بریلوی ۲۹۳

فرقہ جماعت اسلامی ۴۰۴

فرقہ الہدیٰ انٹرنیشنل: ۵۵۸

فرقہ ناجیہ (اہل سنت والجماعت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"تَفْتَرِقُ اُمَّتِي عَلٰي ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً." (۱)

ترجمہ: "میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔"

ایک دوسری جگہ روایت میں آتا ہے:

"كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً." (۲)

ترجمہ: "وہ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ کے سوا۔"

ایک اور روایت میں اس فرقہ ناجی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا:

"...مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي..." (۳)

ترجمہ: "کہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

اس فرقہ ناجی کو اہل سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔

اہل: یہاں پر اہل سے مراد اتباع، مقلدین اشخاص ہیں۔

سنت: اس کا معنی تو راستہ کے آتے ہیں اور سنت طرز عمل کو بھی کہتے ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں آتا ہے:

﴿......وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ......﴾ (۴)

ترجمہ: "اور اللہ کی سنت میں تم تبدیلی نہ پاؤ گے۔"

اور دینی اصطلاح میں لفظ سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی اور طریق عمل کو کہتے

---

(۱) ترمذي: ۲/۹۲

(۲) ترمذي: ۲/۹۳، وكذا في المستدرك

(۳) ترمذي

(۴) سورة فاطر: آيت ۴۳

ہیں۔

جماعت: اس کے معنی گروہ کے ہیں یہاں پر جماعت سے مراد جماعت صحابہ ہے۔
اہل سنت والجماعت کا مطلب اور مفہوم کے بارے میں علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''اس فرقہ کا اطلاق ان اشخاص پر ہوتا ہے جن کے اعتقادات، اعمال اور مسائل کا محور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اثر مبارک ہے۔

یا یوں کہئے کہ جنہوں نے اپنے عقائد اور اصول حیات اور عبادات و اخلاق میں اس راہ کو پسند کیا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بھر چلتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ اس پر چل کر منزل مقصود کو پہنچے۔'' (۱)

''یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ'' قیامت کے دن بعض چہرے خوب صورت ہوں گے۔ اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں۔ (۲)

اور پھر اہل سنت والجماعت اولاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدیٰ مانتے ہیں، اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ ''ما انا علیه و اصحابي'' تو صحابہ کو بھی معیار حق مانتے ہیں خاص کر کے خلفاء راشدین جن کے بارے میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے۔

''عَلَیکُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ. الحدیث.'' (۳)

ترجمہ: ''میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین کی سنت کو جو ہدایت

---

(۱) اہل سنت والجماعت: ص ۱۰

(۲) در المنثور: ۲/۶۳

(۳) ابوداؤد: ۲/۲۷۹، ترمذي: ۳۸۳، ابن ماجه: ص ۵، دارمي: ۲/۶، مسند احمد: ۴/۲۷ ۔

یافتہ ہیں ان کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ کر رکھو۔"

اور پھر اس کے بعد اہل سنت والجماعت ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ علیہم کو حق تسلیم کرتے ہوئے کسی ایک کی مسائل میں اتباع کو ضروری قرار دیتے ہیں نیز اہل سنت والجماعت کے نزدیک ادلہ شرعیہ چار ہیں۔ ان چاروں کو ہی ماننا ہے۔ ① قرآن ② حدیث ③ اجماع امت (جس پر اتفاق ہو چکا ہے)۔ ④ قیاس (کہ بعض فقہی مسائل کے حل موجود نہیں ہیں تو جن کا حل موجود ہے اس کی علت دیکھ کر اس پر بھی وہی حکم لگا دیتے ہیں)۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فَاِنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ تَتَضَمَّنُ النَّصَّ وَالْجَمَاعَةَ تَتَضَمَّنُ الْإِجْمَاعَ فَاَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ هُمُ الْمُتَّبِعُوْنَ لِلنَّصِّ وَالْإِجْمَاعِ" (۱)

ترجمہ: "یعنی اہل سنت میں سنت سے مراد نص ہے یعنی کتاب و سنت ہے اور جماعت سے مراد اجماع ہے، پس اہل سنت والجماعت نص اور اجماع کی اتباع کرتے ہیں۔"

ائمہ اربعہ کا اتفاق صحابہ کے اتفاق پر مبنی ہیں اور ائمہ اربعہ کا اختلاف، صحابہ کے اختلاف پر مبنی ہیں۔ اور جن مسائل میں صحابہ اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے ان سے اختلاف کرنا بھی اجماع سے نکلنا ہے اور جن مسائل میں ائمہ اربعہ میں اختلاف ہے ان میں کوئی نیا اختلاف پیدا کرنا بھی اجماع کے خلاف ہے اور جو ان سے خارج ہیں وہ اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہیں۔ (۲)

اسی کو بعض روایات میں سواد اعظم کہا گیا ہے اور اسی سواد اعظم کی ہی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

---

(۱) منہاج السنۃ: ۳/ ۲۷۲

(۲) عقد الجید

روایت سے معلوم ہوتا ہے:

❶ "عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْمَعُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ عَلَي الضَّلَالَةِ اَبَدًا وَ يَدُاللّٰهِ عَلَي الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ" [1]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور فرمایا اللہ کی مدد جماعت پر ہوتی ہے لہٰذا تم امت کے سواد اعظم کا (یعنی بڑی جماعت کا) اتباع کرو اور جو اس سے الگ رہے گا الگ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

❷ "حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَمْرِوبْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ اُمَّتِيْ عَلَي ضَلَالَةٍ اَبَدًا وَ يَدُاللّٰهِ عَلَي الْجَمَاعَةِ هٰكَذَا، فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ." [2]

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کی مدد اسی جماعت پر آتی ہے۔ لہٰذا تم امت کے سواد اعظم (بڑی جماعت) کا اتباع کرو جو اس سے الگ ہو گا اسے الگ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

اسی طرح حاکم نے ایک تیسری روایت بھی نقل کی ہے:

❸ "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ

(۱) الحاكم في المستدرك: ۱/ ۲۰۰

(۲) المستدرك للحاكم: ۱/ ۲۰۱

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَوْ قَالَ اُمَّتِيْ عَلَي الضَّلَالَةِ اَبَدًا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ." (۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یا یہ فرمایا کہ میری امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرینگے، اور تم سب سے بڑی جماعت (یعنی سواد اعظم) کی اتباع کرو، جو اس سے الگ ہو گا اسے الگ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

۴ "عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِيْ لَا تَجْتَمِعُ عَلَي الضَّلَالَةِ فَاِذَا رَاَيْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ." (۲)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی جب تم اختلاف کو دیکھو تو اپنے آپ کو سواد اعظم کے ساتھ لازم کرلو۔"

فرقہ ناجیہ کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

"اَقُوْلُ: اَلْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمُ الْاٰخِذُوْنَ فِي الْعَقِيْدَةِ وَالْعَمَلِ بِمَا ظَهَرَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَجَرِيْ عَلَيْهِ جمهورُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ الخ" (۳)

ترجمہ: "میں کہتا ہوں کہ نجات حاصل کرنے والا فرقہ وہی ہے جو

(۱) المستدرک للحاکم: ۱/۲۰۱

(۲) ابن ماجہ: ص ۲۸۳

(۳) حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۱۷۰

عقیدہ اور عمل دونوں میں اس چیز کو لیتا ہے جو کتاب اور سنت سے ظاہر ہو اور جمہور صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر عمل ہو۔"

فرقہ غیر ناجیہ کے بارے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

"وَغَيْرُ النَّاجِيَةِ كُلُّ فِرْقَةٍ إِنْحَلَّتْ عَقِيدَةً خِلَافَ عَقِيدَةِ السَّلَفِ اَوْ عَمَلاً دُوْنَ أَعْمَالِهِمْ الخ". [1]

ترجمہ: "اور غیر ناجی فرقہ وہ ہے جس نے سلف یعنی صحابہ اور تابعین کے عقیدہ اور ان کے عمل کے خلاف کوئی عقیدہ اور عمل اپنالیا ہو۔"

اسی طرح شرح العقائد میں لکھا ہے:

"قَالَ فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسفِيَّةِ فَبُهِتَ الْجُبَّائِي وَتَرَكَ الْاَشْعَرِيُّ مَذْهَبَه فَاشْتَغَلَ هُوَ وَمَنْ تَبِعَهٗ بِإِبْطَالِ رَأْيِ الْمُعْتَزِلَةِ وَ إِثْبَاتِ مَاوَرَدَبِه السُّنَّةُ وَمَضٰي عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ." [2]

ترجمہ: "شرح عقائد میں کہا ہے کہ "جبائی لاجواب ہو گیا اور اشعری نے ان کا مذہب چھوڑدیا، پھر وہ اور ان کے متبعین، معتزلہ کی رائے کو باطل کرنے میں اور اُس عقیدہ کو ثابت کرنے میں مشغول ہو گئے، جس کے ساتھ سنت وارد ہوئی ہے اور جس پر صحابہ کرام چلے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو عقائد واحکام میں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسلک پر ہوں اور قرآن کے ساتھ سنت نبویہ کو بھی صحیح مانتے ہوں اور اس پر عمل کرتے ہوں۔"

مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مراد آباد (ہند) فرماتے

(۱) حجة الله البالغة: ۱/ ۱۷۰

(۲) حاشية الخيالي علي شرح العقائد: ص۱۹

ہیں کہ ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی سوادِ اعظم جمہور امت کے ساتھ رہے اور یہ بات ائمہ اربعہ کے متبعین میں ہی پائی جاتی ہے کہ ہر دور میں بڑے سے بڑے علماء، مشائخ مقلد ہی تھے۔ اور پھر اس کے بعد غور کیا جائے تو سوادِ اعظم کا مسلکِ دیوبندی پر اطلاق ہوتا ہے کہ علماء و مشائخ کی بڑی تعداد اس مکتب فکر میں ہے ان سب کو اہل سنت والجماعت کہا جائے گا۔[۱]

اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات

اس سلسلہ میں علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان عقائد کی بنیاد دو باتوں میں جمع ہیں۔

❶ داعی اسلام ﷺ نے جو عقائد و اعمال امت کو تلقین اور تعلیم دیئے ہیں ان پر ہی جما جائے۔

❷ خدا کی ذات اور صفات سے متعلق قرآن نے جو کچھ بیان کیا یا آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے یا جس مسئلہ کی قرآن نے جو تشریح کی صرف اسی پر ایمان لانا واجب ہے اپنی عقل و قیاس و استنباط سے نصوص کی روشنی کے بغیر اس کی تشریح و تفسیر صحیح نہیں، اور نہ اس پر ایمان لانا اسلام کی صحت کے لئے ضروری ہے بلکہ ممکن ہے کہ وہ گمراہی اور ضلالت کا موجب ہو۔[۲]

نیز فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے عقائد کا سب سے مختصر مضمون تو یہ ہے:

''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.''

ترجمہ: ''میں (زبان اور دل سے) گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

اس شہادت کے فقرۂ اُولیٰ کو شہادتِ توحید، اور فقرۂ ثانی کو شہادتِ رسالت

---

(۱) غیر مقلدین کے اعتراضات کے ۵۶ جوابات: ۱/ ۲۵۳

(۲) اهل السنة والجماعة: ص ٤٧، ٤٨

کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ بندہ جب اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں مانتا، اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول دل وجان سے تسلیم کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ پر جس قدر احکام نازل ہوئے، ان سب کو وہ مانتا ہے۔

لیکن اس اجمال کے بعد مزید تفصیل کوئی چاہتا ہے، تو وہ یہ ہے:

"اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰي وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ."

ترجمہ: "میں ایمان لایا ہوں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر، اور اس بات پر کہ جو اچھا یا برا ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے، اور مرنے کے بعد اٹھنے پر۔"

بندہ جب رسولوں اور کتابوں پر ایمان لایا تو سارے صحیح عقیدے اور اللہ تعالیٰ کے سارے احکام ان میں داخل ہو گئے، لیکن چونکہ یہ بھی مجمل ہیں، اس لئے علماء محققین نے ان امور کو جن کو خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے، کتاب وسنت سے لے کر یکجا کر دیا ہے، تاکہ ہر مسلمان ان کو خوب سمجھ کر مان لے، تاکہ اس کے مطابق اس کے دین کے سارے کام درست ہو جائیں۔

اوّل ایمان باللہ

سب سے پہلا اور سب سے اہم بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ان صفات کے ساتھ مانیں جن کو اللہ اور رسول نے بتایا ہے، یعنی ہم یہ دل سے مانیں اور زبان سے اقرار کریں کہ اللہ ایک ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ کسی کا محتاج نہیں، اور ساری چیزیں اس کی محتاج ہیں، اس کی تمام صفتیں اچھی ہیں اور وہ ہر برائی سے پاک

ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ سنتا اور دیکھتا ہے، وہ چھپی اور کھلی ہر شے کا علم رکھتا ہے، اس کو موت نہیں آتی، اس کو نیند نہیں آتی، دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں پہلے ناپید تھیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے اور مشیت سے ان کو پیدا کیا اور وہ جب چاہے ان کو فنا کردے وہ کلام کرتا ہے، اس کا کوئی ساجھی اور ساتھی نہیں، اس جیسا کوئی نہیں، نہ اس کے ماں اور باپ ہیں، اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، وہ ان سارے جسمانی رشتوں سے پاک ہے، وہ ساری دنیا کا بادشاہ ہے، اس کے حکم سے کوئی باہر نہیں، نہ اس کی قدرت سے کوئی چیز خارج ہے، وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، وہی پیدا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے اور وہی عزت والا ہے، بڑائی اور عظمت اور کبریائی والا ہے، گناہوں کا بخشنے والا ہے، زبردست ہے بہت دینے والا ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کی روزی چاہے تنگ کرے، جس کی چاہے فراخ کرے، جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے، جس کو چاہے پست کرے، جس کو چاہے بلند کرے۔

صفات: خالق تعالیٰ میں مخلوق کی سی کوئی صفت نہیں پائی جاتی، اور نہ خالق تعالیٰ کی سی کوئی صفت مخلوق میں پائی جاتی ہے، قرآن اور حدیث میں بعض جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے ایسی باتوں کی وضاحت مطلوب ہے؟ تو یا تو ان کے معنی کو اللہ کے سپرد کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے ہوئے ایمان اور یقین کرلیں، اور یہی بہتر ہے، یا پھر کچھ مناسب معنی اس کے لگائے جائیں، جس سے وہ سمجھ میں آجائے، جیسا کہ علمائے متاخرین نے اختیار کیا ہے۔

ایمان بالقدر

عالم میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے، تقدیر اسی کا نام ہے۔

جبر و قدر: بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا، جس سے وہ گناہ اور ثواب کا کام

اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔ مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے، گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔

تکلیف مالایطاق: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو کسی ایسے کام کے کرنے کا حکم نہیں کیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

عدم وجوب اصلح: کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔

ایمان بالرسالت

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو سمجھانے اور سیدھی راہ بتانے کو بہت سے پیغمبر بھیجے، ان پیغمبروں کو خدا نے اپنے ارادہ اور پسند سے برگزیدہ کیا۔ وہ سب گناہوں سے پاک ہیں ان آنے والے پیغمبروں کی پوری گنتی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

معجزات

معجزات: ان کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں سے ایسی مشکل باتیں کرائیں، جو اور لوگ نہیں کر سکتے، ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ اپنی ہدایتوں، تعلیموں اور حکموں پر مطلع فرمایا اور ان پیغمبروں نے ان کو سن کر اپنے زمانہ کے لوگوں تک پہنچایا، اس کو وحی کہتے ہیں۔

ان پیغمبروں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور باقی درمیان میں، محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا شخص نبوت پر سرفراز ہو کر نہیں آئے گا، اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے نبوت ورسالت کا منصب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ختم ہو گیا، قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے سب کے آپ ہی پیغمبر ہیں۔ ہاں پیغمبروں میں سے بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے سب میں زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کا ہے۔

معراج: ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس تک، اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر، اور وہاں سے جہاں تک منظور ہوا پہنچایا۔ اور پھر واپس مکہ میں پہنچادیا، اس کو معراج کہتے ہیں۔

ایمان بالملائکہ

اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کرکے ان کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کیا ہے۔ ان کو فرشتہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر عالم کے بہت سے کام اپنے ارادہ اور مشیت سے کسی مصلحت سے ان کے سپرد کئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاتے ہیں، اور اپنے سپرد شدہ کاموں کی انجام دہی میں کبھی سرتابی یانافرمانی نہیں کرتے، وہ نہ انسانوں کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں، اور نہ انسانوں کی طرح مرد اور عورت ہیں۔

شیاطین وجنات: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات آگ سے پیدا کیں ہیں اور ان کو ہماری نظروں سے پوشیدہ کیا ہے، ان کو جن کہتے ہیں، ان میں نیک وبد سب طرح کے ہوتے ہیں، ان کی اولاد بھی ہوتی ہے، ان سب میں سب سے زیادہ مشہور شریر ابلیس یاشیطان ہے، جو لوگوں کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے اور ان کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔

اولیاء: مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پوری طرح چلتا ہے، اور محمد رسول اللہ ﷺ کے طور طریقہ پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھتے ہیں، ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔

کرامت: ایسے شخص کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بعض ایسی باتیں ظاہر کرتا ہے، جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں، تو ایسی باتوں کو کرامت کہتے ہیں، ولی خواہ کتناہی بڑا ہوجائے مگر نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، وہ خدا کا کیساہی پیاراہوجائے مگر جب تک اس کے ہوش وحواس درست ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے، نماز، روزہ اور کوئی فرض

عبادت معاف نہیں ہوتی، اور جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لئے درست نہیں ہو جاتیں۔ جو شخص شرع کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست یا ولی نہیں ہو سکتا۔

کشف اولیاء: اولیائے الٰہی کو بھید کی بعض باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں، ان میں جو شرع کے موافق ہو وہ قبول ہے، اور اگر خلاف ہے تو رد ہے۔

بدعت: اللہ اور رسول ﷺ نے دین کی سب ضروری باتیں قرآن وحدیث میں بندوں کو بتادی ہیں، اب دین میں کوئی نئی بات نکالنا جو دین میں نہیں، درست نہیں، ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں، بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

اجتہاد: دین کی بعض ایسی باتیں جو صریحاً قرآن وحدیث میں بعینہٖ مذکور نہیں ہیں۔ دین کے بڑے بڑے عالموں نے جن کو قرآن وحدیث کے علم میں کمال تھا، اپنے علم وفہم کے زور سے قرآن وحدیث سے نکال کر بیان کی ہیں، وہ بدعت نہیں ہیں، ایسے عالموں کو مجتہد کہتے ہیں۔ جن میں سے چار مشہور ہیں: ① امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ② امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ③ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ④ امام احمدؒ بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

ایمان بالکتاب

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر مختلف زبانوں میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں اتاریں، جن میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعہ سے ان کی امتوں کو اپنے احکام اور ہدایات سے مطلع فرمایا۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں: ① تورات: جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، ② زبورؔ: جو حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی، ③ انجیل: جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، ④ اور قرآن مجید، جو ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو ملی۔ یہ قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ اب اس کے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی، اس کتاب کی کسی ادنیٰ بات کے بھی انکار کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، قیامت تک قرآن کا حکم چلتا رہے گا، دوسری آسمانی کتابوں میں گمراہ لوگوں نے

بہت کچھ بدل ڈالا، مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

صحابی

ہمارے پیغمبر ﷺ کو جس مسلمان نے دیکھا اس کو صحابی کہتے ہیں، ان کی اعلیٰ قدر مراتب بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں، ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہئے، اگر کوئی لڑائی جھگڑا ان کا سننے میں آئے تو اس کو ان کی بھول چوک سمجھے، برائی نہ کرے، ان سب میں بڑھ کر چار صحابی ہیں، ① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر ﷺ کے بعد ان کی جگہ پر بیٹھے، اور دین کا بندوبست کیا۔ اس لئے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں۔ تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں، ان کے بعد، ② حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ دوسرے خلیفہ ہیں، ③ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد ④ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

اہل بیت

پیغمبر ﷺ کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں، اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے اور بیویوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے، رسول اللہ ﷺ کی بیبیاں تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اسی لئے ان کا احترام کریں، اور اہل بیت سے محبت رکھیں۔

کفر کی بعض باتیں

ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے، اور عمل سے ظاہر کرے، اور اللہ ورسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا، یا اس کو

جھٹلانا، یا اس میں عیب نکالنا، یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

قرآن وحدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا، اور اینچ پیچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے، گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھے اس سے ایمان نہیں جاتا، البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا، یا اس کی رحمت سے مایوس ہو جانا کفر ہے۔ کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کرنا کفر ہے، البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف والہام سے، اور عام لوگوں کو استدراج اور ارہاص نشانیوں سے کوئی بات معلوم ہو سکتی ہے، کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے، ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پہ لعنت، جھوٹوں پر لعنت، مگر جن کا نام لے کر اللہ ورسول ﷺ نے لعنت کی ہے یا ان کے کفر کی خبر دی ہے، ان کو کافر وملعون کہنا گناہ نہیں ہے، گناہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا، صرف گنہگار ہوتا ہے، ایسا شخص اگر توبہ کرے، اور اللہ تعالیٰ سے حضور دل سے معافی چاہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما سکتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو توبہ کئے بغیر بھی وہ معاف کر سکتے ہیں۔

پچھلے دن پر ایمان

اس سے یہ مقصد ہے کہ موت کے بعد سے لے کر قیامت تک اور قیامت کے بعد جنت اور دوزخ کے جو احوال اور واقعات قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دل سے ان کو صحیح یقین کرے اور زبان سے ان کا اقرار کرے، ان میں کسی ایسے واقعہ کا انکار جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کفر ہے، اور اس میں ایسا اینچ پیچ کر کے مطلب نکالنا جو عبارت کے صاف و صریح مطلب کے خلاف ہو بد دینی ہے۔

جس وقت انسان پر موت کے آثار طاری ہوتے ہیں۔ اس پر برزخ کے احوال

منکشف ہونے لگتے ہیں، اب یہ توبہ کا وقت نہیں، اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔ موت جس کے مقرر فرشتے مردہ کے جسم سے روح نکالتے ہیں، نیک لوگوں کی آسانی سے نکلتی ہے۔ اور برے لوگوں کی بڑی سختی اور تکلیف سے نکلتی ہے، اور اسی وقت سے جزا اور سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔

جب آدمی مرجاتا ہے اگر دفن کیا جائے تو دفنانے کے بعد اور اگر دفن نہ کیا جائے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کون ہیں؟ اگر وہ ایمان والا ہو تو ٹھیک ٹھاک جواب دیتا ہے، پھر اس کے لئے سب طرح کا چین ہے اور فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ آرام کی نیند سو جا۔ اور اگر وہ مردہ ایمان سے محروم ہو تو وہ ہر سوال کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ مجھے خبر نہیں، تو پھر اس کے ساتھ سختی اور سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔

بعض کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف فرما دیتا ہے مگر یہ باتیں مردے کو معلوم ہوتی ہیں ہم لوگ نہیں دیکھ سکتے، جیسا کہ سوتا ہوا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے، اور آرام اور تکلیف اٹھاتا ہے، اور اس کے پاس بیٹھا ہوا دوسرا جاگتا آدمی اس سے بالکل بے خبر رہتا ہے؟ مردے کے لئے دعا کرنے سے یا کچھ خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے، اور اس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔

خدا اور رسول نے قیامت کی جتنی نشانیاں بتائی ہیں، سب ضرور ہونے والی ہیں، امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے، اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے، کانا دجال نکلے گا، اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اور اس کے مار ڈالنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج دو زبردست قومیں ہیں، وہ تمام روئے زمین پر پھیل پڑیں گی، اور فساد برپا کریں گی، پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہوں گی، ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا، اور آدمیوں سے باتیں کرے گا، آفتاب مغرب کی طرف سے نکلے گا، اور قرآن اٹھ جائے گا، اور

چند روز میں تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے، اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی، کوئی اللہ کا نام لیوا باقی نہیں رہے گا اور بہت سی باتیں ہوں گی، جب ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی تب قیامت شروع ہو گی۔

قیامت

ایک فرشتہ جس کا نام اسرافیل علیہ السلام ہے خدا کے حکم سے صور پھونکے گا۔ جس سے تمام زمین وآسمان اور آفتاب اور تارے اور پہاڑ سب ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، تمام مخلوقات مرجائیں گی، اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کو بچانا منظور ہو گا، ان کو بچالیں گے، ایک مدت اسی کیفیت پر گذر جائے گی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا کہ تمام عالم دوبارہ پیدا ہو، دوسری بار صور پھونکا جائے گا، اس سے پھر سارا عالم موجود ہو جائے گا، مردے زندہ ہو جائیں گے، اور قیامت کے دن میدان میں سب اکٹھے ہو جائیں گے، اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے۔ سب بھلے برے عمل لئے جائیں گے، ان کا حساب ہو گا، اعمال تولے جائیں گے، جن کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا وہ جنت میں جائیں گے، جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی، وہ اعراف پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ جو چاہے گا ان کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ اور جن کی بدیاں بھاری ہو جائے گی جہنم میں جائیں گے، مسلمانوں کی شفاعت ہو گی اور کافر ابد الآباد تک جہنم میں رہیں گے، نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھوں میں اور بروں کا نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیا جائے گا۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے، جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہو گا، لوگوں کو پل صراط سے چلنا ہو گا جو نیک لوگ ہوں گے وہ اس پار سے اُس پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے، اور جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

دوزخ

پیدا ہوچکی ہے، اور اس کے سات طبقات ہیں۔ اور اس میں سانپ، بچھو، آگ اور طرح طرح کا عذاب ہے، دوزخیوں میں جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال بد کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش کے بعد حسبِ مشیت الٰہی بہشت میں داخل ہوں گے، خواہ وہ کتنے ہی بڑے گناہ گار ہوں اور جو کافر و مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔

شفاعت

انبیاء علیہم السلام اور بزرگ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ان گنہگار مؤمنوں کے حق میں جن کے باب میں مشیت الٰہی کا اشارہ ہوگا، شفاعت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائیں گے۔

بہشت

پیدا ہوچکی ہے، اور اس کے آٹھ طبقات ہیں۔ اور اس میں باغ، نہریں، میوے عالی شان مکانات، سایہ دار درخت، اور طرح طرح کے ایسے چین اور نعمتیں ہیں۔ جن کا تصور بھی دنیا میں نہیں ہوسکتا، اور یہ سب نعمتیں لازوال ہوں گی، یعنی نہ اللہ تعالیٰ ان کو چھینیں گے، نہ وہ فنا ہوں گی، بہشتیوں کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوگی، وہاں ان کو نہ کسی کا غم ہوگا اور نہ خوف، اور نہ موت آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کردے، اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔

جن لوگوں کے نام لے کر اللہ ورسول نے بہشتی ہونا بتادیا، ان کے سوا کسی کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم ہم نہیں لگاسکتے، البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنا ضروری ہے، بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ

تعالیٰ کی رضامندی کا حصول، اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کی نعمت ہے جو بہشتیوں کو بہشت میں نصیب ہوگی، جس کے سامنے تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

دنیا میں جاگتے ہوئے ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، عمر بھر گو کیسا ہی بھلا برا ہو، مگر جس حالت میں موت آئے اور جس حالت پر خاتمہ ہو۔ اس کے موافق جزا اور سزا ہوگی۔[1]

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ.

(۱) اھل سنت والجماعت: ص ۸۲ تا ۹۶

فرقہ روافض

فرقہ روافض کا پس منظر

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتداء دور خلافت تک تمام امت متحد و متفق تھی پھر آہستہ آہستہ انتشار آنا شروع ہوا۔ اس انتشار پھیلانے والوں میں سے ایک یہودی عالم عبد اللہ بن سباء بھی تھا۔ اس نے ابتدا میں یہ کہنا شروع کیا کہ آپ ﷺ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مگر حجاز، شام اور عراق والوں نے بالکل اس کی بات کو نہ مانا اس کے بعد وہ شخص مصر چلا گیا۔ وہاں اس نے یہ باتیں کہنا شروع کیں اور ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں غلو اور مبالغہ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس نے یہی بات لوگوں کے ذہن میں ڈالی کہ آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے مستحق تھے مگر ان کو یہ حق نہیں دیا گیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مختلف شکایات شروع کر دیں یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت ہو گئی۔ اور پھر اسی انتشار میں جنگ جمل اور جنگ صفین ہوئی اور ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اور آخر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔

یہودی عبد اللہ بن سبا کی شروع کردہ تحریک میں ایک طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں مبالغہ اور دوسری طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض اور ساتھ ساتھ یہ نظریہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ان کی اولاد خلافت کے مستحق ہے۔ نیز یہ کہ حضور کے بعد امامت کا سلسلہ ہے تا کہ امت کی رہنمائی ہوتی رہے اور پھر آہستہ آہستہ یہ تمام نظریات زور پکڑتے گئے۔ پھر اسی گروہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے

حضرت زین العابدین کو (چوتھا) امام تسلیم کر لیا۔ اور حضرت زین العابدین کے انتقال کے بعد محمد باقر کو (پانچواں) امام تسلیم کیا اس کے بعد ان کے بیٹے حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (چھٹا) امام کہا گیا اس کے بعد حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین میں اختلاف پیدا ہوا ابتدا میں حضرت جعفر صادق نے اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنا جانشین بنایا مگر جب وہ حضرت جعفر صادق کی زندگی میں انتقال کر گئے تو انہوں نے دوسرے بیٹے حضرت موسیٰ کاظم کو اپنا جانشین بنایا۔

ایک گروہ نے کہا کہ اصل جانشین حضرت اسماعیل ہی ہیں تو یہ امامت کا سلسلہ ان میں ہی چلے گا تو ان کے بیٹے حضرت محمد اسماعیل کو انہوں نے امام تسلیم کر لیا تو اب یہ حضرت اسماعیل کی نسبت سے اسماعیلی کہلائے اور دوسرے گروہ نے کہا کہ امام حضرت جعفر صادق نے حضرت موسیٰ کاظم کو جانشین بنایا تو وہ اصل جانشین ہوئے تو اب یہ موسویہ کہلاتے ہیں۔

اور پھر یہ موسی کاظم کی اولاد میں امامت کے قائل ہوئے اور ان کے بعد ان کے بیٹے علی رضا آٹھویں امام اور پھر محمد تقی نویں امام اور حضرت علی نقی دسویں امام اور پھر حسن عسکری یہ گیارہویں امام بنے۔ اور بارہواں امام حضرت مہدی یہ غائب ہیں۔ قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے ان بارہ اماموں کی وجہ سے ان کو اثنا عشریہ کہا جاتا ہے۔

شیعہ فرقہ کے بانی عبداللہ بن سبا یہودی کے حالات

عبداللہ بن سبا یہودی یمن کے دارالحکومت صنعاء کا رہنے والا تھا۔ والدہ کا نام جشن تھا اس کا باپ سازش، منصوبہ بندی اور پروپیگنڈہ میں اپنی مثال آپ تھا۔ یہ ابتداء میں یمن میں تھا مگر بعد میں مدینہ منورہ میں آگیا اور پھر اس نے سیاسی اور مذہبی دونوں طرح سے اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔

اس سلسلہ میں صاحب کشف الحقائق فرماتے ہیں:

"سیاسی محاذ اس طرح قائم کیا کہ مصر کے امیر، امیر حسین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے عاملین کے خلاف جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے عوام کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت وعداوت کے جذبات اس طرح مشتعل کئے کہ انہیں معزول کر دیا گیا۔ نظام حکومت مملکت کے اس اضمحلال کے بعد اسلامی سلطنت کمزور ہوتی گئی، مسلمانوں میں باہمی انتشار وتفرقہ پیدا ہو گیا۔ مذہبی محاذ اس طرح قائم کیا کہ سیدھے سیدھے دین فطرت کے صاف اور واضح عقیدوں میں تبدیلی کی جائے۔ توحید اور رسالت پر حملہ کیا جائے۔ اسلام کے بنیادی حقائق کو مسخ کر کے عوام کو گمراہ کیا جائے اس طرح مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کی جائے۔ اور ان میں اعتقادی تفرقہ ڈال کر فرقہ بندی کا بیج بویا جائے۔ تاکہ یہ علیحدہ علیحدہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ جائیں۔"(۱)

اس طرح عبداللہ بن سبا نے یہ کام بصرہ میں شروع کیا پھر کوفہ میں اور پھر مصر میں یہ کام شروع کیا۔(۲)

---

(۱) کشف الحقائق: ۲۷

(۲) طبري ابن جرير: ۳۷۸/۳

آہستہ آہستہ یہ پھیلتے چلے گئے اور پھر یہ ایک فرقہ بن کر روئے زمین پر ابھرا۔

اس کی سوچ انقلابی تھی، جس کی وجہ سے اس کو کئی بار کوفہ، دمشق میں جلاوطنی کے دن گذارنے پڑے، آخر میں اس نے مصر میں سکونت اختیار کی وہاں سے اس نے اسلام کے خلاف نظریاتی جنگ شروع کردی۔ اور اس نے اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی کریم ﷺ بھی واپس آئیں گے، اور حضرت علی نبی کریم ﷺ کے وصی تھے۔ جن سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت چھین لی تھی۔ اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے۔

نیز ابن سباء نے ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لئے اہل مصر کو امادہ کیا تھا۔

کتاب الملل والنحل میں امام شہرستانی لکھتے ہیں کہ ابن سباء اور اس کی جماعت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کہنا شروع کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مدائن میں قید کردیا۔ اور اس نے حضرت علی کی شہادت کے بعد کہنا شروع کیا کہ حضرت علی شہید نہیں ہوئے بلکہ وہ تو نور الٰہی کے حصہ تھے۔ وہ تو بادلوں میں زندگی گذار رہے ہیں۔

بادلوں کی گرج یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارات ہے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چمک ان کا کوڑا ہے، وہ جب زمین میں دوبارہ آئیں گے تو دنیا کے مظالم کا خاتمہ کر کے عدل وانصاف کا بول بالا کریں گے۔ (۱)

وفات: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے بعد اس کا انتقال ہوا۔

(۱) الملل والنحل: ۱/ ۲۰۴، ۲۰۵

فرقہ شیعہ کے نظریات وعقائد

اہل سنت والجماعت کا فرقہ شیعہ سے اختلاف تو بہت سی چیزوں میں ہے۔ مگر چند اختلاف بنیادی یہ ہیں:

❶ قرآن مجید کو اصل نہ ماننا۔

❷ امامت کا درجہ نبوت سے بڑھ کر ہے۔

❸ نبی کریم ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد چار صحابہ کے سوا (معاذ اللہ) سب مرتد ہو گئے تھے۔

❹ کلمہ طیبہ میں تبدیلی۔

❺ متعہ (زنا) جائز ہے بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔

❻ عقیدہ رجعت پر ایمان لانا بھی واجب ہے۔

نوٹ: اس کے علاوہ اور بھی کئی عقائد اور نظریات میں فرقہ شیعہ کا اہل سنت والجماعت سے اختلاف ہے، مگر بنیادی نظریات وعقائد یہی ہیں جو اوپر گزرے۔

فرقہ شیعہ کے نظریات وعقائد اور قرآن وحدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

قرآن کے بارے میں

اس بارے میں شیعہ کتابوں میں مختلف باتیں ملتی ہے، اور وہ سب اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہے۔ تقریبا دو ہزار روایات کتب شیعہ میں ایسی موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن بدلا ہوا ہے۔ اور وہ روایات صحیح ہیں، انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔[1]

مثلاً: جو قرآن جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ پر لے کر نازل ہوئے تھے اس میں تیرہ ہزار آیتیں تھیں۔[2]

- .... اصل قرآن سے محبت سابقہ ساقط کر دیا گیا ہے۔[3]
- .... قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا نے نہیں کہی۔[4]
- .... موجودہ قرآن کو اولیاء الدین کے دشمنوں نے جمع کیا ہے۔[5]
- .... موجودہ قرآن کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔[6]
- .... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام قرآن میں کئی مقامات سے نکال دیا گیا ہے۔[7]

---

(۱) اصول کافي: ٦٧١ بحواله بينات، ٥٦، اصول كافي: ٢/٤١٤

(۲) اصول كافي: ٦٧١

(۳) صافي شرح اصول كافي

(۴) احتجاج طبري: ص ٢٧

(۵) احتجاج طبري: ٣٠

(۶) فصل الخطاب: ٣٠

(۷) ديباچه تفسير صافي: ٧٥

○ .... اسی طرح سیّد نعمت اللہ الموسوی الجزائری نے لکھا ہے:

"قرآن جس طرح نازل ہوا تھا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق صرف امیر المؤمنین علیہ السلام نے آپ کے وفات کے بعد چھ مہینے مشغول رہ کر جمع کیا تھا۔ جمع کرنے کے بعد اسے لے کر ان لوگوں کے پاس آئے جو آپ ﷺ کے بعد خلیفہ بن گئے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی کتاب جس طرح نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے۔ پس ان میں سے عمر بن خطاب نے کہا:

ہم کو تمہاری اور تمہارے اس قرآن کی ضرورت نہیں تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد اس کو نہ تم دیکھ سکو گے اور نہ کوئی اور دیکھ سکے گا، جب تک میرے بیٹے مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو گا۔ اس قرآن میں بہت سی زیادات ہیں اور یہ تحریف سے خالی ہے.... جب مہدی ظاہر ہوں گے تو موجودہ قرآن آسمان کی طرف اٹھالیا جائے گا۔ اور وہ اس قرآن کو نکال کر پیش کریں گے، جس کو امیر المؤمنین نے جمع کیا تھا۔[1]

جواب: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ قرآن کے بارے میں یہ ہے کہ یہ ایسی مقدس کتاب ہے کہ جس طرح نازل ہوئی آج تک اس میں ایک حرف کی بھی زیادتی نہیں ہوئی۔ اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ بالاتفاق اسلام سے خارج ہے۔[2]

---

(۱) انوار النعمانیہ: ۳/۳۵۷

(۲) مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید ہو گا:

❶ اضافہ تحریف قرآن از مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

❷ شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم: از مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

❸ ایمان بالقرآن کامل .... مولانا اللہ یار خان۔

❹ تاریخی دستاویز .... مولانا ضیاء الرحمن فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ

❺ شیعہ اور قرآن .... نامعلوم مرتب

❻ اقامۃ البرھان علی ان الشیعۃ اعداء القرآن: از مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❼ نہایۃ الخسران لمن ترك القرآن: از مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❽ تنبیہ: از مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

دوسرا عقیدہ

امامت کا درجہ نبوت سے بڑھ کر ہے

امامت کا درجہ نبوت سے بڑھ کر ہے اس عقیدہ کے بارے میں بھی کتب شیعہ میں مختلف باتیں لکھی ہیں اور وہ سب اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہیں۔

مثلاً: خمینی نے لکھا ہے:

"ہمارے مذہب کی ضروریات یعنی بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے اماموں کا وہ مقام ہے کہ اس تک کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔" (۱)

باقر مجلسی تحریر کرتے ہیں:

"ان ائمہ کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے۔" (۲)

"امام معصوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و توفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اللہ ان کو سیدھا رکھتا ہے۔ وہ غلطی، بھول چوک اور لغزش سے محفوظ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معصومیت کی اس نعمت کے ساتھ اس کو مخصوص رکھتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر اس کی حجت ہو اور اس کی مخلوق پر شاہد ہو۔" (۳)

نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے ان کے بعد حسن امام تھے ان کے بعد حسین امام تھے ان کے بعد .... جو اس بات کا انکار کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معرفت کا انکار کیا ہے۔ (۴)

---

❾ شیعہ کی ترتیب قرآن کی حقیقت: از مولانا ابو معاویہ نور حسین عارف صاحب

(۱) الحكومة الاسلاميه: ص ۵۲

(۲) حيات القلوب: (باقر مجلسي) ۳/ ۲۰۱

(۳) اصول الكافي: ص ۱۲۱

(۴) اصول الكافي: ص ۱۰۶

غلام حسین نجفی نے لکھا ہے:

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت بعد النبی کا منکر کافر ہے۔"[1]

(اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں امامت کے بارے میں موجود ہیں)

جواب: مسئلہ اِمامت کے بارے میں اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ بھی کفر ہے۔

اس مسئلہ میں استاد محترم مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ فتویٰ تحریر فرماتے ہیں۔[2]

دور صحابہ سے آج تک امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہو گا لہذا خصوصیات نبوت وحی شریعت وعصمت وغیرہ قیامت تک بند ہیں۔

مگر یہ شیعہ لوگ اگرچہ برملا عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کی جرأت نہیں کرتے مگر درپردہ یہ لوگ اجراء نبوت کے قائل ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ امامت انکار ختم نبوت کو مستلزم ہے لہذا یہ لوگ درحقیقت تقیہ کی وجہ سے اپنے اماموں کے لئے نبی کے استعمال کرنے سے تو گریز کرتے ہیں مگر درحقیقت یہ لوگ اپنے ائمہ کے لئے خصوصیات نبوت ثابت کرتے ہیں یعنی اپنے ائمہ کو منصوص اور خدا مفہوم اور ان کے پاس وحی وشریعت آنے کے قائل ہیں نیز ان کو احکام شریعت کو منسوخ کرنے کا اختیار بھی دیتے ہیں بلکہ روح اللہ خمینی کی تحریر کے مطابق ان کے ائمہ درجۂ الوہیت تک پہنچے ہوئے ہیں یہ تو سراسر کفر وشرک ہے روح اللہ خمینی نے اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں خامہ فرسائی کی ہے کہ:

---

(۱) تحفۂ حنفیہ: ص ۱۷ (غلام حسین نجفی) مزید وضاحت شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم۔ اور تاریخی دستاویز وغیرہ کتب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جس میں تمام اصل کتب کے عکس ہے، سرورق کتاب کے درج ہیں۔

(۲) اس فتویٰ پر تمام دنیا کے علماء نے تصدیق وتوثیق فرمائی تھی۔

"فَاِنَّ الْاِمَامَ مَقَامٌ مَحْمُوْدٌ اَوْ دَرَجَةٌ سِيَاسِيَةٌ وَخِلَافَةٌ تَكْوِيْنِيَّةٌ يَخْضَعُ لِوِلَايَتِهَا وَسَيْطَرَتِهَا جَمِيْعُ وَارِثِ هٰذَا الْكَوْنِ وَ اِنَّ مِنْ ضَرُوْرِيَّاتِ مَذْهَبِنَا اَنَّ لِاَئِمَّتِنَا مَقَامًا لَايَبْلُغُهٗ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ اِلٰى اَنْ قَالَ وَرُوِيَ عَنْهُمْ، اِنَّ لَنَا مَعَ اللّٰهِ حَالَاتٍ لَا يَسَعُهَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَمِثْلُ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ مَوْجُوْدَةٌ لِفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَلَيْهَا السَّلَام." (۱)

ترجمہ: "بے شک مقام محمود بلند درجہ اور خلافتِ تکوینی پر اماموں کی ولایت کا خاصہ ہے اور تمام کائنات کے وارث ہیں اور ہمارے مذہب کے ضروریات میں سے یہ ہے کہ ہمارے امام کا وہ مقام ہے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کا ہے اور نہ نبی مرسل کا، ان سے منقول ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ ایسے حالات میں ہیں کہ وہ مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو حاصل نہیں اور یہ مقام فاطمۃ الزہراء کو حاصل ہے۔" (۲)

ان کے کفر کے ثبوت کے لئے یہ حوالہ کافی ہے۔

تیسرا عقیدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سوائے چار کے تمام صحابہ مرتد ہو گئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد چار صحابہ کے سوا (معاذ اللہ) سب مرتد ہو گئے تھے۔ اس دعوے کے بارے میں بھی کتب شیعہ میں مختلف

(۱) الحکومۃ الاسلامیۃ: ص ۵۲

(۲) اس کے مسئلہ میں بھی مستقل متعدد کتابیں ہیں چند کے نام یہ ہیں: ① شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ۔ ② شرح مسائل امامت نمبر اول، دوم مولانا عبد الشکور لکھنویؒ۔ ③ شیعہ کے نزدیک حقیقت امامت مولانا ابو سعادیہ نور حسین عارف صاحب۔

باتیں ملتی ہیں وہ بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہیں۔

مثلاً: باقر مجلسی نے لکھا ہے:

"آپ ﷺ کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد سوائے چار افراد ① علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ② مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ③ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ④ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے، سب مرتد ہو گئے۔"[1]

غلام حسین نجفی لکھتے ہیں کہ:

"جو تم نے جان کے صحابہ، صحابہ کی رٹ لگائی ہوئی ہے ان میں بقول تمہارے افضل تو تمہارے تین خلفاء ہیں اور کئی سو سال گزر چکے ہیں آج تک تمہارا بڑے سے بڑا عالم بھی ان بے چاروں کے ایمان تک ثابت نہیں کر سکتا۔"[2]

علامہ خمینی کہتے ہیں کہ:

"ابوبکر و عمر اور ان کے رفقاء دل سے ایمان نہیں لائے تھے انہوں نے خود کو حکمرانی کی لالچ میں پیغمبر ﷺ کے دین کے ساتھ چپکا رکھا تھا۔"[3]

اسی طرح جامع کافی میں ہے کہ:

"ابوبکر و عمر یہ دونوں قطعی کافر ہیں ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔"[4]

"جہنم میں ایک صندوق ہے جس میں بارہ آدمی بند ہیں چھ پچھلی امتوں

---

(۱) حیات القلوب:۲۶، باقر مجلسي

(۲) تحفہ حنفیہ: ص ۵۵

(۳) کشف الاسرار: ص ۱۱۲

(۴) الجامع الکافي، کتاب الوضہ: ص ٦٢

کے چھ اس امت کے........ اس امت کے چھ آدمی یہ ہیں: دجال، ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ بن الجراح، سالم مولیٰ حذیفہ، سعد بن ابی وقاص۔"[1]

غلام حسین نجفی نے لکھا ہے:

"جو کردار نوح اور لوط کی بیویوں نے ان نبیوں کے خلاف ادا کیا تھا۔ وہی کردار عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے شوہر پیغمبر اسلام کے خلاف ادا کیا۔"[2]

اسی طرح غلام حسین نجفی نے لکھا ہے:

"کسی قائل کے لئے اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ عمر کے کافر ہونے میں شک کرے پس خدا رسول کی لعنت ہو عمر پر اور اس شخص پر جو اس کو مسلمان سمجھے اور اس شخص پر جو کہ عمر پر لعنت کرنے کے معاملہ میں توقف کرے۔"[3]

اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں کتب شیعہ میں موجود ہیں۔

جواب: صحابہ کرام کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کے بعد یہ تمام انسانوں سے افضل ہیں اور تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گئے۔ یہ بات قرآن میں متعدد آیات اور احادیث کے ایک بڑے ذخیرہ سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً:

صحابہ کا ایمان قرآن مجید کی گواہی

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ

(۱) جلاء العیون: ص ۱۶

(۲) سهم سهوم: ص ۲۸

(۳) تحفه حنفیه: ص ٤١

جَنَّٰتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾ (۱)

ترجمہ: ”اور وہ لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے اچھائی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی بڑی کامیابی ہے۔“

اسی طرح قرآن میں دوسری آیت میں آیا ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ﴿٨﴾ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾﴾ (۲)

ترجمہ: ”ان مفلسین وطن چھوڑنے والوں کے واسطے جو نکالے ہوئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی، وہی لوگ ہیں سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں ان سے جو وطن چھوڑ کر آئے ہیں ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز سے جو

(۱) سورۃ توبہ: آیت ۱۰۰

(۲) سورۃ الحشر: ۸، ۹

مہاجرین کو دی جائے، اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اگرچہ اپنے اوپر فاقہ ہی ہو اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لئے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد کو پانے والے۔"

اسی طرح قرآن میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا كَمَا ءَامَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا ءَامَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بے وقوف جان لو وہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔"

اسی طرح قرآن میں متعدد آیات ہیں جن میں صحابہ کے ایمان دار ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ تین پر اکتفاء کیا گیا ہے طوالت کے خوف سے ماننے والوں کے لئے تین ہی کافی ہیں۔ اسی طرح احادیث میں بھی ایک بڑا ذخیرہ صحابہ کی استقامت علی الحق پر گواہ ہے۔

صحابہ کے ایمان کی احادیث میں گواہی

❶ "وَعَنْ اَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ اِلَي السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ اِلَي السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَي السَّمَاءِ مَاتُوْعَدُوَانَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِي فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتَي اَصْحَابِي مَا يُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِي اَمَنَةٌ لِاُمَّتِي فَاِذَا ذَهَبَت اَصْحَابِي اَتَي اُمَّتِي مَايُوْعَدُوْنَ." (۲)

---

(۱) سورۃ البقرہ: آیت ۱۳

(۲) مسلم وکذا مشکوٰۃ: ص ۵۵۳

ترجمہ: "حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا جیسا کہ آپ کی اکثر عادت (وحی کے انتظار میں) ہوتی تھی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ستارے آسمان کے لئے امن و سلامتی کا باعث ہیں جس وقت یہ ستارے جاتے رہتے ہیں تو آسمان کے لئے وہ چیز آجائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لئے امن و سلامتی ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو صحابہ اس چیز میں مبتلا ہو جائیں گے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ میرے صحابہ امت کے لئے امن وسلامتی کا باعث ہیں جب یہ دنیا سے اٹھ جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آجائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

۲ "وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُالنَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثَ؟ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ۔"(۱)

ترجمہ: "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے بہتر لوگ میرے دور کے ہیں، پھر جو ان سے متصل ہوں گے پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے حضرت عمران کہتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ آپ نے اپنے دور کے بعد دو ادوار کا ذکر فرمایا یا تین کا پھر اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے کہ وہ قسمیں کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم طلب نہ کی جائے گی۔ خیانت کریں گے امانت دار نہ ہوں گے نذر مانیں گے مگر پوری نہیں

(۱) بخاری ۵۱۵/۱، مسلم ۳۰۵/۲، یہ حدیث متواتر ہے۔ اس حدیث کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

کریں گے ان پر موٹاپا چڑھا ہو گا۔"

۳ "عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَنْزِلْ بِنَا اَمْرٌ لَيْسَ فِيْهِ بَيَانُ اَمْرٍ وَلَا نَهْيٍ فَمَا تَأْمُرُنِيْ قَالَ شَاوِرُوْا فِيْهِ الْفُقَهَاءَ وَالْعَابِدِيْنَ وَلَا تَمْضُوْ فِيْهِ رَأْيًا خَاصَّةً." [1]

ترجمہ: "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی ایسا مسئلہ درپیش آجائے کہ اس میں امر نہی کا کوئی فرمان پہلے سے موجود نہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے لئے اس میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت فقہاء عابدین سے مشورہ کرو، اور کسی ایک خاص کی رائے پر عمل پیرا مت ہونا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا اجماع حجت ہے اسی وجہ سے محدثین اس کو باب الاجماع کے ضمن میں ذکر کرتے ہیں۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کی گئیں ماننے والوں کے لئے یہی تین بھی کافی ہیں۔

صحابہ کے ایمان پر کتب عقیدہ کی گواہی

اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے عقائد یہ ہیں جس کو امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے:

۱ "اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَجْمَعِيْنَ غَابِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ وَمَعَ

(۱) مجمع الزوائد: ۱۷۸/۱

الْحَقِّ وَلَا تُذْكَرُ الصَّحَابَةُ اِلَّا بِخَيْرٍ." [1]

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب حضرات ہمیشہ حق پر رہے اور حق کے ساتھ رہے اور صحابہ کرام کا ذکر خیر کے علاوہ نہیں کرتے۔"

عقیدۃ الطحاویہ میں ہے علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَنُحِبُّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُفْرِطُ فِيْ حُبِّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَتَبَرَّأُ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنُبْغِضُ مَنْ يُّبْغِضُهُمْ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَذْكُرُهُمْ بِسُوْءٍ وَلَا نَذْكُرُهُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَحُبُّهُمْ دِيْنٌ وَ اِيْمَانٌ وَ اِحْسَانٌ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَ نِفَاقٌ وَطُغْيَانٌ." [2]

ترجمہ: "اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں ان میں سے کسی کی محبت میں افراط وتفریط نہیں کرتے اور کسی صحابی سے برأت نہیں کرتے، اور ہم ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھتا ہے اور ان کو برائی سے یاد کرے اور ہم خیر کے سوا انکا ذکر نہیں کرتے اور ان سے محبت رکھنا دین و ایمان واحسان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر اور نفاق اور سرکشی ہے۔"

اسی طرح علامہ طحاوی عقیدۂ طحاویہ میں فرماتے ہیں:

"وَ اِنَّ الْعَشَرَةَ الَّذِيْنَ سَمَّاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَشْهَدُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ عَلٰي مَاشَهِدَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ وَهُمْ اَبُوْبَكْرٍ، وَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ،

---

(۱) شرح فقہ اکبر: ص ۷٤

(۲) عقیدۂ طحاویہ: ص ۱۲

وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَسَعِيْدٌ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ اَبِي الْجَرَّاحِ وَهُوَ اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰي عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ اَحْسَنَ الْقَوْلَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَاتِهٖ فَقَدْ بَرَأَيِ مِنَ النِّفَاقِ." [1]

ترجمہ: "اور جن دس حضرات کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت دی، ہم ان کے لئے آپ ﷺ کی شہادت پر جنت کی شہادت دیتے ہیں، اور آپ ﷺ کا ارشاد برحق ہے ان عشرۂ مبشرہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت سعد (۸) حضرت سعید (۹) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جو اس امت کے امین ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جو شخص آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ عنہن اور آپ کی اولاد سے حسن عقیدت رکھے وہ نفاق سے دور ہے۔"

اور ارتداد صحابہ پر بھی علماء اہل سنت نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اس سلسلہ میں ان کتابوں کا مطالعہ مفید ہو گا:

❶ اصحاب ثلاثہ: .... مولانا اکرام الدین دبیر
❷ دفاع صحابہ: .... مولانا قاضی مظہر حسین چکوال
❸ عدالت حضرات صحابہ کرام: .... مولانا حافظ مہر محمد میاں والی
❹ معیار صحابیت: .... علامہ خالد محمود صاحب
❺ اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت .... علامہ ضیاء الرحمن فاروقی رحمہ اللہ
❻ گستاخ صحابہ کی شرعی سزا: .... علامہ ضیاء الرحمن فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱) عقیدۂ طحاویہ: ص ۱۲، ۱۳

❼ فضائل اصحاب ثلاثہ: .... مفتی بشیر احمد پسروری صاحب

❽ صحابہ کرام پر شیعہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات: .... سیّد مشتاق علی شاہ صاحب

❾ عظمت صحابہ......... مولانا دوست محمد قریشی۔

چوتھا عقیدہ

"کلمہ طیبہ میں تحریف"

"لا الہ الا اللّٰہ محمدؐ رسول اللّٰہ" کے بجائے۔ "لا الہ الا اللّٰہ علي ولي اللّٰہ وصي رسول اللّٰہ وخلیفتہ" بلا فصل ہے۔"[۱]

پانچواں عقیدہ

متعہ کرنا جائز ہے

متعہ کرنا جائز ہی نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہے جس نے ایک مرتبہ بھی متعہ (زنا) کرلیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔[۲]

نیز متعہ کا اجر وثواب اتنا ہے کہ جتنا نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وخیرات میں بھی نہیں ہے۔[۳]

نیز متعہ کرنے والوں کے لئے فرشتوں کی دعا اور متعہ نہ کرنے والوں کے لئے قیامت تک فرشتوں کی لعنت ہوتی رہتی ہے۔[۴]

نیز یہ کہ ایمان کامل نہیں جب تک متعہ نہ کرے۔[۵]

جو چار مرتبہ متعہ (زنا) کرے وہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ کے درجہ کو پہنچ جاتا

---

(۱) ادیان عالم اور فرقہ ہائے اسلام......... سیّد علی حیدر نقوی۔ وسیلہ انبیاء تائب حسین کریانوی: ص ۱۷۹

(۲) تحفۃ العوام......لمفتي سیّد احمد علي صاحب قبلہ دام علیہ

(۳) عمالۃ حسنۃ، ترجمہ رسالہ متعہ......باقر مجلسي: ص ۱۵

(۴) برھان المتعہ......الحاج ابو القاسم ص ۵۱

(۵) برھان المتعہ......ص ۴۵

ہے۔[1]

جواب:

متعہ حرام ہے

متعہ کہتے ہیں کہ عورت سے مدت مخصوصہ کے لئے نکاح کرنا۔[2]

اہل سنت والجماعت کے نزدیک متعہ ناجائز اور حرام ہے۔[3]

جب کہ شیعہ کے نزدیک متعہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔

اہل سنت والجماعت قرآن وحدیث، اجماع اور قیاس سب سے اس کے ناجائز ہونے کو بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

متعہ کی حرمت قرآن میں

قرآن میں آیا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝٥ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝٦﴾[4]

ترجمہ: ''اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیوی یا جو ہاتھ کی ملکیت ہے تو ان پر کوئی ملامت نہیں۔''

قرآن میں شہوت کو پورا کرنے کے لئے دو جگہ متعین ہے:

﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾[5]

ترجمہ: ''بیوی اور باندی۔''

---

(۱) مطالب متعہ: ص ۵۲

(۲) تحریر الوسیلہ: ۲/ ۲۹۰

(۳) ھدایہ: ۲/ ۲۹۲

(۴) سورۃ المؤمنون: آیت ۵، ۶

(۵) سورۃ معارج: آیت ۲۹، ۳۰

متعہ کی حرمت احادیث میں

اس سلسلے میں احادیث متواترہ ہیں، جس کی وجہ سے ان کا انکار کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً:

❶ ''عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰي عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ وَعَنْ لُحُوْمِ حُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.''(۱)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا عورتوں سے متعہ کرنے سے اور شہری گدھے کا گوشت کھانے سے خیبر کے موقع پر۔''

❷ ''وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اَوْطَاسٍ فِيْ مُتْعَةٍ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰي عَنْهَا.''(۲)

ترجمہ: ''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے غزوۂ اوطاس میں تین دن متعہ کی اجازت فرمائی اور پھر حرام کر دیا گیا۔''

❸ ''عَنْ رَبِيْعِ بْنِ سَبُرَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يٰا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ اَذَنْتُ حُكْمِ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيَامَةِ.''(۳)

ترجمہ: ''حضرت ربیع سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

---

(۱) ترمذي
(۲) مسلم
(۳) مسلم

فرمایا اے لوگوں میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ نے اس کو قیامت تک کے لئے حرام فرمایا۔"

متعہ کی حرمت اجماع امت کی نظر میں

اجماع بھی اس کی حرمت پر ہے صحابہ سے لے کر آج تک سوائے روافض حضرات کے سب نے ہی اس کو حرام کہا ہے۔

متعہ کی حقیقت قیاس میں

قیاس: قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ یہ حرام ہو کیونکہ اس سے نسب میں خلط ملط ہو گا۔ اور نسب کے بارے میں شریعت محمدیہ میں بہت اہتمام کیا گیا ہے۔

سوال: متعہ کب حرام ہوا اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کے موقع پر متعہ حرام ہوا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان فتح مکہ کے موقعہ پر ہوا ہے دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ اوطاس کے موقعہ پر حرام ہوا ہے نیز بعض روایات میں غزوۂ تبوک بھی آیا ہے۔

جواب ①: متعہ کی حرمت کا اعلان بار بار آیا ہے، جس نے جس غزوہ پر سنا اس نے اسی غزوہ کی طرف اس کو منسوب کر دیا۔[1]

جواب ②: ابتدائے خیبر کے موقعہ پر متعہ حرام کیا گیا تھا، پھر فتح مکہ کے موقع پر محدود وقت کے لئے اجازت دیدی گئی اور پھر ہمیشہ اور قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا۔[2]

---

(۱) شرح مسلم للنووي: ۱/ ۴۵۰

(۲) حاشیہ ترمذی۔ متعہ کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے: ① فتح الملهم: ۳/ ۴۴۴، ② تعليق الصبیح: ۴/ ۲۲، ③ عمدة القاري: ۴۰۴، ④ بذل المجهود: ۳/ ۱۶، ⑤ رساله تحقیق متعه ...... مولانا مفتي بشير احمد پسروري، ⑥ حرمت متعه ...... قاضي ثناء الله پاني پتي. وغیره

چھٹا عقیدہ

رجعت کا عقیدہ

اس عقیدہ کا مطلب یہ ہے جو اہل روافض کی کتابوں میں مذکور ہے:

"ایمان لانا رجعت پر بھی واجب ہے۔ حتیٰ کہ جب امام ظہور و خروج فرمائیں گے اس وقت مؤمن خاص اور کافر اور منافق مخصوص زندہ ہوں گے۔ اور ہر ایک اپنی داد اور انصاف کو پہنچے گا اور ظالم سزا و تعزیر پائے گا۔[۱]

ایمان لانا رجعت پر بھی واجب ہے

"فیجب الایمان باصل الرجعة اجمالا" اخبار متواترہ اور بہت سے علماء شیعہ متقدمین و متأخرین کے کلام سے تمہیں معلوم ہو چکا کہ اصل رجعت برحق ہے .... اور اس کا منکر زمرۂ ایمان سے خارج ہے۔[۲]

حتیٰ کہ جب امام ظہور اور خروج فرمائیں گے اس وقت مؤمن خاص اور کافر اور منافق مخصوص زندہ ہوں گے اور ہر ایک اور ہر ایک اپنی داد اور انصاف کو پہنچے گا اور ظالم سزا اور تعزیر پائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ وہ امام مہدی غائب جب غار سے برآمد ہوں گے تو اس وقت نبی کریم ﷺ اور ام المؤمنین سیدہ فاطمۃ الزہراء اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام ائمہ اور ان کے علاوہ تمام خواص مؤمنین زندہ ہوں گے سب امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کریں پھر امام زندہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زندہ کرے گا اور ابتداء جہاں سے لے کر اس وقت تک جتنے گناہ ہوئے ہوں گے اس کی سزا انہیں دے گا۔[۳]

---

(۱) تحفۃ العوام، وحق الیقین: ص ۱۴۰، ۱۴۵

(۲) احسن الفوائد فی شرح العقائد: ص ۳۲۲

(۳) بصائر الدرجات: ص ۸۰، ۸۱، بحار الانوار: ۶۲۵/۱۳، حق الیقین: ص ۳۶۲، انوار =

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زندہ کرے گا اور ان پر حد جاری کرے گا۔[1]

قرآن میں آتا ہے:

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا﴾[2]

یہ واقعہ رجعت کے متعلق ہے۔[3]

"ظہور امام کے عہد میں قیامت سے پہلے زندہ ہونے کو رجعت کہتے ہیں یہ عقیدہ ضروریات مذہب امامیہ میں سے ہے۔"[4]

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہماری رجعت پر ایمان نہ لائے۔[5]

جواب: مگر اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے جو قرآن و ارشادات نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد خواہ مومن ہو یا کافر ہو دنیا میں کوئی زندہ نہیں کیا جائے گا۔ قیامت کے دن ہی اللہ زندہ فرما کر سزا و جزا دیں گے۔

عقیدہ رجعت کے کفر ہونے پر حوالہ جات:

❶ "يجب اكفار الروافض ... في قولهم يرجع الاموات الي الدنيا و يقولهم في خروج امام باطن هولاء."[6]

نعمانیه: ۲/۸۶، فضل الخطاب: ص ۸۵

(۱) حق اليقين: ص ۳۴۷، حيوة القلوب: ۲/۶۱۱، بحار الانوار: ۱۳/۵۷۶

(۲) النمل

(۳) صافي: ۲/۲۳۷، ترجمه مقبول: ص ۷٦٤، قمي: ۱/۱۳۱، حق اليقين: ص ۲۳٦

(۴) چودہ ستارے: ص ۶۰

(۵) من لا يحضره الفقيه: ۳/۲۹۱، حق اليقين: ص ۳۳٦

(٦) فتاوي تاتارخانيه: ۵/۵۳۸، المكانة في سرمة الخزانة: ص ۶۰۵، الطريقة المحمديه، فتاوي بزازيه

اہلِ روافض فرقہ کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ:

”اگر میں اپنے شیعوں کو جانچوں، تو یہ زبانی دعویٰ کرنے والے ہیں اور باتیں بنانے والے نکلیں گے، اور انکا امتحان لوں، تو یہ سب مرتد نکلیں گے۔“ (١)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

”لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ کے تحت فرماتے ہیں کہ رافضیوں کے کفر کی قرآنی دلیل یہ ہے کہ یہ صحابہ کو دیکھ کر جلتے ہیں اس لئے کافر ہیں۔“ (٢)

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

”کتاب الشفاء میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جو شخص ایسی بات کرے کہ جس سے امت گمراہ قرار پائے اور صحابہ کرام کی تکفیر ہو ہم اسے قطعیت کے ساتھ کافر کہتے ہیں۔ اسی طرح جو قرآن میں تبدیلی یا زیادتی کا اقرار کرے۔“ (٣)

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

”غنیۃ الطالبین میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شیعوں کے تمام گروہ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ امام کا تعین اللہ تعالیٰ کے واضح حکم سے ہوتا ہے۔ وہ معصوم ہوتا ہے۔ حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی کو امام ماننے کی وجہ سے چند ایک کے سوا تمام صحابہ مرتد ہو گئے۔“ (٤)

---

(١) ارضه كليني: ١٠٧، بحواله احسن الفتاويٰ: ١/ ٨٤

(٢) الاعتصام: ٢/ ١٢٦١، روح المعاني پاره: ٢٦

(٣) كتاب الشفاء: ٢/ ٢٨٦، ٨٢١، وغيره

(٤) غنية الطالبين: ص ١٥٦، تا ١٦٢

امام فخر الدین رازی کا فتویٰ:

"تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں رافضیوں کی طرف سے قرآن مجید کی تحریف کا دعویٰ اسلام کو باطل کر دیتا ہے۔"[۱]

علامہ کمال الدین ابن عصام کا فتویٰ:

"فتح القدیر میں علامہ کمال الدین فرماتے ہیں کہ اگر رافضی ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا منکر ہے تو وہ کافر ہے۔"[۲]

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

"الصارم المسلول میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کو جائز سمجھ کر کرے تو وہ کافر ہے۔ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے۔ جو صدیق اکبر کی شان میں گالی دے تو وہ کافر ہے۔ رافضی کا ذبیحہ حرام ہے حالانکہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔ روافض کا ذبیحہ کھانا اس لیے جائز نہیں کہ شرعی حکم کی لحاظ سے یہ مرتد ہیں۔"[۳]

صاحب فتاویٰ بزازیہ کا فتویٰ:

"ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا منکر کافر ہے۔

"عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافر کہنے والے کو کافر کہنا واجب ہے۔"[۴]

ملا علی قاری کا فتویٰ:

"شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ جو شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

---

(۱) تفسیر کبیر: ۱۱۸

(۲) فتح القدیر باب الامامت: ص ۸

(۳) الصارم المسلول: ص ۵۷۵

(۴) فتاویٰ بزازیہ: ۳/۳۱۸

کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی خلافت پر تو صحابہ کا اجماع ہے۔" (۱)

مجدد الف ثانی کا فتویٰ:

"مختلف مکتوبات میں روافض کو کافر فرماتے ہیں۔ ایک رسالہ مستقل ان پر لکھا ہے، جس کا نام ردّ روافض ہے، اس میں تحریر فرماتے ہیں: "اس میں شک نہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما صحابہ میں سب سے افضل ہیں۔ پس یہ بات ظاہر ہے کہ ان کو کافر کہنا، ان کی کمی بیان کرنا کفر و زندیقیت اور گمراہی کا باعث ہے۔" (۲)

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:

"روافض اگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کریں اور ان پر لعنت کرے تو کافر ہیں۔ روافض دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور کافر ہیں اور ان کے احکام وہ ہیں جو شریعت میں مرتدین کے ہیں۔" (۳)

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

"اپنی کتاب مسویٰ شرح موطا امام محمد میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خود کو مسلمان کہتا ہے، لیکن بعض ایسی دینی حقیقتوں کی جن کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے قطعی ہے، ایسی تشریح و تاویل کرتا ہے جو صحابہ تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہے تو اس کو زندیق کہا جائے گا۔ اور وہ لوگ زندیق ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اہل جنت میں سے نہیں ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد

---

(۱) شرح فقہ اکبر: ص ۱۹۸

(۲) ردروافض: ص ۳۱

(۳) فتاويٰ عالمگيري: ۲/۲۶۸

کسی کو نبی نہ کہا جائے گا۔ لیکن نبوت کی جو حقیقت ہے یعنی کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مبعوث ہونا اس کی اطاعت کا فرض ہونا اور اس کا معصوم ہونا، یہ سب ہمارے اماموں کو حاصل ہے، تو یہ عقیدہ رکھنے والے زندیق ہیں۔ اور جمہور متاخرین حنفیہ، شافعیہ کا اتفاق ہے کہ یہ واجب القتل ہیں۔" (۱)

صاحب در مختار کا فتویٰ:

"ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہنے والا یا ان میں سے کسی ایک پر طعن کرنے والا کافر ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔" (۲)

علامہ شامی کا فتویٰ:

"جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے، تو اس کے کفر میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔" (۳)

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

"مولانا رشید احمد گنگوہی ہدایت الشیعہ میں فرماتے ہیں کہ شیعہ بے ادب ہیں چند کلمہ توحید زبان سے کہتے ہیں اس کی وجہ سے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔" (۴)

حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

"اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم

---

(۱) مسوي شرح مؤطا محمد

(۲) در مختار

(۳) شامي: ۲/ ۲۹٤

(۴) هداية الشيعه: ص ١٤

اجمعین میں سے کسی ایک کی خلافت کا منکر کافر ہے۔" (۱)

مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

"اپنی کتاب رد الرافضۃ میں بڑی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں جس کا اختصار یہ ہے کہ جو حضرات حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے، کتب معتبرہ و فقہ حنفی کی تصریحات اور عام ائمہ ترجیح و فتویٰ کی تصحیحات سے یہ مطلقاً کافر ہیں۔" (۲)

(۱) درالرافضہ

(۲) کفار ملحدین: ۵۱

شیعہ فرقہ کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں مفید ہوں گی

فرقہ شیعہ کے رد پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں چند کے نام یہاں ذکر کئے جارہے ہیں:

1. شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
2. تاریخی دستاویز: ابوریحان ضیاء الرحمن فاروقی رحمہ اللہ
3. الشیعۃ والقرآن: علامہ احسان الٰہی ظہیر
4. الشیعۃ والتشیع: علامہ احسان الٰہی ظہیر
5. الشیعۃ واہل السنۃ: علامہ احسان الٰہی ظہیر
6. ھدیۃ الشیعۃ: مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ
7. ارشاد الشیعہ: مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب
8. حقیقت شیعہ: مولانا مہر علی
9. تاریخ مذہب شیعہ: مولانا عبد الشکور مرزاپوری
10. ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت مولانا محمد منظور نعمانی
11. تحفہ امامیہ: مولانا حافظ مہر محمد میانوالی
12. عقائد شیعہ: مولانا حافظ مہر محمد میانوالی
13. شیعہ کیوں مسلمان نہیں: مولانا قاضی مظہر حسین چکوال
14. فقہ جعفریہ اور مسلمان: مولانا حافظ مہر محمد میانوالی
15. شیعہ کی اسلام سے بغاوت: قاری اظہر ندیم
16. شیعہ اکابرین امت کی نظر میں: نامعلوم مرتب

۱۷ مذہب شیعہ: مولانا اللہ یار چکڑالوی

۱۸ قاتلان حسین کی خانہ تلاشی: مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی

۱۹ ارتداد شیعہ: مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی

۲۰ عظیم فتنہ: مولانا قاضی مظہر حسین چکوال

فرقہ اسماعیلیہ

فرقہ اسماعیلیہ کا پس منظر

فرقہ اسماعیلیت یہ شیعہ کا ایک فرقہ ہے۔

جب دین اسلام چاروں طرف پھیلنے لگا تو کچھ لوگ منافقانہ طور سے بھی اسلام قبول کرنے لگے۔ تا کہ اندر گھس کر مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے ان میں سے ایک یہودی عالم عبد اللہ بن سبا بھی تھا۔ اس نے حضرت علی کے ساتھ غیر معمولی عقیدت و محبت میں غلو کا اظہار کیا اور ان کو مافوق البشر ہستی باور کرانے کی کوشش کی، حضرت علی نے ابتداءً اس کو سمجھایا اور نہ ماننے پر مدینہ منورہ سے نکلوا کر اس کو مدائن جلاوطن کر دیا۔ اس شخص نے شیعیت کی بنیاد رکھی جس سے پھر اسماعیلی فرقہ وجود میں آیا۔ ابتداءً یہ دونوں فرقے امام جعفر تک اماموں میں متفق ہیں مگر پھر ان میں اختلاف شروع ہوا۔ کہ حضرت جعفر صادق نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو اپنا جانشین بنایا، مگر اسمٰعیل کا ۱۳۳ھ میں حضرت امام جعفر صادق کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد حضرت امام جعفر صادق نے اپنے دوسرے بیٹے موسیٰ الکاظم کو اپنا جانشین بنایا اور جب حضرت امام جعفر صادق کا انتقال ہوا تو اب اہل شیعہ میں اختلاف ہوا۔ ایک گروہ نے کہا کہ ہم تو ساتواں امام حضرت اسمٰعیل کے بیٹے محمد کو مانیں گے تو یہ لوگ حضرت اسماعیل بن امام جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت کی وجہ سے اسماعیلی کہلائے، اور پھر آئندہ کے لئے امامت کا سلسلہ محمد بن اسماعیل کی اولاد میں ہی جاری ہوا اور آج تک یہ سلسلہ چل رہا ہے اور اب انچاسواں امام دنیا میں کریم آغا خان کے نام سے موجود ہے۔

اسماعیلیوں کے ائمہ ایک نظر میں

❶ حضرت علی	❷ حضرت حسین
❸ حضرت زین العابدین	❹ حضرت محمد الباقر
❺ جعفر الصادق	❻ اسماعیل
❼ محمد بن اسماعیل	❽ وفی احمد
❾ تقی محمد	❿ رضی الدین عبد اللہ
⓫ محمد المہدی	⓬ القائم
⓭ المنصور	⓮ المعز
⓯ العزیز	⓰ الحاکم بامر اللہ
⓱ الطاہر	⓲ المستنصر باللہ
⓳ نزار	⓴ ہادی
㉑ مہتدی	㉒ قاہر
㉓ علی ذکر الاسلام	㉔ جلال الدین حسن
㉕ علاء الدین محمد	㉖ رکن الدین خیر شاہ
㉗ شمس الدین محمد	㉘ قاسم شاہ
㉙ اسلام شاہ	㉚ محمد بن اسلام شاہ
㉛ مستنصر باللہ	㉜ عبد السلام
㉝ فریب مرزا	㉞ ابوذر علی
㉟ مراد مرزا	㊱ ذوالفقار علی
㊲ نور الدین علی	㊳ خلیل اللہ علی
㊴ نزار	㊵ سیّد علی
㊶ حسن علی	㊷ قاسم علی

۴۳ ابوالحسن ولی	۴۴ خلیل اللہ علی
۴۵ حسن علی	۴۶ علی شاہ
۴۷ سلطان محمد شاہ	۴۸ علی سلمان خان
۴۹ کریم الحسینی	۵۰ کریم آغا خان

آغا خانی فرقہ کب وجود میں آیا؟

امام جعفر صادق نے اپنے بیٹے محمد اسماعیل کو اپنا نائب بنایا اور یہ ۱۳۳ھ تھا جب سے یہ فرقہ وجود میں آیا۔

آغاخان شاہ کریم الحسینی کے حالات

آغاخان کی پیدائش ۱۳/ دسمبر ۱۹۳۶ء میں بعض کے نزدیک بمبئی میں اور بعض کے نزدیک پیرس میں ہوئی۔

جانشین: ۱۹۵۷ء میں جب آغاخان سوم امام سلطان محمد شاہ کا انتقال ہوا۔ تو اب اختلاف ہوا کہ ان کا جانشین کون ہو گا لوگوں میں دو فرقہ ہوئے حقیقی ان کا بیٹا علی سلطان خان جس کو شہزادہ علی خان بھی کہتے ہیں ان کو ۴۹واں امام مانتا ہے جب کہ دوسرا طبقہ ان کے لئے شاہ کریم الحسینی کو ۴۹واں امام مانتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آغاخان سوم نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرا جانشین شاہ کریم الحسینی ہو گا اسی میں شیعہ مسلم اسماعیلی کمیونٹی کا مفاد ہے۔

آغاخان کہنے کی وجہ: اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب ان کا ۴۵واں امام خلیل اللہ (متوفی ۱۲۳۳) ایک سازش کے تحت قتل کردیئے گئے جس پر اسماعیلیوں کو خوش کرنے کے لئے خلیل اللہ کے دوسالہ لڑکے جس کا نام حسن علی تھا اس کو آغاخان کا لقب دیا۔ جس پر انہیں آقاخان محلاتی پکارا جانے لگا اور ایرانی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے اس کی شادی بھی کردی مگر بادشاہ فتح علی کی وفات کے بعد حسن علی شاہ آغاخان محلاتی کو ایران میں بڑی مشکلات پیش آئیں اس لئے انہوں نے ایران کو چھوڑ کر ہندوستان میں بمبئی آکر سکونت اختیار کرلی۔ پھر یہاں آکر آقاخان سے آغاخان استعمال ہونے لگا۔[1]

تعلیم: دوران تعلیم ہی جانشینی وجود میں آگئی۔ اور امامت کی اہم ذمہ داری طالب علمی کے زمانہ میں ہی مل گئی، اس لئے اس سے تعلیم پر بہت اثر پڑا۔ اور تعلیم موقوف ہوگئی۔ لیکن ۱۹۵۸ء میں انہوں نے دوبارہ تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور بی، اے،

(۱) آغاخانیت علمائے امت کی نظر میں: ص ۱۰

آنرز کے دوران پرنس کریم آغاخان نے تحقیقی مقالات بھی لکھے۔

شادی: انہوں نے اکتوبر ۶۹ء میں سلیمہ نامی لڑکی (جس کا پہلے نام ماڈل سیلی تھا جو پہلے مذہباً عیسائی تھی) سے شادی کی جس سے تین بچے پیدا ہوئے۔ ① پرنس زہرہ ② پرنس رحیم۔ ③ پرنس حسین۔ اور پھر ۲۵ سال کے بعد اس کو طلاق دے دی۔ پھر پرنس آغاخان نے سلیمہ کو ۵۰ ملین پونڈ کی رقم دی جس میں سے ۲۰ ملین پونڈ نقد اور تیس ملین پونڈ کے زیورات شامل ہیں اخبارات کے بقول یورپ میں کسی بھی طلاق کی صورت میں اتنی بڑی رقم آج تک کسی بھی عورت کو نہیں دی گئی۔ (۱)

دنیا کے امیر ترین آدمی: آغاخان اس وقت دنیا کے امیر ترین لوگوں میں سے ایک ہیں۔ آغاخان کریم پرنس انگریزی، فرانسیسی، اطالوی زبانیں روانی سے بولتے ہیں مگر عربی اور اردو میں اٹک اٹک کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

مشاغل: ان کے مشاغل میں سے گھڑ دوڑ اور اسکیٹنگ، فٹ بال، ٹینس اور کشتی رانی شامل ہیں۔ اسکیٹنگ میں وہ ایران کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے اولمپک چیمپئن بنے۔

القابات: انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے اس کو ہز ہائی نس کا لقب دیا، اور سابق شاہ ایران رضا پہلوی نے ہز رائل ہائی نس کا لقب دیا تھا۔

پرنس کریم آغاخان چہارم ابھی تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں ہے اور زندہ ہیں۔

---

(۱) روزنامہ جنگ کراچی ۹/ اپریل ۱۹۹۵ء

آغاخانی فرقہ (اسماعیلی) کے نظریات وعقائد کی کہانی ان ہی کی زبانی

”مولانا شاہ کریم الحسيني الامام الحاضرالموجود ارحمنا واغفر لنا.“

(ڈی، ایچ، آر، ایچ پرنس آغاخان فیڈرل کونسل برائے پاکستان)
ریلیجئس (مذہبی کمیٹی) نیو جماعت خانہ۔ بریٹیوروڈ۔ کراچی ۳

آغاخانی مذہبی عبادات کا پیغام

حقیقی مؤمنوں کو یاعلی مدد!

بیان یہ ہے کہ ہم لوگ آغاخانی ہیں، ہمارا تعلق اسماعیلی تنظیم سے ہے، جس کی ذمہ داری لوگوں کو مذہبی معلومات فراہم کرنا ہے، ہمیں جماعت خانوں میں مکھی صاحب کی زیر سرپرستی جو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے، اس کی روشنی میں ہم آغاخانی، بندگی، عبادت، جو جماعت خانوں میں کرتے ہیں اس کی مکمل وضاحتی تفصیل ہم تحریر کر رہے ہیں۔

❶ سلام ہمارا ہے، یاعلی مدد اور ہمارے سلام کا جواب ہے، مولا علی مدد۔[1]

❷ کلمہ ہمارا ہے: ”اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله واشهد ان علي الله.“[2]

❸ وضو کی ہمیں ضرورت نہیں، اس لئے کہ ہمارے دل کا وضو ہوتا ہے۔

❹ نماز کی جگہ ہر آغاخانی پر فرض ہے تین وقت کی دعا جو جماعت خانے میں آکے پڑھے پانچ وقت فرض نماز کے بدلے۔ ہماری دعا میں قیام ورکوع کی ضرورت نہیں

(۱) سبق نمبر ۲ ص ۷ شکھشنمالا درسی کتاب برائے مذہبی نائب اسکولز
(۲) شکھشنمالا، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوایسی ایشن برائے ہند بمبائی

ہے۔ ہمیں قبلہ رخ کی ضرورت نہیں ہے ہم ہر سمت رخ کر کے پڑھ سکتے ہیں جس کے لئے دعا میں حاضر امام کا تصور لانا بہت ضروری ہے (ہم دعا کی کتاب اس پیغام کے ساتھ بھیج رہے ہیں۔ آپ خود بھی پڑھیں اور دوسرے روحانی بھائیوں کو بھی دیں)

❺ روزہ تو اصل میں آنکھ، کان اور زبان کا ہوتا ہے۔ کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہمارا روزہ سوا پہر کا ہوتا ہے جو صبح دس بجے کھول لیا جاتا ہے۔ وہ بھی اگر مؤمن رکھنا چاہے ورنہ روزہ فرض نہیں ہے۔ البتہ سال بھر میں جس مہینے کا چاند جب بھی جمعہ کے روز کا ہو گا اس دن ہم روزہ رکھتے ہیں۔

❻ زکوۃ کی بجائے ہم آمدنی میں روپیہ پر دو آنہ (دسوند) فرض سمجھ کر جماعت خانے میں دیتے ہیں۔

❼ حج ہمارا حاضر امام کا دیدار ہے (وہ اس لئے کہ زمین پر خدا کا روپ صرف حاضر امام ہے)

❽ ہمارے پاس تو بولتا قرآن یعنی حاضر امام موجود ہے۔ مسلمانوں کے پاس تو خالی کتاب ہے۔[1]

❾ ہمارے صبح وشام تک کے گناہ مکھی صاحب چھینٹا ڈال کر معاف کرتے ہیں۔ ہم میں سے اگر کوئی آدمی روز جماعت خانہ جانہ سکے تو جمعہ کے روز مہینہ بھر کے گناہ چاند رات کو پیسے دے کر چھینٹا ڈلوا کر اور آب شفاء (یعنی گھٹ پاٹ) پی کر معاف کرا سکتا ہے اور اگر کوئی جمعہ کے روز بھی جماعت خانہ نہ جا سکے تو مہینہ بھر کے گناہ چاند رات کو پیسے دے کر چھینٹا ڈلوا کر آب شفاء (گھٹ پاٹ) پی کر معاف کرا سکتا ہے۔[2]

❿ ہماری بندگی / عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ:

حاضر امام ہمیں ایک بول / اسم اعظم دیتے ہیں جس کے عوض ہم ۷۵ روپے ادا

(۱) فرمان نمبر ۵۳ کلام امام حسین، حصہ ۲ ص ۳۹۳

(۲) تعلیم سلسلہ مالا درجہ سوم، سبق نمبر ۶ ص ۲۱، ۲۲، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند بمبئی

کرتے ہیں جس کی بندگی / عبادت ہم رات کے آخری حصے میں ادا کرتے ہیں۔ ۵ سال کی بندگی / عبادت معاف کرانے کے ہم ۵ سو روپے اور بارہ سال کی بندگی / عبادت معاف کرانے کے لئے ۱۲ سو روپے اور لائف ممبر (پوری لائف، عمر) کی بندگی معاف کرانے کے لئے ۵ ہزار روپے ہم جماعت خانوں میں دے دیتے ہیں، نورانی: حاضر امام کے نور کو حاصل کرنے کے لئے ۷ ہزار روپے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں جس سے ہمیں حاضر امام کا نور حاصل ہوتا ہے، فدائین: قیامت کے روز حاضر امام سے ہم اپنے آپ کو بخشوانے (یعنی حاضر امام کے نور کے ساتھ اپنے نور کو ملائے جانے کا خرچہ ۲۵ ہزار روپے، ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں۔ ناندی: خیرات کو کہتے ہیں ہمارے گھروں میں بہترین قام کے پکنے والے کھانے، عمدہ قسم کے کپڑے وزیورات، ہم جماعت خانوں میں خیرات (نا ندی ۸) دیتے ہیں۔

جماعت خانے والے اس ناندی کو نیلام کر کے اس کی رقم جماعت خانے میں جمع کردیتے ہیں۔

⓫ امامت کا درجہ نبوت سے بڑھ کر ہے۔

⓬ ان کا امام خدا میں حلول کر گیا ہے، اس لئے امام ہی حقیقت میں خدا ہے (معاذ اللہ) اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔ (۱)

⓭ قیاس اور اجماع کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ ہر وقت امام یا نائب امام موجود ہوتا ہے جو کچھ وہ فرمادیتا ہے، وہی نص قطعی ہے۔ (۲)

(۱) سبق نمبر ۱ ص ۴ گلشن مالا نمبر ۱ منظور شدہ درسی کتاب برائے ریلیجنس، نائٹ اسکولز۔

(۲) کلام الٰہی اور فرمان امام: ص ۱۱ بحوالہ آغاخانیت کیا ہے؟

آغاخانی فرقہ کے نظریات وعقائد اور قرآن وحدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

سلام یاعلی مدد اور سلام کا جواب مولاعلی مدد ہے۔

بلکہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے گھر سے نکلتے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور ملاقات کے وقت غرض ہر وقت یاعلی مدد کہتے رہنا ہے۔

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک سلام کے الفاظ یہ ہیں کہ سلام کرنے والا السلام علیکم اور جواب دینے والا وعلیکم السلام کہے گا یہی بات قرآن اور احادیث میں ملتی ہے۔

دوسرا عقیدہ

کلمہ ہمارا ہے ''اشهد ان لا اله الاالله واشهد ان محمد رسول الله واشهد ان علي الله.''

جواب: کلمہ طیبہ اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے لئے لازم ہے کہ کلمہ کے الفاظ صحیح ہوں اور کلمہ کے الفاظ یہ ہیں ''لا اله الا الله محمد رسول الله.'' اس کے علاوہ کلمہ پڑھنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔

تیسرا عقیدہ

وضو کی ہم کو ضرورت نہیں اس لئے کہ ہمارے دل کا وضو ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے پہلے جماعت خانے میں وضو کی جگہ مقرر ہوتی تھی مگر اب یہ نظریہ بدل گیا کہ دل کا وضو ہوتا ہے اس لئے جماعت خانے میں اب وضو کی جگہ بھی نہیں بنائی جاتی ہے۔

اسی طرح غسل بھی ان کے نزدیک نہیں ہے، خواہ غسل جنابت ہو یا غسل

احتلام یا عورتوں کا ایام سے فارغ ہونے کا ہو، ولادت کے بعد کا ہو یا ہمبستری ہونے کے بعد کسی بھی حالت میں غسل ضروری نہیں ہے۔ علی الصبح دعا کے لئے جماعت خانے میں حاضری لازمی ہوتی ہے۔

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ان سب حالتوں میں غسل کرنا فرض ہے۔

چوتھا عقیدہ

پانچ وقت نماز کی جگہ پر تین وقت کی دعا جو جماعت خانے میں ہوتی ہے یہی کافی ہے جس میں قیام، رکوع، قبلہ رخ کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

آغا خان کی عبادت کرنے کا نام دعا رکھا ہوا ہے اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ دین کی پہلی بنیاد ہے، ہمیشہ کے لئے جماعت خانہ میں حاضر ہونا اور وہاں دعا کرنا۔[1]

اختتام دعا سے کچھ پہلے یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

"مولانا شاہ كَرِيمَ الْحُسَيْنِي الْإِمَامُ الْحَاضِرُ الموجودُ إِرْحَمْنَا وَاغْفِرْلَنَا."[2]

اور یہ معاملہ آغا خان کی تصویر کے سامنے کیا جاتا ہے۔ دعا کے بعد اسماعیلی دائیں، بائیں بیٹھے ہوئے افراد خواہ مرد ہو یا عورت مصافحہ کرتے ہیں اور زبان سے "شاہ جو دیدار" کہتے ہیں کہ آپ کو حاضر امام آغا خان کا دیدار نصیب ہو۔[3]

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک نماز کی ایک خاص کیفیت ہے، جس میں قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اس نماز کا انکار بالاتفاق کفر ہے۔

پانچواں عقیدہ

روزہ آنکھ، کان، زبان کا ہوتا ہے، کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جبکہ آغا خانی

---

(۱) آغا خان مسلمان کیسے؟ ص ۲۶۰

(۲) آغا خان مسلمان کیسے؟ ص ۲۶۰

(۳) حقیقت اسماعیلیہ یا اسماعیلی طریقت: ص ۵۹

لوگ یہ کہتے ہیں کہ بھوکا رہ کر کیا ملے گا، ثواب تو جماعت خانے میں جا کر ہی ملے گا۔[1]

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک روزہ کا وقت صبح صادق سے سورج کے غروب ہونے تک کا ہے، اور اس دوران کھانے پینے اور بیوی سے ملاقات سے اپنے آپ کو روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔ یہی حکم قرآن اور احادیث میں ہے اور روزہ کا انکار کفر ہے۔

چھٹا عقیدہ

زکوٰۃ کی بجائے آمدنی میں سے روپیہ میں دو آنہ / سوندم فرض سمجھ کر جماعت خانے میں جمع کروانا۔ اس پر یہ وعدہ ہے کہ اسی نرجی کو دشون (دسواں حصہ) اگر مز علی کو دشون دیتے رہیں گے تو آپ کی آل و اولاد میں اور مال میں برکت ہو گی اور وہ حسین علی آپ کا ایمان سلامت رکھے گا، اس لئے کہ ہمارا یہ مز علی پورے کائنات کا خالق مطلق ہے۔[2]

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک زکوٰۃ ڈھائی فیصد فرض ہے اور اس کے لئے نصاب بھی مقرر ہے۔

ساتواں عقیدہ

حج امام حاضر کے دیدار کا نام ہے۔ اور اس دیدار پر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس کو امام حاضر کا دیدار نصیب ہو گا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کا ثواب ہوتا ہے۔ اور اس کو دیدار مبارک کہا جاتا ہے۔[3]

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک حج ارکان اسلام میں سے ایک ہے اور یہ ہر اس شخص پر فرض ہے جس کے اندر بیت اللہ جانے کی استطاعت ہو۔

---

(۱) آغاخانی مسلمان کیسے؟ ص ۲۶۸

(۲) آغاخانی مسلمان کیسے؟ ص ۲۶۹

(۳) آغاخانی مسلمان کیسے؟ ص ۲۷۲

مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آغا خانی، پانچوں ارکان اسلام کے منکر ہیں تو ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کیا تعلق ہے اور ان کو مسلمانوں کا ایک فرقہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

آٹھواں عقیدہ

کہ ہمارے پاس تو بولتا ہوا قرآن ہے جبکہ مسلمانوں کے پاس خالی قرآن ہے۔ آغا خانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عثمان نے قرآن کو (معاذ اللہ) بدل دیا ہے۔ اور وہ اصل اب امام حاضر کے پاس ہے جو پوچھتے ہیں ان کو وہ سناتے ہیں۔ نیز قرآن کے چالیس پارے تھے، ۱۰ پارے امام کے گھر میں ہیں۔[1]

ان دس پاروں کو وہ اتھر وید کہتے ہیں امام کے زبان پر ہی دس پارے ہیں۔

امام حاضر بولنے والا قرآن ہے۔ اس لئے اس کے فرمان کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اس کے فرمان پر عمل کرنے والے دنیامیں فلاح پاتے ہیں امام کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کے برابر ہے امام کا چہرہ خدا کے چہرے کے برابر ہے۔ امام کا دیدار خدا کا دیدار ہے۔[2]

جواب: جبکہ اس کے مقابل میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف جس طرح پر نازل کیا گیا تھا اسی طرح آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک اسی طرح محفوظ رہے گا کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے لی ہے۔

نواں عقیدہ

مکھی (مذہبی پیشوہ) چھینٹا ڈال کر گناہوں کی مغفرت کر دیتا ہے۔ یہ چھینٹا ڈلوانا بہت ضروری ہے اور باعث ثواب ہے اور یہ چھینٹا متعدد مرتبہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

❶ پیدائش کے دس دن کے بعد یہ چھینٹا تیس روپے جماعت خانہ میں جمع کروانے

---

(۱) آغاخان مسلمان کیسے؟ص ۲۵۲

(۲) آغاخان مسلمان کیسے؟ص ۲۵۴

پر ہوتا ہے۔

❷ جماعت خانے کے کسی بھی مجلس میں شمولیت سے پہلے کم سے کم ایک روپیہ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

❸ شادی کے جوڑے کا چھینٹا اس میں مکھی صاحب کو پچاس روپیہ دلہا دلہن ادا کرنے کے بعد مکھی صاحب کو سجدہ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ جماعت خانے کے مکھی صاحب کو امام کے قائم مقام کا رتبہ حاصل ہے، اسی طرح سے جو سجدہ مکھی صاحب کو کیا جاتا ہے وہ دراصل امام حاضر آغاخان کو ہی کیا جاتا ہے۔[1]

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ گناہوں کو معاف کرنے کا حق صرف اللہ جل شانہ کو ہی ہے اور سجدہ بھی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو کرنا حرام ہے۔

دسواں عقیدہ

آغاخانیوں کی بندگی کا مخصوص طریقہ۔

جواب: یہ بھی اہل سنت والجماعت کے دعوے کے بالکل خلاف ہے اور قرآن وحدیث کے بالکل مخالف ہے۔ غیر اللہ کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنے سے آدمی بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے۔

گیارہواں اور بارہواں عقیدہ

امامت کا درجہ نبوت سے زیادہ ہے، آغاخانی کتابوں میں، امام کی ۱۱ صفات لکھی ہوئی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

❶ امام علم خدا کا خازن اور علم نبوت کا وارث ہوتا ہے۔

❷ اس کا جوہر سماوی اور اس کا علم علوی ہوتا ہے۔

❸ اس کے نفس پر اخلاق کا کوئی اثر نہیں ہوتا کیوں کہ اس کا تعلق اس عالم سے ہے جو خارج از اخلاق ہے۔

---

(۱) آغاخان مسلمان کیسے؟ ص ۲۷۵

❹ اس میں اور دوسرے بندگان خدا میں وہی فرق ہے جو حیوان ناطق اور غیر حیوان ناطق میں ہے۔

❺ ہر زمانے میں ایک امام کا موجود ہونا ضروری ہے۔

❻ امام کو ہی دنیا پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔

❼ ہر مؤمن پر امام کی معرفت ضروری ہے۔

❽ امام معصوم ہوتا ہے اس سے خطا نہیں ہو سکتی۔

❾ امام کی معرفت کے بغیر نجات ناممکن ہے۔

❿ باری تعالیٰ کے جو اوصاف قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں ان سے حقیقتاً ائمہ موصوف ہی مراد ہیں۔

⓫ ائمہ کو شریعت میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔[1]

جواب: یہ تمام باتیں اہل سنت والجماعت کے نزدیک شرکیہ ہیں قرآن و احادیث میں ان سب کی متعدد مقامات پر تردید موجود ہے۔ اس عقیدہ کا بطلان ظاہر ہے۔

تیرہواں عقیدہ

قیاس اور اجماع کی ضرورت نہیں ہے اس کی ضرورت اس لئے پیش نہیں آتی کہ امام یا نائب امام ہر وقت موجود ہوتا ہے تو اس کا کہنا ہی حکم قطعی ہوتا ہے اور اس کا حکم ماننا یہ ہر حال میں ضروری ہے اس لئے اب قیاس اور اجماع کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک شریعت کے اصول چار ہیں:

① قرآن ② حدیث ③ اجماع ④ قیاس

اجماع کہتے ہیں کہ جس پر صحابہ اور بعد والوں کا اتفاق ہو جائے۔

(۱) اسماعیلیہ اور عقیدۂ امامت کا تعارف: ص ۱۰۸، و کذا شیعہ (علامہ سیّد محمد حسین طباطبائی) ص ۸۳

آغاخانی (اسماعیلیہ) فرقہ کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ چترال کے علاوہ گلگت، کراچی اور دیگر علاقوں میں اسماعیلی (آغاخانی) فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کافی تعداد آباد ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں مگر ان کے عقائد ونظریات مندرجہ ذیل ہیں:

❶ ان کا کلمہ: ''اشھدان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ و اشھد ان امیر المؤمنین علي اللہ'' ہے۔

❷ یہ لوگ آغاخان کو اپنا امام مانتے ہیں اور اسی کو جملہ اشیاء اور ہر نیک وبد کا مالک جانتے ہیں اور اس کے اقوال واحکامات کو فرمان کا نام دیتے ہیں اور اس کے فرمان ماننے کو سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں۔

❸ شریعت: ظاہری شرع کی پابندی نہیں کرتے بلکہ آغاخان کو قرآن ناطق، کعبہ بیت المعمور، اور سب کچھ جانتے ہیں ان کی کتابوں میں ہے کہ اس ظاہری قرآن میں جہاں کہیں ''اللہ'' کا لفظ آیا ہے ان سے مراد امام زمان (آغاخان) ہے۔

❹ نماز پنجگانہ کے منکر ہیں: ان کے بجائے تین وقت کی دعاؤں کے قائل ہیں۔

❺ مسجد کی بجائے جماعت خانہ کے نام سے اپنے لئے مخصوص عبادت خانہ بناتے ہیں۔

❻ زکوٰۃ: شرعی زکوٰۃ کو نہیں مانتے اس کی بجائے اپنے ہر قسم کے مال کا دسواں حصہ مال واجبات اور ''دشوند'' کے نام سے آغاخان کے نام پر دیتے ہیں۔

❼ روزہ: رمضان المبارک کے روزہ کے منکر ہیں۔

❽ حج بیت اللہ کے منکر ہیں اس کی بجائے آغاخان کے دیدار کو حج کہتے ہیں۔
❾ سلام: السلام علیکم کی بجائے ان کا مخصوص سلام "یاعلی مدد" ہے۔
❿ جواب سلام وعلیکم السلام کی بجائے "یاعلی مدد" کے جواب میں وہ مولا علی مدد کہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ:
❶ ان عقائد ونظریات کے باوجود کیا یہ فرقہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے یا کافر ہے؟
❷ ان کا نماز جنازہ جائز ہے؟
❸ مسلمانوں کے مقبرہ میں ان کو دفنانا جائز ہے؟
❹ ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے؟
❺ ان کا ذبیحہ حلال ہے؟
❻ کیا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جاسکتا ہے؟
للہ جواب صادر فرما کر مسلمانوں کے الجھنوں کو دور فرمائیں۔
واجرکم علی اللہ

الجواب:

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی:

❶ جس شخص کو اسلامی تعلیمات اور آغاخانی عقائد ونظریات سے ذرا بھی شد بد ہو اسے اس امر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہو گا کہ آغاخانی جماعت بھی قادیانی جماعت کی طرح زندیق ومرتد ہے۔ چنانچہ قرون اولی سے لے کر آج تک کے تمام اہل علم ان کے کفر وارتداد اور زندقہ والحاد پر متفق ہیں۔ جو لوگ جہالت اور ناواقفی کی وجہ سے آغاخانیوں کو بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں ان کی بے خبری ولاعلمی حد درجہ لائق افسوس اور لائق صد ماتم ہے۔

❷ آغاخانیوں کی دعوت ہمیشہ خفیہ، پر اسرار اور ایک خاص حلقے تک محدود رہی

انہیں کھلے بندوں اپنے عقائد باطلہ کی نشر و اشاعت کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔ لیکن موجودہ دور میں مسلمانوں کی کمزوری و پسماندگی اور عوام و حکام کی غفلت شعاری نے ان باطنی قزاقوں کے حوصلے بلند کر دیئے ہیں اور انہوں نے ایسے منصوبے بنانے شروع کر دیئے ہیں جن کے ذریعے مسلمانوں کے بچے کھچے سرمایہ ایمان کو بھی لوٹ لیا جائے۔

۳ ان سازشی منصوبوں میں رفاہی اداروں کا جال سب سے زیادہ کامیاب شیطانی حربہ ہے۔ کیونکہ حکمرانوں سے لے کر عوام تک سب کی گردنیں "بت زر" کے آگے جھک جاتے ہیں۔ دین وایمان کے ڈاکوؤں کو مسلمانوں کی خدمت وپاسبانی کی سرکاری و عوامی سند مل جاتی ہے۔ اور انہیں مسلمانوں میں اپنے زندیقانہ نظریات و کافرانہ عقائد پھیلانے کا موقع بغیر کسی روک ٹوک کے میسر ہوتا ہے۔

۴ ان حالات میں "آغاخان فاؤنڈیشن" کا قیام مسلمانوں کے وجود ملی کے لئے سم قاتل ہے، اس کی رکنیت قبول کرنا، اس سے تعاون کرنا اور اس سے کسی قسم کی مدد لینا ایمانی غیرت کا جنازہ نکال دینے کے مترادف ہے اور یہ ایک ایسا اجتماعی جرم ہے جس کی سزا خدا تعالیٰ کے قہر اور عذاب کی شکل میں نازل ہو گی۔

۵ مسلمانوں کو اس جال سے بچانے کے لئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس ادارے کے قیام کی اجازت منسوخ کرے، اور عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سازشی فاؤنڈیشن کا یکسر بائیکاٹ کریں اور اس علاقے کے علماء و صلحاء کا فرض ہے کہ وہ کھل کر اس سازش کو بے نقاب کریں اور حکومت سے اس کے خلاف پرزور احتجاج کریں۔ جو شخص اس فاؤنڈیشن کی مدح وستائش کرے گا یا اس سے کسی قسم کا تعاون کرے گا یا تعاون لے گا وہ کل بروز قیامت خدا اور سول کے باغیوں کی صف میں اٹھایا جائے گا۔

مَنْ کَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ
لَعَمْرِيْ لَقَدْ نَبَّهْتُ مَنْ كَانَ نَائِمًا

وَاسْـمَعْتُ مَـنْ كَانَـتْ بِـهٖ اُذُنَـانِ

وللہ الحمد اولا و آخرا

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

آغا خانی مرتد اور زندیق ہیں۔ آغا خانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یہ لوگ بلاشبہ کافر اور مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں لہٰذا ایسے لوگوں کا اس خطرناک منصوبہ میں کسی قسم کا تعاون کرنا درحقیقت چند ٹکوں کی خاطر ایمان کو فروخت کرنا ہے۔ حکومت اسلامیہ پر فرض ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو مرتدین کے پنجۂ کفر سے نجات دلائے اور اسلام کے ان دشمنوں کو عبرت ناک سزا دے وہاں کے علماء اور صلحاء اور بااثر لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جلد از جلد اس بارے میں مؤثر اقدامات کریں عوام پر ان لوگوں کا کفر وزندقہ واضح کیا جائے تاکہ اس خطرناک حربہ سے دنیا وآخرت تباہ نہ کریں۔ وہاں کے مسلمانوں کو پھر باور کرایا جائے کہ آغا خانی ادارہ میں شرکت خواہ کسی درجہ میں، کسی قسم کا تعاون، عام ممبر وغیرہ بننا ناجائز اور حرام ہے۔

فقط واللہ اعلم

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کا فتویٰ:

الجواب ومنہ الصدق والصواب

فرقہ آغا خانیہ باجماع المسلمین کافر ہے اور زندیق کے احکام ان پر جاری ہوں گے اس لئے کہ ہر وقت وہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچے وہ کبھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہ اس سے پہلے رہے ہیں اور نہ اب وہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں بلکہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور دھوکہ دینا ان کے نزدیک عین عبادت اور کار ثواب ہے چنانچہ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں لکھا ہے کہ تاتاریوں نے جب دمشق پر حملہ کیا تھا تو ان اسماعیلیوں نے ان کا ساتھ دے کر

مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے کی ناکام کوشش کی تھی چنانچہ یہ فرقہ کبھی مسلمانوں کا دوست نہیں ہو سکتا ہے اور خدا اور رسول کا دشمن ہے تو اب ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے لئے کس طرح ان سے دوستی یا ان کے فاؤنڈیشن یا ان کی کسی انجمن میں شرکت جائز ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے بنص قطعی یہ حرام کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ......﴾[1]

ترجمہ: "تو نہیں پائے گا کسی قوم کو، جو ایمان لائے اللہ اور آخرت پر پھر وہ محبت کرے ان سے جن سے اللہ اور اس کا رسول دشمنی کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی، قبیلہ والے ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔"

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾﴾[2]

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو، جنہوں نے دوستی کی ایسی قوم سے کہ ان پر اللہ ناراض ہوا۔ نہ وہ تم میں سے ہے، اور نہ ان میں سے، جانتے ہوئے جھوٹی قسم کھاتے ہیں اور اللہ نے ان کے لئے عذاب شدید تیار کیا ہے، برا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ

---

(۱) سورۃ المجادلہ: آیت ۲۲، ۲۳

(۲) سورۃ المجادلہ: آیت ۱۴ تا ۱۵، پارہ: ۲۸

إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ ﴾[1]

ترجمہ: "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ کہ تم دوستی کا پیغام ان کو دو، حالانکہ انہوں نے حق سے کفر کیا ہے۔"

ان آیتوں سے صراحتاً معلوم ہوا کہ مشرکین اور دین دشمن طبقہ سے دوستی رکھنا جائز نہیں اور نہ ان سے مالی امداد ہدیہ سمجھ کر قبول کرنا جائز ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے مشرکین کے ہدیہ کو قبول نہیں فرمایا:

﴿فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾﴾[2]

ترجمہ: "جب آیا سلیمان کے پاس فرمایا کہ تم مال کا مجھے لالچ دیتے ہو، جو اللہ نے مجھے دیا ہے وہ تمہارے دینے سے بہتر ہے بلکہ تم ہی اپنے مال پر خوش رہو۔"

بعض مرتبہ نبی کریم ﷺ نے تالیف قلب اور مصلحت کے لئے مشرکین کو ہدایا دیئے بھی اور ان سے قبول بھی کئے لیکن بقول علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق یہی ہے کہ اگر دینی مصالح اور امور دینیہ میں خلل پڑتا ہو تو ان کے ہدیہ کو قبول کرنا جائز نہیں ہے۔[3] عمدۃ القاری میں علامہ عینی نے[4] اور سنن ابو داؤد میں امام ابو داؤد نے کعب بن مالک اور عیاض بن حماد وغیرہ کی روایت نقل کی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اني لا اقبل هدية مشرك" (میں مشرکین کا ہدیہ قبول نہیں کرتا) اور "اني غيبت عن زبد المشركين"۔ (اور مشرکین کے دوستی سے

---

(۱) ممتحنہ، آیت: ۱، پ: ۲۸

(۲) سورة النمل: آیت ۲۲

(۳) روح المعاني

(۴) عمدة القاري: ۲۶۷/۱۳

دور رہتا ہوں) ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ دوستی بھی جائز نہیں ہے اور ان کی امداد کو قبول کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نہ درحقیقت ہدیہ ہے اور نہ امداد بلکہ مسلمانوں کو گمراہ اور بے دین بنانے کی ایک سازش ہے جو عیسائی مشنریوں کی طرز پر چلائی جارہی ہے۔

علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احکام القرآن کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"وَقَوْلُهُمْ فِيْ تَرْكِ قَبُوْلِ تَوْبَةِ الزِّنْدِيْقِ يُوْجِبُ أَنْ لَا يُسْتَتَابُ الْاِسْمَاعِيْلِيُّ وَسَائِرُ الْمُلْحِدِيْنَ، اَلَّذِيْنَ قَدْ عُلِمَ مِنْهُمْ اِعْتِقَادُ الْكُفْرِ كَسَائِرِ الزَّنَادِقَةِ وَأَنْ يُّقْتَلُوْا مَعَ اِظْهَارِهِمُ التَّوْبَةَ."(۱)

ترجمہ: "ان کا قول زندیق کی توبہ قبول نہ کرنے میں واجب کرتا ہے کہ اسماعیلی کا توبہ نہ ہو، تمام ملحدین کی طرح جن کا کفر پر اعتقاد معلوم ہے۔ تمام زنادقہ کی طرح اظہار توبہ کے باوجود قتل کیا جائے۔"

جب اسلام کی نظر میں ان کا توبہ اور اسلام بھی قبول نہیں تو ظاہر ہے کہ نہ ان سے مالی فوائد بصورت امداد وہدیہ لینا جائز ہے اور نہ ان کی فاونڈیشن اور انجمن میں شرکت جائز ہے۔ دیگر کفار کی امداد پر بھی اس کو قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ امداد حکومتی سطح پر ملتی ہے اس سے عام مسلمانوں کی زندگی اور دین کے متاثر ہونے کا خطرہ نہیں ہے جب کہ مذکورہ امداد سے عام مسلمانوں کی انفرادی زندگی کے متاثر ہونے کا شدید خطرہ ہے اور مسلمانوں کے مرتد اور زندیق بننے کا قوی احتمال ہے لہٰذا ان کے ساتھ شرکت اور ان کی امداد کا قبول کرنا حرام ہے: "مَنْ كَثَّرَسَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"۔ (جس نے کسی قوم کی تعداد کو زیادہ کیا تو وہ ان میں سے ہے)۔

علماء اور عام دیندار مسلمانوں پر اس کا تدارک فرض ہے ورنہ وہ خدا کے ہاں

(۱) احکام القرآن: ۱/۵٤ بحوالہ اکفار الملحدین: ص ۳۷

جوابدہ ہوں گے۔

فقط:

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

نظام الدین شامزئی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی: ۲۵

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴ کا فتویٰ:

آغا خانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں کافر ہیں زندیق ہیں اور قرآنی نصوص کے مطابق کفار مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں اور نیز کافروں کے ساتھ محبت کرنا اور دوستانہ تعلقات استوار کرنا ناجائز اور حرام ہے اور ہر وہ چیز جو سبب بنے حرام کام کا وہ چیز بھی حرام ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ کافروں نے مختلف سازشوں سے مال وزر اور متاع دنیا کا لالچ دے کر مسلمانوں کے ایمان کو لوٹنے کی ناپاک کوشش کی ہے اس لئے آغا خانیوں کا ترقیاتی کاموں کے نام پر مسلمانوں کو جھانسا دے کر ان کو آہستہ آہستہ اپنے مسلک سے قریب تر کرنے کی ایک گہری سازش ہے۔ مزید برآں اگر ان کے ساتھ قرض وغیرہ کے معاملات جائز رکھے جائیں تو سادہ لوح مسلمان ان کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھنے لگیں گے چنانچہ بہت سارے مسلمانوں کو اب بھی ان کے کافر ہونے کا کوئی علم نہیں، اور اس کا ایمان واسلام کے خلاف ہونا ظاہر ہے۔ لہٰذا آغا خان فاونڈیشن کا ممبر بننا قطعاً ناجائز اور حرام ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ کفر وزندقہ کے لئے کوئی نرم گوشہ اختیار نہ کریں اور علاقہ کے علماء صلحاء اور ذی اثر لوگوں پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کو وعظ ونصیحت اور اپنی وجاہت کے ذریعے سے اس کا ممبر بننے سے منع کریں اور حکومت سے پرزور مطالبہ کریں کہ وہ آغا خانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور جو لوگ فاونڈیشن کے ممبر بننے کی لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں انہیں پہلے سمجھایا جائے، اگر وہ ترغیب دینے سے ہی باز آجائیں تو بہتر ورنہ ان کے ساتھ مقاطعہ کیا جائے۔

دلائل ملاحظہ ہو۔

﴿إِنَّ ٱلْكَٰفِرِينَ كَانُوا۟ لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿١٠١﴾﴾ [1]

ترجمہ: "بے شک کافر تمہارے صریح دشمن ہیں۔"

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَٱلْكُفَّارَ أَوْلِيَآءَ﴾ [2]

ترجمہ: "اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی مذاق بنایا ہے ان کو دوست مت بناؤ اپنے سے پہلے اہل کتاب سے۔"

"وَ لِلْعَلَّامَةِ الْمُحَقِّقِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْعِمَادِيْ فِيهِمْ فَتْوٰي مُطَوَّلَة وَذَكَرَ فِيهَا اَنَّهُمْ يَنْتَحِلُوْنَ عَقَائِدَ النَّصِيْرِيَّةِ وَالْاِسْمَاعِيْلِيَّةِ الَّذِيْنَ يُلَقَّبُوْنَ بِالْقَرَامِطَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ الَّذِيْنَ ذَكَرَهُمْ صَاحِبُ الْمُوَافِقِ وَنَقَلَ عَنْ عُلَمَاءِ الْمَذْهَبِ الْاَرْبَعَةِ اَنَّهُمْ لَا يَحِلُّ اِقْرَارُهُمْ فِيْ دِيَارِ الْاِسْلَام بِجِزْيَةٍ وَلَا غَيْرِهَا وَلَا تَحِلُّ مُنَاكَحَتُهُمْ وَلَا ذَبَائِحُهُمْ الخ." [3]

ترجمہ: "علامہ عبد الرحمن عمادی کے طویل فتاوے میں سے جو عقائد نصرانیہ اور اسماعیلیہ کے اعتبار سے ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ چاروں مذاہب میں ان کا ذبیحہ اور ان سے نکاح جائز نہیں ہے۔"

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد خالد

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۱۶؍۱۴؍۵؍۱۴۰۴ھ

---

(۱) سورۃ النساء: ۱۰۱

(۲) سورۃ المائدۃ: ۵۷

(۳) الشامیۃ: ۳/۳۹۸، مطبوعہ یو پی

دارالافتاء دارالعلوم نعیمیہ کا فتویٰ:

آغا خانی (اسماعیلیوں) کے عقائد کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے اگر درست ہے تو ہر ایسے معاملہ میں جس سے اسلامی عقائد و اعمال متاثر ہوتے ہوں ان سے تعاون اور فائدہ حاصل کرنا قطعاً درست نہیں بلکہ گناہ ہے ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰي وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

ترجمہ: ”نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو، گناہ اور دشمنی پر تعاون نہ کرو۔“

جو مسلمان ان سے اس طرح کا تعاون کریں گے جو آغا خانیت کے فروغ کا سبب ہو گا وہ گناہگار ہوں گے اور آخرت میں ان سے مواخذہ بھی ہو گا۔

واللہ اعلم

محمد اسلم

۱۵/۲/۸۴ء

دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ:

الجواب: فرقۂ آغا خانیہ ضروریات دین سے انکار کی وجہ سے۔ بلاشک وشبہ کافر اور خارج از اسلام ہے، اس سے موالات (دوستانہ تعلقات رکھنا) حرام منصوص ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ.“

ترجمہ: ”مؤمن مؤمن کو چھوڑ کر کافر سے دوستی نہ کرے، اور جو کرے گا تو اللہ پر کوئی ذمہ نہیں مگر یہ کہ تم بچو۔“

یہ فرقے اقلیت ہونے کی وجہ سے اور مذہبی دلائل سے محروم ہونے کی وجہ سے نہ سیاسی تحریک کی ہمت رکھتے تھے اور نہ اپنی کفریات کی دعوت دینے کے ارادات

رکھتے تھے۔ موجودہ دور میں یہ فرقے اپنی کثرت زر کو دیکھ کر تنظیموں کے داموں میں بے علم اور کم علم لوگوں کو پھنسانا چاہتے ہیں اور اسی مکر وفریب سے سیاسی عروج اور دعوت میں کامیابی کا ارادہ رکھتے ہیں پس اس بنا پر ان کے تنظیموں میں کوئی حصہ لینا اسلام دشمنی اور مداہنت ہے۔

وھو الموفق

محمد فرید

دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی، ہند) کا فتویٰ:

الجواب: حامداو مصلیا عرصہ دراز سے فرقہ اسماعیلیہ پر کفر کا فتویٰ ہے جو ایسے گھرانے میں پیدا ہوا وہ کافر ہے اور جس نے از خود اسلامی عقائد ترک کر کے فرقہ اسماعیلیہ کے عقائد اختیار کیا وہ مرتد ہے۔ مرتد کے احکام بہت سخت ہیں اس سے سلام وکلام اس کے ساتھ نشست وبرخاست اور خرید وفروخت کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ اسلامی حکومت میں ایسے شخص کو (اگر وہ تین دن کے اندر اسلام کی طرف دوبارہ نہ لوٹے) قتل کر دیا جاتا ہے۔

مفتی محمد یحیٰ

مظاہر علوم سہارنپور

۱۴۰۲/۸/۶ھ

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

الجواب: سوال میں اس فرقہ کے جو عقائد لکھے گئے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو ان کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے اور ان کے مرنے والے کے ساتھ وہ تمام مذہبی معاملے جائز نہیں جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں پس نہ نماز جنازہ درست ہوگی نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور اسی طرح ان کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا اور نہ ان کا ذبیحہ جائز ہوگا اور نہ مسلمانوں کا جیسا برتاؤ کرنا۔

"بِهٰذَا ظَهَرَ اَنَّ الرَّافِضِيَّ اِنْ كَانَ مِمَّنْ يَّعْتَقِدُ الْاُلُوْهِيَّةَ فِيْ عَلِيٍّ وَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ غَلَطَ فِي الْوَحْيِ الخ فَهُوَ كَافِرٌ لِمُخَالَفَةِ الْقَوَاطِعِ الْمَعْلُوْمَاتِ مِنَ الدِّيْنِ بِالضُّرُوْرَةِ." (۱)

ترجمہ: "اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رافضی جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدا ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام کی وحی میں غلطی مانتے ہیں تو ضروریات دین کے قطعی معلومات کی مخالفت کی وجہ سے وہ کافر ہیں۔"

ضروریات دین: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جیسے ارکان کا منکر ہو تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا ہے۔ (۲)

وھواعلم
محمد ظفیر الدین غفرلہ
دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
۱۹/ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

---

(۱) ردالمختار
(۲) آغاخانی مسلمان کیسے؟ ص ۱۳۱ تا ۱۴۷

آغاخانی (یعنی اسماعیلیہ) فرقہ کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہو گا

۱. ہمارا اسماعیلی مذہب اور اس کا نظام......ڈاکٹر زاہد علی صاحب
۲. تاریخ فاطمیین......ڈاکٹر زاہد علی صاحب
۳. فردوس بریں......مولانا عبد الحلیم شرر صاحب
۴. حسن بن صباح......مولانا عبد الحلیم شرر صاحب
۵. الاسماعیلیہ (عربی)......علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید
۶. اسماعیلیہ اور عقیدۂ امامت کا تعارف تاریخی نقطہ نظر سے......سیّد تنظیم حسین صاحب
۷. آغاخانیت کی حقیقت......مولانا عبد اللہ چترالی صاحب
۸. آغاخانیوں کے زیر زمین منصوبے......مولانا عبد اللہ چترالی صاحب
۹. مذہب اسماعیلیہ قرآن وسنت کی روشنی میں......مولانا عبد اللہ چترالی صاحب
۱۰. آغاخانیوں کے سیاسی عزائم......زکریا رازی صاحب
۱۱. آغاخانی کافر ہیں علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ......قاری فیض اللہ چترالی صاحب
۱۲. آغاخانیت کیا ہے؟......قاری فیض اللہ چترالی صاحب
۱۳. ہمارے بھی مہربان کیسے کیسے
۱۴. اسماعیلی معبود
۱۵. آغاخان فاونڈیشن چترال
۱۶. جماعت خانہ سے مسجد تک......علی بن علی صاحب
۱۷. حقیقت اسماعیلیہ یا اسماعیلی طریقت ایک منفرد طریقہ......اکبر علی مہر علی صاحب

۱۸ آغاخانیوں میں بیداری کے آثار
۱۹ جماعت خانہ سے عدالت عالیہ سندھ تک
۲۰ الاسماعیلیہ (عربی) وشیٔ من عقائدھاوافکارھا
۲۱ آغاخانی اسماعیلیوں کی تاریخ........ (اکبر علی مہر علی) صاحب
۲۲ مذاہب الاسلام........ مولانا نجم الغنی رام پوری صاحب
۲۳ آغاخانیت علماء امت کی نظر میں........ مولانا فیض اللہ چترالی صاحب
۲۴ الحکم الحقانی فی الحزب الآغاخانی........ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

فرقہ اسماعیلیہ بوہری

فرقہ اسماعیلیہ بوہری کا پس منظر

امام المستنصر باللہ ۴۲۷ھ وفات ۴۸۷ھ بمطابق ۱۰۳۵ء ۱۰۹۵ء کے انتقال پر فاطمیوں میں ان کے جانشین بنانے میں اختلاف ہوا بعض نے المستنصر کے جانشین صاحبزادے نزار کو جانشین بنایا تو ان کو نزاریہ کہتے تھے اور بعض نے المستنصر کے چھوٹے صاحبزادے المستعلی کو ان کا جانشین قرار دیا اس وجہ سے ان کو مستعلویہ کہتے تھے۔

مستعلی کا معنی وہ غیبوبت سے کرتے ہیں کہ ان کے آخری امام طیب تھے جو کم سنی میں ہی غیبوبت یعنی ۵۲۴ھ بمطابق ۱۱۱۳ء میں اختیار کر لی اس وقت سے ان میں امام مستور چھپے ہوئے امام کا دور شروع ہوا ہے مگر دعوت کا سلسلہ داعیوں کے ذریعہ تو اب بھی جاری ہے اور امام طیب اگرچہ غائب ہو گئے مگر ان کی اولاد میں امامت کا سلسلہ اب بھی چل رہا ہے ان مذہب والوں کو یمن کی حکومت میں اقتدار بھی ملا ان کے ماننے والے یمن، مصر، ہندوستان، پاکستان میں ہیں ان کا مرکز ۹۴۶ھ بمطابق ۱۵۴۰ء میں احمد آباد گجرات (ہندوستان) میں منتقل ہو گیا۔ اور ہندوستان میں ان کے مذہب کا داعی یوسف بن سلیمان تھا اور جب ان کے چھبیسویں داعی داؤد بن عجب شاہ کا ۱۵۹۱ء میں انتقال ہوا تو پھر اکثریت نے داؤد بن قطب شاہ کو ۲۷واں داعی مانا اور یمن والوں نے سلیمان بن حسن کو ۲۷واں داعی بنالیا۔ اس بناء پر داؤد بن قطب شاہ کو داعی ماننے والوں کو داؤدی کہتے ہیں اور سلیمان بن حسن کو داعی ماننے والوں کو سلیمانی کہتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں داؤدی ہیں اب بھی ان کے داعی ۵۲ویں موجود ہیں جن کو وہ سیّدنا برھان الدین کہتے ہیں اس فرقہ کے داعی دسویں صدی

ہجری سے بمبئی میں قیام کرتا ہے عموماً یہ تجارت کرتے ہیں اور تجارت کرنے والوں کو بوہرے کہتے ہیں اس لئے ان کو بوہری بھی کہتے ہیں۔

یہ فرقہ وجود میں کب آیا؟

اس فرقہ کی ابتداء ۵۲۵ھ میں ہوئی جب مستنصر باللہ کے انتقال پر لوگوں نے ان کے چھوٹے صاحبزادے کو جن کا نام مستعلی باللہ (امام طیب) تھا اس کو خلیفہ اور جانشین بنایا تھا اور پھر وہ امام الطیب ۵۲۵ھ میں غائب ہو چکے ان کا داعی کا سلسلہ چل رہا ہے اور اب ان کے داعی ۵۲ ویں برہان الدین موجود ہیں۔

فرقۂ بوہری جماعت کے بانی سیّدنا محمد برھان الدین کے مختصر حالات

نام: برھان الدین۔ پیدائش: ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ بمطابق ۶ مارچ ۱۹۱۵ء بھارت کے شہر سورت میں پیدا ہوئے۔

والد کا نام: طاہر سیف الدین تھا۔ طاہر سیف الدین برہان الدین کی پیدائش سے چالیس دن پہلے ۵۱ ویں داعی بنائے گئے۔

تعلیم: ابتداءً تعلیم اپنے علاقے میں ہی حاصل کی، اور پھر علی گڑھ یونیورسٹی نے ان کو ڈاکٹر آف تھیالوجی کی اعزازی سند دی۔

تعلیمی خدمات: انہوں نے اپنا مسلک جامعہ سیفیہ میں نافذ کیا اس کی دو شاخیں بنائی۔ ان میں سے ایک اپنی پیدائشی شہر سورت میں دوسری کراچی میں ہے۔

طاہر سیف الدین نے ۱۹ سال کی عمر میں ۱۹۳۴ء میں سیّدنا برہان الدین کو ۵۲ ویں داعی مقرر کردیا، اتفاق سے جانشینی اور ولادت کا دن ایک ہی تھا۔

بوھری مراکز: بوھری مراکز کے نام پر کئی تاریخی عمارتیں بنوائی جس میں فاطمی دور کی یادگار مسجد الجامع الانور کی تعمیر نو کروائی۔ ساتھ ہی قاھرہ کی دوسری مساجد مثلاً: جامع ازھر، جامع اقمر، جامع جیوشی اور جامع لوتو کی شکستہ عمارت کو تعمیر کروایا۔ گذشتہ سال یعنی ۲۰۰۲ء میں کوفہ کے اندر جامع علی ابی طالب کی عمارت کی ترمیم واحیاء کا کام انجام دیا۔ علاوہ ازیں یمن میں دعاۃ کرام کی تاریخی مساجد (عبادت خانے) بھارت میں سورت کی تاریخی جامع معظم اور دوسری کئی مساجد (عبادت خانے) دنیا بھر میں بوھرہ مراکز میں بھی سیکڑوں اپنے عبادت خانے تعمیر کروائے۔

کارنامہ: ۱۴۰۱ھ میں برہان الدین نے اپنی جماعت کے لوگوں کو تلقین کی کہ سود

کو چھوڑ کر قرضہ حسنہ کا طریقہ اختیار کریں۔

ان کی شب و روز کی محنت سے ۴۰ ممالک میں بوھری جماعت فعال بن کر ابھری ہے۔ ہر سال برہان الدین مختلف ممالک کا دورہ بھی کرتے ہیں وہ کئی زبانوں کے ماہر بھی بتائے جاتے ہیں۔

اس وقت ان کی عمر ۹۲ ویں سال ہے۔

فرقہ بوہری کے نظریات وعقائد

❶ امام طیب کی نسل میں برابر امامت کا سلسلہ چل رہا ہے اگرچہ امام طیب غائب ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ داعیوں کو وہ ہدایات دیتے رہتے ہیں۔

❷ سود لینا جائز ہے۔

❸ دیوالی (مندر سوار) پر وہ بھی روشنی کرتے ہیں۔

❹ ہندی مہینوں کے اعتبار سے حساب کتاب کو ضروری سمجھتے ہیں۔

❺ مسجد، جماعت خانہ، قبرستان سب ان کا جدا ہے۔

❻ اپنے اسلاف کی ابتدا میں عموماً یہ سفید لباس پہنتے ہیں۔

❼ کلمہ "لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ مولانا علي ولي اللّٰہ وصي رسول اللّٰہ"۔

❽ اذان میں "اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ" کے بعد "اشھد ان مولانا علیا ولي اللّٰہ" اور "حي علي الفلاح" کے بعد "حي علي خیر العمل محمد وعلي خیر البشر وعشر تہا علي خیر العمل" کا اضافہ ضروری سمجھتے ہیں۔[1]

(۱) مذاہب اسلام (محمد نجم الغنی) ۲۹۲

فرقہ بوہری کے نظریات وعقائد

اور قرآن حدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

کہ امام غائب ہے مگر وہ داعی کو برابر ہدایات دیتے رہتے ہیں اور اماموں کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ کرام اللہ تعالیٰ کا نور مفترض الطاعۃ اور معصوم ہوتے ہیں دنیا و آخرت ان کی ملکیت میں ہے جس کو جو چاہیں دے دیں اور جس چیز کو چاہیں حلال کردیں اور جس کو چاہیں حرام کردیں وغیرہ۔

جواب: اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں اللہ جل شانہ کے لئے ہی لائق ہیں اللہ کے سوا کوئی بھی ان باتوں کا حق دار نہیں ہیں، ورنہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا لازم آجائے گا اور شرک اور کفر ایسا گناہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتے دنیا میں اگر مرنے سے پہلے پہلے اس نے توبہ نہ کی ہو جیسے کہ قرآن میں آتا ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾[1]

ترجمہ: "بے شک اللہ مشرک کی مغفرت نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جس کی چاہے کرے گا۔"

دوسرا عقیدہ

اعلانیہ سود لیتے ہیں۔

جواب: ظاہر ہے کہ سود کا لینا دینا یہ شریعت محمدیہ میں حرام ہے اس کی ممانعت قرآن واحادیث اجماع اور قیاس سب سے ہی ثابت ہے مثلاً:

❶ ﴿ ......وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ ...... ﴾[1]

---

(۱) سورۃ النساء آیت ۴۸

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے ربا کو حرام قرار دیا ہے۔“

❷ ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ﴾ (۲)

ترجمہ: ”لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خبر دار ہو جاؤ جنگ کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔“

❸ ﴿وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۲۷۸﴾﴾ (۳)

ترجمہ: ”اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔“

❹ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ ٱلرِّبَوٰٓا۟ أَضْعَـٰفًا مُّضَـٰعَفَةً ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ وَٱتَّقُوا۟ ٱلنَّارَ ٱلَّتِىٓ أُعِدَّتْ لِلْكَـٰفِرِينَ ﴿۱۳۱﴾﴾ (۴)

ترجمہ: ”اے ایمان والوں سود کئی کئی حصہ بڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاجاؤ اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔“

نوٹ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ خوف ناک آیت سود کے بارے میں یہی ہے۔

احادیث میں سود کی مذمت

❶ ”مَنْ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ.“ (۵)

---

(۱) سورۃ بقرۃ: آیت ۲۷۵

(۲) سورۃ بقرۃ: آیت ۲۷۹

(۳) سورۃ بقرۃ: آیت ۲۷۸

(۴) سورۃ آل عمران: آیت ۱۳۱

(۵) بیہقی شعب الایمان کذا في المشکوٰۃ

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جس کا گوشت حرام مال سے پیدا ہو آگ اس کے لئے زیادہ لائق ہے۔“

۲ ”عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ رضي الله تعالٰي عنه غَسِيْلِ الْمَلَآئِكَةِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زِنْيَةً.“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکۃ نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جو آدمی جان کر کھاتا ہے ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔“

۳ ”وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْئًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ.“ (۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سود کے ستر اجزاء ہیں ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے صحبت کرے۔“

سود کی حرمت پر پوری امت کا اتفاق ہے اسی وجہ سے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص سود کی حرمت کا انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (۳)

اسی طرح صاوی شرح جلالین میں ہے۔

جاننا چاہئے کہ سود کتاب و سنت اور اجماع تینوں کی رو سے حرام ہے لہٰذا جو شخص اسے حلال جانے گا اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (۴)

---

(۱) مشکوٰۃ: ۲٤٦ بحواله دارقطني و مسند احمد

(۲) مشکوٰۃ: ۲٤٦ بحواله ابن ماجه و بيهقي

(۳) مرقاۃ: ۳/۳۱۳

(۴) صاوی: ۱/۱۱٦

تیسرا عقیدہ

دیوالی کے موقعہ پر روشنی کرتے ہیں۔

جواب: دیوالی یہ خالص ہندو مذہبی تہوار ہے ظاہر ہے کہ اس تہوار کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اگر آدمی ویسے ہی غیر مسلموں کی مذہبی تہوار میں شرکت کرے یہ بھی جائز نہیں کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو کسی قوم کے مجمع کو بڑھائے وہ انہی میں شمار ہو گا۔ فتاویٰ رحیمیہ میں ہے کہ دیوالی وغیرہ میں شرکت کرنا حرام ہے۔

چوتھا عقیدہ

ہندی مہینوں کے اعتبار سے حساب کتاب کرتے ہیں۔

جواب: ان کا تعلق زیادہ تر ہندوؤں کے ساتھ ہے اس لئے ان کے مہینوں کے ساتھ ان کا حساب رہتا ہے۔ جب کہ مسلمان کا حساب کتاب چاند کے لحاظ سے ہوتا ہے اسی چاند کے اعتبار سے اسلامی عبادات ادا کی جاتی ہیں مثلاً رمضان کے روزے، حج کے ایام وغیرہ۔

پانچواں عقیدہ

ان کی مسجد جماعت خانہ قبرستان سب علیحدہ ہوتے ہیں۔

جواب: علماء فرماتے ہیں بوہریوں کی اذان سب مسلمانوں سے جدا ہے ان کی وہ نماز نہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں ان کی اپنی عبادت خود ساختہ ہے وہ نماز نہیں بلکہ سراسر شرک اور کفر ہے جو ان کے جماعت خانوں میں ہوتا ہے اگر وہ ایسا نہیں تو وہ اپنے جماعت خانوں میں مسلمانوں کو داخل ہونے سے کیوں روکتے ہیں ان کی نماز ان کے مخفی امام کے لئے ہوتی ہے جب کہ مسلمانوں کی مسجد میں ہر ایک کو آنے کی اور ان کی عبادت دیکھنے کی اجازت ہے۔

چھٹا عقیدہ

ان کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے جدا ہے۔

جواب: نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک جس کلمہ پر اتفاق ہے وہ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ ہے شروع سے کلمہ کا دو ہی جز رہا ہے ایک لاالہ الااللہ اور دوسرا محمد رسول اللہ اگر تیسرا جزء مولانا علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اس کا اضافہ اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ اور آج تک مسلمان ان ہی کا کلمہ پڑھتے رہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ جب قطعی طور سے یہ بات ثابت ہے کہ کلمہ اسلام صرف توحید و رسالت کے اقرار کا نام ہے اور وہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ سے پورا ہو جاتا ہے اسی پر نبی کے زمانے سے آج تک اجماع ہے تو اب جس نے اس کلمہ میں کمی بیشی کر لیا تو وہ اصلی کلمہ اسلام کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

فرقہ بوہری کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

❶ جامعہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ:

بوھری فرقہ اپنے عقائدِ فاسدہ کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج ہے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا، دوستی رکھنا، ناجائز ہے۔[1]

❷ دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کا فتویٰ:

بوھری آغاخانیوں کا ایک فرقہ ہے آغاخانیوں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کسی سے مخفی نہیں، ان کا کلمہ، نماز اور عقائد غرض کہ ہر چیز کفریہ اور اسلام سے ہٹ کر ہے۔[2]

❸ جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا کراچی کا فتویٰ:

معروف فرقہ بوھری بھی اپنے باطل عقائد ونظریات کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج اور رافضیوں کی ہی ایک شاخ ہے۔ جو قرآن کریم میں تحریف، شراب، زنا کو حلال خلفاء راشدین کے علاوہ دیگر صحابۂ کرام سے متعلق معاذ اللہ کافر ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے زندیق ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔[3]

(۱) فتویٰ نمبر: ١٦٢٢

(۲) فتویٰ نمبر: ٦١٩/٤٢

(۳) فتویٰ نمبر: ٢٣٥٦٥

فرقہ بوہری کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ثابت ہو گا

1. اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت......... سیّد تنظیم حسین صاحب
2. ہمارے اسماعیل مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام......... زاہد علی صاحب
3. تاریخ فاطمیین......... ڈاکٹر زاہد علی صاحب
4. فردوس بریں......... مولانا عبدالحلیم شرر صاحب
5. اسلام بلا مذاہب......... ڈاکٹر مصطفی الشکعہ صاحب
6. طائفۃ الاسماعیلیۃ تاریخہا نظمہا عقائدہا......... ڈاکٹر مصطفیٰ کامل حسین صاحب مکتبہ النہضۃ المصریہ
7. دائرۃ المعارف الاسلامیۃ......... مادۃ الاسماعیلیۃ
8. اصول الاسماعیلیۃ والفاطمیۃ والقرامطۃ......... برنارڈ لویس
9. کشف اسرار الباطنیۃ واخبار القرامطۃ......... محمد بن مالک ایمانی الحماوی صاحب
10. فضائح الباطنیۃ......... علامہ ابو حامد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ
11. تاریخ الجمعیات السریۃ والحرکات الہدامۃ......... محمد عبداللہ عنان وغیرہ

فرقہ ذکری

ذکری فرقہ کا پس منظر

ذکری فرقہ اس کا اصل بانی تو سیّد محمد جونپوری ہے اس کے انتقال کے بعد ان کے مریدین کو پھر محمد مہدی اٹکی نے استعمال کیا۔

ذکری مذہب ایک ایسا مذہب ہے جس کے باقاعدہ کوئی ضوابط مقرر نہیں اور نہ کوئی اس کی کتاب ہے، جو کچھ ان کے پیشوا حکم دے دیتے ہیں وہی ان کا دین اور مذہب ہے۔ آج تک ان کے مذہب پر کوئی باقاعدہ کتاب نہیں، صرف چند قلمی نسخے ہیں۔

مذہب کی بنیاد تو ۹۰۰ھ میں سیّد محمد جونپوری نے رکھی اور پھر مزید اس کو محمد مہدی اٹکی نے مرتب اور پھیلایا، جس کا ظہور ۹۷۷ھ بمطابق ۱۵۶۹ء میں ہوا تھا۔

ذکری فرقے کا پس منظر

ذکری فرقہ کب وجود میں آیا؟

ذکری فرقہ دراصل مہدویہ کی ایک شاخ ہے، پہلے مہدویہ فرقہ کے بانی کے بارے میں کچھ باتیں پھر ذکری فرقہ کے بارے میں کچھ باتیں۔

فرقہ مہدویہ کا بانی سیّد محمد جونپوری تھا جو بروز پیر ۸۴۷ھ مطابق ۱۴۴۳ء، جمادی الاولی جونپور ہندوستان میں پیدا ہوا۔[1] اسی کو سندھ کے لوگ میراں سائیں، اور مکران وقلات کے لوگ نور پاک سے یاد کرتے ہیں۔

سیّد محمد جونپوریہ جمادی الاولی ۸۸۷ھ کو اپنا علاقہ چھوڑ کر ۹۰۰ھ احمد نگر پہنچے

---

(۱) مہدوی تحریک: ص ۳۵

اور پھر ۹۰۱ھ کو حج کے لئے چلے گئے۔ نو ماہ وہاں قیام کیا۔ پھر رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں نبی آخر الزمان ہوں، میرے ہی بارے میں اللہ نے انتباہ اور نبی کریم ﷺ کے زبانی وعدہ فرمایا تھا۔[۱]

حج سے واپسی پر احمد نگر سے ہوتے ہوئے یہ سندھ میں ٹھٹہ میں آئے اور چھ ماہ قیام کیا۔ (آج وہاں پر ان کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے)۔

ٹھٹہ کے بعد یہ قندھار پہنچا اسی دوران اس نے مختلف امراؤ سلاطین، خوانین کو خط لکھا کہ میں مہدی ہوں، جس میں انہوں نے کہا کہ جلدی پیروی کرو، تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ، جو میری نافرمانی کرے گا، اللہ اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا وغیرہ وغیرہ۔[۲]

پھر اس فرقہ کا بانی، فراہ، جو اب افغانستان میں شامل ہے، وہاں پر ۹۱۰ھ میں انتقال کر گیا۔

(۱) مہدوی تحریک: ص ۴۴

(۲) مہدوی تحریک: ص ۴۷

بانی فرقہ محمد مہدی اٹکی کے حالات

اس فرقے کا پیر محمد مہدی اٹکی ہے، اس کے بارے میں ان کے پیروکار کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کا نور تھا، اس لئے نہ اس کے والدین ہیں، اور نہ اولاد اور نہ اس کی ولادت ہوئی ہے، اور نہ اس کی وفات ہوئی، نہ کفن دفن ہوا بلکہ یہ نور تھا وہ نور غائب ہو گیا یا آسمان پر چلا گیا۔

اس کا ظہور ۹۷۷ھ مطابق ۱۵۶۹ء میں ہوا یہ اصل میں اٹک پنجاب کا رہنے والا تھا۔ سیّد محمد جونپوری ایک آدمی تھا، اس کے بہت سے مریدین تھے، اس کی وفات کے بعد ان کے مریدین منتشر ہونے لگے تو محمد مہدی اٹکی نے اپنی سمجھداری سے ان سب کو اپنا پیروکار بنالیا۔ اس نے اپنا مرکز تربت کو بنایا، اور وہاں پر بھی اس نے کافی چیزیں بنادی اور پھر ۱۰۰۰ھ بمطابق ۱۵۹۲ء یا ۱۰۲۹ھ بمطابق ۱۶۱۹ء میں اس مہدی اٹکی نے اس خوف سے کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے اپنے نشست گاہ میں چادر یا عمامہ کو دفن کیا کچھ حصہ باہر رہنے دیا، اور رات ہی رات غائب ہو گیا۔ لوگوں نے شور کر دیا کہ وہ تو نور تھا آسمان پر چلا گیا۔

ذکری فرقہ کے نظریات وعقائد

پہلا عقیدہ:......... ان کا کلمہ اہل سنت والجماعت سے الگ ہے۔ کبھی وہ لاالہ الااللہ نورپاک نور محمد مہدی رسول اللہ اور کبھی لاالہ الااللہ نور محمد مہدی رسول اللہ صادق الوعد الامین۔ (۱)

اور کبھی "لا اله الا الله الملك الحق المبين نور پاك نور محمد مهدي رسول الله صادق الوعد الامين" کہتے ہیں۔ (۲)

دوسرا عقیدہ: .... (اپنے بانی مذہب) ملامہدی محمد اٹکی کو نبی آخرالزماں کہتے ہیں، تمام انبیاء کا سردار مانتے ہیں۔ حضرت سیّد المرسلین نور محمد مہدی کی شان جو کہ اولین وآخرین ہے اور برگزیدہ ہادی ہے رب العالمین کا نور ہے۔ (۳)

تیسرا عقیدہ: .... محمد اٹکی کی نبوت کاانکار کفر ہے اور محمد اٹکی کو جھوٹا کہنے والا کافر ہے۔ (۴)

چوتھا عقیدہ: .... محمد مہدی اٹکی یہ اللہ کا نور ہے اور خدا مہدی کا عاشق اور مہدی اس کا معشوق ہے۔ (۵)

پانچواں عقیدہ: .... جس مہدی کا ذکر حدیث میں آیا ہے، یہ وہی مہدی ہے جو آگیا اب کوئی مہدی نہیں آئے گا۔ (۶)

چھٹا عقیدہ: .... قرآن مجید اصل میں محمد مہدی پر نازل ہوا تھا، مگر نبی کریم

---

(۱) سفر نامہ مہدی مصنف شیخ عزیزلاری ص ۴

(۲) ذکرالٰہی: ۱۰/۱۱، نور تجلی ص ۱۱۸، ۱۲۲ وغیرہ

(۳) سفر نامہ مہدی ص ۳ (شیخ عزیزلاری) ذکرالٰہی ص ۳۹، نور تجلی، ص ۶۸، ۱۷، نور ہدایت ۷۹، ثنائے مہدی ۹، ۷، ۱۰ مختلف عنوانات سے سیّد المرسلین کہا گیا ہے

(۴) قلمی نسخہ بہتر موسیٰ نامہ ۱۲۱۱، ۱۵۸، وثنائے مہدی ۸۶، سفر نامہ مہدی ۳، فرمودات مہدی قلمی نسخہ ص ۹۹ وغیرہ

(۵) قلمی نسخہ محمد قصر قندی موسیٰ نامہ ۱۱۵، حقیقت نورہادی ۷، معراج نامہ ۲۳

(۶) ثنائے مہدی ۱۰، قلمی ابیات سے محمد قصر قندی ص ۱۵۶، ذکر وحدت ص ۱۱، قلمی نسخہ نیز سر جہانی ص ۴۴

ﷺ کے واسطہ سے مہدی پر نازل ہوا ہے اب قرآن کی تاویل وتشریح وہی معتبر ہو گی، جو محمد مہدی اٹکی کی ہے۔ نیز یہ کہ قرآن کے چالیس پارے تھے ان میں سے دس پارے مہدی نے منتخب کر لئے، اور باقی تیس پارے اہل ظاہر کے لئے چھوڑ دیئے ہیں۔

وہ دس پارے قرآن کے باقی تیس پارے کے مثل ہے۔ اسی دس پارے کا نام برھان ہے۔[1]

ساتواں عقیدہ: .... جہاں پر قرآن مجید میں محمد کا نام آیا ہے اس سے مراد محمد مہدی ہیں آپ ﷺ کا نام احمد ہے اور محمد تو مہدی کا نام ہے۔[2]

آٹھواں عقیدہ: .... "مَقَامًا مَّحْمُوْدًا." اس سے مراد مقام محمود نہیں بلکہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جہاں پر ذکری مذہب والوں کا حج ہوتا ہے۔[3]

نواں عقیدہ: .... تمام انبیاء علیہم السلام پر لازم ہے کہ وہ مہدی اٹکی پر ایمان لائے۔[4]

دسواں عقیدہ: .... ان کے مذہب میں انبیاء اور ملائکہ کی توہین بھی جائز ہے۔[5]

گیارہواں عقیدہ: .... محمد مہدی اٹکی کے آنے کے بعد نبی کریم ﷺ کی شریعت منسوخ ہو گئی۔[6]

بارہواں عقیدہ: .... نماز پڑھنے والے مرتد اور بد دین شمار ہوتے ہیں۔[7]

---

(۱) سفر نامہ مہدی ص ۵، ثنائے مہدی ص ۷، حقیقت نور پاک، قلمی نسخہ سے قصر قندی موسیٰ نامہ ۱۱۷ ذکر الٰہی ص ۳۹، ذکر توحید ص ۳۱ وغیرہ

(۲) معراج نامہ: ص ۲، نور تجلی: ص ۱۲، ۲۲، ۲۳، ۶۲

(۳) نور تجلی: ص ۴۱

(۴) موسیٰ نامہ: ص ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۰

(۵) نور تجلی: ص ۶۹، نور ہدایت: ۸۳، ۸۷ وغیرہ

(۶) موسیٰ نامہ: ص ۱۵۳، معراج نامہ قلمی نسخہ: ص ۳۴، ۳۵

(۷) قلمی نسخہ ملا نور الدین ص ۱۲۱

تیرہواں عقیدہ: .... رمضان کے روزے منسوخ ہیں۔ ذی الحجہ کے ابتدا کے دس روزے رکھنے چاہئیں ایام بیض اور ہر دوشنبہ کے روزہ رکھ لینا چاہئے۔ (۱)

چودہواں عقیدہ: .... زکوٰۃ دسواں حصہ ہے جو صرف مذہبی پیشوا کو دینا جائز ہے۔ (۲)

پندرہواں عقیدہ: .... بیت اللہ کے حج کی فرضیت ختم ہو گئی، اس کے بدلے میں ۲۷ رمضان اور نو ذی الحجہ کو کوہ مراد تربت میں حج کرنا چاہئے۔ (۳)

سولہواں عقیدہ: .... ذکر واذکار یا سجدہ کرتے وقت قبلہ رخ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۴)

سترہواں عقیدہ: .... تربت میں بھی انہوں نے منیٰ، حرم، مقام محمود، آب کوثر، شجر طوبیٰ، پل صراط، عرفات غار حرا، آب زمزم، وغیرہ سب بنایا ہوا ہے اسی کو حقیقی تصور کرتے ہیں۔

اٹھارہواں عقیدہ: .... محمد مہدی زمین پر غوطہ مار کر آسمانوں میں چلے گئے۔ اب عرش معلی پر خدا کے شانہ بشانہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

انیسواں عقیدہ: .... وضو، نماز، نماز جنازہ کچھ نہیں، نماز جنازہ کی صورت یہ ہے کہ اپنے ذکر خانہ میت کو لے جاتے ہیں، کچھ ذکر کرتے ہیں پھر میت کو سپرد خاک کر دیتے ہیں۔

---

(۱) میں ذکری ہوں: ص ۷

(۲) قصص النیعي: ص ٤٨

(۳) موسیٰ نامہ: ص ۱۳۴

(۴) نسخہ کمالات

ذکری فرقہ کے نظریات وعقائد

اور قرآن وحدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

جواب: محمد رسول اللہ کی جگہ پر نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ یا اس قسم کے دوسرے الفاظ پڑھنے سے نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار ہوتا ہے، اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار بالاتفاق کفر ہے، اور آپ کی رسالت اور ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں جس کا انکار ائمہ اربعہ اور پوری امت کے نزدیک کفر ہے۔ آپ کی ختم نبوت آیات قرآنیہ اور احادیث کثیرہ اور اقوال ائمہ سب سے ثابت ہے۔ مزید یہ کہ ایسے شخص کو تو شریعت نے واجب القتل کہا ہے۔

آپ ﷺ کی ختم نبوت کے بارے میں چند احادیث

❶ ”عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰي اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَ فِيْ رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ.“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے ہے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم شریف کی ایک روایت میں آتا ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔“

❷ ”عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ

---

(۱) یہ روایت بخاری ۲/ ۶۳۳، مسلم ۲/ ۲۷۸ پر ہے راوی حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاوہ اس حدیث کو نقل کرنے والا ۱۴ اصحابہ اور ہیں اس لئے حدیث متواتر درجہ کی ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ." (1)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت میں تیس جھوٹے نبی پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

3 "عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قَدِانْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ." (2)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔"

اس کے علاوہ اس مضمون پر تقریباً کافی احادیث موجود ہیں۔

دوسرا عقیدہ

محمد اٹکی کو تمام انبیاء کا سردار جانتے ہیں۔

جواب: اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کا سردار جناب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ کے افضل الرسل سیّد المرسلین ہونے پر بھی سب کا اتفاق ہے، اس کا انکار بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہے۔

تیسرا عقیدہ

محمد اٹکی کی نبوت کا انکار کفر ہے۔

(1) ابوداؤد ۲/۲۲۷، ترمذي ۲/۴۵ اس حدیث کے روایت کرنے والے ۱۱ صحابہ ہیں یہ حدیث بھی متواتر شمار کی جاتی ہے۔

(2) ترمذي ۱/۵۱ اس حدیث کے راوی بھی ۶ ہیں۔

جواب: اس سلسلہ میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار یہ کفر ہے، اور محمد مہدی کی نبوت کا اثبات کفر ہے۔

چوتھا عقیدہ

کہ محمد مہدی اٹکی، یہ اللہ کا نور ہے، یعنی ان کا یہ نبی خدا کے اندر حلول کیا ہوا ہے،

جواب: یہ عقیدہ رکھنا بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہے۔

چنانچہ قاضی عیاض (مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں:

"فَذَالِكَ كُلُّهُ كُفْرٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ ... وَكَذَالِكَ مَنِ ادَّعٰي مُجَالَسَةَ اللّٰهِ وَالْعُرُوْجَ اِلَيْهِ وَمُكَالَمَتَهُ اَوْ حُلُوْلَهُ فِيْ اَحَدِالْاَشْخَاصِ كَقَوْلِ بَعْضِ الْمُتَصَوِّفَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ وَالنَّصَارٰي وَالْقَرَامِطَةِ."[1]

ترجمہ: "یہ باتیں (حلول) کی تمام مسلمانوں کے اجماع سے کفر ہیں، اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا، اور اس سے ہم کلام ہونے کا دعوی کرے، یا کسی شخص میں اللہ تعالیٰ کے حلول ہونے کا دعویٰ کرے، جیسا کہ بعض بناوٹی صوفی، باطنیہ، نصاریٰ اور قرامطہ کا دعویٰ ہے۔"

پانچواں عقیدہ

کہ مہدی سے مراد یہی مہدی اٹکی ہے۔

جواب: یہ دعویٰ تو ابتداء میں تھا کہ میں مہدی ہوں پھر رسول ہونے کا دعوی کیا اور پھر سیّد المرسلین ہونے کا دعوی کیا۔ نبی کریم ﷺ کے بعد اب نبوت کا دعوی کفر ہے۔ یہ بات تو عقیدہ نمبر ا کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ مشہور کتاب "الاشباہ والنظائر" میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) الشفاء: ۲/ ۲۴۵

"اِذَا لَمْ یَعْرِفْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّہٗ مِنَ الضَّرُوْرِیَّاتِ۔"(۱)

ترجمہ: "جب کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔"

اسی طرح شرح فقہ اکبر میں ہے:

"دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔"(۲)

"ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی باجماع کفر ہے۔"

چھٹا عقیدہ

قرآن کے چالیس پارے کا عقیدہ رکھنا اور پھر ان میں سے دس پارے اپنے لئے چھپا کر رکھ لینا۔

جواب: یہ عقیدہ رکھنا بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک صریح کفر والحاد ہے، جب کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ نے قرآن نازل فرمایا، اسی طرح آج تک ہمارے پاس محفوظ ہے، اس میں سے کوئی ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا، جیسے کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾

ترجمہ: "ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

ساتواں آٹھواں اور نواں عقیدہ

جواب: بھی یہ تحریف قرآن کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسے کہ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کَذَالِکَ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی تَکْفِیْرِ کُلِّ مَنْ دَافَعَ نَصَّ الْکِتَابِ

---

(۱) الاشعاد والنظائر: ص ۲۹۶، کتاب السیر من الفن الثاني

(۲) شرح فقہ اکبر: ص ۲۰۲

اَوْخَصَّ مُجْمَعًا عَلٰي نَقْلِهٖ مَقْطُوْعًا بِهٖ مُجْمَعًا عَلٰي حَمْلِهٖ عَلٰي ظَاهِرِهٖ." (۱)

ترجمہ: "اسی طرح ہر وہ شخص جو کتاب اللہ کی صریح نص کا انکار کرے، یا کسی ایسی حدیث میں تخصیص کرے، جس کے نقل کرنے پر اجماع ہو چکا ہو، اور اس بات پر بھی اجماع ہوا ہو کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے، تو ایسے شخص کے کفر پر سب کا اجماع ہے۔"

دسواں عقیدہ

انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کی توہین کرنا۔

جواب: یہ عقیدہ بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک خبیث ترین کفر ہے۔

مستند کتاب جامع الفصولین اور بحر الرائق میں موجود ہے:

"وَمَنْ لَّمْ يُقِرَّ بِبَعْضِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَوْعَابَ نَبِيًّا بِشَيْءٍ اَوْلَمْ يَرْضَ بِسُنَّةٍ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كُفِّرَ." (۲)

ترجمہ: "جو شخص انبیاء میں سے کسی کا اقرار نہ کرے یا کسی نبی پر کوئی معمولی سا بھی عیب لگائے یا انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے کسی سنت پر راضی نہ ہو تو ایسا شخص کافر ہے۔"

اسی طرح علامہ ابن نجیم فرشتوں کی توہین کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وَبِعَيْبِهٖ مَلَكًامِنَ الْمَلَائِكَةِ اَوِالْاِسْتِخْفَافِ بِهٖ." (۳)

ترجمہ: "فرشتوں میں سے کسی پر عیب لگانا یا ان کی توہین کرنا کفر ہے۔"

گیارہواں عقیدہ

کہ شریعت محمدیہ منسوخ ہو گئی ہے۔

---

(۱) الشفاء: ۲/۲۴۷

(۲) جامع الفصولین: ۲/۳۰۲، البحر الرائق: ۵/۱۳۰

(۳) بحر الرائق: ۵/۱۳۱

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکری فرقہ کا دین اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ وہ تو منسوخ ہو چکا ان کا تعلق تو اس دین سے ہے جو محمد مہدی کا ہے۔ تو اب اس کو دین اسلام والا کیسے کہہ سکتے ہیں۔

بارہواں عقیدہ

نماز پڑھنا صحیح نہیں، اس لئے کہ اس کے پڑھنے سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے۔

جواب: اس عقیدے کے بارے میں صاحب جامع الفصولین فرماتے ہیں:

"لَا اُصَلِّیْ اِذْ لَا تَجِبُ عَلَیَّ یُکَفَّرُ فِیْہ." [۱]

ترجمہ: "کسی نے یہ کہا کہ میں اس لئے نماز نہیں پڑھتا کہ مجھ پر نماز فرض نہیں تو اس طرح سے کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔"

اسی طرح قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَکَذَالِكَ نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ کُلِّ مَنْ کَذَّبَ وَاَنْکَرَقَاعِدَۃً مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ... الخ." [۲]

ترجمہ: "اسی طرح ہم ایسے شخص کو قطعی کافر قرار دیتے ہیں جو شریعت کے کسی قاعدہ کی اور شریعت کے کسی ایسے حکم کی تکذیب کرے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر طور پر ثابت ہو اور اس پر اجماع ہو، مثلاً: کوئی شخص پانچوں وقت کی نماز کا انکار کرے یا ان کی رکعات کی مقدار اور سجدہ کا انکار کرے۔"

تیرہ سے انیس تک عقائد

جواب: اس سے بھی ارکان اسلام کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ ارکان اسلام کا منکر بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں فتح الجلیل شرح مختصر الخلیل میں ہے:

---

(۱) جامع الفصولین: ص ۳۰۲

(۲) الشفاء: ۲۴۸/۲

"اَوْكَفَرَ بِاَنْ اسْتَحَلَّ مُحَرَّمًا مُجْمَعًا عَلٰي تَحْرِيْمِهٖ مَعْلُوْمًا مِنَ الدِّيْنِ كَالشُّرْبِ لِلْخَمْرِ وَالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَالْقَذْفِ وَالرِّبَا اَوْ اَنْكَرَ حِلَّ الْبَيْعِ وَاَكْلَ الثِّمَارِ وَوُجُوْبَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَلَوْعَلٰي وَلِيٍّ مُكَلَّفٍ اَوْ وُجُوْدِهٖ مَكَانٍ اَوِالْبَيْتِ اَوِالْمَدِيْنَةِ اَوِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَوِ الْاَقْصٰي اَوِاسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ اَوْصِفَةِ الْحَجِّ اَوِالصَّلَاةِ اَوْحَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ اَوْزَادَهٗ اَوْ اِعْجَازِهٖ اَوِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاض اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰي تَكْفِيْرِكُلِّ مَنْ اِسْتَحَلَّ الْقَتْلَ اَوْ شُرْبَ الْخَمْرِ اَوْ شَيْئًا مِمَّا حَرَّمَ اللّٰهِ تَعَالٰي بَعْدَ عِلْمِهٖ بِتَحْرِيْمِهٖ كَاَصْحَابِ الْاِبَاحَةِ مِنَ الْقَرَامِطَةِ وَبَعْضِ غُلَاةِ الْمُتَصَوِّفَةِ."[1]

ترجمہ: "جو شخص کسی ایسے حرام کو حلال سمجھے جس کا حرام ہونا اجماع اور دین سے واضح طور پر معلوم ہو تو وہ کافر ہے، جیسے شراب نوشی، زنا، چوری، تہمت لگانا، سود کھانا اور جو شخص خرید وفروخت کے حلال ہونے کا، پھل کے کھانے کے جائز ہونے کا منکر ہو، یا نماز یا روزہ کی فرضیت کا منکر، خواہ کسی ولی مکلف کے حق میں یا وجود جگہ کا منکر ہو یا بیت اللہ کا منکر ہو یا مسجد اقصی کا منکر ہو یا مدینہ کا منکر ہو یا مسجد حرام کا منکر ہو یا استقبال قبلہ کا یا حج کے معروف طریقے کا منکر ہو یا نمازوں کا منکر ہو یا قرآن کے کسی حرف کا منکر ہو یا کسی حرف کو زیادہ کرے یا تبدیل کرے یا قرآن کے معجز ہونے کا منکر ہو، یا ثواب وعذاب کا منکر ہو یہ سب عقیدہ رکھنے والے کافر ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں: کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ہر اس شخص کو کافر قرار دیا جائے جو قتل کو شراب نوشی کو یا کسی ایسی چیز کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے حلال سمجھے جبکہ اس کے حرام ہونے کا علم ہو جیسے اباحتی قرامطہ اور بناوٹی صوفیوں کا

(۱) فتح الجليل شرح مختصر الخليل: ۹/ ۲۱۰

حال ہے حرام کو حلال سمجھنے میں یہ سب کافر ہیں۔"

پاکستانی قومی اسمبلی کے فیصلہ کے مطابق بھی ذکری فرقہ کافر ہے

حکومت پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے جو فیصلہ قادیانیوں کے بارے میں دیا تھا ذکری فرقہ خود بخود اس میں داخل ہو گیا۔ مثلاً: قانون پاکستان میں ہے:

آرٹیکل ۲۶ جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل ایمان نہیں لاتا یا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان رکھتا ہے وہ ازروئے آئین و قانون مسلمان نہیں ہے۔

شق ۳: جو شخص حضرت محمد مصطفی ﷺ جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النّبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تصور کرتا ہے وہ آئین وقانون کی اغراض سے مسلمان نہیں ہے۔

تشریح: ذکری چونکہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے، محمد مہدی اٹکی کو آخری رسول اور مہدی تصور کرتے ہیں اس کا کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمانوں کے کلمہ کے علاوہ ہے۔ ارکان اسلام نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور قبلہ وغیرہ کے یکسر منکر ہیں لہٰذا دستور پاکستان کی روسے وہ غیر مسلم ہیں۔

ذکری بلوچستان کی شرعی عدالتوں کی زد میں

صوبہ بلوچستان کی شرعی عدالتوں میں بھی اب تک ذکریوں کو غیر مسلم شمار کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ وہ مسلمان اور ذکریوں کے درمیان نکاح کو جائز نہیں قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ ان کو مسلمان کے طریقے پر قسم بھی صرف اللہ تعالیٰ کی نہیں دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے چنانچہ انھیں "کوہ مراد" اور

''تاپگ'' کا واسطہ دے کر قسم دیتے ہیں تو وہ یہ قسم کھانے سے ہچکچاتے ہیں۔

ذیل میں ہم صرف ایک فیصلہ کا حوالہ دیں گے مقدمہ کا فیصلہ آٹھ صفحات پر مشتمل ہے ہم یہاں پر صرف حکم درج کر رہے ہیں:

نقل فیصلہ عدالت فیملی کورٹ جج کولواہ اواران

مقدمہ: فیض محمد ولد دلمراد، حبیب ولد شہداد سکنہ لباچ

بنام: بدل ولد باران، موسیٰ ولد رحمت مسماۃ ایمنہ بنت موسی سکنہ لباچ

دعوی تنسیخ نکاح ۲۰ جنوری ۱۹۷۵ء

حکم: چونکہ مدعا علیہ پہلے ذکری مذہب کا پیروتھا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ایک مسلمان لڑکی سے شادی کی اور اب مرتد ہو کر پھر ذکری ہو گیا ہے یہ مذہب قادیانیوں کی طرح نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتا۔ یہ مذہب جو محدود تعداد میں صرف بلوچستان میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ پانچ اوقات نماز کے منکر ہیں، حج کعبۃ اللہ کے منکر ہیں، یہ لوگ تربت ضلع مکران کے ایک پہاڑی کوہ مراد میں ہر سال جا کر حج کرتے ہیں، رمضان شریف کے تیس روزوں کے منکر ہیں۔ یہ لوگ نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشدیوں کلمہ پڑھتے ہیں لاالہ الااللہ نور پاک محمد مہدی رسول اللہ، یہ ''محمد'' سے جناب نبی کریم ﷺ مراد نہیں بلکہ ایک اور محمد ہے جس کو محمد اٹکی کہتے ہیں یہ اٹک پنجاب میں ایک جگہ کا نام ہے یہ شخص وہاں کا باشندہ تھا اور مکران ضلع میں آکر اس مذہب کی بنیاد ڈالی یہ لوگ صرف رات کے آخری حصہ میں ذکر کرتے ہیں اس لئے یہاں مسلمان ان کو ''ذکری'' کہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے آپ کو بھی ''ذکری'' کہتے ہیں۔

چونکہ مدعا علیہ نے دھوکے اور فریب سے کام لے کر ایک مسلمان شخص کو دھوکہ دے کر اس کی بیٹی سے نکاح کیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا لہٰذا اصل میں وہ ذکری تھا اس نے صرف شادی کی خاطر اس طرح کیا اور لڑکی کو بھی دھوکہ دیا اور اپنا ہم مذہب بنایا۔

لہذا مندرجہ حوالہ فتاویٰ اور فقہاکی تصریحات کے بموجب یہ نکاح ہی نہیں ہوا اور مدعیان کو اعتراض کا حق ہے۔ پس میں حکم کرتا ہوں کہ یہ نکاح فسخ ہو کر مدعا علیہا ایمنہ بدل مدعا علیہ کی زوجیت سے خلاص ہے اور وہ مسماۃ ایمنہ سے علیحدہ ہو۔

فائل ہذا داخل دفتر ہوئے۔ فریقین موجود ہیں حکم سنایا گیا۔

۲۰/۱/۷۵

دستخط قاضی برکت اللہ

مہر

قاضی کولواہ و فیملی کورٹ

جج کولواہ آواران۔ مکران

ڈپٹی کمشنر لسبیلہ کا رجسٹریشن آفیسروں کو حکم

ڈپٹی کمشنر لسبیلہ نے ایک حکم اس سلسلہ میں جاری کیا ہے جس کو اخباری رپورٹ ذیل میں درج کیا ہے:

لسبیلہ ۲۶ اپریل (نمائندہ امن) ڈپٹی کمشنر لسبیلہ نے تحصیل رجسٹریشن آفیسروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ذکری قبیلہ کے افراد کو شناختی کارڈ جاری کرتے وقت ان کو غیر مسلم تحریر کریں تاکہ ان کو مسلم لکھنے سے عوام میں ہیجان نہ پھیلے، یاد رہے کہ حال ہی میں لسبیلہ کے بعض علماء نے ذکری قبیلہ کے افراد کو مسلم ظاہر کرنے پر شدید اعتراض کیا تھا۔ (۱)

(۱) اخبار امن ۲۶/ اپریل ۱۹۷۶ء کراچی

ذکری فرقہ کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان ذکریوں کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں۔[۱]

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے اصول وفروع کے اعتبار سے مسلمان نہیں ہیں اس لئے ان کا حکم قادیانیوں، بہائیوں اور ہندوؤں کی طرح غیر مسلم اقلیت کا ہے۔ جو لوگ ذکریوں کو مسلمان تصور کرتے ہیں ان میں شامل ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے۔[۲]

ذکری مذہب کے بارے میں مزید واقفیت کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید ہو گا

۱. .... مہدوی تحریک
۲. .... نزھۃ الخواطر، ج: ۴ ص: ۳۲۲
۳. .... ذکر توحید
۴. .... میں ذکری ہوں
۵. .... عمدۃ الوسائل، مولانا محمد موسیٰ دشتی
۶. .... مکران تاریخ کے آئینہ میں
۷. .... ذکر وحدت
۸. .... نور تجلی
۹. .... ذکر الٰہی، ملا محمد اسحاق درزئی
۱۰. .... سفر نامہ مہدی، شیخ عزیز لاعی

---

(۱) کیا ذکری مسلمان ہیں؟

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/۱۸۶

⓫ .... نور ہدایت

⓬ .... ثنائے مہدی۔ ملا ابراہیم۔ وملا عزت

⓭ .... فرمودات مہدی

⓮ .... سیر جہانی (قلمی نسخہ)

⓯ .... حقیقت نور پاک

⓰ .... معراج نامہ

ذکری فرقے کے رد میں لکھی جانے والی کتابیں

❶ ذکری دین کی حقیقت .... مولانا احتشام الحق آسیا آبادی

❷ فرقہ ذکریہ پر ایک نظر .... مولانا محمد حیات رحمہ اللہ تعالیٰ

❸ ذکری مذہب اور اسلام .... مولانا عبد المجید قصر قندی رحمہ اللہ تعالیٰ

❹ ذکری فرقہ .... مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❺ کیا ذکری مسلمان ہیں؟ .... مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

فرقہ قادیانی

فرقہ قادیانی کا پس منظر

قرآن واحادیث اور اجماع امت سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اسی بات کو قرآن میں تقریباً سو سے زائد جگہ پر بیان کیا گیا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی پیشین گوئی کی تھی کہ:

”لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰي يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ.“ (۱)

ترجمہ: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“

یہ پیشین گوئی بھی پیدا ہوئی آپ کے آخری ایام میں ہی مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اسی طرح یمن کے ایک باشندہ اسود عنسی اور ایک مکار عیار عیسائی عورت سجاع بنت حارث عراقی نے آپ کی نبوت کے بعد اپنی نبوت کا اعلان کر دیا اس کے بعد بھی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا پھر اٹھارویں صدی کے اواخر میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ جس کو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتے ہیں۔

۱۸۵۷ء میں برطانوی سامراجیوں نے جس مکر وفریب، عیاری ہتھکنڈوں سے مسلمان حکمرانوں کو تخت وتاج سے محروم کیا اور خود تمام اختیارات واقتدار پر قابض ہو گئے ان کو ڈر تھا کہ کہیں یہ مسلمان پھر ہم سے اقتدار نہ چھین لیں، اس خطرے

(۱) بخاري: ۲/۱۰۵٤، كتاب الفتن. مسلم: ۲/۳۹۷، كتاب الفتن

کے پیش نظر انہوں نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے ان میں انتشار وافتراق کے بیج بونے شروع کر دیئے۔ اس میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھا، جس سے انہوں نے اسلام کے بنیادی عقائد پر ضرب لگائی کبھی نبوت کا دعویٰ کروایا اور کبھی انبیاء کو برا بھلا کہلوایا اور کبھی قرآن وحدیث کو غلط ثابت کروانے کی کوشش کی اور پھر آخر میں جہاد جس سے برطانوی حکومت کو ڈر تھا کہ ہماری حکومت کو جہاد سے یہ چھین نہ لیں اس کے لئے انہوں نے مرزا غلام احمد کی زبان سے کہلوایا کہ جہاد اب ختم ہو گیا۔ اور اس بات کا مرزا صاحب نے کئی بار اعلان کیا کہ ہر وہ شخص جو مجھ سے بیعت کرے کہ وہ مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے اسی میں یہ عقیدہ بھی ہے کہ اب اس زمانے میں جہاد حرام ہو گیا۔

کبھی کہا کہ:

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ وقتال

بہر حال انگریز نے اپنے مقصد کو پورا کروا کر مسلمانوں کی فکری وحدت میں انتشار پیدا کر دیا اور بالآخر اس نے ایک دراز عرصہ تک برصغیر پر حکومت کی۔

قادیانی فرقہ وجود میں کب آیا

یہ فرقہ ۱۸۴۰ء میں ہندوستان کے صوبہ پنجاب سے شروع کیا گیا۔

فرقۂ قادیانی کے بانی غلام احمد قادیانی کے حالات

نام: غلام احمد تھا۔ وطن قادیان، ضلع گورداسپور، پنجاب ہے۔

پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ والد کا نام حکیم غلام مرتضیٰ تھا۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی، مرزا صاحب کو تعلیم سے زیادہ زبان سیکھنے کا شوق تھا۔ اس لئے اس نے اردو کے علاوہ فارسی، عربی، اور انگریزی سیکھی۔

ملازمت: ابتداءً سیالکوٹ کی عدالت میں محرر رہے، اور جب مختار کاری کا امتحان دیا تو اس میں فیل ہو گئے۔

مناظرہ و مباحثہ کا شوق

مناظرہ اور مباحثہ کا مرزا صاحب کو بہت شوق تھا۔ آریوں اور عیسائیوں سے انہوں نے خوب مناظرے کئے۔

بد زبانی اور فحش گوئی

مرزا صاحب کی زبان آزاد تھی جس کو جو مرضی میں آئے کہہ دیتے اس طرح کہنے میں ان کو کوئی عار نہ تھی علماء اسلام کو سخت کلامی اور گالی گلوچ کرتے تھے۔

ان کی فحش گوئی کا ایک نمونہ

مرزا صاحب نے ایک شخص کے بارے میں یہ اشعار کہے:

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرَیٰ رُجَیلاً فَاسِقًا

غُولاً لَعِینًا نُطْفَةَ السُّفَهَاءِ

ترجمہ: ”میں کمینوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ وہ ایک شیطان ملعون ہے بے وقوفوں کا نطفہ۔“

مُشْکِرٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرا
نَحِسٌ یُسَمَّي السَّعْدُ فِي الْجُهَلاءِ

ترجمہ: ''بد گو اور خبیث اور مفسد اور جھوٹے ملمع کر کے دیکھانے والا۔ منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔''

آذَيْتَنِيْ خَبِيْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ
اِنْ لَمْ تَمُتْ بِالخِزْيِ يَا ابْنَ جُفَاءِ

ترجمہ: ''اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تری موت نہ آئے اے حرامی۔''[1]

مرزا غلام احمد نے سب سے پہلے مجد د ہونے کا دعویٰ کیا پھر محدث ہونے کا اور پھر ۱۸۹۱ء میں عیسیٰ (علیہ السلام) ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۸۹۲ء میں اس نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا غلام احمد کی زندگی مختلف اور متضاد دعویٰ کے گرد گھومتی ہے اور تمام دعوے آپس میں متضاد تھے۔

وفات: بالآخر مرزا غلام احمد کا ۲۶ مئی ۱۹۱۸ء کو لاہور میں انتقال ہوا مگر دفن قادیان میں کیا گیا۔

(۱) حقیقۃ الوحي مطبوعہ میگزین قادیان کا تتمہ: ص ۱٤ تا ۱۹

فرقہ قادیانی کے نظریات وعقائد

❶ آخری نبی جناب رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔[1]

❷ مرزا غلام احمد پر وحی بارش کی طرح نازل ہوتی تھی۔ وہ وحی کبھی عربی میں کبھی ہندی میں اور کبھی فارسی اور کبھی دوسری زبان میں بھی ہوتی تھی۔[2]

❸ مرزا غلام احمد کی تعلیم، اب تمام انسانوں کے لئے نجات ہے۔[3]

❹ جو مرزا غلام احمد کی نبوت کو نہ مانے وہ جہنمی کافر ہے۔[4]

❺ مرزا غلام احمد کی معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔[5]

(جب کہ آپ ﷺ کی تین ہزار ہے)

❻ مرزا صاحب نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر شان والے تھے۔[6]

❼ مرزا صاحب بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل تر ہیں۔[7]

❽ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں تحقیر آمیز جملے استعمال کئے ہیں۔[8]

❾ قرآن کی کئی آیات سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔ مثلاً:

"هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰي وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ

(۱) حقیقة النبوة: ص ۸۲، ۱۶۱. تریاق القلوب: ص ۳۷۹

(۲) حقیقة الوحي: ص ۱۸۰. البشریٰ: ۱/۱۷ وغیرہ

(۳) ربعین: ص ۴، ۱۷

(۴) حقیقة النبوة: ص ۲۷۲، فتاویٰ احمدیہ: ص ۳۷۱

(۵) تتمہ حقیقة الوحي: ص ۱۳۶

(۶) قول فصل: ص ۶، احمد پاکٹ بکس: ۲۵۴. اربعین: ص ۱۰۳

(۷) دافع البلاء ۲۰، ازالہ کلاں: ص ۶۷

(۸) حاشیہ ضمیمہ انجام آتم: ص ۴، ۷. روحاني خزائن: ۱۶/۱۷۸. ۹/۲۸۷. اعجاز احمدي: ۱۸/۸۳/۵۲

كُلِّهِ.،، (1)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ تمام ادیان پر غالب رہے۔"

10 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ (2)

11 جہاد کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ (3)

12 مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ کو کھیل کھلونے قرار دیتے ہیں کہ ایسا کھیل تو کلکتہ اور بمبئی میں بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ (4)

13 آپ ﷺ کو درجاتی معراج نہیں ہوئی بلکہ کشف ہوا تھا۔ (5)

14 مرنے کے بعد میدان حشر میں جمع ہونا نہیں ہو گا۔ مرنے کے بعد سیدھا جنت یا جہنم میں چلے جائیں گے۔ (6)

15 فرشتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ تو ارواح کواکب ہے جبرائیل امین وحی نہیں لاتے تھے۔ وہ تو روح کواکب نیر کی تاثیر کا نزول وحی ہے۔ (7)

16 اللہ اور رسول پر افترا کیا ہے۔ (8)

17 مرزا صاحب تمام انبیاء کا مظہر ہیں، تمام کمالات جو انبیاء میں تھے وہ سب مرزا صاحب میں موجود ہیں۔ (9)

---

(1) اعجاز احمدي: ۱۱/۲۹۱. دافع البلاد: ۱۳

(2) اعجاز احمدي: ص ١٤

(3) حاشيه اربعين: ١٥٤، خطبه البا... ص ٢٥

(4) حاشيه از اله اوهام: ۲۱، ۱۲۱، حقيقة الوحي: ۷۸

(5) از اله اوهام كلاں: ص ١٤٤، ١٤٦، ١٤٧ وغيره

(6) از اله اوهام كلاں: ص ١٤٤، ١٤٦، ١٤٧ وغيره

(7) توضيح مرام: ص ٢٩

(8) ازاله اوهام خورد: ص ٣٩٦، ازاله اوهام: ص ٣٩٨

(9) قول فصل: ص ٦، تشحيذ الاهان: ١٠/١٠، ١١

۱۸ حضرت عیسیٰ مر چکے ہیں وہ قیامت کے قریب بالکل نہیں آئیں گے۔[1]

۱۹ قرآن وحدیث کے بارے میں تحقیر الفاظ استعمال کرنا۔[2]

نوٹ: (اس کے علاوہ اور بھی چیزوں میں علماء حق کا ان سے اختلاف ہے، مختصر طور سے ان ۱۹ ہی عقائد کو بیان کر دیا گیا ہے)

؎ آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
میں کچھ عرض کروں گا تو شکایت ہوگی

(۱) ازالہ کلاں: ۲/ ۳۱۱

(۲) کلمۃ الفصل ۷۳، (حقیقت ... مرزا بشیر احمد)، تحفہ گولڑویہ: ص ۳۸. روحانی خزائن: ۱۹/ ۱۴۰. اعجاز احمد: ۳۰، وغیرہ

قادیانی فرقہ کے نظریات وعقائد

اور قرآن وحدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

مرزاغلام احمد کا دعویٰ ہے کہ آخر الزمان نبی میں ہوں۔

جواب: جب کہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ علیہا عقیدہ یہ ہے کہ آخر الزماں نبی جناب رسول اللہ ﷺ ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننا یہ دائرہ اسلام سے خروج ہے۔ یہ بات آیات قرآنی، متعدد احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور اسی پر تمام مسلمان متفق ہیں۔

آپ ﷺ کی ختم نبوت کی قرآنی شہادت

❶ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾﴾ (۱)

ترجمہ: ”محمد ﷺ باپ نہیں کسی کے تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہیں اللہ کے اور مہر سب نبیوں پر ہیں اور ہے اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا۔“

❷ ﴿وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ﴾ (۲)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور نبوت دوں، اور تمہارے پاس ایک رسول آجائے جو تمہاری

---

(۱) سورۃ الاحزاب: آیت ۴۰

(۲) سورۃ ال عمران: آیت ۸۱

کتابوں اور دین کی تصدیق کرنے والا ہو، تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔"

❸ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [1]

ترجمہ: "فرما دیجئے کہ لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔"

نوٹ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ختم نبوت میں سو آیات سے استدلال کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر احادیث کی شہادت

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً دو سو سے زائد احادیث اس ضمن میں پیش کی ہیں اور وہ احادیث متواتر ہیں جن کا انکار کرنا ممکن نہیں۔

چند احادیث درج ذیل ہیں:

❶ "وَاَنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ." [2]

ترجمہ: "اور بے شک میری امت میں تیس کے قریب بڑے بڑے جھوٹے نبی ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

❷ "عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰي بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ

---

(۱) سورۃ الاعراف: آیت: ۱۵۸

(۲) ابوداؤد: ۲/۲۲۸، ترمذي: ۲/۴۵، مشكوٰة: ۲/۴۶۵

يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ." (۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری اور دیگر حضرات انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے جو بہت ہی عمدہ طریقے سے بنایا گیا ہو لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو گھومنے والے اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور اس کی بہترین بناوٹ پر تعجب کرتے ہیں مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

۳ "وَاِنِّيْ عَبْدُاللهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ."

ترجمہ: "بیشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا گیا، جبکہ حضرت اٰدم علیہ السلام گوندھی ہوئی مٹی کی صورت میں تھے۔"

۴ "يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ."

ترجمہ: "اے لوگو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔"

اسی طرح اجماع امت سے بھی یہ عقیدہ ثابت ہے۔ جیسے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

۵ "دَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ."

ترجمہ: "ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

(۱) بخاری: ۵۹/۱، مسلم: ۲۴۸/۲، مشکوٰۃ: ۵۱۱/۲

عقیدہ ختم نبوت پر کتابیں

ختم نبوت پر علماء نے مستقل کتابیں بھی تصانیف فرمائی ہیں ان میں سے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱. ختم نبوت........ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
۲. ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں........ مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ
۳. فلسفہ ختم نبوت........ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہ اللہ
۴. عقیدہ الامۃ فی معنی ختم النبوۃ........ علامہ ڈاکٹر خالد محمود
۵. لانبی بعدی........ مولانا سعید الرحمن انوری
۶. عقیدہ ختم نبوت اور اسلام........ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی رحمہ اللہ
۷. عقیدۂ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت........ محمد عثمان نوری صاحب
۸. تکمیل دین اور ختم نبوت........ چوھدری افضل الحق صاحب
۹. ختم نبوت اور بزرگان امت........ مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۰. خلافت صدیق اکبر اور تحریک ختم نبوت........ مولانا ارشاد احمد صاحب
۱۱. ژوب میں تحریک ختم نبوت پر ایک نظر........ صاحبزادہ طارق محمود صاحب
۱۲. خاتم النّبیین........ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۳. شرائط نبوت مسلک اختتام........ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

دوسرا عقیدہ

مرزا غلام احمد پر وحی بارش کی طرح نازل ہوتی تھی۔ وہ وحی کبھی عربی میں کبھی ہندی میں اور کبھی فارسی اور کبھی دوسری زبان میں بھی ہوتی تھی۔[1]

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ جب نبوت کا دروازہ بند ہو گیا تو لامحالہ وحی کا بھی دروازہ بند ہو گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وحی تو نازل ہو اور نبی نہ ہو۔

(۱) حقیقة الوحي: ص ۱۸۰، البشریٰ: ۱/۱۷ وغیرہ

یہی بات قرآن وحدیث سے ثابت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کے بعد وحی نازل نہیں ہوئی

قرآن کی شہادت

مثلاً: قرآن میں آتا ہے:

❶ ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾﴾ [1]

ترجمہ: "آپ کی طرف اور آپ سے پہلے بھی جس قدر انبیاء آئے سب کی طرف وحی کی گئی اگر تم بھی شرک کرو تو تمہارے بھی سارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم خاسرین سے ہو جاؤ گے۔"

اس میں "من قبلك" کے بعد "من بعدك" نہیں ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے تو وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی وحی نازل نہیں ہوئی ہے اس لئے یہ جملہ نہیں لایا گیا۔

❷ ﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾﴾ [2]

ترجمہ: "جو ایمان لائے ہیں اس وحی پر جو آپ پر نازل ہوئی اور اس وحی پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔"

اس میں بھی "من قبلك" کے بعد "من بعدك" نہیں ہے آپ پر اور آپ سے پہلے نازل تو ہوئی ہے آپ کے بعد نازل نہیں ہوئی۔ اسی طرح قرآن میں سیکڑوں آیات

---

(۱) سورۃ الزمر: آیت ٦٥

(۲) سورۃ البقرہ: آیت ٣

میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

آپ کے بعد وحی نازل نہیں ہوگی احادیث کی شہادت

❶ ”وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ... فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ.“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے شک وحی نبوت ختم ہوگئی اور دین مکمل ہوچکا۔“ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

❷ ”وَاِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ“

(وحی نبوت ختم ہوچکی ہے)۔

اسی طرح اجماع امت بھی یہی ہے جیسے کہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

❸ ”وَكَذَالِكَ مَنِ ادَّعٰي مِنْهُمْ اَنَّهٗ يُوْحٰي اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَدَّعِ النُّبُوَّةَ... فَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ مُكَذِّبُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.“ (۲)

ترجمہ: ”ایسے ہی وہ شخص بھی کافر ہے جس نے دعویٰ کیا کہ میری طرف وحی نبوت نازل ہوتی ہے اگرچہ نبوت کا دعوی نہ بھی کرے......... پس یہ کل کے کل کافر ہیں نبی کریم ﷺ کے جھٹلانے کی وجہ سے۔“

ابتدا میں خود مرزا صاحب کا بھی عقیدہ تھا کہ وحی ختم ہوچکی ہے اپنی کتاب حقیقت النبوۃ میں خود کہتے ہیں کہ وحی نبوت پر ۱۳سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ پھر بعد میں انکار کردیا۔ (۳)

---

(۱) مشکوٰۃ: ص ۵۵٦

(۲) الشفاء: ۲/۲۷۱

(۳) حقیقۃ النبوۃ: ص ۸۹، وکذا ازالہ: ص ۲۲۱

تیسرا عقیدہ

مرزا غلام احمد کی تعلیم، اب تمام انسانوں کے لئے نجات ہے۔[۱]

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ نجات کا دارومدار نبی کریم ﷺ کی پیروی میں ہے نہ کہ مرزا غلام احمد کی تعلیمات میں یہی بات قرآن واحادیث سے ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً:

❶ ﴿...... وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾ ......﴾[۲]

ترجمہ: ”اور نہیں یہ قرآن مگر تمام عالم والوں کے لئے تذکیر ہے۔“

❷ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾﴾[۳]

ترجمہ: ”مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن نازل فرمایا تاکہ تمام ہی جہاں والوں کے لئے ڈرانے والے ہو جائیں۔“

❸ ﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ﴾[۴]

ترجمہ: ”میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تم کو (اور تمام انسانوں کو جن کو) قرآن کے نزول کی خبر پہنچے ڈراؤں۔“

❹ ﴿...... وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ......﴾[۵]

ترجمہ: ”اگر تم محمد ﷺ کی اطاعت کرو گے، تو بس (نجات) ہدایت پاؤ گے۔“

اسی طرح قرآن کی متعدد آیات سے اس عقیدہ کا بطلان معلوم ہوتا ہے۔

---

(۱) اربعین: ص ٤، ١٧

(۲) سورة القلم: آیت ٥٢

(۳) سورة الفرقان: آیت ١

(۴) سورة الانعام: آیت ١٩

(۵) سورة النور: آیت ٥٤

چوتھا عقیدہ

جو مرزا غلام احمد کی نبوت کو نہ مانے وہ جہنمی کافر ہے۔[۱]

جواب: علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نبی ہی نہیں۔ جب نبی نہیں تو اب اس کی نبوت کا تسلیم کرنا کیسے ممکن ہے بلکہ اس کی نبوت کو ماننا ہی دخول جہنم کا سبب ہے۔

پانچواں عقیدہ

مرزا غلام احمد کے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔[۲]

(جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار ہیں)

جواب: علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ یہ بات عقائد میں ہے کہ معجزہ خصائص نبوت میں سے ہے، اور نبوت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے لہٰذا اب اگر کوئی معجزہ کا دعویٰ کرے گا تو وہ کافر ہو گا۔[۳]

اسی طرح ابو شکور سلمی میں ہے:

"وَمَنِ ادَّعَي النُّبُوَّةَ فِيْ زَمَانِنَا فَاِنَّهٗ يَصِيْرُ كَافِرًا وَمَنْ طَلَبَ مِنْهُ الْمُعْجِزَاتِ فَاِنَّهٗ يَصِيْرُ كَافِرًا لِاَنَّهٗ شَكَّ فِي النَّصِّ."[۴]

ترجمہ: "کہ جو شخص ہمارے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور جو شخص اس سے معجزات کا مطالبہ کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے نص قرآنی میں شک کیا ہے۔"

چھٹا عقیدہ

مرزا صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر شان والے تھے۔[۵]

---

(۱) حقيقة النبوة: ص ۲۷۲، فتاويٰ احمديه: ص ۳۷۱

(۲) تتمه حقيقة الوحي: ص ۱۳٦

(۳) يواقيت مبحث: ۱۵۷/۱

(۴) ابوشكور سلمي: ص ۱۰۵، قلمي، بحواله اسلام اور قاديانيت

(۵) قول فصل: ص ٦، احمد پاكٹ بكس: ۲۵٤، اربعين: ص ۱۰۳

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے نبوت میں کوئی آگے ہے اور نہ ہی درجات میں کوئی آگے ہو سکتا ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

﴿...... لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ......﴾ (۱)

ترجمہ: ...... "تمام انبیاء سے اس بات کا عہد لیا گیا تھا کہ اگر تم آپ ﷺ کے زمانے کو پاؤ تو آپ پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا بھی واجب ہے۔"

آپ ﷺ کی افضلیت پر احادیث کی گواہی

❶ "عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ." (۲)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اس پر مجھ کو فخر نہیں۔"

❷ "اَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ ... اَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَي اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ." (۳)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں، قیامت کے دن اس کے نیچے آدم علیہ السلام اور اس کے بعد کے لوگ سب ہوں گے۔ میں اللہ کے نزدیک تمام پہلوں اور پچھلوں سے افضل ہوں اس میں مجھ کو فخر نہیں۔"

ساتواں عقیدہ

مرزا صاحب بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل تر ہیں۔ (۴)

---

(۱) سورة آل عمران: آیت ۸۱

(۲) دارمي، وكذا مشكوٰة: ص ٥١٤

(۳) ترمذي كذا مشكوٰة: ص ٥١٣، ٥١٤

(۴) دافع البلاء ۲۰، ازاله کلاں: ص ٦٧

جواب: اس عقیدے کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ کوئی امتی جیسا بھی ہو، نبی سے بڑھ نہیں سکتا۔ اور جب یہ بات مسلم ہے، تو غلام احمد نبی نہیں، تو پھر یہ انبیاء سے افضل کیسے ہو سکتا ہے۔ خود مرزا اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ (۱)

آٹھواں عقیدہ

مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں تحقیر آمیز جملے استعمال کئے ہیں۔ (۲)

جواب: علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ نبی کی تعظیم و تکریم کا حکم اللہ کی طرف سے ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

مثلاً: قرآن میں آتا ہے:

❶ ﴿لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ﴾ (۳)

ترجمہ: "اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور رسول کی عزت اور وقار کرو۔"

❷ ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (۴)

ترجمہ: "اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو، اور ایسی بلند آواز سے باتیں مت کرو جیسا کہ آپس میں کرتے ہو۔"

❸ ﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا

---

(۱) تریاق القلوب وحقیقۃ النبوۃ: ص ۱۵

(۲) حاشیہ ضمیمہ انجام آتم: ص ٤، ٧، روحانی خزائن: ١٦/١٧٨، ٩/٣٨٧، اعجاز احمدی: ١٨، ٥٢/٨٣

(۳) سورۃ فتح: آیت ۹

(۴) سورۃ الحجرات: آیت ۲

تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ استہزاء کرتے تھے اب عذر مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا احادیث سے ثبوت

”عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنۡهُ لَا تُفَضِّلُوۡا بَيۡنَ اَنۡبِيَاءِ اللّٰهِ.“ (۲)

ترجمہ: ”انبیاء اللہ کو آپس میں فضیلت مت دو۔“

”وَعَنۡ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰي قَالَ اُتِيَ عُمَرُ بِرَجُلٍ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهٗ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنۡهُ مَنۡ سَبَّ اللّٰهَ تَعَالٰي اَوۡ سَبَّ اَحَدًا مِنَ الۡاَنۡبِيَاءَ فَاقۡتُلُوۡهُ.“ (۳)

ترجمہ: ”حضرت عمر کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص اللہ کو یا کسی نبی کو گالی دے اس کو قتل کرو۔“

نبی کی تعظیم کا ثبوت کتب عقائد سے

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مَنۡ كَذَّبَ بِاَحَدٍ مِنَ الۡاَنۡبِيَاءِ اَوۡ تَنَقَّصَ اَحَدًا مِنۡهُمۡ اَوۡ بَرِئَ مِنۡهُ فَهُوَ مُرۡتَدٌّ.“ (۴)

---

(۱) سورۃ توبہ: آیت ٦٥، ٦٦

(۲) مشکوٰۃ: ۱/ ۵۰۷

(۳) الصارم المسلول لابن تیمیہ: ص ۱۹۵

(۴) الشفاء: ۲/ ۲٦۲

ترجمہ: ”جس کسی نے جس کسی نبی کی تکذیب کی یا تنقیص کی یا کسی نبی سے بری ہوا وہ مرتد ہے۔“

اسی طرح سے علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وَ یُکَفَّرُ اِذَا شَکَّ فِیْ صِدْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ سَبَّہٗ اَوْ نَقَصَہٗ وَ یُکَفَّرُ بِنِسْبَۃِ الْاَنْبِیَاءِ اِلَی الْفَوَاحِشِ“ (۱)

ترجمہ: ”کافر ہو جاتا ہے جب کسی نبی کے سچا ہونے میں کوئی شک کرے یا گالی دے یا تنقیص شان کرے یا توہین سے نام لے فواحش کو انبیاء کی طرف منسوب کرے۔“

صحابہ کی تعظیم و تکریم کا حکم قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ملتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم کا حکم قرآن سے

❶ ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًاۖ سِيمَاهُمْ فِى وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ ٱلسُّجُودِۚ ...... ﴾ (۲)

ترجمہ: ”محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زورآور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے اُن کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی یہ نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ شان ہے ان کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں، جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر، خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلائے ان سے کافروں کا وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں

(۱) الاشباہ والنظائر: ص ۱۳۷

(۲) سورۃ الفتح: آیت ۲۹

اور کئے بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا۔"

❷ ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ [1]

ترجمہ: "اس دن اللہ شرمندہ نہیں کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے۔"

اسی طرح بہت سی آیات میں صحابہ کی تعظیم کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔

صحابہ کی تعظیم کا حکم احادیث سے

احادیث میں بہت ہی کثرت سے صحابہ کی تعظیم کا حکم ہے مثلاً:

❶ میری امت کے بہترین لوگ میرے ساتھی ہیں پھر اس کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین۔ [2]

❷ تم لوگ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو، کیونکہ تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر بھی سونا صدقہ کرے تو وہ بھی میرے صحابہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ [3]

❸ میرے بعد میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنتوں پر عمل کرنا۔ [4]

اسی وجہ سے علماء حق کا اجماع رہا ہے کہ صحابہ کی طرف انگلی اٹھانا اور ان کو گالیاں دینا یہ کام آدمی کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ [5]

مزید وضاحت الکفایہ خطیب بغدادی میں اور الاصابہ ابن حجر میں دیکھ سکتے

---

(۱) سورۃ تحریم: آیت ۸

(۲) بخاري: ۵۱۵/۱

(۳) بخاري

(۴) ترمذي: ۹۶/۲

(۵) الدرر المضیه: ۲۳۸/۲، (للعلامه سفا ریني) وشرح العقیده الواسطیه ۳، ٤، لابن تیمیه، ۲ دیکھئے تذکرہ: ص ۳۸۷، ۳۵٦، ۳۵۷. حقیقة الوحي: ۸۲، ۸۰، ۸۱، ۹۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۸۰، ۱۰۲، ۸۰، ۷۱، ۱۰۰، ٦۷، ۷۸

ہیں۔

نواں عقیدہ

قرآن کی بیس سے زائد آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خطاب کیا مگر مرزا غلام احمد نے کہا کہ سب میں مجھ کو خطاب کیا ہے۔[1]

جواب: اس عقیدے کی مذمت قرآن میں اس طرح کی گئی ہے۔

﴿ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾﴾[2]

ترجمہ: ”آج (قیامت کے دن) سخت ذلت کا عذاب تم کو دیا جائے گا، جیسا کہ تم اللہ پر جھوٹ بولتے تھے اور اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے تھے۔“

اسی طرح حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنْ نَارٍ.“[3]

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن میں اپنی طرف سے کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“

اسی طرح امت کا اجماع ہے جس کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

”كَذَالِكَ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰي تَكْفِيْرِ مَنْ دَافَعَ نَصَّ الْكِتَابِ.“[4]

---

(۱) اعجاز احمدي: ۲۹۱/۱۱، دافع البلاد: ۱۳
(۲) سورة انعام: آیت ۹٤
(۳) ترمذي: ۱۱۹/۲، وكذا في مشكوٰة: ٤۱۹
(٤) الشفاء: ۲٤۷/۲

ترجمہ: ”ایسا ہی اس شخص کے کفر پر اجماع ہے جو قرآن کو رد کرے۔“

دسواں عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ (۱)

جواب: مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اللہ جل شانہ کے حکم سے ہی کہتے ہیں تو نبی کی پیشین گوئیاں حقیقتاً اللہ کی پیشین گوئیاں ہیں اور اللہ کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں یہ عقیدہ بھی قرآن واحادیث کے صریحاً خلاف ہے۔ مثلاً:

❶ ﴿وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ﴾ (۲)

”آپ سے وہ جلدی عذاب مانگتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔“

❷ ﴿فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٤٧﴾﴾ (۳)

ترجمہ: ”آپ گمان نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے جو وعدہ کرتا ہے، اس کے خلاف کرے گا، ضرور اللہ غالب انتقام لینے والا ہے۔“

❸ ﴿...... مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ......﴾ (۴)

ترجمہ: ...... ”میرے قول میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔“

گیارہواں عقیدہ

(جہاد کا حکم اب ختم ہو گیا ہے)۔ (۵)

تحفہ گولڑھویہ اور تبلیغی رسالت میں یہ انکار بھی منقول ہے۔

---

(۱) اعجاز احمدی: ص ١٤

(۲) سورۃ الحج: آیت ٤٧

(۳) سورۃ ابراھیم: آیت ٤٧

(۴) سورۃ ق: آیت ٢٩

(۵) حاشیہ اربعین: ص ١٥٤، خطبہ الہا: ص ٢٥

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

جواب: یہ عقیدہ بھی اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اور یہ عقیدہ رکھنا بھی ملحدانہ اور کافرانہ ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

قرآن میں جہاد کا حکم

قرآن کی متعدد آیات میں اس کا حکم ہے۔ مثلاً:

❶ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾ (۱)

ترجمہ: "تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اگرچہ وہ تم کو برا ہی لگتا ہے۔"

❷ ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾﴾ (۲)

ترجمہ: "(جو لوگ جہاد میں قتل کئے گئے ہیں) ان کو مردہ مت خیال کرو وہ زندہ ہیں لیکن تم اس کا ادراک نہیں رکھتے۔"

❸ ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ

---

(۱) سورۃ بقرہ: آیت ۲۱٦

(۲) سورۃ بقرہ: آیت ۱۵٤

وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ﴾[۱]

ترجمہ: "بیشک اللہ نے مؤمنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے اس عمل کے ساتھ کہ ان کو جنت ملے وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں اس پر یہ وعدہ توراۃ وانجیل اور قرآن میں موجود ہے۔"

اور بھی بہت سی آیات جہاد کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

احادیث میں جہاد کا حکم

❶ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰ ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰ ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰ ثُمَّ اُقْتَلَ."[۲]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے خدا کی میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔"

❷ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ."[۳]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ یہ دین باقی رہے گا ایک جماعت مسلمانوں کی قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔"

---

(۱) سورۃ توبہ: آیت ۱۱۱

(۲) بخاري ومسلم وكذا في المشكوٰة: ۳۲۹

(۳) مسلم وكذا مشكوٰة: ۳۳۰

بارہواں عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہیں۔[1]

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن وحدیث کے حکم کے صریح انکار کی وجہ سے کفر ہے۔

مثلاً:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ثبوت قرآن مجید سے

❶ ﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾[2]

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی طرف سے معجزے اور نشان صداقت لایا ہوں کہ تحقیق میں بناؤں گا مٹی سے مثل شکل پرندے کی پھر پھونک ماروں گا پس وہ اللہ کے حکم سے پرندہ (زندہ) ہوجائے گا۔“

❷ ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ ..... وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي﴾[3]

ترجمہ: ”جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ یاد کرو میری نعمت کو جو تجھ پر اور تمہاری والدہ پر ہوئیں .... اور جب تو بنائے مٹی سے میرے حکم سے پرندہ کی شکل پھر اس میں پھونک مارے پس وہ میرے حکم سے

---

(۱) حاشیہ ازالہ اوہام: ۲۱، ۱۲۱، حقیقۃ الوحي: ۷۸

(۲) سورۃ آل عمران: آیت ۴۹

(۳) سورۃ المائدۃ: آیت ۱۱۰

پرندہ ہو جائے گا۔"

معجزات کا انکار کفر ہے

جو شخص حضرت عیسیٰ کے معجزات کا انکار کرے، اس کے لئے قرآن کا اعلان ہے:

❶ ﴿وَمَا يَجْحَدُ بِـَٔايَـٰتِنَآ إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ﴿٣٢﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "ہماری آیات معجزات کا کوئی انکار نہیں کرے گا مگر انکار کرنے والا کافر۔"

❷ ﴿وَٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا وَٱسْتَكْبَرُوا۟ عَنْهَآ أُو۟لَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَـٰلِدُونَ ﴿٣٦﴾﴾ (۲)

ترجمہ: "وہ لوگ جو ہماری آیات معجزات کا انکار کرتے ہیں اور اعراض کرتے ہیں، وہ اہل جہنم میں سے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

یہی بات علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

"وَكَذَالِكَ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰي تَكْفِيْرِ مَنْ دَافَعَ نَصَّ الْكِتَابِ." (۳)

ترجمہ: "ایسا ہی اس شخص کے کفر پر بھی اجماع ہے جو نص قرآن کی مدافعت کرے۔"

تیرہواں عقیدہ

آپ کو معراج روحانی ہوئی تھی جسمانی نہیں ہوئی تھی۔ (۴)

جواب: یہ عقیدہ بھی کہ آپ ﷺ کو اسراء (مکہ سے بیت المقدس کا سفر)

(۱) سورۃ لقمان: آیت ۳۲

(۲) سورۃ اعراف: آیت ۳۶

(۳) الشفاء: ۲/۲٤۷

(۴) ازالہ احکام کلاں: ص ١٤٤، ١٤٦، ١٤٧ وغیرہ

جسمانی نہیں ہوئی۔ یہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے اور معراج (یعنی بیت المقدس سے آسمانوں تک کا سفر) یہ بھی قرآن میں سورۃ النجم سے ثابت ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے اس میں بھی انکار قرآن کی وجہ سے کفر ہے اور احادیث کاانکار زندیقیت ہے۔ یہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔

آپ ﷺ کی معراج جسمانی ہے

قرآن سے اس کا ثبوت

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ﴾ (۱)

ترجمہ: ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو یعنی آپ ﷺ کو ایک رات میں مسجد حرام (مکہ) سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔“

آپ ﷺ کی معراج جسمانی ہے

اس کا ثبوت احادیث سے

❶ ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ.“ (۲)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ معراج میں جو کچھ واقعات آپ ﷺ نے دیکھے وہ اسی آنکھ سے دیکھے ہیں۔“

❷ ”عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ رِوَايَةِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ

---

(۱) سورۃ الاسراء: آیت ۱

(۲) بخاری

طنيتكَ يَارَسُوْلَ اللهِ الْبَارِحَةَ فِيْ مَكَانِكَ فَلَمْ اَجِدْكَ فَاَجَابَهٗ اَنَّ جِبْرِيْلَ حَمَلَهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰي." (۱)

ترجمہ: "حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ کو کل رات آپ کے مکان پر تلاش کیا آپ کو نہیں پایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی طرف اٹھا کر لے گئے تھے۔"

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

"مَنْ اَنْكَرَ الْمِعْرَاجَ يُنْظَرْ اِنْ اَنْكَرَ الإِسْرَاء مِنْ مَّكَّةَ اِلَي بَيْتِ الْمَقْدَسِ فَهُوَ كَافِرٌ وَلَوْ اَنْكَرَ الْمِعْرَاجَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ لا يُكَفَّرُ وَذٰالِكَ لِاَنَّ الْاِسْرَاءَ مِنَ الْحَرَمِ الي الحرمِ ثَابِتٌ بِالْاٰيَةِ وهي قطعية الدلالةِ والمعراجُ من بيتِ المقدسِ الي السماءِ تثبتُ بالسنةِ وهي ظنية الروايةِ والدرايةِ." (۲)

ترجمہ: "جس نے معراج کا انکار کیا تو دیکھا جائے گا اگر اس نے مکہ سے بیت المقدس کے اسراء کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر بیت المقدس سے آگے کا انکار کیا (یعنی آسمان پر جانے کا) تو وہ کافر نہیں ہو گا کیونکہ مکہ سے بیت المقدس کا سفر یعنی اسراء یہ تو آیت قطعی قرآنیہ سے ثابت ہے اور معراج کی بیت المقدس سے آسمان کا سفر یہ سنت سے ثابت ہے جو ظنی ہے۔"

چودھواں عقیدہ

"مرنے کے بعد میدان محشر نہیں ہے بلکہ مرنے کے بعد ہی سیدھا جنت یا جہنم

(۱) الشفاء للقاضي عياض: ۱/ ۱۵۳

(۲) شرح فقه اکبر: ص ۱۳۵

میں جاتا ہے۔"[۱]

جواب: علماء اہل حق کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ بھی قرآن واحادیث کے خلاف ہے قران میں متعدد مقامات میں یہ بات ثابت ہے کہ میدان محشر قائم ہو گا۔ حساب کتاب بھی ہو گا انبیاء وغیرہ کی شفاعت بھی ہو گی۔ مثلاً:

❶ ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝٥١﴾[۲]

ترجمہ: "صور پھونکا جائے گا اس وقت سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف چلیں گے۔"

❷ ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝٥٥﴾[۳]

ترجمہ: "تم کو ہم نے مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور پھر اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔"

❸ ﴿قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝٧٨ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝٧٩﴾[۴]

ترجمہ: "کہا کہ کون ہے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا کہہ دے کہ جس نے پہلی مرتبہ زندہ کیا وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔"

اسی طرح متعدد احادیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ مثلاً:

---

(۱) ازالہ اوہام کلاں: ص ۱٤٤، ۱٤٦، ۱٤۷ وغیرہ

(۲) سورۃ یٰسین: آیت ۵۱

(۳) سورۃ طٰہ: آیت ۵۵

(۴) سورۃ یٰسین: آیت ۷۹

❶ "اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ اَنَا." [۱]

ترجمہ: "سب سے پہلے جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا وہ میں ہوں گا۔"

❷ "آتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ؟ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ." [۲]

ترجمہ: "میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا جنت کا داروغا پوچھے گا تم کون ہو؟ میں کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو وہ کہے گا آپ ہی کے لئے مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کے لئے بھی دروازہ نہ کھولوں۔"

❸ "يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ." [۳]

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے۔"

پندرہواں عقیدہ

فرشتوں کے وجود کا انکار ہے کہ فرشتے کوئی مخلوق نہیں ہیں۔ [۴]

جواب: فرشتوں کا ثبوت قرآن کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔ مثلاً:

❶ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾ [۵]

ترجمہ: "(آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جلدی جلدی ملاقات کیا کرو۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ) ہم بغیر حکم خدا کے

---

(۱) مسلم: ۱/۱۱۲

(۲) مسلم: ۱/۱۱۲

(۳) مشکوٰۃ: ص ٤٨٧

(۴) توضیح مرام: ص ۲۹، ۳۷، ۳۸، ۴۳ وغیرہ

(۵) سورۃ مریم: آیت ٦٤

نازل نہیں ہوتے۔"

❷ ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "وہ اللہ کے بندے ہیں عزت دیئے گئے ہیں وہ کسی بات میں اللہ کے حکم سے پہل نہیں کرتے۔"

❸ ﴿لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾﴾ (۲)

ترجمہ: "وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی عمل کرتے ہیں جس کا ان کو حکم ہوتا ہے اور ان کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔"

فرشتوں کا ثبوت متعدد احادیث سے

❶ "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ." (۳)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن ارشاد فرمایا یہ جبرائیل ہیں جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہتھیار پہنے ہوئے ہیں۔"

❷ "كَانَ جِبْرَئِيْلَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ." (۴)

ترجمہ: "رمضان المبارک کے ہر رات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام

---

(۱) سورۃ انبیاء: آیت ۲۶، ۲۷

(۲) سورۃ تحریم: آیت ٦

(۳) بخاري: ۲/ ۵۷۰

(۴) بخاري: ۱/ ٤۵۷

آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔"

۳ "عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ." (۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل امین نازل ہو کر مجھ کو پانچوں نمازیں پڑھائیں۔"

اسی طرح مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ:

"اَلنُّصُوْصُ يحمل عَلٰي ظَوَاهِرِهَا وَالْعُدُوْلُ عَنْهَا حَرَامٌ" (۲)

ترجمہ: "نصوص سے عدول کرنا بلا کسی شرعی دلیل کے قطعی حرام ہے۔"

سولہواں عقیدہ

خدا اور اس کے رسول پر افتراء اور جھوٹ کا الزام (معاذ اللہ) لگایا ہے۔ (۳)

جواب: یہ عقیدہ رکھنا بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہے کیونکہ قرآن و احادیث متواترہ میں کثرت سے یہ بات وارد ہوئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں جھوٹ کی نسبت ان کی طرف کرنا حرام ہے۔ مثلاً:

۱ ﴿وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾﴾ (۴)

ترجمہ: "تم پر افسوس اللہ پر افتراء اور جھوٹ نہ بولو ورنہ تم کو اللہ سخت

---

(۱) بخاري: ۱/۴۵۷

(۲) ميزان الكبرىٰ: ص ۶۰ تا ۶۴

(۳) ازالہ اوہام: ص ۳۹۸، انجام آتھم: ص ۲۳۳، حقيقة الوحي: ۱۸۵، كشتي نوح: ص ۶

(۴) سورة طٰہٰ: آيت ۶۱

عذاب سے ہلاک کر دے گا جس نے افترا کیا وہ نقصان ہی میں رہے گا۔"

❷ ﴿فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ﴾ (۱)

ترجمہ: "ہرگز خیال مت کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔"

❸ ﴿الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ (۹۳)﴾ (۲)

ترجمہ: "آج (یعنی قیامت کے دن) سخت ذلت کا عذاب تم کو دیا جائے گا کیونکہ تم اللہ پر جھوٹ بولتے تھے اور اللہ کی آیات سے مذاق اڑاتے تھے۔"

اسی طرح حدیث متواتر میں آیا ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔

❶ "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (۳)

ترجمہ: "جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

سترہواں عقیدہ

مرزا غلام احمد تمام انبیاء کے مظہر ہیں، تمام انبیاء کے کمالات ان میں جمع ہیں۔

جواب: اس عقیدہ میں مرزا غلام احمد اپنے آپ کو تمام انبیاء کا مظہر بتاتے ہیں، اس میں اپنے آپ کے لئے نبوت بھی ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع اہل سنت کفر ہے۔ مثلاً:

❶ "عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۱) سورۃ ابراھیم: آیت ٤٧

(۲) سورۃ انعام: آیت ٩٤

(۳) بخاري: ص ۲۱، ومسلم: ص ۷، وترمذي: ۲/ ۵۰، ابن ماجه: ص ۵، ابوداؤد ونسائي وغيره من كتب الاحاديث.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ." (۱)

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے وہ سب یہ خیال کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

❷ "اِذَا لَمْ يَعْرِفْ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ وَلَوْ قَالَ اَنَا رَسُوْلٌ اَوْ قَالَ بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ پِيْغَمْبَرْ گُوْيَدْ بِمَنْ پِيْغَامْ مِيْ يَوْمَ يُكَفَّرُ." (۲)

ترجمہ: "جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ میں رسول ہوں مراد پیغام رسا ہوں تب بھی وہ کافر ہو جائے گا۔"

اسی طرح ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❸ "مَنْ اِعْتَقَدَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّرَ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ."

ترجمہ: "جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔"

علامہ ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے:

❹ "مَنْ ذَهَبَ اِلٰى اَنَّ النُّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ لَا تَنْقَطِعُ اَوْ اِلٰى اَنَّ الْوَلِيَّ اَفْضَلُ مِنَ النَّبِيِّ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ يَجِبُ قَتْلُهٗ." (۳)

(۱) بخاري: ۱/۵۰۵، مسلم ۲/۳۹۷، ابوداؤد ۲/۲۴۸، ترمذي ۲/۴۵، وغیرہ، ۲/۲۶۳
(۲) فتاويٰ عالمگيري: ۲/۲۶۳
(۳) زرقاني: ۶/۱۸۸

ترجمہ: ”جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب و عمل سے حاصل ہو سکتی ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگی یا یہ کہ نبی سے ولی افضل ہے تو ایسا شخص زندیق ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔“

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❺ ”وَدَعْوَيٰ النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرٌ بِالإِجْمَاعِ.“[1]

ترجمہ: ”ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا باجماع مسلمین کفر ہے۔“

اسی طرح عقائد کی تمام ہی کتب میں یہ بات موجود ہے کہ آپ ﷺ کے بعد پھر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

اٹھارہواں عقیدہ

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اب وہ واپس دنیا میں نہیں آئیں گے۔“

جواب: یہ بات بھی قرآن اور احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں قیامت کے قریب اتریں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر زندہ ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے

❶ ﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ

(۱) شرح فقہ اکبر: ص ۱۹۱

ٱللَّهُ إِلَيۡهِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ [۱]

ترجمہ: ”(ہم نے یہودیوں پر لعنت کی) ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا ہے، حالانکہ نہ انہوں نے انہیں قتل کیا ہے۔ اور نہ سولی پر لٹکایا لیکن ان کو شبہ میں ڈالا گیا اور جو معاملہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہ خود شک میں ہیں ان کو اس کا کچھ علم نہیں لیکن انکار کرتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقینا قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

❷ ﴿وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾﴾ [۲]

ترجمہ: ”اور کوئی اہل کتاب نہیں مگر وہ ضرور ایمان لائیں گے عیسیٰ علیہ السلام پر (قیامت کے قریب) عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔“

❸ ﴿وَإِنَّهُۥ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسۡتَقِيمٌ ﴿٦١﴾﴾ [۳]

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے قیامت میں شک نہ کریں اور اتباع میری کرو یہی صراط مستقیم ہے۔“

❹ ﴿وَإِذۡ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبۡنَ مَرۡيَمَ ءَأَنتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ ..... وَكُنتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدًا مَّا دُمۡتُ فِيهِمۡۖ فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِي كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ

---

(۱) سورۃ نساء: آیت ۱۵۷، ۱۵۸

(۲) سورۃ نساء: آیت ۱۵۹

(۳) سورۃ زخرف: آیت ٦١

عَلَيۡهِمۡ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”جب قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے شرک کے بارے میں سوال ہو گا تو یہ کہیں گے کہ جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو میں نگہبان رہا اور جب تو نے مجھے ان سے الگ کر کے مجھ کو آسمان پر اٹھالیا اس وقت سے تو آپ ہی ان کے نگہبان تھے۔“ (۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا ثبوت احادیث سے

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونے کی احادیث متواتر ہیں ان کا انکار بھی جائز نہیں ہے۔“

❶ ”عَنۡ عَلِيّ بۡنِ اَبِيۡ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ يَقۡتُلُ اللّٰهُ تَعَالٰي الدَّجَّالَ بِالشَّامِ عَلٰي عَقَبَةٍ يُقَالُ لها عقبة رَفِيۡقٍ لِثَلاَثِ سَاعَاتٍ يَمۡضِيۡنَ مِنَ النَّهَارِ عَلٰي يَدَيۡ عِيۡسَيۡ بۡنِ مَرۡيَمَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ.“ (۳)

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کو شام میں تین ساعت دن چڑھے ایک گھاٹی پر جس کو رفیق کی گھاٹی کہا جاتا ہے، قتل کرے گا۔“

❷ ”عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ للّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَنۡزِلُ اَخِيۡ عِيۡسَي بۡنُ مَرۡيَمَ مِنَ السَّمَاءِ.“ (۴)

---

(۱) سورۃ مائدہ: آیت ۱۱۶، ۱۱۷

(۲) تفسیر ابن کثیر: ۴۷۳/۳، وابو السعود: ۱۰۱/۴، خازن: ۵۴۲/۱، روح المعانی: ۴۱۴/۲، وغیرہ

(۳) کنز العمال: ۲۶۷/۷، حدیث نمبر ۲۹۹۸

(۴) کنز العمال: ۲۶۸/۷، وکذا: ۲۵۹/۷

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتریں گے۔''

۳ ''عَنْ نَجِيْحِ بْنِ عَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ.''(۱)

ترجمہ: ''حضرت نجیح بن عاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو مقام لد کے قریب (عقبہ رفیق) پر قتل کریں گے۔''

یہ روایت سولہ صحابہ رضوان اللہ عنہم سے مروی ہے۔

یہی بات اجماع امت سے ثابت ہے ان سب کا انکار کرنا کفر ہے۔

۴ ''اَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَفَعَ عِيْسٰى اِلَى السَّمَاءِ.''(۲)

ترجمہ: ''امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔''(۳)

۵ ''وَاجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى اَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ

---

(۱) ترمذي: ۲/۴۸

(۲) كتاب الابانة للشيخ الاشعري رحمة الله عليه: ص ٤٦

(۳) اسی طرح ① علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ۷۳ احادیث اور ۱۲۷، آثارِ صحابہ کو جمع کیا ہے وہ سب کی سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں قیامت کے قریب زمین پر اتریں گے۔ ② ترجمان السنۃ علامہ بدر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ③ نزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا بدر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ④ الجواب الفصیح لمنکر حیات المسیح. مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ ⑤ حیات عیسیٰ علیہ السلام مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ⑥ لطائف الحکم في اسرار نزول عیسي بن مریم مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ⑦ حقیقت المسیح. مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ⑧ معیار المسیح علامہ سیّد محمد علی مونگیری ⑨ المهدي والمسيح. مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ⑩ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر چند شبہات کا جواب مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

يَنْزِلُ اِلَي الْاَرْضِ." [1]

ترجمہ: "تمام امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور زمین پر نازل ہوں گے۔"

انیسواں عقیدہ

مرزا غلام احمد قرآن میں تحریف کے قائل تھے اور متعدد آیات کو انہوں نے بدل دیا۔ [2]

جواب: جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آج بھی جو قرآن موجود ہے وہ بعینہٖ وہی ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔ اس میں ایک حرف کی بھی کمی بیشی تغیر و تبدل اور حذف و اضافہ نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ بالاتفاق کافر ہے اسی کو قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾

ترجمہ: "بے شک ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

---

(۱) تفسیر النهر الما: ۲/۴۷۳، وكذا بحر المحيط: ۲/۴۷۳، تلخيص الحبير لابن حجر: ۳۱۹، فتح البيان: ۲/۳۴۴

(۲) البشري ۲/۱۱۹، براهين احمديه: ص ۳۵۵، ۲۹۶، حقيقة الوحي: ص ۲۴۸، نور الحق: ص ۱/۱۰۹، مقدمه حقيقت الاسلام: ص ۳۳۰، روحاني خزائن: ۴۳۹، جنگ مقدس: ۱۹۴، تبليغ رسالت: ۳/۱۹۴، ازاله اوهام: ۱/۴۷۴

فرقہ قادیانی کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

اہل فتاویٰ کے نزدیک بالاتفاق فرقہ قادیانی کافر ہے ان عقائد کی وجہ سے جو ذکر کئے گئے ہیں۔

❶ رجب ۱۳۳۶ھ فتویٰ بنام تکفیر قادیانی کے نام سے شائع ہوا اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے دستخط کئے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون، رائے پور، دہلی، کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، آگرہ، مراد آباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیارپور، گودھرا، میسور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، حیدرآباد دکن، بھوپال، وغیرہ۔[۱]

❷ اسی طرح فتویٰ اہل حدیث امرتسر کے دفتر سے ۱۹۲۵ء میں فتویٰ جاری ہوا۔ ”فسخ نکاح مرزائیاں“ کے نام سے اس میں بھی برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے دستخط کئے تھے۔

❸ اسی طرح سعودی عرب سے ایک فتویٰ جاری ہوا جس میں حرمین شریفین، بلاد حجاز، شام وغیرہ عرب ممالک کے علماء کے دستخط ہیں اس میں ایک جملہ یہ بھی ہے۔

”لاشك ان اذنابه من القاديانية واللاهورية كلها كافرون.“

ترجمہ: ”اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد کے تمام متبعین خواہ قادیانی ہو یا لاہوری سب کافر ہیں۔“[۲]

اور پھر پاکستان کی مختلف عدالتیں جس میں وفاقی شرعی عدالت، سپریم کورٹ آف پاکستان، لاہور ہائیکورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ وغیرہ نے بھی فرقہ قادیانی کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

---

(۱) فتوي تكفير قاديان طبع كتب خانه اعزازيه ديو بند ضلع سهارنپور، يو پي
(۲) القادنية في نظر علماء الامة الاسلامية طبع مكة المكرمه

فرقہ قادیانیوں کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہو گا

1. مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب......... شیخ التفسیر والحدیث مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ
2. مرزا قادیانی کے متضاد اقوال......... شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ
3. برق وباران......... مولانا سیّد ابوذر بخاری صاحب
4. تحریک ختم نبوت......... جناب آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ
5. اسلام کے غدار......... جناب آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ
6. عجمی اسرائیل......... جناب آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ
7. رئیس قادیان......... مولانا ابوالقاسم دلاوری صاحب
8. ائمۂ تلبیس......... مولانا ابوالقاسم دلاوری صاحب
9. فیضان اقبال......... آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ
10. قادیانیت اسلام اور نبوت کے خلاف بغاوت......... مفکر اسلام مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
11. مرزائیل......... آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔
12. الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح......... حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
13. ایمان پرور یادیں......... مولانا اللہ وسایا صاحب
14. ثبوت حاضر ہیں......... جناب متین خالد صاحب
15. قادیانی کتابوں کے قابل اعتراض اقتباسات کے فوٹو دیئے ہیں۔
16. مرزائی کا جنازہ اور مسلمان......... مولانا احمد سعید ہزاروی صاحب
17. قادیانی عقائد و عزائم......... مولانا تاج محمود صاحب

⓲ مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں........ غلام نبی جانباز صاحب
⓳ مرزائیت کی حقیقت........ مولانا حبیب اللہ رشیدی صاحب
⓴ نصرۃ الاسلام........ علامہ خالد محمود صاحب ایم،اے،پی،ایچ،ڈی
㉑ مسلمان قادیانیوں کو کافر کیوں سمجھتے ہیں؟........ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
㉒ مرزائیت غیر مسلم اپنی تحریرات کی روشنی میں........ مولانا عبدالقادر آزاد صاحب
㉓ القادیانیۃ ماہی........ مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
㉔ آئینۂ قادیانی........ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ
㉕ اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ........ مولانا عبدالغنی پٹیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ
㉖ حق المبین........ مولانا عبدالغنی پٹیالوی صاحب
㉗ قادیانی عقائد پر ایک نظر........ مولانا عزیز الرحمن جالندہری
㉘ فتنہ قادیانیت........ منشی عبدالرحمن صاحب ملتان
㉙ مرزائیوں کے کافرانہ عقائد........ مولانا غلام ربانی صاحب
㉚ ترک مرزائیت........ مولانا لال حسین اختر صاحب
㉛ مسلمانوں کے نسبت مرزائیوں کا عقیدہ........ مولانا لال حسین اختر صاحب
㉜ احتساب قادیانیت........ مولانا لال حسین اختر صاحب
㉝ عالم الاسلام والقادیانیۃ (عربی)........ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
㉞ اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف........ مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
㉟ مسلمان کون اور کافر کون؟........ مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
㊱ فیصلہ آسمانی: (چار حصے)........ سیّد محمد علی مونگیری رحمہ اللہ
㊲ تحفۂ قادیانیت (تین جلدیں)........ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

۳۸ مرزائیوں سے خیر خواہانہ گذارش......... سیّد محمد علی مونگیری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۳۹ فتنۂ مرزائیت......... مولانا امیر فرمان کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۰ قادیانیوں سے ستر سوال......... سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ

۴۱ مرزائیت کے گلے میں لعنت کا طوق......... سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمہ اللہ

۴۲ موقف الامۃ الاسلامیۃ من القادیانیۃ .... علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۳ فتنہ قادیانیت......... علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۴۴ مجموعہ رسائل رد مرزائیت......... مولا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

(بعض عقیدوں کے رد میں جو مستقل کتابیں تصنیف فرمائی گئیں، ان کے نام بھی، ان ہی عقیدوں کے جواب میں لکھ دی گئی ہے)۔[1]

(۱) جلدی میں کتابوں کے نام کو جب جمع کیا گیا تو تقریباً ۲۵۰ کتابیں مرزائیت کے رد میں لکھی ہوئی ملیں جن میں سے ۴۳ کے نام یہاں لکھے گئے ہیں باقی کے ناموں کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا گیا۔ اس کے علاوہ علماء نے اس پر نامعلوم کتنی کتابیں لکھی ہوں گی۔

فرقہ نیچریہ

فرقہ نیچریہ کا پس منظر

ہندوستان کے اسلامی حکومت کے ختم ہو جانے اور انگریزی حکومت کے آنے کے بعد سب سے پہلے جو گمراہ فرقہ پیدا ہوا وہ یہی فرقہ نیچریہ تھا۔ (۱)

سر سیّد ابتداء میں غیر مقلد تھے، اور پھر مجتہد ہو گئے اور جب اپنے بیٹے کے ساتھ انگلستان گئے تو پھر ملحد ہو گئے اور پھر کھل کر انہوں نے اپنے فرقہ نیچریہ کی اشاعت کا کام شروع کر دیا۔ (۲)

اس فرقہ کو انگریز نے صرف اس لئے بنوایا کہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں میں انتشار ہو اور پھر ہم کو یکسوئی سے حکومت کرنے کا موقع ملے۔ اس کام کے لئے انگریز نے سر سیّد کو خوب استعمال کیا۔ یہ بات ایک مدبر انگریز نے لکھی ہے:

"ہندوستان میں ہماری حکومت کے ہر شخص کو خواہ وہ خارجی تعلقات سے واسطہ رکھتا ہو یا عدالتی یا حربی نظم وضبط سے، یہ اصول ہمیشہ مد نظر رکھنا کہ اس سے تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو۔"

اس کام کے لئے سب سے پہلے انگریزوں نے سر سیّد کو استعمال کیا، جو بات انگریز مدبر نے کہی تقریباً یہی بات سر سیّد نے بھی لکھی:

"یہ ہنگامہ فساد جو پیش آیا صرف ہندوستانیوں کی ناشکری کا وبال تھا، تم نے بھی خدا کا شکریہ ادا نہیں کیا اور ہمیشہ ناشکری کرتے رہے۔ اس لئے خدا نے اس ناشکری کا وبال تم ہندوستانیوں پر ڈالا اور چند روز سرکاری خدمت مدار انگلش کی عمل

---

(۱) عقائد اسلام: ۱/ ۱۷۹

(۲) امداد الفتاویٰ: ۶/ ۱۶۷

داری کو معطل کر کے پچھلی عملداریوں کا نمونہ دکھلایا۔"[۱]

سر سیّد پہلے وہ آدمی تھے، جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو غدر کا نام دیا اور اس کو فوجی بغاوت کا نام دیا[۲] جب کے مسلمانوں کے نزدیک وہ جنگ آزادی تھی۔ ایک جگہ پر خود سر سیّد احمد خان نے لکھا ہے۔ کہ ضلع بجنور کے مسلم نوابوں اور ہندو، دیشیوں میں سے کوئی بھی اس لائق نہیں جو حکومت کر سکے اور رعایا عدل وامن کی فضاء میں سانس لے سکے۔[۳]

اسی وجہ سے سر سیّد کو حکومت کی طرف سے القابات بھی بار بار دیئے گئے ملکہ وکٹوریہ نے ان کو سی، ایس آئی کا خطاب دیا۔ غالباً اسی موقعہ پر اکبر الہٰ آبادی نے کہا تھا۔

فضل خدا سے عزت پائی آج ہوئے ہم سی، ایس، آئی
شیخ نہ سمجھے لفظ انگریزی بولے ہوئے ہیں ہم عیسائی

پھر انگریز حکومت کو خوش کرنے کے لئے ہی سر سیّد نے انگریز کی عملداری میں جس جرأت اور دلیری سے اسلامی تعلیمات کو بدلا وہ ایک مسلمان سے ممکن نہیں۔[۴]

نیز سر سیّد کی رائے یہ تھی کہ مسلمان انگریزی معاشرت اور انگریزی کلچر اختیار کریں، تاکہ انگریز کی نظر میں عزت حاصل کرسکیں اس کے لئے انہوں نے علی گڑھ کالج وغیرہ بھی کھولے۔ نیز ان لوگوں نے عقل کو دارومدار بنایا جو بات عقل میں نہ آئی اس کا انکار کر بیٹھے۔

---

(۱) سرکشي ضلع بجنور: ص ٤٧
(۲) سرکشي ضلع بجنور: ص ۸۳
(۳) سرکشي ضلع بجنور: ص ٧٦/٧٥
(۴) انگریز کے باغی مسلمان: ص ۴۰۸

یہ فرقہ وجود میں کب آیا؟

یہ فرقہ ۱۸۵۵ء کے لگ بھگ وجود میں آیا۔ ان کے ماننے والوں کو نوزتن کہا جاتا تھا، اور ایک جماعت نے سر سیّد کے عقائد کو قبول کیا، ان میں نامور لوگ یہ تھے۔

① نواب محسن الملک ② ڈپٹی نذیر احمد خان دہلوی ③ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی ④ الطاف حسین حالی ⑤ مولوی مشتاق حسین ⑥ نواب انتصار جنگ ⑦ مولوی چراغ علی خان ⑧ مہدی علی خان ⑨ نواب اعظم ماہر جنگ ⑩ شبلی نعمانی اعظم گڑھی وغیرہ۔

بانی فرقہ نیچریہ سر سیّد احمد خان کے مختصر حالات

ولادت: ۱۷؍اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔
ملازمت: ان کے والد کا انتقال کم عمری میں ہی ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کو شروع ہی میں ملازمت کرنی پڑی، ابتداء میں وہ حکومت کے مستقل ملازم رہے۔

اس کے بعد وہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازم ہو گئے۔ اور ان کو پھر عدالت میں سر رشتہ دار بنا دیا گیا، ان کی مسلسل ترقی ہوتی رہی، جنگ آزادی کے وقت وہ بجنور میں بحیثیت سب جج تھے۔ اس کے بعد ترقی پا کر وہ صدر الصدور، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اس کے بعد بجنور سے مرادآباد میں ان کا تبادلہ ہو گیا۔ انہوں نے یہاں پر ہی رہ کر اسباب بغاوت ہند، اور دوسری بعض کتابیں لکھیں۔
تعلیمی کوشش: مئی ۱۸۶۲ء میں سر سیّد کا تبادلہ غازی پور کر دیا گیا تو وہاں پر انہوں نے سائنٹفک سوسائٹی قائم کی، جس کا مقصد یہ تھا کہ سائنسی علوم انگریزی سے اردو زبان میں تراجم کر کے شائع کئے جائیں، اور یہاں پر بھی ایک اسکول کھولا۔

اس کے بعد جب ۱۸۶۴ء میں سر سیّد کا تبادلہ علی گڑھ ہوا تو انہوں نے سائنٹفک سوسائٹی کا دفتر غازی پور سے علی گڑھ منتقل کر دیا۔ وہاں سے ایک رسالہ علی

گڑھ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے جاری کیا جو سر سیّد کی وفات تک شائع ہوتا رہا۔

سر سیّد کے عقائد: شروع میں سر سیّد غیر مقلد تھے، اور پھر انہوں نے اجتہاد شروع کر دیا اور پھر انگلستان ۱۸۶۹؁ء میں اپنے بیٹوں کے ساتھ گئے۔ اور پھر وہاں سے الحاد کا راستہ کھلا، اور اپنے عقائد کی خوب اشاعت کی۔

تصانیف: کئی کتابیں لکھیں، ان میں سے ① آئین اکبری ② تاریخ فیروز شاہی تصحیح و تحشیہ کر کے شائع کروائی۔ ③ آثار الصنادید۔ ④ تہذیب الاخلاق (رسالہ) ⑤ اسباب بغاوت ہند۔

وفات: ۲۷ مارچ ۱۸۹۸؁ء میں علی گڑھ میں انتقال ہوا اور وہاں کالج کے قریب دفن کئے گئے۔

فرقہ محدثہ نیچریہ کے عقائد ونظریات

❶ ملائکہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔[1]

❷ شیطان کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔[2]

❸ حضرت آدم علیہ السلام نے شجرۂ ممنوعہ نہیں کھایا تھا۔[3]

❹ قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔[4]

❺ جنت اور جہنم کا انکار کرتے ہیں۔[5]

❻ جسموں کے ساتھ حشر نہیں ہو گا۔[6]

❼ حوروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔[7]

❽ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔[8]

❾ معجزات کا انکار کرتے ہیں۔[9]

❿ آسمان کا کوئی وجود نہیں ہے۔[10]

⓫ اجماع حجت نہیں ہے۔[11]

⓬ قرآن میں کوئی نسخ نہیں ہوا۔[12]

---

(۱) تہذیب الاخلاق: ۳/۳۱، تفسیر القرآن: ۱/٤٦

(۲) تہذیب الاخلاق: ۳/۳۱

(۳) تہذیب الاخلاق: ۳/۳۱

(۴) تہذیب الاخلاق: ۳/٦٥

(۵) تہذیب الاخلاق: ۳/۱۱۰، تفسیر القرآن: ۱/۳۹

(۶) تہذیب الاخلاق: ۳/۱۱۰، تفسیر القرآن: ۱/۳۹

(۷) تہذیب الاخلاق: ۳/۱۱۰، تفسیر القرآن: ۱/۳۹

(۸) تہذیب الاخلاق: ۳/۹

(۹) تہذیب الاخلاق: ۳/۳۱

(۱۰) نور الآفاق: ۲/٥۲، أیضاً

(۱۱) نور الآفاق: ۲/٥۲

(۱۲) نور الآفاق: ٤/١٦

۱۳ حیوانات کی تصویر حلال ہے۔ (۱)

۱۴ اکثر احادیث صحیح نہیں ہیں۔ (۲)

۱۵ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (۳)

۱۶ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار۔ (۴)

۱۷ عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا اور وہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے ہیں۔ (۵)

۱۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے۔ (۶)

۱۹ شق القمر کا انکار کرنا۔ (۷)

۲۰ نبی کریم ﷺ کے شق صدر کا انکار، اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں۔ (۸)

۲۱ معراج کا انکار کرنا۔ (۹)

۲۲ امام مہدی کا انکار کرنا، کہ وہ قیامت کے قریب نہیں آئیں گے۔ (۱۰)

۲۳ انسان نبی کے برابر ہو سکتا ہے۔ (۱۱)

۲۴ کسی بھی نبی نے توحید کی تعلیم مکمل نہیں کی، سب کی (معاذ اللہ) ناقص رہی۔ (۱۲)

۲۵ ایصال ثواب نہیں ہوتا۔ (۱۳)

---

(۱) نور الآفاق: ۱۱۵/۱٤

(۲) نور الآفاق: ۱۸۷/۱٤، تفسیر القرآن: ٤٦/۱

(۳) نور الآفاق: ۷/٥، تفسیر القرآن: ۱۰۰/۱

(۴) نور الآفاق: ٥٤/٥، تفسیر القرآن: ٤۲/۱۲

(۵) نور الآفاق: ٦/۲۲

(۶) نور الآفاق: ۳/۱

(۷) نور الآفاق: ۱/۹

(۸) ضمیمہ نور الآفاق: ۱/۱، تفسیر القرآن: ۷٥/٦

(۹) ضمیمہ نور الافاق

(۱۰) نور الآفاق: ۹٦/۳

(۱۱) نور الآفاق: ٥۷/۳

(۱۲) نور الآفاق: ٦۳/۳

(۱۳) نور الآفاق، مطبوعہ جمادي الاولٰی رمضان ٥۹٦

فرقہ نیچریہ کے عقائد و نظریات
اور قرآن و حدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

فرشتوں کی حقیقت نہیں۔

جواب: یہ بات قرآن واحادیث کے خلاف ہے۔ قرآن میں ایک دو جگہ نہیں سیکڑوں جگہ پر قرآن میں اس قسم کی آیات موجود ہیں مثلاً:

❶ ﴿ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ﴾ [1]

ترجمہ: ”تمام ہی فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا ابلیس لعین کے علاوہ۔“

وہ مقامات جہاں ملائکہ کا ذکر ہے

نوٹ: ملائکہ کا ذکر قرآن میں متعدد مقامات پر موجود ہے، مثلاً:

❶ سورۃ بقرہ .... ۱۰، آیات
❷ سورۃ آلِ عمران .... ۸، آیات
❸ سورۃ نساء .... ۴، آیات
❹ سورۃ اعراف .... ۵، آیات
❺ سورۃ انفال .... ۳، آیات
❻ سورۃ ہود .... ۲، آیات
❼ سورۃ یوسف .... ۱، آیت
❽ سورۃ رعد .... ۲، آیات
❾ سورۃ حجر .... ۴، آیات

(۱) سورۃ حجر: آیت ۳۰

⓾ سورۃ نحل	....	۵،آیات
⓫ سورۃ اِسراء	....	۴،آیات
⓬ سورۃ کہف	....	۱،آیت
⓭ سورۃ طٰہٰ	....	۱،آیت
⓮ سورۃ انبیاء	....	۱،آیت
⓯ سورۃ حج	....	۱،آیت
⓰ سورۃ مؤمنون	....	۱،آیت
⓱ سورۃ فرقان	....	۴،آیات
⓲ سورۃ سجدہ	....	۱،آیت
⓳ سورۃ احزاب	....	۲،آیات
⓴ سورۃ سبا	....	۱،آیت
۲۱ سورۃ فاطر	....	۱،آیت
۲۲ سورۃ صافات	....	۱،آیت
۲۳ سورۃ ص	....	۲،آیات
۲۴ سورۃ زمر	....	۱،آیت
۲۵ سورۃ مدثر	....	۱،آیت
۲۶ سورۃ نباء	....	۱،آیت

❷ ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (۱)

ترجمہ: ”کہا تمہارے رب نے فرشتوں کو مجھے بنانا ہے زمین میں ایک نائب۔“

(۱) سورۃ البقرہ: آیت ۳۰

۳ ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَـٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِـَٔادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ﴾ (۱)
ترجمہ: "جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو تو وہ سب سجدہ میں گر پڑے سوائے ابلیس کے۔"

اسی طرح احادیث میں متعدد مقامات میں فرشتوں کا ذکر موجود ہے مثلاً:

۱ "قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ." (۲)

۲ "مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانِ فِيْ لَيْلَةٍ اَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ." (۳)

۳ "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَأَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يَنْزِلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا." (۴)

ترجمہ: "اللہ جل شانہ نے سورت طٰہٰ اور سورت یٰسین کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پڑھا اور اس کو جب فرشتوں نے کہا تو کہا مبارک بادی ہے اس امت کے لئے جس پر یہ کتاب نازل ہوگی، اور مبارک بادی ہے ان سینوں کے لئے جو اس کو یاد کریں گے اور مبارک بادی ہے ان زبانوں کے لئے جو اس کو پڑھیں گے۔"

عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ فرشتوں پر ایمان لانا یہ ضروریات دین میں سے ہے اور فرشتوں کا انکار بلاشبہ کفر ہے۔ (۵)

---

(۱) سورۃ البقرہ: آیت ۳۴
(۲) مشکوٰۃ: ۱/ ۱۸۳
(۳) مشکوٰۃ: ۱/ ۱۸۷
(۴) مشکوٰۃ: ۱/ ۱۸۷
(۵) عقائد اسلام: ص ۵۴، شرح عقیدہ سفارینہ: ص ۲۸۲ تا ۳۸۸، وشرح اضاءۃ الوجہ: ص ۱۴۱

دوسرا عقیدہ

ابلیس کا انکار۔

جواب: اس کا انکار بھی قرآن واحادیث کا انکار ہے۔ کیونکہ ایک دو جگہ نہیں، سیکڑوں جگہ پر ابلیس کا ذکر موجود ہے، مثلاً:

❶ ﴿إِلَّآ إِبۡلِيسَ أَبَىٰ وَٱسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلۡكَٰفِرِينَ ﴿٣٤﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "مگر ابلیس نے انکار کیا، اور تکبر کیا، کیونکہ وہ کافر ہے۔"

❷ ﴿ٱلَّذِينَ يَأۡكُلُونَ ٱلرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِي يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ مِنَ ٱلۡمَسِّۚ﴾ (۲)

ترجمہ: "جو لوگ کھاتے ہیں سود، وہ قیامت کے دن نہیں اٹھیں گے مگر اس طرح کہ جن کے حواس شیطان کھو دیتے ہیں مس کر کے۔"

❸ ﴿فَأَزَلَّهُمَا ٱلشَّيۡطَٰنُ عَنۡهَا فَأَخۡرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِۖ﴾ (۳)

ترجمہ: "پھر پھسلایا ان کو شیطان نے پھر نکالا ان کو اس جگہ سے جہاں پر وہ دونوں رہتے تھے۔"

اسی طرح شیطان کا ذکر احادیث میں بھی بکثرت وارد ہوا ہے۔ مثلاً:

❶ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: يَاتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا." (۴)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے وہ کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا فلاں کو کس نے پیدا کیا۔"

---

(۱) سورۃ بقرہ: آیت ٣٤

(۲) سورۃ بقرہ: آیت ٢٧٥

(۳) سورۃ بقرہ: آیت ٣٦

(۴) مشکوٰۃ: ۱/۱۸

❷ "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَي الدَّم." [۱]

ترجمہ: "بے شک شیطان انسان کے اندر ایسا چلتا ہے جیسا کہ خون چلتا ہے۔"

❸ "مَا مِنْ بَنِي آدمَ مَوْلُوْدٌ إلاَّ لَيَمَسَّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ." [۲]

ترجمہ: "کوئی بھی اولاد آدم پیدا نہیں ہوتا مگر شیطان اس کو ضرور مس کرتا ہے۔"

عقائد کی کتابوں میں شیطان کا انکار کرنا بھی کفر بتایا گیا ہے۔

تیسرا عقیدہ

حضرت آدم علیہ السلام نے اس پھل سے نہیں کھایا جس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔

جواب: یہ بات بھی قرآن واحادیث کے خلاف ہے۔ مثلاً قرآن میں آتا ہے۔

❶ ﴿وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٣٥﴾﴾ [۳]

ترجمہ: "اور اس درخت کے پاس مت جاؤ، ورنہ تم دونوں ظالمین میں سے ہو جاؤ گے۔"

❷ ﴿عَنْ هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ إِلَّآ أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ ٱلْخَٰلِدِينَ ﴿٢٠﴾﴾ [۴]

ترجمہ: "اس درخت کے پاس جانے سے اس لئے تم کو منع کیا گیا ہے کہیں تم دونوں فرشتے یا وہاں ہمیشہ رہنے والوں میں شمار نہ کئے جاؤ۔"

❸ ﴿أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا ٱلشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَآ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ

(۱) بخاري ومسلم

(۲) بخاري ومسلم

(۳) سورۃ البقرہ: آیت ۳۵

(۴) سورۃ اعراف: آیت ۲۰

مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾ [1]

ترجمہ: ”کیا! میں نے تم دونوں کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا، کیا میں نے تم دونوں کو نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔“

چوتھا عقیدہ

عذاب قبر نہیں ہے۔

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ قرآن میں آتا ہے۔

❶ ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ [2]

ترجمہ: ”دوزخ کی آگ جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کئے جاتے ہیں۔“

❷ ﴿وَمِن وَرَآئِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾﴾ [3]

ترجمہ: ”اور ان کے پیچھے پردے ہیں قیامت کے دن تک۔“

❸ ﴿فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ﴾ [4]

علماء فرماتے ہیں عذاب قبر کے ثبوت کے لئے ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں احادیث ہیں جن کو محدثین متواتر درجہ تک پہنچائے ہوئے ہیں، جس کا انکار کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً:

❶ ”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ

---

(۱) سورۃ اعراف: آیت ۲۲

(۲) سورۃ مؤمن: آیت ٤٦

(۳) سورۃ مؤمنون: آیت ۱۰۰

(۴) سورۃ احقاف: آیت ۲۰

نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰي صَلاةً اِلّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ." (۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی، اور قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور پھر اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا عائشہ! اللہ تمہیں عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! قبر کا عذاب حق ہے اس کے بعد پھر آپ ﷺ کوئی بھی نماز پڑھتے تو اس کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔"

❷ "عَنْ اَبِيْ سَعِيْد الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلَّطُ عَلَي الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تنينا تَنْهَسُهٗ وَتْلدغهٗ حَتّي تَقُوْمَ السَّاعَةُ لَوْ اَنَّ تنينا مِنْها نفخ بِالْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا." (۲)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کافر کے اوپر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کئے جاتے ہیں اس کو وہ قیامت تک کاٹتے اور ڈستے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک اژدہا بھی زمین پر پھنکار مارے تو پھر زمین سبزہ اگانے سے محروم ہو جائے۔"

❸ "وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يُفْتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ

(۱) بخاري ومسلم، كذا في المشكوٰة: ۲۵

(۲) دارمي، ترمذي وغيره

ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً." (۱)

ترجمہ: "حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن سرکار دو عالم ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور قبر کے عذاب کا ذکر فرمایا: جس میں انسانوں کو مبتلا کیا جائے گا چنانچہ اس بات کو سن کر مسلمان رونے اور چلانے لگے۔"

عذاب قبر کا عقیدہ، صحابہ، تابعین، اسلاف اور ائمہ اربعہ سب کا متفق علیہ ہے. اسی وجہ سے اس کے منکر کو کافر کہا گیا ہے۔ (۲)

پانچواں عقیدہ

جنت اور جہنم کا انکار کرتے ہیں۔ (۳)

جواب: جنت اور جہنم کا تذکرہ قرآن واحادیث میں بکثرت موجود ہے۔ جیسے قرآن میں ہیں:

❶ ﴿وَفُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَٱدْخُلُوهَا خَٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾﴾ (۴)

ترجمہ: "ان کے لئے دروازے جنت کے کھول دیئے جائیں گے، فرشتے خازن کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو خوش رہو جنت میں داخل ہو ہمیشہ کے لئے۔"

❷ ﴿ٱدْخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ذَٰلِكَ يَوْمُ ٱلْخُلُودِ ﴿٣٤﴾﴾ (۵)

ترجمہ: "داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ یہ دن ہمیشہ رہنے کا

---

(۱) بخاري، كذا في المشكوٰة: ٢٦

(۲) شرح فقه اكبر: ١٢١، ١٢٢

(۳) تهذيب الاخلاق: ٣/ ١١٠، تفسير القرآن: ١/ ٣٩

(۴) سورة زمر: آيت ٧٣

(۵) سورة ق: آيت ٣٤

ہے۔"

۳ ﴿وَأَمَّا ٱلَّذِينَ سُعِدُواْ فَفِى ٱلْجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ﴾ (۱)

ترجمہ: "جو لوگ نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے بقدر اس زمانہ کے جس قدر زمین وآسمان قائم رہے تھے۔"

۴ ﴿وَسِيقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا﴾ (۲)

ترجمہ: "جہنمی لوگ جہنم کی طرف گروہ در گروہ پہنچیں گے۔"

اسی طرح احادیث میں کثرت سے جنت و جہنم کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً:

۱ "اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ اَنَا." (۳)

ترجمہ: "آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنت کے دروازے کو جو کھٹکھٹائے گا وہ میں ہوں گا۔"

۲ "اٰتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّد فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لاَّ اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ." (۴)

ترجمہ: "میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا خازن جنت پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ میں کہوں گا محمد (ﷺ) پھر وہ کہے گا آپ ہی کے لئے مجھ سے کہا گیا کہ آپ سے پہلے کسی اور کے لئے جنت کے دروازے کو میں نہ کھولوں۔"

اسی طرح جہنم کے بارے میں متعدد آیات واحادیث میں ذکر کیا گیا ہے مثلاً:

۱ ﴿لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ﴾ (۵)

---

(۱) سورۃ ھود: آیت ۱۰۸

(۲) سورۃ زمر: آیت ۷۱

(۳) مسلم: ۱/۱۱۲

(۴) مسلم: ۱/۱۸۲

(۵) سورۃ الاعراف: آیت ٤١

ترجمہ: ”ان کے لئے دوزخ کا بچھونا ہو گا۔“

❷ ﴿إِنَّ ٱلْمُجْرِمِينَ فِى عَذَابِ جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ ﴿٧٤﴾﴾ [1]

ترجمہ: ”بے شک مجرمین عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔“

عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے:

”اِنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مَخْلُوْقَتَانِ.“ [2]

ترجمہ: ”جنت اور جہنم پیدا ہو چکے ہیں اور یہ ہمیشہ رہیں گے اس پر کبھی فنا نہیں آئے گا اسی پر پوری امت کا اجماع ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”وَكَذٰلِكَ نُكَفِّرُ مَنْ اَنْكَرَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ نَفْسَهُمَا وَمَحَلَّهُمَا.“ [3]

ترجمہ: ”اسی طرح ہم اس کو بھی کافر کہیں گے جو جنت اور جہنم کا سرے سے انکار کرے یا ان کے مقامات کا انکار کرے۔“

چھٹا عقیدہ

جسموں کے ساتھ حشر نہیں ہو گا۔

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن واحادیث اور اجماع امت کے خلاف ہے قرآن میں متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے سے قیامت تک جسموں کے ساتھ لوگوں کا حشر ہو گا۔ مثلاً:

❶ ﴿وَنُفِخَ فِى ٱلصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ ٱلْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾﴾ [4]

ترجمہ: ”صور پھونکا جائے گا اس وقت سب کے سب اپنی قبروں سے

---

(۱) سورۃ زخرف: آیت ۷٤

(۲) شرح عقائد نسفی: ۱۰۱

(۳) نسیم الریاض: ٤/۵۵۵

(۴) سورۃ یٰسین: آیت ۵۱

نکل کر اپنے رب کی طرف چلیں گے۔"

❷ ﴿قَالَ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "کہا کہ کون بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا کہہ دے کہ جس نے پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ مخلوق کو خوب جاننے والا ہے۔"

اسی طرح ایک دو نہیں سیکڑوں احادیث سے میدان محشر میں لوگوں کا جمع ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً:

❶ "يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يَّوْمَ الْقِيَامَة." (۲)

ترجمہ: "قیامت کے دن ایک میدان میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے۔"

❷ "يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ." (۳)

ترجمہ: "لوگ قیامت کے دن ایک میدان سفید میں جمع کئے جائیں گے جو مثل چپاتی کے ہموار اور صاف ہوگا اس میں کوئی نشانی نہیں ہوگی۔"

❸ "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ." (۴)

---

(۱) سورۃ یٰسین: آیت ۷۸، ۷۹

(۲) مشکوٰۃ: ٤٨٧

(۳) مشکوٰۃ: ٤٨٢

(۴) مسلم وکذا مشکوٰۃ: ۱/ ٤٨٢

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے اس آیت کا مطلب پوچھا کہ جس دن زمین وآسمان بدلے جائیں گے، لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پل صراط پر۔“

عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے دوبارہ زندہ ہونا یہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس میں پوری امت کا اتفاق ہے اور کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔[1]

اور ایسے لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج کہا گیا ہے۔ نیز ہر زمانے کے علماء حق نے ایسے لوگوں کی تکفیر کی ہے۔[2]

ساتواں عقیدہ

حوروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن واحادیث کے خلاف ہے قرآن میں بہت سے مقامات پر حوروں کا تذکرہ ہے مثلاً:

❶ ﴿حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ ۝٧٢﴾[3]

❷ ﴿فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝٥٦﴾[4]

ترجمہ: ”ان محلات میں نیچی نگاہ والیاں (حوریں) ہوں گی۔ کہ ان جنتیوں سے پہلے ان کو نہ کسی آدمی نے ہاتھ لگایا ہو گا اور نہ کسی جن نے۔“

❸ ﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ۝٣٥ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝٣٦ عُرُبًا أَتْرَابًا

---

(۱) عقائد الاسلام: ۸۳/۱
(۲) عقائد الاسلام: ۹۲/۲
(۳) سورہ رحمن: آیت ۷۲
(۴) سورۃ رحمن: آیت ٥٦

(۳۷)[(۱)]

ترجمہ: ”ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے ہم ان کو کنواریاں بنادیں گے، دل کش ہیں اور اہل جنت کی ہم عمر ہیں۔“

احادیث میں بھی بڑی کثرت سے حوروں کا ذکر موجود ہے، مثلاً:

❶ ”اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوۃ فُتِحَتْ لَهُ الْجِنَانُ وَكُشِفَتْ الْحُجُبُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّه وَاسْتَقْبَلَ الحورَ مَالَمْ يَتَمَخَّطْ اَوْ يَتَنَخَّمْ۔“ [(۲)]

ترجمہ: ”جب مسلمان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کو کھول دیا جاتا ہے، اس کے اور اس کے رب کے درمیان سے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور حور اس کی طرف اپنا رخ کرلیتی ہے جب تک وہ تھوک اور ناک نہ سنکے۔“

❷ ”اِنَّ الْحُوْرَ العِيْنَ لَاَكْثَرَ عَدَدًا مِنْكُنَّ تَدْعُوْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ اَللّٰهُمَّ اَعِنْهُ عَلٰي دِيْنِكَ وَاَقْبِلْ قَلْبَهُ عَلٰي طَاعَتِكَ وَبَلِّغْهُ اِلَيْنَا بِقُرْبِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔“ [(۳)]

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حور عین کی تعداد تم سے بہت زیادہ ہے وہ اپنے خاوندوں کے لئے دعائیں کرتی ہیں اے اللہ میرے خاوند کی دین کے بارے میں مدد فرما، اور اس کے دل کو اپنی اطاعت کی طرف متوجہ فرما، اور یاارحم الراحمین اپنے قرب خاص کے ساتھ اس کو ہم تک پہنچادے۔“

❸ ”مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰي اَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ تعالٰي عَلٰي

---

(۱) سورۃ واقعہ: آیت ۳۵، ۳۶، ۳۷

(۲) طبراني، والبدور السافرة: ص ۲۰۵۸

(۳) ترغیب وترھیب: ۵۳۵/۴، صفة الجنة لابن كثير: ص ۱۱۱، البدور السافرة: ص ۲۰۵۴

رُؤُوسِ الخَلائِقِ يَوْمَ القِيَامَةِ حَتّي يُخَيِّرَهُ فِي اَيِّ الحُوْرِ شَاءَ." [1]

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے غصہ کو پی لیا حالانکہ وہ اس کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے یہاں تک کہ اس کو اختیار دیں گے کہ جس حور کو تیرا دل چاہے چن لے۔“

آٹھواں عقیدہ

تقدیر کا انکار۔

جواب: تقدیر کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام حوادثات اور واقعات کے وقوع سے پہلے ہی ہر بات کا علم اللہ جل شانہ کو ہے جو اللہ نے لوح محفوظ میں لکھوا دیا ہے۔ تقدیر کا مسئلہ بھی قرآن پاک کی سینکڑوں آیات اور ذخیرۂ احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً:

۱. ﴿لَّوۡ يَشَآءُ ٱللَّهُ لَهَدَى ٱلنَّاسَ جَمِيعٗاۗ﴾ [2]

ترجمہ: ”اگر اللہ چاہتے تو سب کو ہدایت دے دیتے۔“

۲. ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ﴾ [3]

ترجمہ: ”تمہاری مشیت بھی اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔“

۳. ﴿يُضِلُّ ٱللَّهُ مَن يَشَآءُ وَيَهۡدِي مَن يَشَآءُۚ﴾ [4]

ترجمہ: ”جس کو اللہ چاہے گمراہ کرے، اور جس کو چاہے اللہ ہدایت دے۔“

احادیث میں بھی بہت کثرت سے عقیدہ تقدیر کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً:

---

(۱) مسند احمد: ۳/ ٤٤٠، ابوداؤد: ص ٤٧٧٧، وترمذي: ص ٢٠٢٢، وابن ماجة: ٤١٨٦

(۲) سورۃ رعد: آیت ۳۱

(۳) سورۃ تکویر: آیت ۲۹

(۴) سورۃ مدثر: آیت ۳۱

❶ ''عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ. قَالَ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَي الْمَاءِ.'' (۱)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا اور فرمایا اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔''

❷ ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰي الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ.'' (۲)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر چیز تقدیر سے ہوتی ہے، یہاں تک کہ دانائی اور نادانی بھی۔''

❸ ''وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ. وَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ.'' (۳)

ترجمہ: ''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جہنم کے لئے کام کرتا رہتا ہے لیکن وہ جنتی ہوتا ہے اور جنتیوں کے لئے کام کرتا رہتا ہے، لیکن وہ دوزخی ہوتا ہے نجات کا دارومدار تو خاتمہ کے عمل پر ہوتا ہے۔''

---

(۱) رواہ مسلم و کذا مشکوٰۃ: ۱۹

(۲) رواہ مسلم و کذا مشکوٰۃ: ۱۹

(۳) بخاري ومسلم و کذا مشکوٰۃ: ۲۰

نواں عقیدہ

معجزات کا انکار۔

جواب: معجزہ کی تعریف:

"وَقَدْ حَدَّ جُمْهُوْرُ الْأُصُوْلِيِّيْنَ الْمُعْجِزَةَ بِاَنَّهَا اَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ مَقْرُوْنٌ بِالتَّحَدِّيْ مَعَ عَدَمِ الْمُعَارَضَةِ مِنَ الْمُرْسَلِ اِلَيْهِمْ وَالْمُرَادُ بِالتَّحَدِّيْ هُوَ الدَّعْوٰي لِلرِّسَالَةِ"[1]

ترجمہ: "جمہور اصولیوں نے معجزہ کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ تحدی کے ساتھ یعنی دعوٰی رسالت کے ساتھ رسول سے امر خارق عادت ظاہر ہو، اور اس کا کوئی معارضہ نہ کر سکے۔"

انبیاء کو معجزات اللہ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں، تا کہ ان کی رسالت و نبوت کے لئے دلیل بن جائیں۔ قرآن میں کئی مقامات میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے۔

مثلاً:

❶ ﴿فَذَٰنِكَ بُرْهَـٰنَانِ مِن رَّبِّكَ﴾[2]

ترجمہ: "اے موسیٰ یہ عصا اور ید بیضا دو معجزے تمہاری نبوت کی روشن دلیلیں ہیں جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم کو عطاء کی گئی ہیں۔"

❷ ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِٱلْبَيِّنَـٰتِ فَكَفَرُوا۟ فَأَخَذَهُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّهُۥ قَوِىٌّ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ﴿٢٢﴾﴾[3]

ترجمہ: "رسول لوگوں کے پاس اپنی نبوت کی کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر پھر ان لوگوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سخت پکڑ کی اور بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔"

---

(۱) یواقیت مبحث: ۱۵۷/۱

(۲) سورۃ قصص: آیت ۳۲

(۳) سورۃ مؤمن: آیت ۲۲

❸ ﴿ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ ءَايَٰتٍۭ بَيِّنَٰتٍ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات دیئے ہیں۔“

❹ ﴿ قَدْ جِئْنَٰكَ بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكَ ﴾ (۲)

ترجمہ: ”ہم تمہارے پاس آئے ہیں تمہارے رب کی طرف سے معجزہ لے کر۔“

اسی طرح احادیث میں بھی کثرت سے انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً:

❶ ”عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّاءُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يَدَهٗ فِي الركوة فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْكُنَّا مِاءَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِاءَةٍ.“ (۳)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مقام حدیبیہ میں لوگوں کو سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس ایک لوٹا تھا، جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا تھا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں پینے اور وضو کرنے کے لئے بالکل پانی نہیں ہے بس وہی تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کے لوٹے میں بچ گیا ہے آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس لوٹے میں

(۱) سورة بني اسرائيل: آيت ۱۰۱

(۲) سورة طه: آيت ٤٧

(۳) بخاري ومسلم: وكذا مشكوٰة: ٥٣٢

ڈالا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابلنے لگا، جیسے چشمے جاری ہو گئے ہوں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم سب لوگوں نے خوب پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس موقع پر آپ لوگ کتنے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہو جاتا۔ ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔"

❷ "وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِاءَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاءَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى اِرْتَحَلُوْا." (۱)

ترجمہ: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہم چودہ سو افراد تھے۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جس کا پانی ہم سب نے نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں رہا جب آپ ﷺ کو یہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے پھر آپ نے وضو کے پانی کا برتن منگا کر وضو کیا اور وضو کے بعد منہ میں پانی لیا اور دعا مانگی۔ اس کے بعد آپ نے وہ پانی کنویں میں ڈال دیا اور ارشاد فرمایا کچھ دیر کنویں کو چھوڑ دو اور پھر اس کے بعد تمام لشکر والے خود بھی اور ان کے مویشی بھی خوب سیراب ہو گئے۔ اور جب تک وہاں سے کوچ نہیں کیا اسی کنویں سے پانی لیتے رہے۔"

---

(۱) بخاری و کذا مشکوٰۃ: ۵۳۲

❸ "عَنْ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْه قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه."[1]

ترجمہ: "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا جب ہم مکہ کے نواح میں ایک طرف گئے تو جو بھی پہاڑ یعنی پتھر اور درخت سامنے آیا اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔"

علماء فرماتے ہیں انبیاء کرام کے معجزات قرآن واحادیث متواترہ سے ثابت ہیں اس لئے ان کا انکار آدمی کو کفر سے ملادیتا ہے۔

دسواں عقیدہ

اجماع امت کا انکار کرنا۔

جواب: اجماع کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی زمانے میں فقہاء مجتہدین کسی حکم شرعی پر متفق ہو جائیں۔

اس پر عمل کرنا ایسا ہی ضروری ہوتا ہے جیسے کہ قرآن وحدیث پر۔ اجماع امت کا ثبوت بھی قرآن واحادیث سے ملتا ہے۔ قرآن میں آتا ہے۔

❶ ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾[2]

ترجمہ: "اور اللہ کی رسی کو تم سب مل کر مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔"

❷ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

(۱) ترمذي، والدارمي. (ب) نیز اتحاف شرح احیاء: ۲۰۳/۱ تا ۲۱۲ میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔
(ج) دلائل النبوة مکمل ۲ جلدیں۔
(۲) سورة آل عمران: آیت ۱۰۳

ٱلصَّـٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾ [1]

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔“

❸ ﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ [2]

ترجمہ: ”اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر ظاہر ہو چکا ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے گا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے، کرنے دیں گے، پھر اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ سب سے بُری جگہ ہے۔“

اجماع امت پر اتنی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں جو متواترہ کہلاتی ہیں۔

حدیث متواتر: اس حدیث کو کہتے ہیں کہ اتنی کثرت سے ہر زمانے میں لوگ اس کو نقل کرتے ہوئے آئے ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر یا غلطی پر متفق ہونا محال سمجھا جائے۔ [3]

❶ ”اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰي ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَي الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ اِلَي النَّارِ۔“ [4]

ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ میری امت کو کسی گمراہی پر متفق نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم کی طرف جائے گا۔“

---

(۱) سورۃ توبہ: آیت ۱۱۹

(۲) سورۃ نساء: آیت ۱۱۵

(۳) التوضیح والتلویح: ۲/۳۱۲، وتسہیل الوصول: ص ۱۴

(۴) ترمذي، ابواب الفتن، باب لزوم الجماعة: ۲/۴۹، ومستدرك حاكم: ص ۱۱۵، ابن ماجة ۲۸۳، ابوداؤد: ۲/۵۸۴

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران مجمع عام میں یہ روایت سنائی:

❷ "لَنْ يَّزَالَ إِمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰي تَقُوْمَ السَّاعَةَ." (۱)

ترجمہ: "اس امت کی حالت قیامت تک سیدھی اور درست رہے گی۔"

❸ "اِنَّ اُمَّتِيْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰي ضَلَالَة فَاِذَا رَأَيْتُمْ إِخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ." (۲)

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کسی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی۔ پس جب تم اختلاف کو دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو۔"

اجماع امت کن کا حجت ہو گا؟

اس میں کئی اقوال ہیں۔

❶ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا یہ ہے کہ اجماع تو اہل مدینہ کا معتبر ہے۔ (۳)

❷ بعض کے نزدیک صرف صحابہ کرام کا اجماع معتبر ہو گا۔ (۴)

❸ سب سے زیادہ معتدل قول یہ ہے کہ اجماع کسی بھی زمانے کے فقہاء مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا کافی ہے۔ پھر اس اجماع سے خلاف اہل بدعت فاسق، اور عوام الناس کی مخالفت کا اعتبار نہیں ہو گا۔ یہی تیسرا قول جمہور علماء کے نزدیک پسندیدہ قول ہے۔ (۵)

گیارہواں عقیدہ

قرآن میں کوئی نسخ نہیں ہوا۔

---

(۱) بخاري، كتاب العلم: ۱/۱۶، صحيح مسلم كتاب الامارة: ص ۱۴۳

(۲) ابن ماجة، ابواب الفتن. باب السواد الاعظم: ۲۸۳

(۳) التقرير شرح التحرير: ۳/۱۰۰

(۴) تسهيل الوصول: ص ۱۷۰

(۵) التقرير شرح التحرير: ۳/۹۷

جواب: نسخ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی حکم کو ختم کرنا۔ یعنی ایک حکم کی جگہ پر دوسرا حکم لانا۔ اور پھر یہ نسخ مفسرین کے نزدیک تین قسم کی ہوتی ہے۔

❶ الفاظ منسوخ کردیئے جاتے ہیں، حکم باقی رہتا ہے جیسے کہ آیت رجم کا حکم کہ اس کے الفاظ تو منسوخ کردیئے گئے مگر حکم آج بھی موجود ہے۔

❷ الفاظ موجود ہوتے ہیں مگر حکم منسوخ کردیا جاتا ہے جیسے رشتہ داروں کے لئے وصیت کرنا۔

﴿ٱلْوَصِيَّةُ لِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ بِٱلْمَعْرُوفِ﴾ (۱)

❸ الفاظ اور حکم دونوں منسوخ کردیئے جاتے ہیں جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ سورت احزاب، سورت بقرہ کے برابر تھی، مگر آج اس کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوگیا۔

اس کی اہمیت کے پیش نظر یہ ناسخ، منسوخ کا حکم بھی مفسرین کے نزدیک بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ وہ علوم جو مفسرین کے لئے ضروری ہیں اس میں ناسخ و منسوخ کے علم کو بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

قرآن کے نسخ کے بارے میں امت کا اتفاق رہا ہے اور متقدمین میں سے چند معتزلہ کے سوا کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ ان پر مفسرین نے بہت شدت سے رد کیا ہے۔ (۲)

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مَعْرِفَةُ هٰذَا الْبَابِ اَكِيْدَةٌ وَفَائِدَتُهٗ عَظِيْمَةٌ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْ مَعْرِفَتِهِ الْعُلَمَاءُ وَلَا يُنْكِرُهُ اِلَّا الْجَهَلَةُ الاَغْبِيَاءُ." (۳)

---

(۱) سورۃ بقرہ: آیت ۱۸۰

(۲) تفسیر ابن کثیر، ابن جریر، درمنثور، تفسیر کبیر، آخری مذکور میں تو سب ہی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

(۳) تفسیر قرطبی: ۱/۵۵

ترجمہ: ”باب نسخ کی معرفت بہت ضروری ہے اور فائدہ اس کا بہت زیادہ ہے اس کی معرفت جاننے سے علماء مستغنی نہیں ہوسکتے اور جاہلوں بیوقوفوں کے سوا اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔“

تفسیر روح المعانی میں ہے۔

”وَاَنکَرَ اَبُوْ مُسلِمِ الْاَصفَهَانِيّ وقوعه فَقَالَ اِنَّهٗ وَان جَازَ عَقلاً لٰکِنَّهٗ لَمْ یَقَعْ“ [1]

ترجمہ: ”نسخ کا صرف ابو مسلم اصفہانی نے انکار کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ نسخ احکام الٰہیہ میں ممکن تو ہے مگر کہیں واقع نہیں ہے۔“

خلاصہ یہ ہے کہ امت کے متقدمین و متاخرین علماء میں سے کسی نے بھی نسخ کا مطلقاً انکار نہیں کیا، ہاں منسوخ آیات کے اندر اختلاف ہے کہ وہ کتنی ہیں مگر مطلقاً وقوع کا انکار ممکن نہیں ہے۔ [2]

یہ بات واضح رہے کہ یہ نسخ قرآن میں اس لئے نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں تھا، کہ بعد میں علم ہونے پر پہلے والے حکم کو منسوخ کردیا گیا۔ بلکہ اس کا یہاں پر حکم دینے والے کو پہلے سے اللہ کے علم میں تھا کہ حالات پر کہیں گے اور پھر دوسرا حکم دینا ہوگا تو ابتداءً ایک حکم دیا گیا پھر حالات کی وجہ سے دوسرا حکم دیا گیا۔ جیسے کہ ماہر حکیم، ڈاکٹر یہ جانتے ہوئے کہ موجودہ حالات میں مریض کو ایک دوا دیتا ہے اور وہ اس کو جانتا بھی ہے کہ چند دنوں کے بعد مریض کی کیفیت بدلے گی تو دوسری دوا دینا ہوگا پہلے وہ ایک دوا دیتا ہے اور پھر چند دنوں کے بعد دوسری دوا تجویز کرتا ہے۔

ماہر حکیم یا ڈاکٹر یہ بھی کرسکتا تھا کہ پہلے ہی دن میں تمام دوا لکھ کر دے دے کہ دو دن یہ دوا پھر یہ دوا، پھر یہ دوا استعمال کرنی ہے مگر اس میں مریض کی طبیعت پر

(۱) روح المعانی: ۱/۳۵۲

(۲) معارف القرآن: ۱/۲۸۶

بوجھ اور اس میں خطرہ بھی ہے کہ غلط استعمال کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔[1]

اسی طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ حیوانات کی تصویر جائز ہے۔ جب کہ علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر تصویر جو روح والی ہو خواہ انسان کی ہو یا حیوانات کی، حرام ہے احادیث میں بڑی کثرت سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً: مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے:

"جَاءَ رَجُلٌ إِلَي اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اِنِّي اُصَوِّرُ هٰذِه الصُّوْرَةَ فَافْتِنِيْ فِيْهَا فَقَالَ لَهٗ اُدْنُ مِنِّيْ ثُمَّ اَعَادَهَا فَدَنَا مِنْهُ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَي رَاْسِهِ فَقَالَ اُنَبِّئُكَ مِمَّا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ نَفْسًا فَيُعَذِّبُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ وَقَالَ اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِيْهِ"[2]

ترجمہ: "ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میں یہ تصویریں بناتا ہوں مجھے آپ اس کے بارے میں فتویٰ دیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ اور پھر دوبارہ اور قریب آنے کے لئے فرمایا یہاں تک کہ وہ اتنا قریب ہو گیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں وہ بات بتلاتا ہوں جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے وہ یہ ہے کہ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا اور اس نے جتنی تصویریں بنائی ہر ایک کے مقابلہ میں ایک شخص مجسم بنایا جائے گا۔ جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا اور فرمایا کہ تمہارا اس کے سوا گزارہ ہی نہیں تو درختوں کی

(۱) معارف القرآن: ۱/ ۲۸۳

(۲) مسلم شریف و راجع مشکوۃ: ۳۸۵

اور ایسی چیزوں کی تصویر بنالیا کرو جس میں روح نہیں۔"

❷ "عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ... حَتّٰي سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَّنْفخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ." (۱)

ترجمہ: "حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص دنیا میں کوئی تصویر (جاندار کی) بنائے گا تو قیامت میں اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس میں روح ڈالے اور وہ ہرگز اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔"

❸ "عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ." (۲)

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ جو تصاویر بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو صورت تم نے پیدا کی ہے، اس میں روح بھی ڈالو۔"

جمہور امت کا اجماع ہے اور ائمہ اربعہ سب ہی کا یہ فتویٰ ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا جائز نہیں ہے۔ (۳)

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم فرماتے ہیں:

(۱) بخاري مع فتح الباري: ۳۲۳/۱۰

(۲) بخاري مع فتح الباري: ۳۱۶/۱۰

(۳) عمدة القاري: ۷۰/۲۲، فتح الباري: ۳۱۵/۱۰ وغيره

"قَالَ اَصحَابُنَا وَغَيرُهُم مِنَ العُلَمَاء تَصوِيرُ صُورَةِ الحَيوَانِ حَرَامٌ شَدِيدُ التحرِيمِ وَهُوَ مِنَ الكَبَائِرِ لِاَنَّهُ مُتَوَعَّدٌ بِهٰذَا الوَعِيدِ الشَّدِيدِ المَذكُورِ فِي الاَحَادِيثِ وَسَوَاءٌ صنعه بِمَا يُمتَهَنُ اَو بِغَيرِهِ فَصَنعَتُهُ حَرَامٌ بِكُلِّ حَالٍ لِاَنَّ فِيهِ مُضَاهَاةَ لِخَلقِ اللّٰهِ تَعَالٰي الخ"[1]

ترجمہ: "ہمارے حضرات اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ جاندار کی تصویر بنانا سخت حرام ہے اور وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس لئے کہ اس پر ایسی وعید شدید وارد ہوئی ہے جو سب احادیث میں مذکور ہے، اور اس میں برابر ہے کہ ایسی تصویر بنائے جو عادۃً ذلیل اور پامال کی جاتی ہو یا اور کسی چیز کی بنانا ہو حرام ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کی نقل اتارنا ہے۔"

بارہواں عقیدہ

یہ کہ اکثر احادیث صحیح نہیں ہیں۔

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن واحادیث کے خلاف ہے مثلاً قرآن میں ہے:

❶ ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾[2]

ترجمہ: "اور رسول تمہیں جو کچھ بھی دے دیں اس کو تم لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔"

❷ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾[3]

(۱) نووي شرح مسلم: ۱۹۹/۲، تصویر کی مکمل وضاحت کے لئے مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ عنہ کا رسالہ تصویر کے شرعی احکام مفید رہے گا۔

(۲) سورۃ حشر: آیت ۷

(۳) سورۃ احزاب: آیت ۳۶

ترجمہ: ”اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کو کرنے کا حکم دے تو ان کے لئے اس کام (کو کرنے یا نہ کرنے) میں کوئی اختیار رہے۔“

۳ ﴿هُوَ ٱلَّذِى بَعَثَ فِى ٱلْأُمِّيِّـۧنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُواْ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ ۝٢﴾ (۱)

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول ان ہی سے بھیجا کہ وہ ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کی تربیت کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔“

علماء مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت بالا میں حکمت سے مراد آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔ اور یہ بات تو واضح ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سمجھ میں ہی نہیں آسکتی، جب تک کہ آپ کی احادیث مبارکہ کا سہارا نہ لیا جائے، مثلاً:

﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ﴾ (۲)

ترجمہ: ”نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔“

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نمازیں کب پڑھیں؟ کتنی، کس وقت پڑھیں؟ نماز میں کیا پڑھیں۔ (۳) اور کس طرح پڑھیں، رکوع، سجدہ، قعدہ، قیام وغیرہ میں ترتیب کیا ہے۔ کس کو کس کے بعد کس سے پہلے کریں؟ نماز پڑھنے کے لئے اور بھی بہت سی باتیں جاننا ہوگی مگر ان سب باتوں سے قرآن بظاہر خالی ہے۔ جب کہ احادیث میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔ اور قرآن کا خود ہی دعویٰ ہے کہ قرآن کے

(۱) سورۃ جمعہ: آیت ۲

(۲) سورہ بقرہ: آیت ۴۳

(۳) الدر المنثور

علاوہ اور بھی آپ ﷺ پر وحی نازل کی جاتی رہی ہے (اسی کا نام تو احادیث ہے) اس بات پر قرآن مجید میں بہت سی آیات موجود ہیں:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (۱)

ترجمہ: "تم نے کھجور کا جو درخت کاٹا یا اس کو اپنے جڑ پر کھڑا رہنے دیا یہ اللہ کے حکم سے تھا۔"

مختصر واقعہ آیت کا یہ ہے کہ جب غزوہ خیبر میں یہود اپنے قلعہ میں خود بند ہو گئے آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے باغات اجاڑ دیں تا کہ یہ قلعہ سے باہر نکل آئیں۔ اور کچھ درختوں کو چھوڑ دیا جائے تا کہ فتح ہونے کے بعد مسلمانوں کے کام آئے۔ اس پر یہود نے مشہور کیا کہ مسلمان تو فساد کرتے ہیں، تو یہود کی باتوں کا جواب آیت بالا میں دیا گیا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا مگر وہ حکم قرآن میں موجود نہیں ہے۔ وہ تو آپ کو حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا تھا اسی کا نام تو حدیث ہے۔ اس کو مفسرین کی اصطلاح میں وحی غیر متلو کہتے ہیں۔

اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❶ "لَوْ لَا السُّنَّة مَا فَهِمَ احد مِنَّا الْقُرآن." (۲)

ترجمہ: "اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص قرآن کو سمجھ نہیں سکے گا۔"

آپ ﷺ کی احادیث بھی اس سلسلے میں سیکڑوں وارد ہوئی ہیں، مثلاً:

❷ "عَنِ الْمِقْدَامِ بن مَعْدِ يكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّي اُوْتِيْتُ الْقُرْآن وَمِثْلَه مَعَهٗ اَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَان عَلَي اَرِيْكَتِه يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآن فَمَا

(۱) سورۃ حشر: آیت ۵

(۲) میزان شعرانی: ص ۲۵

وَجَدتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَ اِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ." (۱)

ترجمہ: "حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سن لو مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور قرآن کے ساتھ اس کے مثل بھی، سن رکھو قریب ہے کہ کوئی پیٹ بھر اتکیہ لگایا ہوا آدمی یہ کہے گا کہ لوگو! تمہیں یہ قرآن کافی ہے، پس جو چیز بھی اس میں حلال ہے اسی کو حلال سمجھو، حالانکہ اللہ کے رسول کی حرام بتلائی ہوئی چیزیں بھی ویسی ہی حرام ہیں جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی حرام بتائی ہوئی چیز۔"

۳ "وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مُرْسَلاً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ." (۲)

ترجمہ: "امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرسلاً روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان دونوں کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے۔ ① کتاب اللہ، ② سنت رسول اللہ۔"

تیرہواں عقیدہ

جن کا انکار کرنا۔

جواب: جن کی تعریف، وہ ایک ایسی مخلوق ہے جس کو اللہ نے آگ کے شعلوں سے پیدا فرمایا ہے اور وہ ایسی قوت رکھتے ہیں کہ حسب منشا ہر صورت میں متشکل

(۱) ابوداؤد، دارمي وابن ماجه وكذا مشكوٰة: ۲۹

(۲) موطا امام مالك و كذا مشكوة: ۳۱

ہوسکتے ہیں۔ جنات کے تذکرہ سے قرآن واحادیث بھری ہوئی ہیں ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جنات کا تذکرہ قرآن کریم کے اندر ایک نظر میں

❶ انعام .... ۴، آیات
❷ اعراف .... ۲، آیات
❸ ہود .... ۱، آیت
❹ اسراء .... ۱، آیت
❺ کہف .... ۱، آیت
❻ نمل .... ۲، آیات
❼ سجدہ .... ۱، آیت
❽ سبا .... ۳، آیات
❾ صافات .... ۱، آیت
❿ فصلت .... ۲، آیات
⓫ صفات .... ۲، آیات
⓬ ذاریات .... ۲، آیات
⓭ رحمٰن .... ۵، آیات
⓮ جن .... ۶، آیات
⓯ ناس .... ۶، آیات
⓰ فصلت .... ۱، آیت
⓱ شوریٰ .... ۱، آیت
⓲ زخرف .... ۳، آیات
⓳ محمد .... ۳، آیات

⓴ نجم .... ۲، آیات

㉑ تحریم .... ۱، آیت

㉒ الطارق .... ۱، آیت

㉓ المعارج .... ۱، آیت

㉔ الفجر .... ۱، آیت

㉕ القدر .... ۱، آیت

چند آیات قرآنی مع ترجمہ

❶ ﴿وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ ٱلْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقُرْءَانَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا۟ أَنصِتُوا۟﴾ (۱)

ترجمہ: ”جب ہم نے متوجہ کر دیئے آپ کی طرف جنات کو تو وہ قرآن سننے لگے جب وہ وہاں پہنچے تو کہنے لگے کہ سب خاموش ہو جاؤ۔“

❷ ﴿قُلْ أُوحِىَ إِلَىَّ أَنَّهُ ٱسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَقَالُوٓا۟ إِنَّا سَمِعْنَا قُرْءَانًا عَجَبًا ۝١﴾ (۲)

ترجمہ: ”کہہ دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے جب کلام پاک کو سنا تو وہ کہنے لگی بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا۔“

❸ ﴿وَمِنَ ٱلْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِۦ﴾ (۳)

ترجمہ: ”جنات کام کرتے تھے ان کے سامنے اللہ کے حکم سے۔“

اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بکثرت جنات وشیاطین کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً:

(۱) سورۃ احقاف: آیت ۲۹

(۲) سورۃ جن: آیت ۱

(۳) سورۃ سبا: آیت ۱۲

❶ "سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَنَا اَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُوْنُ حَقًّا. قَالَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ فَيُخَلِّطُوْنَ فِيْهِ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حُجِبَ الشَّيَاطِيْنُ بِهٰذِهِ النُّجُوْمِ الَّتِيْ يَقْذِفُوْنَ بِهَا فَانْقَطَعَتِ الْكَهَانَةُ الْيَوْمَ كُلًّا كَهَانَةٍ." [۱]

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگ بعض وقت ایسی باتیں کرتے ہیں جو سچی ہوتی ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا جنات کوئی بات فرشتوں سے سن کر کاہنوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے بھی ایسی باتیں اس میں خلط ملط کر دیتے ہیں جو بالکل جھوٹی ہوتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے غیب کی باتیں چرانے کا۔ لوٹنے والے ستاروں سے کر دیا ہے۔"

جنات کا انکار صرف اس لئے کرنا کہ ہم کو نظر نہیں آتے درست نہیں بے شمار چیزیں ہیں جو انسان کو نظر نہیں آتی، مگر وہ ان کو مانتا اور تسلیم کرتا ہے مثلاً: روح، انسان کی عقل اور فرشتے وغیرہ وغیرہ۔ اسی وجہ سے علماء عقائد فرماتے ہیں کہ جنات اور شیاطین کے وجود کا انکار کرنا قرآن واحادیث کا انکار ہے اس لئے یہ کفر ہے۔ [۲]

چودہواں عقیدہ

موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا انکار۔

جواب: یہ انکار بھی قرآن واحادیث کا انکار ہونے کی وجہ سے کفر کو مستلزم ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے لئے معجزات کا ثبوت قرآنی آیات اور اخبار متواترہ سے ثابت ہیں

---

(۱) بخاری: ۸۵۷

(۲) عقائد اسلام: ۲/ ۶۲

یہ معجزات دراصل انبیاء علیہم السلام کی تائید اور تصدیق کے لئے دیئے گئے ہیں تاکہ یہ معجزات ان کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل بن جائیں بہرحال موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر خود قرآن مجید میں موجود ہے مثلاً:

❶ ﴿ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ ءَايَٰتٍۭ بَيِّنَٰتٍ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں دیں۔“

❷ ﴿وَإِذِ ٱسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦ فَقُلْنَا ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْحَجَرَ فَٱنفَجَرَتْ مِنْهُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ﴾ (۲)

ترجمہ: ”جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنے عصا کو پتھر پر مارو پھر نکلنے لگے اس میں سے بارہ چشمے۔“

❸ ﴿وَٱضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ ءَايَةً أُخْرَىٰ (۲۲)﴾ (۳)

ترجمہ: ”آپ اپنے ہاتھ کو ملائیں بغل کے ساتھ پھر یہ نکلے گا چمکتا ہوا یہ میری نشانی ہوگی۔“

❹ ﴿قَدْ جِئْنَٰكَ بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكَ ﴾ (۴)

ترجمہ: ”ہم آئے ہیں آپ کے پاس اپنے رب کی طرف سے معجزات لے کر“

معجزات کے ثبوت کے بارے میں حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ معجزات یہ انبیاء کی صداقت کی نشانیاں ہیں اس کی مثال اس

(۱) سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۱۰۱
(۲) سورۃ بقرۃ: آیت ۶۰
(۳) سورۃ طٰہٰ: آیت ۲۲
(۴) سورۃ طٰہٰ: آیت ۴۷

طرح ہے کہ جب سلاطین عالم کسی کو اپنے تقرب کے لئے منتخب کرتے ہیں تو ان کی عزت وکرامت کے لئے وہ نشانات عطا کرتے ہیں جو دوسروں کے حوصلہ تمنا سے خارج ہوتے ہیں اسی طرح اللہ جل شانہ جب کسی کو منصب نبوت سے سرفراز فرماتے ہیں تو ان کو بھی خاص خاص نشانات عطا فرماتے ہیں جس سے وہ تمام عالم میں ممتاز ہو جاتے ہیں۔ (۱)

پندرہواں عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا آسمان پر زندہ نہیں ہیں۔

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن وحدیث کی نصوص کے خلاف ہے، مثلاً:

❶ ﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾﴾ (۲)

ترجمہ: ”یہودیوں کا قول ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، حقیقت یہ ہے کہ ان کو شبہ پڑ گیا اور وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ سب شک وشبہ میں مبتلا ہیں یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے بھی قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔“

روح المعانی میں ہے ”وھو حي في السماء“، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر

---

(۱) عقائد الاسلام: ۶۸/۲

(۲) سورۃ نساء: آیت ۱۵۷، ۱۵۸

زندہ ہیں اسی بات پر تمام مفسرین متفق ہیں۔

۲ ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (۱)

ترجمہ: ”بے شک اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔“

یہ آیت نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بھی دلالت کرتی ہے۔

۳ ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝٦١﴾ (۲)

ترجمہ: ”بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی علامتوں میں سے ہے اس میں شک نہ کریں، اور میری اتباع کریں یہی صراط مستقیم ہے۔“

اور بے شمار احادیث سے جن کو بھی احادیث متواترہ کہا جاتا ہے، یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے ہیں، قیامت کے قریب اتریں گے، نیز صحابہ اور بعد میں بھی اس مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہیں تھا۔

۱ ”عَنْ إِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ أَخِي عِيْسيٰ ابن مَرْيَم مِنَ السَّمَاءِ.“ (۳)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتریں گے۔“

۲ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ

(۱) سورۃ نساء: آیت ۱۵۹

(۲) سورۃ زخرف: آیت ۶۱

(۳) کنز العمال: ۲۶۸/۷

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔" (۱)

۳ "عَنْ عَبْدِاللهِ بن عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسيٰ بْنُ مَرْيَمَ إِلَي الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِي فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسيٰ بْنُ مَرْيَم فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔" (۲)

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ حضرت مریم کے بیٹے زمین پر اتریں گے نکاح کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی ۴۵ سال رہیں گے پھر انتقال ہوگا اور میرے قبرستان میں میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے پھر میں اور حضرت عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبرستان سے اٹھیں گے جب کہ ابوبکر اور عمر ہمارے درمیان میں ہوں گے۔"

اس مسئلہ پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے ہیں پھر قیامت کے قریب دوبارہ تشریف لائیں گے یہی بات ائمہ اربعہ سے بھی منقول ہے۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَقَدْ ثَبَتَ نُزُوْلُ عِيْسيٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكِتٰبِ وَالسُّنَّةِ وَزَعَمَتِ النَّصَارٰي ان نَاسُوْته صُلِبَ وَلَا هُوْته رُفِعَ وَالْحَقُّ اَنَّهٗ رُفِعَ بِجَسَدِهٖ إِلَي السَّمَاءِ وَالْاِيْمَانُ بِذَالِكَ وَاجِبٌ قَالَ تَعَالٰي بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْه" (۳)

---

(۱) بخاري: ۴۹۰، ومسلم ۱/۸۷، ومشكوٰة: ۴۸۰ وغيره

(۲) كتاب الوفاء لابن الجوزي رحمه الله تعالٰي وكذا في مشكوٰة: ص ۴۸۰

(۳) يواقيت: ۲/۱۴۷

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ان کو سولی دے دی گئی ہے۔ اور لاہوت کو اٹھالیا گیا ہے، مگر حق یہ ہے کہ ان کو جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے اس پر ہی ایمان لانا واجب ہے اللہ کے اس قول کی وجہ سے ”بل رفعه الله اليه“ یعنی اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھایا ہے۔“

سولہواں عقیدہ

شق القمر کا انکار کرنا۔

جواب: دراصل شق القمر کا واقعہ جو قرآن کی آیت ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ منیٰ میں تشریف فرما تھے، مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے نبوت کی نشانی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ ظاہر کیا کہ چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور جب لوگوں نے اچھی طرح دیکھ لیا تو پھر دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔

اس واقعہ کا دوسرے اطراف سے آنے والے لوگوں نے بھی اعتراف کیا۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک شق القمر کی روایات متواتر ہیں۔

اس کا انکار کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ مثلاً:

”إِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ حَتَّي نَظَرُوْا اِلَيْه فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا.“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں چاند شق ہوا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے، جس کو سب نے صاف طور سے دیکھا آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا

(۱) بخاري ومسلم

کہ دیکھو اور شہادت دو۔"

❷ "عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَهلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَنْ يُّرِيهُمْ آيَة فَأَرَاهُمْ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّي رأوْ حِراء بَيْنَهُمَا." (۱)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اپنی نبوت کے لئے کوئی نشانی دکھلائیں، تو اللہ تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھلا دیا یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔"

❸ "إِنْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّة حَتّي صَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ اَهْلَ مَكَّة هٰذَا سِحْرٌ سَحَرَكُمْ بِهٖ اِبْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اُنْظُرُوْا السُّفَّارَ فَإِنْ كَانُوْا رَأَوْا امَا رَأَيْتُمْ فَقَدْ صَدَقَ وَ إِنْ كَانُوْا لَمْ يَرَوْ مِثْلَ مَارَأَيْتُمْ فَهُوَ سِحر سَحَرَكُمْ بِهٖ فَمَثَّل السُّفَّارُ قَالَ وَقَدِمُوْا مِنْ كُلِّ جِهَةٍ فَقَالُوْا رَأَيْنَا." (۲)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ مُعظّمہ کے قیام کے زمانہ میں چاند شق ہو کر دو ٹکڑے ہو گیا، کفار قریش کہنے لگے کہ یہ جادو ہے ابن ابی کبشہ (یعنی آپ ﷺ) نے تم پر جادو کر دیا ہے اس لئے تم انتظار کرو۔ باہر سے آنے والے مسافروں کا۔ اگر انہوں نے بھی یہ دو ٹکڑے چاند کے دیکھے ہیں تو انہوں نے سچ کہا ہے اور اگر باہر کے لوگوں نے ایسا نہیں دیکھا تو پھر بے شک جادو ہو گا، پھر باہر سے آنے والے مسافروں سے تحقیق کی، جو اطراف سے آئے تھے، ان سب نے ہی اعتراف کیا کہ ہم نے بھی یہ دو ٹکڑے دیکھے ہیں۔"

---

(۱) بخاري ومسلم وكذا مشكوٰة: ٥٢٤

(۲) ابو داوٗد الطيالسي

عقائد الاسلام میں لکھا ہوا ہے شق قمر معجزہ پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے، اور اس میں تاویل کرنا گمراہی ہے اندیشہ کفر کا ہے۔ کیونکہ یہ معجزہ نصوص صریحہ سے ثابت ہے جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۱)

سترہواں عقیدہ

شق صدر کا انکار کرنا۔

جواب: مُحقّق علماء کے نزدیک شق صدر کا واقعہ آپ ﷺ کے ساتھ چار بار پیش آیا۔

1. زمانہ طفولیت میں جب کہ عمر مبارک چار سال کی تھی۔
2. دس سال کی عمر مبارک میں پیش آیا۔
3. چالیس سال کی عمر میں نبوت ملنے سے پہلے۔
4. معراج پر تشریف لے جانے سے پہلے۔

شق صدر کی صورت یہ ہوتی کہ جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آتے اور آپکا سینہ مبارک شق کر کے دل نکالتے اور پھر اس کو زمزم سے دھو کر دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ کر ویسے ہی کر دیتے تھے۔ یہ چاروں ہی مرتبہ کا شق صدر روایات صحیحہ اور احادیث معتبرہ سے ثابت ہے، بلکہ معراج کے وقت کا شق صدر کا واقعہ تو احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس شق صدر کا علماء نے بڑے اسرار و حکمتیں لکھی ہیں (۲) (جس کا یہاں موقع نہیں) اور یہ کہنا کہ یہ مشکل و محال ہے اس لئے ہم تسلیم نہیں کرتے یہ بات غلط ہے جیسے کہ علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ثُمَّ اِنَّ جَمِيعَ مَاوَرَدَ مِنْ شَقِّ الصَّدْرِ اِسْتِخْرَاجُ الْقَلْبِ وَغَيْرَ ذَالِكَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْخَارِقَةِ لِلْعَادَةِ مِمَّا يَجِبُ التَّسْلِيْمُ لَهٗ دُوْنَ

(۱) عقائد الاسلام: ۲/ ۷۲

(۲) سيرة المصطفىٰ: ۱/ ۷٤

التَّعَرُّضِ لِصَرْفِهِ عَنْ حَقِيقَتِهِ إِسْلَامِيَّة." (۱)

ترجمہ: "جو کچھ بھی مروی ہے شق صدر اور قلب مبارک کا نکالنا اور اس قسم کے خلاف عادت خبر کا تسلیم کرنا واجب اور لازم ہے جس طرح منقول ہے۔"

اس کو اسی حقیقت پر محمول کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز بھی محال نہیں ہے۔ اسی طرح علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اَلْقُدْرَةُ فَلَا يَسْتَحِيلُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ هٰكَذَا قَالَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي الْمُفْهِمِ وَالطِّيْبِي وَالتُّوْرِبِشْتِيُّ وَالْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ وَالسُّيُوْطِي وَغَيْرُهُ وَيُؤَيِّدُ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحِ اَنَّهُمْ كَانُوا يَرَوْنَ اَثَرَ الْمَخِيْطِ فِي صَدْرِهِ قَالَ السُّيُوْطِيّ وَمَا وَقَعَ مِنْ بَعْضِ جَهَلَة الْعَصْرِ مِنْ إِنْكَارِ ذٰلِكَ وَحَمْلِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَعْنَوِيّ فَهُوَ جَهْلٌ صَرِيْحٌ وَخَطَاءٌ قَبِيحٌ نَشَأَ مِنْ خِذْلَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعُكُوْفِهِمْ عَلَى الْعُلُوْمِ الْفَلْسَفِيَّةِ وَبُعْدِهِمْ عَنْ وَقَائِقِ السُّنَّةِ عَافَانَا اللّٰهُ مِنْ ذَنْبٍ" (۲)

ترجمہ: "امام قرطبی، طیبی، تور پشتی، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ تعالیٰ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ علماء محققین فرماتے ہیں کہ شق صدر والی بات اپنی جگہ حقیقت پر محمول ہے، اور حدیث صحیح سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام سلائی کا نشان آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے، علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض ہمارے زمانے کے جہلاء شق صدر کا انکار کرتے ہیں اور اس کو امر معنوی قرار دیتے ہیں

---

(۱) مواھب و شرح مواھب

(۲) زرقاني شرح مواهب: ٦/٢٤

یہ صریح جہالت اور سخت غلطی پر ہیں جو اللہ جل شانہ کی عدم توفیق اور علوم فلسفیہ میں مشغولیت اور علوم سنت سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین)

اٹھارہواں عقیدہ

معراج کا انکار کرنا۔

جواب: معراج کا مطلب یہ ہے کہ ایک رات آپ ﷺ کو زمین سے آسمان تک اور وہاں سے جنت و جہنم کی سیر کروائی گئی۔ مشہور واقعہ ہے اور اس میں آپ ﷺ کی امت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی۔ علماء کے نزدیک مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسراء کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں۔ کبھی پورے ہی واقعہ کو معراج کا واقعہ کہہ دیتے ہیں۔

قرآن واحادیث سے یہ واقعہ ثابت ہے اس لئے اس کا انکار کرنا ایک مسلمان کے لئے ممکن نہیں ہے، جیسے قرآن میں آتا ہے:

﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا ٱلَّذِى بَٰرَكْنَا حَوْلَهُۥ﴾ (۱)

ترجمہ: ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (آپ ﷺ) کو ایک رات میں مسجد حرام مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کروائی ہے جس کے اوپر برکت ہے۔“

احادیث بھی اس واقعہ کے بارے میں بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں، مثلاً:

❶ ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ.“ (۲)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ معراج

(۱) سورۃ اسراء: آیت ۱

(۲) بخاري شريف: ۶۸۶/۲

میں جو واقعات آپ ﷺ نے دیکھے وہ سب اسی آنکھ سے دیکھے ہیں۔“

❷ ”عَنْ أَبِي بَكْرٍ مِنْ رِوَايَةِ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ طَلَبْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه الْبَارِحَةَ فِيْ مَكَانِكَ فَلَمْ اَجِدْكَ فَاَجَابَهُ اَنَّ جِبْرِيْلَ حَمَلَهُ اِلَي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰي.“[1]

ترجمہ: ”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ کو کل رات (معراج کی رات) آپ کے مکان میں تلاش کیا آپ کو وہاں نہیں پایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی طرف اٹھا کر لے گئے تھے۔“

بقول شاعر:

مکان ولامکاں سے اس کی منزل اور آگے ہے
نہ ہو حیراں ابھی معراج انساں دیکھنے والے

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ معراج کے منکرین کے بارے میں شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

”فِيْ كِتَابِ الْخُلَاصَةِ مَنْ اَنْكَرَ الْمِعْرَاجَ يُنْظَرُ اَنْ اَنْكَرَ الإِسْرَاء مِنْ مَكَّةَ اِلٰي بَيْتَ الْمَقْدَسِ فَهُوَ كَافِرٌ وَلَوْ اَنْكَرَ الْمِعْرَاجَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ لَا يُكَفَّرُ وَذَالِكَ لِاَنَّ الْاِسْرَاء مِنَ الْحَرَمِ إِلَي الْحَرَمِ ثَابِتٌ بِالْآيَةِ وَهِيَ قَطْعِيَّةُ الدَّلَالَةِ وَالْمِعْرَاجُ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ اِلَي السَّمَاءِ ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ وَهِيَ ظَنِيَّةُ الرِّوَايَةِ وَالدِّرَايَةِ.“[2]

ترجمہ: ”کتاب خلاصہ میں ہے کہ جس نے معراج کا انکار کیا تو دیکھا جائے گا اگر مکہ سے بیت المقدس تک کے اسراء کا انکار کیا تو کافر

(۱) شفاء للقاضي عياض: ۱/۱۵۳

(۲) شرح فقه اکبر: ص ۱۳۵

ہو جائے گا اور اگر بیت المقدس سے آگے کا انکار کیا تو کافر نہیں ہو گا، کیونکہ مکہ سے بیت المقدس تک کا (اسراء) یہ تو آیت قرآنیہ سے ثابت ہے جو قطعی الدلالت ہے اور معراج بیت المقدس سے آسمان تک یہ سنت سے ثابت ہے جو ظنی الدلالت ہے۔"

اسی طرح عقائد الاسلام میں لکھا ہوا ہے کہ معراج کے معجزہ پر ایمان لانا فرض ہے اس کا انکار کفر ہے اس میں تاویل کرنا گمراہی ہے۔[1]

نوٹ: معراج کے بارے میں پوری تحقیق "کتاب ضوء السراج في تحقیق المعراج." مصنف مولانا محمد سرفراز خان صفدر شیخ الحدیث گوجرانوالہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

انیسواں عقیدہ

حضرت مہدی کا انکار کرنا۔

جواب: جب کہ حضرت مہدی کی آمد قریب قیامت ہوگی یہ بات اہل سنت والجماعت کے نزدیک احادیث متواترہ سے ثابت ہے، مثلاً:

❶ "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِي مِنْ عِنْدَنِيْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ."[2]

ترجمہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو انہوں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میرے خاندان سے ہوں گے یعنی اولاد فاطمہ سے۔"

❷ "وَعَنْ عَلِيّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمّي بِاِسْمِ نَبِيّكُمْ يَشْبَهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلَا يَشْبَهُهُ فِي الْخَلْقِ يَمْلأُ الْاَرْضَ عَدْلاً."[3]

---

(۱) عقائد الاسلام: ۲/ ۷۲

(۲) ابوداؤد: ۲/ ۲٤۰، ابن ماجه وکذا في مشکوٰة: ص ٤۷۰

(۳) ابوداؤد: ص ۲٤۱، وکذا في مشکوٰة: ص ٤۷۱

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بیٹے حسن کی نسب سے ایک شخص نکلے گا اس کا نام تمہارے نبی کے نام کی طرح ہوگا اخلاق میں بھی نبی ﷺ کے اخلاق سے مشابہ ہوگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔“

۳ ”عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَمْلِكُ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهٗ إِسْمِي وَ اسْمُ أَبِيْهِ اِسْمَ أَبِي هٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے راویت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے خاندان میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہوگا اس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا۔“

حضرت مہدی کے انکار کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ انکار کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور حضرت مہدی کی آمد پر اجماع امت بھی ہے۔ (۲)

ان کی آمد پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔

بیسواں عقیدہ

کہ انسان بھی نبی کے برابر ہوسکتا ہے اور محنت سے یہ مرتبہ حاصل کرسکتا ہے۔

جواب: یہ عقیدہ رکھنا بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ نبوت ایک وہبی منصب ہے جس کو اللہ چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے اس میں کسی کی ریاضت اور محنت کا دخل نہیں ہے اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے۔

۱ ﴿رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ

---

(۱) العقائد: ۲/۲۳۱، وترمذي: ۲/۴۶ وكذا في مشكوٰة: ۴۷۰

(۲) مزید وضاحت کے لئے دیکھیں: شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/۶۷، اسی طرح شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مہدی منتظر کی علامت لکھی ہے۔ من شاء فليراجع اليه.

يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ.﴾ (۱)

ترجمہ: ”(اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ کہاں رکھے اپنی پیغمبری کو)، وہ بلند مرتبوں والا اور عرش کا مالک ہے ڈالتا ہے روح اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے تا کہ وہ ڈرادے ملاقات کے دن (قیامت) سے۔“

❷ ﴿يُنَزِّلُ الْمَلَٰئِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۝٢﴾ (۲)

ترجمہ: ”اتارتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو وحی دے کر اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے کہ ڈراؤ اس بات سے کہ کوئی معبود نہیں سوائے میرے مجھ ہی سے ڈرو۔“

❸ ﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝١٠٥﴾ (۳)

ترجمہ: ”نہیں چاہتے کافر اہل کتاب اور مشرکین کہ نازل کی جائے تم پر کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح نوع انسان کی انسانیت اور نوع ملائکہ کی ملکیت اکتسابی نہیں کہ مجاہدات ریاضات سے مل جائے تو اسی طرح

(۱) سورۃ انعام: آیت ۱۲۵

(۲) سورۃ نحل: آیت ۲

(۳) سورۃ بقرہ: آیت ۱۰۵

انبیاء ومرسلین کی نبوت ورسالت بھی مکتسب نہیں ہے۔[۱]

اسی بات پر تمام امت کا اتفاق واجماع ہے، اور یہ بات کہنا کہ کسی بھی نبی نے (معاذ اللہ) توحید کی تعلیم مکمل نہیں کی سب انبیاء کی تعلیم ناقص ہی رہی، یہ عقیدہ بھی قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا بالاتفاق کافر ہے۔

اکیسواں عقیدہ

میت کو ایصال ثواب نہیں پہنچتا۔

جواب: یہ بات بھی اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ قرآن واحادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ انسان اپنی نیکی کا ثواب مرنے والے کو بخش سکتا ہے اس پر اہل سنت سنت والجماعت کا اتفاق ہے جیسے متعدد روایات میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے آپ ﷺ کے مشورہ سے اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے کنواں کھودوایا تھا۔[۲]

اسی طرح آپ نے ایک عورت کو ان کے والد کی طرف سے حج کرنے کی اجازت دی۔[۳]

قرآن میں بھی آتا ہے:

❶ ﴿وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾﴾[۴]

ترجمہ: ”اور کہہ دیجئے میرے رب تو میرے ماں باپ پر اسی طرح رحم فرما، جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔“

❷ ﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

---

(۱) معارج القدوس
(۲) مشکوٰۃ
(۳) مشکوٰۃ
(۴) سورۃ ابني اسرائیل: آیت ۲٤

وَيُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟﴾ [۱]

ترجمہ: ”جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو ان کے اردگرد ہیں تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں اپنے رب کی اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مؤمنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔“

اس سلسلہ میں علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

”فَهٰذِهِ الْاٰثَارُ وَمَا قَبْلَهَا وَمَا فِي السُّنَّةِ اَيْضاً مِنْ نَحْوِهَا عَنْ كَثْرَةٍ قَدْ تَرَكْنَاه الحَالَ الطُّوْلِ يَبْلُغُ الْقَدْرَ الْمُشْتَرِكَ بين الْكُلِّ وَهُوَ اَنَّ مَنْ جَعَلَ شَيْئًا مِنَ الصَّالِحَاتِ نَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ وذا مَافِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰي مِنَ الْاَمْرِ بِالدُّعَاءِ لِلْوَالِدَيْنِ فِيْ قَوْلِه تعَالٰي ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ وَمِنَ الْاَخْبَارِ بِاسْتِغْفَارِ الْمَلَائِكَةِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْن آمنوا .... الآيَة قَطْعِيٌّ فِيْ حُصُوْلِ الإِنْتِفَاعِ بِعَمَلِ الْغَيْرِ.“ [۲]

ترجمہ: ”غرض یہ احادیث اور جو اس سے پہلے مذکور ہو چکیں، نیز اسی قسم کی اور روایات جو سنت میں اور بہت سے حضرات سے مروی ہیں، جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑدیا ہے۔ ان سب کا قدر مشترک یہ نکلتا ہے کہ ایصال ثواب سے اللہ تعالیٰ میت کو فائدہ پہنچاتا ہے، تواتر کی حد تک یہ بات پہنچ چکی ہے۔ اور اسی طرح کتاب اللہ میں جو والدین کے حق میں دعا کا حکم وارد ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرًا﴾ کہ میرے رب تو

(۱) سورۃ المؤمن: آیت ۷

(۲) فتح القدير شرح هدايه: ۳۰۹/۲

میرے ماں باپ پر اسی طرح رحم فرما، جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی، اور اسی طرح قرآن میں جو یہ بتلایا گیا ہے کہ فرشتے مؤمنین کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،
﴿ والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ﴾ کہ فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کرتے ہیں اور اس پر یقین کرتے ہیں اور دعائے مغفرت کرتے ہیں ایمان والوں کے لئے یہ سب اس بات پر قطعی ثبوت پیش کرتی ہیں کہ دوسرے کے عمل سے فائدہ ہوتا ہے۔"

فرقہ نیچریہ کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

جب فرقہ نیچریہ عروج پر تھا تو مولانا علی بخش خان نے مکہ معظّمہ جا کر سر سیّد کے مذہبی عقائد کے خلاف وہاں سے مذاہب اربعہ کے مفتیوں سے فتویٰ حاصل کیا ان چاروں مذاہب کے مفتیوں کا اس بات پر اتفاق پایا گیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

”کہ یہ شخص ضال اور مضل ہے بلکہ وہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے کہ مسلمانوں کے اغواء کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنے سے بھی بڑھ کر ہے واجب ہے اولو الامر پر اس شخص سے انتقام لینا ضرب اور قید سے اس کی تادیب کرنا چاہئے۔“

اور پھر مولوی علی بخش خان نے مدینہ منورہ کے مفتی اعظم سے فتویٰ حاصل کیا اس میں انہوں نے یہ تحریر فرمایا:

”جو کچھ در مختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شروع سے کفر کی جانب مائل ہو گیا ہے یا زندیق ہے کوئی دین نہیں رکھتا اور اہل مذہب حنفی کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ، گرفتاری کے بعد بھی قبول نہیں ہوتی، پس اگر اس شخص نے گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی اور گمراہیوں سے رجوع کرلیا اور اس میں توبہ کی علامتیں ظاہر ہوگئیں تو قتل نہ کیا جائے ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔“[1]

تجانب اہل السنۃ میں ہے کہ ”جو شخص پیر نیچر (سر سیّد) کے کفریات قطعیہ یقینیہ میں کسی ایک ہی کفر پر مطلع ہونے کے بعد اس کا کافر مرتد ہونے میں شک رکھے، یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے تو وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً

(۱) منصب روز لیل و نہار لاہور فتاویٰ نمبر ۱۹، اپریل: ۱۹۷۰ء

یقینا کافر و مرتد ہے اور اگر بے توبہ مرا تو مستحق عذاب ابدی ہے۔[1]

بریلوی مکتبہ فکر کے مشہور عالم حشمت علی نے بھی سر سیّد کے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔[2]

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بعض کے کفر اور بعض کے گمراہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔[3]

(۱) تجانب اھل السنہ: ۸۶

(۲) لیل و نہار، ۱۹، اپریل ۱۹۷۰ء

(۳) امداد الفتاویٰ میں بہت تفصیل سے اس فرقے کے عقائد اور اس کے خلاف فتویٰ لکھا گیا ہے۔ ۶/۱۶۶ تا ۱۸۵

فرقہ نیچریہ کی مزید تحقیق کے لئے کتابیں

فرقہ نیچریہ کی مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا۔

❶ امداد الفتاویٰ ۶/ ۱۶۶تا ۱۸۵ .... مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❷ عقائد الاسلام......... مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

❸ تفسیر حقانی، خصوصاً مقدمہ......... مولانا عبد الحق حقانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

❹ انگریز کے باغی مسلمان......... جناب جانباز مرزا صاحب

❺ اصلاح الخیالی......... مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❻ اسلامی تہذیب و تمدن (باب دوم) .... قاری طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

❼ نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۰تا ۳۸ .... مولانا عبد الحیّٰ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❽ علوم القرآن، ص، ۵۴ .... مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ

❾ مشکلات قرآن (بحث سر سیّد) ....علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ

سر سیّد کا یہ کہنا کہ حضرت مریم کا نکاح یوسف نجار نامی سے ہوا جس کے نتیجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہے کیونکہ حضرت مریم سے یوسف نامی شخص کا کوئی نکاح نہیں ہوا۔

انسائیکلوپیڈیا آف بائبل میں ہے کہ حضرت مریم پر بہتان پینتھر اتالی نامی آدمی نے لگایا تھا یہ بات بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

اور جو قرآن کی آیات پر غور کرے گا اس کو یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو جائے گی کہ حضرت مریم کے یہاں حضرت عیسیٰ کی پیدائش اللہ کی نشانیوں میں سے تھی قرآن کا صاف اعلان ہے:

﴿اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾

فرقہ غیر مقلدین

فرقہ غیر مقلدین کا پس منظر

جب ہندوستان میں انگریز آیا اور ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی نے حکومت برطانیہ کی چولیں ہلادیں، تو انگریز نے ایک پالیسی بنائی کہ مسلمانوں میں انتشار پیدا کراؤ اور جب یہ آپس میں لڑیں گے تو ہمارے لئے حکومت کرنا آسان ہو جائے گی۔ اس لئے اس نے مذہب کے نام پر مسلمانوں میں کئی فرقے بنوائے۔ ان میں سے ایک یہ غیر مقلدین کا فرقہ بھی تھا۔

ابتدا میں یہ فرقہ اپنے آپ کو محمدی کہلاتا تھا۔ [۱] مگر مخالفین ان کو وہابی اور غیر مقلدین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ انگریز کے نزدیک وہابی مجاہد، بہادر اور جو بھی سر اٹھاتے اس کو کہتے تھے۔ تو اس فرقہ کے بڑے محسن مولانا محمد حسین بٹالوی نے حکومت برطانیہ سے کوشش کر کے اپنا نام اہل حدیث موسوم کروایا۔ [۲]

چنانچہ سرچارلس ایچی سن کا جو اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے ان سے مولانا محمد حسین بٹالوی کے اچھے تعلقات تھے اس کی کوشش سے یہ نام اپنے اس فرقہ کا رکھوایا تاکہ انگریز وہابی کے نام سے ان کو اپنا مخالف نہ سمجھے۔

اور پھر یہ فرقہ پوری طرح انگریز کی وفاداری میں استعمال ہوا اور پھر یہی مولانا محمد حسین بٹالوی نے جہاد کے منسوخ ہونے پر ایک رسالہ "الاقتصاد في مسائل الجهاد" ۱۲۹۲ھ میں لکھا۔ اس رسالہ کے لکھنے پر سرکار انگریز نے ان کو جاگیر دی اور انعام سے نوازا۔ [۳]

---

(۱) حاشیہ نظام الاسلام

(۲) سیرت ثنائی: ص ۳۷٦

(۳) پہلی اسلامی تحریک: ص ۲۹، وسیرت ثنائی: ص ۳۷۲

اسی طرح جب میاں نذیر حسین بانی غیر مقلد حج کے لئے جانے لگے تو پہلے کمشنر دہلی گئے وہاں سے ایک پرچہ لکھوایا جس میں یہ لکھا گیا کہ مولوی نذیر حسین دہلی کے بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو جاتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی مدد وہ چاہیں تو وہ ان کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور پر اس مدد کے مستحق ہیں۔[1]

اسی طرح جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ پر غیر مقلدوں نے ایک بہت بڑا ایسا ادارہ بنایا جس پر یہ لکھوایا: "دل سے ہے یہ دعا اہلحدیث جشن جوبلی مبارک ہو۔"[2]

اسی طرح انگریز نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کئے اور دوسروں پر پابندی لگائی مگر اہل حدیث کے اس زمانے میں ۲۸، رسالے شائع ہوتے تھے، جن میں دو روز نامے، ۸ ہفتہ وار اور ایک پندرہ روزہ اور ۱۷، ماہنامے تھے۔[3]

بہر حال اس فرقہ نے انگریز کے زیر نگرانی پرورش پائی اور امت مسلمہ میں دینی آزادی افتراق وانتشار اور فتنہ انگیزی کا ذریعہ بنا۔

یہ فرقہ وجود میں کب آیا؟

الکلام المفید میں تقریظ مولانا عبد الدیان صاحب کے بقول بانی عبد الحق بنارسی تھا اور بنیاد ۱۲۴۶ھ میں پڑی۔

اس فرقہ کے وجود میں آئے ہوئے ابھی تک ڈیڑھ سو (۱۵۰) سال سے زیادہ نہیں گزرا ہے، تقریباً ۱۸۸۸ء کے قریب قریب میں یہ وجود میں آیا ہے۔

(۱) الحیاۃ بعد المماۃ: ص ۱۶۲

(۲) اشاعۃ السنۃ: ۲۰۶/۹ شمارہ: ۷

(۳) اہل حدیث کے بارے میں ایک ضروری وضاحت کی درخواست

فرقہ غیر مقلد کے بانی میاں نذیر حسین دہلوی کے حالات

پیدائش: یہ سن ۱۲۲۰ھ صوبہ بہار کے ضلع مونگر کے ایک گاؤں سورج گڑھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم پٹنہ میں حاصل کی پھر دہلی آگئے، یہاں پر حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں حاضری دینے کی کوشش کی، مگر باقاعدہ داخلہ نہیں ملا اس لئے کبھی کبھار درس میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔

اساتذہ: شاہ اسحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں کبھی کبھار شریک ہو جاتے تھے، اور دوسرے استاد ان کے خسر مولانا عبد الخالق (متوفی ۱۲۶۱ھ) تھے یہ دونوں ہی استاد میاں نذیر حسین سے ناراض تھے۔ ایک دن شاہ اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس لڑکے سے وہابیت کی جھلک آتی ہے بڑا تیز لڑکا ہے۔ (۱)

دوسرے استاد مولانا عبد الخالق تھے ان سے سخت ناراض رہتے تھے۔ آہستہ آہستہ شیعیت کی طرف مائل ہونے لگے، جیسے حاشیہ کشف الحجاب میں لکھا ہے کہ "مولوی نذیر حسین دہلوی سیّد محمد مجتہد شیعہ سے بذریعہ خطوط امام ابو حنیفہ پر طعن کے مضمون کو طلب کئے، پھر نیت آپ کی کہ بالکل طرف مطاعن (طعن کرنا) ائمہ، فقہاء اور تجہیلات صحابہ کے معروف ہے اور مطاعن صحابہ وفقہاء کو عباد اور زہاد قرار دے کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کو عبادت عظمیٰ قرار دے دیا ہے مولوی نذیر حسین کے شیعہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ (۲)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میاں نذیر حسین کی شہرت سن کر میری بھی آرزو ہونے لگی کہ میں دورۂ حدیث ان سے پڑھوں، میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میاں نذیر حسین صاحب چھاچھ

---

(۱) تحفۃ العرب والعجم: ص ۶

(۲) حاشیہ کشف الحجاب: ص ۸

تقسیم کر رہے ہیں۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ اسلام کی مثال تو احادیث میں دودھ کی آئی ہے کہ ان کے پاس دودھ نہیں ہے بلکہ صرف چھاچھ ہے تو ان کا علم بھی حقیقت سے خالی ہے۔

اسی طرح تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ مولانا عبد المجید مراروی فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی نذیر حسین سے حدیث شریف شروع کی، تو اکثر خواب میں خنزیر کے بچے نظر آتے تھے۔ پھر مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے مشورہ کیا انہوں نے فرمایا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی سے حدیث پڑھو جب پڑھنا شروع کیا تو دل میں بشاشت حاصل ہوئی اور اس قسم کے خواب آنا ختم ہو گئے۔ (۱)

انگریز حکومت سے خاص روابط تھے۔ اس لئے حکومت برطانیہ نے انہیں ۱۸۹۷ء میں شمس العلماء کا خطاب بھی دیا تھا۔

وفات: سو سال کی عمر پانے کے بعد ۱۳۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

نوٹ: اس فرقہ غیر مقلدیت کی مزید تقویت، نواب صدیق خان، محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ نے خوب کی ہے۔

(۱) تذکرۃ الرشید: ۲/ ۳۲۰

فرقہ غیر مقلدین کے عقائد و نظریات

❶ تقلید کا انکار

❷ اجماع امت کا انکار

مزید چند بنیادی مسائل میں اختلاف

❸ بیس رکعات تراویح کا انکار

❹ ایک مجلس کی تین طلاقیں واقع ہونے سے انکار

❺ امام کے پیچھے قرأت کرنا

❻ نماز میں ناف پر ہاتھ نہ باندھنا بلکہ سینہ پر باندھنا چاہیے

❼ نماز میں رفع یدین کرنا

❽ زور سے آمین کہنا

❾ قربانی کے تین ایام

❿ موزے پر مسح کرنا

فرقہ غیر مقلدین کے عقائد و نظریات اور قرآن و حدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

تقلید کا انکار

اس سلسلہ میں غیر مقلد عالم مولانا ابو محمد عبد الجبار لکھتے ہیں:

"مگر افسوس ہے کہ فرقہ مقلدین احناف پر، کہ وہ بوجہ تقلید شخصی کے جو ایک بدعت نو ایجاد ہے جس کی وجہ سے آدمی جہالت میں رہتا ہے۔"(۱)

اسی طرح مشہور عالم دین مولانا ابو شکور عبد القادر حصاروی لکھتے ہیں:

"خواص تو جانتے ہیں میں عوام کی خاطر کچھ عرض کرتا ہوں کہ مقلدین دس وجہوں سے گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں جن سے مناکحت (شادی) جائز نہیں ہے۔ وجہ اول یہ کہ موجودہ حنفیوں میں تقلید شخصی پائی جاتی ہے جو سراسر حرام اور ناجائز ہے۔"(۲)

ایک دوسری جگہ پر لکھتے ہیں کہ

"سچا فرقہ اور ناجیہ اہل حدیث ہے باقی سب فی النار والسقر ہیں لہٰذا مناکحت فرقہ ناجیہ کی آپس میں ہونی چاہئے، اہل بدعت سے نہ ہوتا کہ مخالفت لازم نہ آئے۔ بلکہ ایک جگہ تو تقلید کو شرک بھی کہا گیا ہے۔"(۳)

جواب: اس کے خلاف جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ تقلید ضروری ہے۔ اس کے بغیر

---

(۱) نتائج تقلید

(۲) سیاحۃ الجنان بمناکحۃ اہل الایمان: ص ۵

(۳) سیاحۃ الجنان بمناکحۃ اہل الایمان: ص ۲۳

آدمی راہ راست پر نہیں چل سکتا۔ کیونکہ بہت سے مسائل قرآن واحادیث میں واضح طور سے موجود نہیں ہے تو اس صورت میں آدمی کا اپنی عقل اور اپنے علم پر اعتماد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی عالم مجتہد کی بات پر اعتماد کرے۔ اسی اعتماد کا نام تقلید ہے۔

تقلید کی تعریف

"العمل بقول امام مجتهد من غير مطالبة دليل."

ترجمہ: "کسی مجتہد کے قول پر عمل کرنا بغیر مطالبہ دلیل کے۔"

تقلید کی دو قسمیں ہیں

(۱) تقلید مطلقاً (۲) تقلید شخصی۔

تقلید مطلقاً: اس کو کہتے ہیں کہ ایک متعین مذہب کے تمام مسائل میں پابندی نہ کرنا بلکہ کوئی مسئلہ کسی مجتہد کا لینا اور کوئی مسئلہ کسی دوسرے مجتہد کا لینا۔

تقلید شخصی: ایک معین مذہب کی تقلید کرنا جس کی نسبت کسی ایک امام کی طرف ہو۔ جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل وغیرہ۔

تقلید کا ثبوت قرآن مجید سے

❶ ﴿فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے دریافت کر لیا کرو۔"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَاسْتُدِلّ بِهَا عَلَي وُجُوْبِ الْمُرَاجِعَةِ لِلْعُلَمَاءِ فِيمَا لاَ نَعْلَمُ" (۲)

ترجمہ: "اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ جس بات کا علم نہ ہو اس

---

(۱) سورۃ نحل: آیت ۴۳

(۲) روح المعاني: ۱۴۸/۴

میں علماء کی جانب رجوع کرنا واجب ہے۔"

یہی بات علامہ ابن البر فرماتے ہیں کہ علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عوام کے لئے اپنے امام کی تقلید واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول: فاسئلوا اہل الذکر الآیۃ سے یہی مراد ہے۔[1]

۲ ﴿ وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ ٱلْأَمْنِ أَوِ ٱلْخَوْفِ أَذَاعُوا۟ بِهِۦ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ ۗ ﴾[2]

ترجمہ: "جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے تو اسے مشہور کردیتے ہیں، اگر پیغمبر خدا اور اپنے میں سے اُولی الامر کے پاس لے جاتے تو ان میں جو اہل استنباط (یعنی مجتہدین) ہیں اسے اچھی طرح جان لیتے۔"

۳ ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ ﴾[3]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور رسول اور اپنے میں سے اُولی الامر کی اطاعت کرو۔"

اولی الامر: سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک علماء مجتہدین ہیں یہی بات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر مفسرین سے منقول ہے:

---

(۱) جامع بیان العلم وفضلہ: ۲/۹۸۹
(۲) سورۃ نساء: آیت ۸۳
(۳) سورۃ نساء: آیت ۵۹

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فان العلماء هم المستنبطون المطرحون للاحكام." [1]

ترجمہ: "بے شک علماء سے مراد وہ حضرات ہیں جو احکام کا استنباط اور انہیں اخذ کرتے ہیں (یعنی علماء مجتہدین)۔"

۴ ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾﴾ [2]

ترجمہ: "ہر فرقہ میں سے ایک طائفہ کیوں نہیں کہ دین کی سمجھ پیدا کریں، اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف لوٹے شاید کہ یہ ڈریں"

۵ ﴿...... وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ......﴾ [3]

ترجمہ: "جو لوگ میری طرف انابت اور رجوع کرتے ہیں ان کے راستہ کی اتباع کر۔"

وَاتَّبِعْ: کا صیغہ امر کا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف انابت اور رجوع کرتے ہیں تو ان کی اتباع واجب ہے۔

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

"واتبع سبيل من اناب اليّ بالتوحيد والاخلاص بالطاعة وحاصله اتبع سبيل المخلصين." [4]

ترجمہ: "یعنی جو لوگ توحید اور اخلاص کے ساتھ اطاعت پر گامزن ہیں تو ایسے مخلصین کے راستے کی تو اتباع کر۔"

---

(۱) روح المعاني

(۲) سورۃ توبہ: آیت ۱۲۲

(۳) سورۃ لقمان: آیت ۱۵

(۴) روح المعاني: ۷۸/۲۱

تقلید کا ثبوت احادیث سے

تقلید کا حکم متعدد احادیث سے ملتا ہے ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں:

❶ ''عَنْ اَبِيْ حُذَيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ.''[1]

ترجمہ: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ان دونوں کی اقتداء کرو یعنی ابوبکر اور عمر کی۔''

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

❷ ''اَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا اَوْ اَمِيْرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ اِبْنَتَهُ وَاُخْتَهُ فَاَعْطَي الْاِبْنَةَ النِّصْفَ وَالْاُخْتَ النِّصْفَ.''[2]

ترجمہ: ''حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس یمن میں معلم یا امیر ہو کر آئے تو ہم نے ان سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی وفات ہو چکی ہے اور اس کی ایک لڑکی اور ایک بہن موجود ہے اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میت کا ترکہ نصف لڑکی کو اور نصف اس کی بہن کو دیا۔''

❸ ''فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.''[3]

---

(۱) ترمذي: ۲/۲۰۷، مستدرك: ۳/۷۵، وابن ماجه: ص ۸۰

(۲) بخاري: ۲/۹۹۷

(۳) مسند احمد: ٤/٢٧، ترمذي: ٢/٩٢، ابوداؤد: ٢/١٧٦، مسند دارمي: ص ٢٦، مستدرك =

ترجمہ: "میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو جو ہدایت یافتہ ہیں مضبوط پکڑو اور میری اور ان کی سنت کو اپنی ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو اور دین میں نئی نئی باتوں سے احتراز کرو کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

تقلید کا ثبوت اسلاف کے اقوال سے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"يَجِبُ عَلَي الْعَامِي وَغَيْرِهِ مِمَّنْ لَمْ يَبْلُغْ مَرْتَبَةَ الإِجْتِهَادِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ مِنْ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِيْنَ." (۱)

ترجمہ: "عام لوگ اور وہ حضرات جو اجتہاد کے درجے کو نہ پہنچیں، ان پر مذاہب مجتہدین میں سے کسی ایک معین (امام کی) تقلید واجب ہے۔"

حضرت بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَعَلَيْهِ الْبِنَاء ابْنُ الصَّلَاحِ مَنَعَ التَّقْلِيْدَ غَيْرَ الأَئِمَّةِ الأَرْبَعَةِ." (۲)

ترجمہ: "اسی بناء پر ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ اربعہ کے سوا دوسروں کی تقلید سے ممانعت فرمائی ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اِنَّ عَقِيْدَةَ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ الْمُدَوَّنَةِ الْمُحَرَّرَةِ قَدْ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ وَمَنْ يُعْتَدَّ بِهِ مِنْهَا عَلَي جَوَازِ تَقْلِيْدِ هَا اِلَي يَوْمِنَا هٰذَا وَفِي ذَالِكَ مِنَ الْمَصَالِحِ مَالَا يَخْفَيٰ لَا سِيَّمَا فِي هٰذِهِ الْاَيَّامِ الَّتِي قَصُرَتْ فِيْهَا الهمم جدًا وَاُشْرِبَتِ النُّفُوْسُ الْهَوَيٰ وَاُعْجَبَ

للحاکم: ۱/۹۵

(۱) شرح جمع الجوامع بحوالہ خیر التنقید: ص ۱۷۵

(۲) فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت: ص ۲۶۹

كُلِّ ذِيْ رَأيٍ بِرَايِهٖ.“ [۱]

ترجمہ: ”اس میں کوئی شک نہیں کہ ان چاروں مذاہب کی اب تک تقلید کے جائز ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے جن کی بات کا اعتماد کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ یہ مدون ہو کر تحریری صورت میں موجود ہیں اور اس میں جو مصلحتیں ہیں وہ بھی مخفی نہیں، خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ ہمتیں بہت ہی زیادہ پست ہو چکی ہیں اور ہر صاحب رائے اپنی ہی رائے پر نازاں ہے۔“

تقلید شخصی کا ثبوت

جس طرح صحابہ تابعین کے زمانے میں مطلقاً تقلید کا ثبوت ملتا ہے کہ فقہاء صحابہ سے مسائل کو دریافت کیا کرتے تھے، اسی طرح اس کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ کسی ایک کی تقلید کی جاتی تھی، جس کو تقلید شخصی کہتے ہیں۔

❶ ”اِنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَاَلُوْا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا عَنْ اِمْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوْا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ.“ [۲]

ترجمہ: ”اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک دفعہ اس عورت کے بارے میں سوال کیا جس نے طواف کیا پھر وہ حائضہ ہوگئی، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ چلی جائے گی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے قول پر عمل نہیں کرتے، اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو قبول کرتے ہیں۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے صحابی کا فتویٰ قبول نہیں کیا اور زید

(۱) حجة الله البالغة: ۱/ ۱۵۴

(۲) بخاري: ۱/ ۲۳۷

بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو قبول کیا نیز اس سے معلوم ہوا کہ اہل مدینہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

❷ کچھ لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ معلوم کیا انہوں نے جواب تو دیدیا اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پوچھ لینا جب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کے فتویٰ کے خلاف فتویٰ دیا اس پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"لَا تَسْئَلُوْنِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيكُمْ." (۱)

ترجمہ: "کہ جب تک یہ بڑے عالم تم میں موجود ہیں مجھ سے مسئلہ مت پوچھو۔"

ائمہ اربعہ کی ہی تقلید کی وجہ

جب مذاہب اربعہ یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی اور ان کی کتابیں اور مذاہب مرتب ہو گئے اور ان کے مذاہب اطراف عالم میں پھیل گئے تو اب تمام ہی کا رجوع ان مذاہب کی طرف ہو گیا۔

❶ جیسے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لَمَّا انْدَرَسَتِ الْمَذَاهِبُ الْحَقَّةُ اِلَّا هٰذِه كَانَ اتِّبَاعُهَا اِتِّبَاعًا لِلسَّوَادِ الْاَعْظَمِ." (۲)

ترجمہ: "جب ان چاروں کے علاوہ دوسرے مذاہب ناپید ہو گئے تو اب ان کی ہی اتباع سواد اعظم کی اتباع ہے۔"

❷ ایک دوسری جگہ پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فَالْمَذْهَبُ لِلْمُجْتَهِدِيْنَ سِرًّا اَلْهَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰي الْعُلَمَاءَ وَجَمَعَهُمْ

---

(۱) صحيح بخاري: ۲۹۷/۲، ابوداؤد، وترمذي

(۲) عقد الجيد: ص ۳۳

عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ يَشْعُرُوْنَ اَوْ لَا يَشْعُرُوْنَ." [۱]

ترجمہ: "ائمہ اربعہ کے مذاہب کو اختیار کرنا ایک راز ہے جو اللہ نے اس امت کے علماء کے دلوں میں ڈال کر ان پر جمع فرمادیا خواہ وہ اس کے راز کو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔"

❸ شیخ احمد المعروف بہ ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلٰي اَنَّ الْإِتِّبَاعَ اِنَّمَا يَجُوْزُ لِلْاَرْبَعَةِ وَكَذَا لَا يَجُوْزُ الْإِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَّهُمْ" [۲]

ترجمہ: "اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ اتباع ائمہ اربعہ ہی کی جائز ہے اور ان حضرات کے بعد میں پیدا ہونے والے ان کے مسلک کے مخالف مجتہد کی تقلید درست نہیں۔"

گویا کہ ان چاروں ائمہ پر اجماع ہو گیا ہے۔

❹ علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَنْ خَالَفَ الائمۃِ الْاَرْبَعَةَ فَهُوَ مُخَالِفٌ لِلْإِجْمَاعِ." [۳]

ترجمہ: "کسی شخص کا کوئی فیصلہ ائمہ اربعہ کے خلاف ہو تو وہ اجماع کے خلاف ہے۔"

❺ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فَإِنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَدِ افْتَرَقَ بَعْدَ الْقَرْنِ الثَّلٰثَةِ اَوِ الْاَرْبَعَةِ عَلَي اَرْبَعَةِ الْمَذَاهِبِ وَلَمْ يَبْقَ فِيْ فُرُوْعِ الْمَسَائِلِ سِوَيٰ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فَقَدْ إِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ الْمُرَكَّبُ عَلَي بُطْلَانِ قَوْلِ مَنْ يُّخَالِفُ كُلَّهم وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰي وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

(۱) الانصاف

(۲) تفسیرات احمدیہ: ص ۳٤٦

(۳) الاشباہ والنظائر: ص ۱۳۱

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰي وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ." (۱)

ترجمہ: "تیسری یا چوتھی صدی کے بعد فروعی مسائل میں اہل سنت والجماعت کے چاروں مذاہب رہ گئے کوئی پانچواں مذہب باقی نہیں رہا پس گویا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ جو ان چاروں کے خلاف ہو وہ باطل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور جو شخص مؤمنین یعنی اہل سنت والجماعت کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے گا تو ہم اس کو وہ جو کچھ کرتا ہے کرتے رہیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے۔"

❻ علامہ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم فرماتے ہیں:

"اَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوْا خُتِمَ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ حَتّٰي اَوْجَبُوْا تَقْلِيْدَ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ عَلٰي اُمَّةٍ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْاِجْمَاعَ عَلَيْهِ." (۲)

ترجمہ: "اجتہاد مطلق کے متعلق علماء فرماتے ہیں کہ ائمہ اربعہ پر ختم ہو گیا حتیٰ کہ ان تمام مقتدر و محقق علماء نے ان اماموں میں سے کسی ایک ہی امام کی تقلید کو امت پر واجب فرمایا ہے اور امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کے واجب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔"

❼ علامہ سیّد احمد صاحب طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فَعَلَيْكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاتِّبَاعِ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ الْمُسَمَّاةِ بِاَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَاِنَّ نُصْرَةَ اللّٰهِ فِيْ مُوَافَقَتِهِمْ وَخُذْلَانُهٗ وَسَخَطُهٗ وَمَقْتُهٗ فِيْ مُخَالَفَتِهِمْ وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِيُّوْنَ

(۱) تفسیر مظهري: ۲/ ٦٤ سورة آل عمران تحت الاية "ولانتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون الله."

(۲) روضة الطالبين بحواله نور الهدايه: ص ۱۰

وَالْمَالِكِيُّوْن وَالشَّافِعِيُّوْن وَالْحَنْبَلِيُّوْن وَمَنْ كَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِيْ ذَالِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ." (۱)

ترجمہ: "اے گروہ مسلماناں! تم پر نجات پانے والے فرقہ کی، جو اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہے، پیروی کرنا واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اہل سنت والجماعت کے ساتھ موافقت کرنے میں ہے، اور اہل سنت والجماعت کی مخالفت کرنے میں اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کا مورد بنانا ہے۔ اور یہ نجات پانے والا گروہ (یعنی اہل سنت والجماعت) آج مجتمع ہو گیا ہے چاروں مذاہب میں اور وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں اور جو شخص اس زمانہ میں ان چار مذاہب سے خارج ہے وہ اہل بدعت اور نار سے ہے۔"

ترک تقلید کے نقصانات

اگر تقلید کو چھوڑ دیا جائے تو بہت سے نقصان جنم لیتے ہیں ان میں چند حسب ذیل ہیں:

❶ ترک تقلید سے اتحاد واتفاق امت کا ختم ہو جاتا ہے۔

❷ تقلید کا چھوڑنا لادینیت اور الحاد کے لئے سبب بن جاتا ہے۔

❸ ترک تقلید سے ہی باطل فرقہ وجود میں آتے ہیں مثلاً: فتنہ نیچریت جس کا بانی سر سیّد احمد خان ہے ابتداء میں یہ غیر مقلد تھے۔ اسی طرح فتنہ انکار حدیث اس کا بانی عبد اللہ چکڑالوی، یہ بھی غیر مقلد تھا۔

❹ فتنہ مرزایت اس کا سبب بھی غیر مقلد ہونا ہے کیونکہ ابتداءً مرزا غلام احمد قادیانی غیر مقلد تھا۔

(۱) طحطاوي علي الدر المختار: ۱۵۳/۴

❺ ترک تقلید سے اجماع کی مخالفت بھی وجود میں آتی ہے مثلاً: بیس رکعت تراویح اور ایک مجلس کی تین طلاقیں اس اجماعی مسئلہ کو یہ نہیں مانتے۔

❻ ترک تقلید سے صحابۂ کرام، ائمہ عظام وغیرہ سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ اور آدمی بے باک اور جری ہوتا چلا جاتا ہے۔

❼ ترک تقلید سے حدیث سے بھی بغاوت ہوتی جاتی ہے، وغیرہ۔

تقلید کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا

❶ نظام الاسلام .... جناب محمد وجیہ کلکتوی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ خلیفہ حضرت علامہ سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

❷ تقلید شخصی .... مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❸ تقلید ائمہ اور مقام ابو حنیفہ .... مولانا محمد اسماعیل سنبھلی صاحب

❹ الکلام المفید فی اثبات التقلید .... شیخ الحدیث سرفراز خان صفدر

❺ تقلید کی شرعی حیثیت .... شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی صاحب

❻ تقلید ائمہ کا مسئلہ .... ایضاً۔

❼ تحقیق مسئلہ تقلید .... مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❽ خیر التنقید فی سیر التقلید .... مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ تعالیٰ

❾ اجتہاد اور تقلید .... قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❿ السہم الحدید فی نحر العنید بجواب نتائج التقلید .... جناب مولانا سیّد امین الحق صاحب

⓫ الکلام الفرید فی التزام التقلید .... مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

⓬ تنقیح التنقید .... مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

⓭ خیر البراہین فی رد غیر مقلدین .... مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ

⓮ رسالہ تقلید واجتہاد .... مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

⓯ ترک تقلید کے بھیانک نتائج .... مولانا بشیر احمد قادری صاحب

⓰ تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین، مسئلہ تقلید کے اثبات پر علمائے ہند و حرمین شریفین کے فتوؤں کا مجموعہ......... مرتب مولانا عنایت علی دہلوی

⓱ تنویر الحق......... نواب قطب الدین محدث دہلوی

⓲ توقیر الحق......... ایضاً۔

⓳ تحفۃ العرب والعجم......... ایضاً۔

⓴ مدار الحق بجواب معیار الحق......... مولانا محمد شاہ پنجابی

㉑ انتصار الحق فی اکساد واباطیل معیار الحق .... مولانا ارشاد حسین محدث رامپوری صاحب

㉒ تنقید فی بیان التقلید......... مولانا سیّد بدر الدین خان دہلوی بن مولانا رشید الدین خان دہلوی صاحب

㉓ سبیل الرشاد......... مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

㉔ ادلہ کاملہ......... شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ، یہ رسالہ مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کے دس سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔

㉕ ایضاح الادلہ .... شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ مصباح الادلہ کا جواب ہے (مصباح الادلہ، جو ادلہ کاملہ کے جواب میں لکھی گئی تھی۔)

㉖ اوشحۃ الجید فی اثبات التقلید .... مولانا ظہیر احسن شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب آثار السنن)۔

㉗ فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین .... مولانا منصور علی خان مرادآبادی (شاگرد مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ)۔ (یہ ظفر المبین فی مغالطات المقلدین کا جواب ہے بہت ہی اچھی کتاب ہے۔ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی سے شائع ہوئی ہے)۔

㉘ نصر المقلدین......... مولانا حافظ احمد علی بٹالوی یہ بھی ظفر المبین کا جواب ہے اس میں مسئلہ تقلید پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ تقلید کی تردید میں جوبات بھی صاحب

ظفر المبین نے نقل کی ہے اس کو نقل کرکے اس کا مفصل جواب دیتے ہیں۔

۲۹ الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتہاد .... حکیم الامت مجدد دین وملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۰ حفظ الرحمن لمذہب النعمان .... مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

دوسرا عقیدہ

اجماع امت کا انکار

جواب: اس کے برخلاف جمہور علماء کے نزدیک ادلہ اربعہ میں سے ایک اجماع بھی ہے۔ اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس اجماع کا انکار خوارج اور اکثر اہل روافض کرتے ہیں اس کے علاوہ پوری امت اس اجماع کو حجت تسلیم کرتی ہے۔

اجماع کی تعریف

"اِتِّفَاقُ الْمُجْتَهِدِيْنَ الصَّالِحِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَصْرٍ عَلٰى أَمْرٍ مِنَ الْاُمُوْرِ." (۱)

"کسی ایک زمانے میں نبی کریم ﷺ کی امت کے صالح مجتہدین کا کسی ایک واقعہ اور امر پر اتفاق کرلینا اجماع کہلاتا ہے۔"

اجماع کا ثبوت آیات قرآنیہ سے

۱ ﴿ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (۱۱۵) ﴾ (۲)

(۱) توضیح وتلویح: ص ۵۱٦

(۲) سورۃ نساء: آیت ۱۱۵

ترجمہ: ”جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی، اور ڈالیں گے اس کو جہنم میں اور وہ بہت بری جگہ ہے۔“

آیت بالا میں سبیل المؤمنین: کے اتباع پر عمل کرنا واجب قرار دیا جا رہا ہے اور یہی سبیل المؤمنین اجماع ہی کا نام ہے۔

۲ ﴿وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟﴾ (۱)

ترجمہ: ”مضبوطی سے پکڑے رکھو اللہ کی رسی کو سب ملکر اور آپس میں انتشار نہ ڈالو۔“

آیت بالا میں اللہ جل شانہ نے تفرق وانتشار کرنے سے منع فرمایا ہے، اور انتشار ہو گا اجماع کو چھوڑنے سے۔

۳ ﴿أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ (۲)

ترجمہ: ”اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولی الامر لوگوں کی اطاعت کرو۔“

آیت بالا میں اولی الامر سے مراد مجتہدین امت ہیں کہ اگر مجتہدین کسی حکم پر اتفاق کرلیں، تو ان کی اطاعت کرنا بھی واجب اور ضروری ہو گا۔

۴ ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ إِذْ هَدَىٰهُمْ﴾ (۳)

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت کے بعد گمراہ نہیں کرتے۔“

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ علماء مجتہدین کے دلوں میں اللہ خلاف حق بات نہیں ڈالتے۔ جو کچھ ان کے دل میں علم ڈالا جاتا ہے اور اس پر علماء مجتہدین کا اتفاق

---

(۱) سورۃ آل عمران: آیت ۱۰۳

(۲) سورۃ نساء: آیت ۵۹

(۳) سورۃ توبہ: آیت ۱۱۵

ہو گا وہ حق پر ہی ہو گا اس لئے اس پر عمل کرنا واجب ہو جائے گا۔[1]

اجماع کا ثبوت احادیث نبویہ سے

❶ "لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَجْمَعَ أُمَّتِي عَلَي الضَّلَالَةِ."[2]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت پر اکٹھا نہ کریں گے۔"

❷ "اِنَّ أُمَّتِيْ لَا تَجْتَمِعُ عَلَي الضَّلَالَةِ."[3]

ترجمہ: "میری امت ضلالت پر اتفاق نہیں کرسکتی ہے۔"

❸ "يَدُاللّٰهِ عَلَي الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّشَذَّ فِي النَّارِ."[4]

ترجمہ: "جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور جو جماعت سے الگ ہو گا وہ جہنم میں داخل ہو گا۔"

❹ "مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ."[5]

ترجمہ: "جس چیز کو مسلمانوں نے اچھا سمجھا وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

❺ "عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ."[6]

ترجمہ: "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے

(۱) مفهوم توضيح وتلويح

(۲) مسند احمد: ۱۷۸/٦، دارمي: ۲۵/۱، ابن ماجه: ص ۳۸۳، ترمذي: ۲۹/۲

(۳) ترمذي: ۳۹/۲

(۴) مسند احمد: ٦۲٦/۱، ابوداؤد: ص ۳۳

(۵) مسند احمد، دارمي

(٦) مسند احمد

لئے بھیڑیئے کی طرح ہے جس طرح اکیلی ہونے والی، الگ ہونے والی بکری کو بھڑیا کھا جاتا ہے۔ تم لوگ قبیلوں اور مجمع سے ہٹنے سے بچو، تم پر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے۔"

❻ "اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ."

ترجمہ: "تم لوگوں پر سواد کی اتباع لازم ہے اس لئے کہ جو سواد اعظم سے الگ ہوا وہ جہنم میں داخل ہو گا۔"

اجماع کن لوگوں کا معتبر ہے

اس میں علماء کے چند اقوال ہیں:

❶ بعض علماء کے نزدیک اجماع صرف صحابہ کا معتبر ہے۔[1]

❷ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک اہل مدینہ کے اجماع کا اعتبار ہے کسی اور کی موافقت یا مخالفت کا اعتبار نہیں ہے۔

❸ بعض کہتے ہیں کہ ایک زمانے کے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہونا اجماع کے لئے شرط ہے اور اس اتفاق پر عوام، خواص عالم، جاہل وغیرہ سب کا متفق ہونا ضروری ہے۔[2]

❹ سب سے اچھا مذہب جو جمہور کا بھی قول ہے وہ یہ ہے کہ اجماع صرف متبع سنت فقہاء کرام کا معتبر ہے لوگوں کی موافقت یا مخالفت اس اجماع پر اثر انداز نہیں ہو گا۔

تیسرا عقیدہ

بیس رکعات تراویح

تراویح کے بارے میں غیر مقلد عالم مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں:

---

(۱) سبیل الوصول: ص ۱۷۰

(۲) التقریر والتحریر: ۳/۱۰۰

"رمضان کی راتوں میں ادا کی جانے والی نماز یعنی تراویح کی رکعتوں کی کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔"[1]

اسی طرح غیر مقلد کے دوسرے عالم ابوالخیر نورالحسن خان لکھتے ہیں:

"الحاصل مرفوع روایت میں کوئی تعداد معین نہیں ہے۔"[2]

اسی طرح نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

"تراویح کی نماز اپنی اصل کے اعتبار سے مسنون ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ نماز چند راتوں میں پڑھی ہے، پھر اس کو محض امت پر مشقت کی وجہ سے ترک فرمادیا تھا کہ کہیں عامۃ الناس پر واجب نہ ہو جائے یا وہ خود اس کو واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔ اور صحیح مرفوع روایات میں رکعات کی تعداد کا تعین نہیں آیا ہے لیکن ایک حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عبادات ماہ رمضان میں دیگر مہینوں کے مقابلہ کچھ زیادہ فرماتے تھے۔ مسلم شریف میں مزید آیا ہے کہ اس نماز کی رکعتیں زیادہ ہوا کرتی تھیں۔"

جواب: بیس رکعات تراویح یہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے اس لئے بیس رکعات تراویح کو بدعت کہنا گمراہی ہے۔ کیونکہ اس پر عہد فاروقی سے بارہویں صدی کے اواخر تک سب کا اتفاق ہے۔ اسلاف میں سے کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے۔

بیس رکعات تراویح آپ ﷺ کے زمانے سے آج تک ہر دور میں پڑھی جارہی ہے۔

آپ ﷺ کے عہد میں تراویح

❶ "عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ

(۱) نزول الابرار: ۱/۱۲۶

(۲) العرف الجاري: ص ٨٤

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ." (۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں تراویح

"فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰي ذَالِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰي ذَالِكَ فِي خِلَافَةِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ." (۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی وفات تک اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے شروع تک یہی عمل رہا (کہ لوگ انفرادی طور سے بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے)۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں

"عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً." (۳)

ترجمہ: "حضرت یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھایا کرے۔"

اسی طرح ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے:

(۱) مصنف ابن ابي شيبه: ۲/۳۹۳، معجم بغوي، طبراني وغيره

(۲) طحاوي: ۱/۲۶۹

(۳) مصنف ابن ابي شيبه: ۲/۳۹۳

"عَنِ الحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰي اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً." (۱)

ترجمہ: "حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں

"عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰي عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِيْنَ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰي عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ." (۲)

ترجمہ: "حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں رمضان شریف میں بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ایک ایک رکعت میں سو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں، اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تو لوگ شدت قیام کی تاب نہ لاکر اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیا کرتے تھے۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں

"عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ دَعَا

(۱) ابوداؤد: ۱/۲۰۲

(۲) سنن الکبریٰ: ص ۲/۴۹۶

الْقُرَّآءَ فِيْ رَمَضَانَ فَامَرَ مِنْهُمْ رَجُلاً يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ يُوْتِرُ بِهِمْ."[1]

ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمن سلمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا، پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ان کو وتر پڑھایا کرتے تھے۔“

بیس رکعت تراویح پر اجماع صحابہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر تمام صحابہ کا اجماع ہے اور یہی حال تابعین کا بھی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰي اَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً."[2]

ترجمہ: ”تمام صحابہ کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے۔“

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لان المسلمين قد اجمعوا علي ذالك."[3]

”تمام مسلمانوں کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے۔“

چاروں ائمہ کا بیس رکعات تراویح پر اتفاق

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب فقہاء احناف کی مستند ترین کتاب شامی میں ہے۔

"وهي عشرون ركعة وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس

---

(۱) سنن الكبريٰ للبيهقي: ۴۹۶/۲

(۲) مرقاة شرح مشكوٰة: ۱۹۴/۳، وتحفة الاخيار (عبدالحئي لكهنوي رحمة الله عليه)

(۳) مؤطا محمد: ص ۱۴۰

شرقا وغربا."[1]

ترجمہ: "تراویح بیس رکعات ہی ہیں یہی جمہور علماء کا قول ہے اسی طرح مشرق ومغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب:

"وقال الشافعي رحمة الله عليه وهكذا ادركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعةً."[2]

ترجمہ: "امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی بیس رکعات تراویح پڑھنے کا عمل اپنے شہر مکہ میں پایا۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب:

"فالمشهور عن مالك ست وثلاثون والوتر بثلاث"[3]

ترجمہ: "امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول چھتیس رکعت تراویح اور تین رکعات وتر ہے۔"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب:

"والتراويح سنة مؤكدة وهي عشرون ركعة بعشر تسليماتٍ."[4]

"تراویح سنت موکدہ ہیں اور وہ بیس رکعت دس سلاموں کے ساتھ ہے"

نیز آج تک جمہور علماء کا بیس رکعات پر ہی عمل ہے اور حرمین شریفین میں آج بھی بیس ہی رکعات پڑھی جاتی ہے۔

(۱) شامي: ١/٤٧٤
(۲) ترمذي: ١/١٦٦
(۳) فتح الباري: ١/١٨١
(۴) المقنع: ١/١٨٣

تراویح کے سلسلے میں مزید تحقیق کے لئے

ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا

١ الحق الصریح فی اثبات التراویح......... مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

٢ الرای النجیح فی عدد التراویح......... مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ

٣ رکعات تراویح......... مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ

٤ رکعات تراویح جدید مذیل برد انوار المصابیح ۲ جلدیں .... مولانا عبد الباری قاسمی صاحب

٥ ینابیع ترجمہ رسالہ تراویح......... مترجم مولانا محمد سرفراز خان صاحب

٦ تحقیق مسئلہ تراویح......... مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

٧ التوضیح عن رکعات تراویح......... ابو القاسم محمد رفیق دلاوری

٨ فتح الرحمن فی عدد قیام رمضان .... مولانا محمد حسین نیلوی صاحب

٩ ترویحات خمسہ......... جناب مولانا میر محمد ربانی صاحب

١٠ خیر البیان فی عدد قیام رمضان......... مولانا بشیر احمد صاحب

١١ خیر المصابیح فی عدد رکعات التراویح......... مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ

١٢ تنبیہ الحیران علی مغالطات صاحب البرھان......... مولانا نور احمد چشتی صاحب

١٣ مسنون نماز تراویح......... مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

١٤ القول الفصیح فی عدد رکعات التراویح......... مولانا قاضی شمس الدین صاحب

١٥ القول الصحیح فی عدد رکعات التراویح......... ایضاً۔

١٦ بیس رکعات تراویح کا احادیث سے ثبوت......... جناب پیر جی سیّد مشتاق علی شاہ ابدالی صاحب۔

١٧ بیس تراویح......... جناب مولانا محمد فیاض خان سواتی صاحب

چوتھا عقیدہ

ایک مجلس کی تین طلاقیں

جواب: اگر ایک مجلس میں ایک ساتھ تین طلاق دی جائے تو اب جمہور فقہاء اور ائمہ اربعہ سب کا ہی اجماع ہے کہ یہ تین ہی واقع ہوتی ہے۔ برخلاف اہل روافض اور غیر مقلدین کے کہ ان کے نزدیک یہ تین ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہوتی ہے۔

ایک مجلس کی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں

احادیث سے ثبوت

❶ "اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ اِبْنِ وَهَبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ مَحْمُوْدَ بْنَ لَبِیْدٍ قَالَ اُخْبِرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ ثَلٰثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ حَتّٰی قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اَقْتُلُهُ؟"[1]

ترجمہ: "محمود بن لبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہے، آپ ﷺ نے غصہ ہو کر تقریر فرمائی کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جارہا ہے، حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں آپ ﷺ کا یہ غصہ دیکھ کر ایک صحابی کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اسے میں قتل نہ کردوں؟"۔

اور حضرت عویمر عجلانی کے واقعہ میں آتا ہے:

❷ "فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُوَیْمِرُ کَذَبْتُ عَلَیْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَکْتُهَا

(۱) نسائی: ۱/۳۶، وکذا مشکوٰۃ: ص ۲۸٤ وغیرہ

فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا۔" [۱]

ترجمہ: "حضرت عویمر اور ان کی بیوی سے فارغ ہوگئے تو حضرت عویمر نے یہ کہا کہ اگر میں اس کو اب بھی اپنے پاس رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جھوٹ بولا پھر انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ

"عَنْ اَنَسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: كَانَ عُمَرُ اِذَا اُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِيْ مَجْلِسٍ اَوْجَعَهُ ضَرْبًا وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا۔" [۲]

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوتیں۔ تو آپ اس کو سزا دیتے اور دونوں کو الگ الگ کردیتے۔"

یہ حکم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خط میں بھی لکھا۔ [۳]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ

"رَوَي وَكِيْعٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ يَحْيٰ اَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِيْ فَقَالَ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ۔" [۴]

ترجمہ: "حضرت معاویہ بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت

(۱) بخاري: ۲/۸۱، ابوداؤد: ۱/۳۱۲، وکذا مؤطا امام مالك: ص ۲۰۶

(۲) مصنف ابن ابي شيبه: ۵/۱۱

(۳) سنن سعيد بن منصور: ۳/۲۵۹

(۴) زادالمعاد: ۲/۲۵۹، معلي بن حزم: ۱۰/۱۷۲، فتح القدير: ۳/۳۳۰

عثمان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو (ہزار) طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا بانت منک بثلاث وہ تیری بیوی تجھ سے تین طلاق سے جدا ہو گئی۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ

"وَرَوٰي وَكِيعٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰي عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِيْ اَلْفًا فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ." (۱)

ترجمہ: "حضرت حبیب بن ابی ثابت روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا تین طلاقوں سے تو وہ عورت تجھ سے جدا ہو گئی۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ

"عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ لِمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ مِائَةً بَانَتْ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُ ذَالِكَ عُدْوَانٌ." (۲)

ترجمہ: "حضرت مسروق سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہ جو کوئی اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدے تو فرمایا کہ وہ تین طلاق سے جدا ہو گئی باقی طلاقیں یہ زیادتی ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ

"حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ اَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ

---

(۱) سنن بیهقي: ۷/۳۳۵، زاد المعاد: ۲/۲۵۹، مصنف ابن ابي شيبه: ۵/۱۳، طحاوي: ۲/۳۰

(۲) مصنف عبدالرزاق: ص ۵/۱۲، طحاوي: ۲/۳۰، سنن بيهقي: ۷/۳۳۲، مصنف ابن ابي شيبه: ۵/۱۲

فَقَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَالَ سَكَتَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ رَادُّهَا اِلَيْهِ قَالَ اَيَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ الخ." (۱)

ترجمہ: "حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ تین طلاقیں دی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ رجعت (طلاق) کا حکم دیں، پھر فرمایا لوگ پہلے حماقت پر سوار ہو جاتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! اے ابن عباس! بے شک اللہ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرے، اس کے لئے چھٹکارا کی صورت ہوتی ہے اور تو نے خدا کا خوف ہی نہیں کیا اس لئے ترے واسطے کوئی چھٹکارا نہیں ہے تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہو گئی ہے۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ

"عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طلقت مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ بِهٰذَا فَاِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ" (۲)

ترجمہ: "حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب سوال کیا جاتا کہ آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو جواب دیا کرتے تھے اگر ایک بار یا دو بار طلاق دی ہوتی تو

(۱) ابوداؤد: ۱/۳۶، طحاوي: ۲/۳۱، دارقطني: ۲/٤٥١، بيهقي: ۷/۳۳۷

(۲) بخاري: ۲/۷۹۲، و ۸۳۰، مسلم: ۱/٤۷٦، دارقطني: ۱/٤۳٦

رجعت کر لیتا اس لئے کہ آپ ﷺ نے بھی اس مسئلہ میں رجعت کا حکم دیا لیکن اگر تین طلاقیں دیدی گئیں، تو وہ حرام ہو گی جب تک دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔"

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ

"حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ عَطَاْءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّهُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَسَاَلَهُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا قَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ لَهُ طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّمَا بَانَتْ قَاضِي الْوَاحِدَةَ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تحرمها حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ."

ترجمہ: "حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اس نے اس شخص کے متعلق سوال کیا کہ جس نے صحبت سے پہلے تین طلاق دیدی ہوں؟ عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ غیر مدخولہ پر تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے، حضرت عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا تو میرا واعظ اور فقہ گو ہے پھر فرمایا کہ غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی۔ اور تین طلاقوں سے تو ایسی حرام ہو جائے گی کہ جب تک دوسرے سے نکاح نہ کرے حلال نہیں ہو سکتی۔"

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱]، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا [۲]، حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱]، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۲]، اور

---

(۱) ابوداؤد: ۱/۳۰۶، طحاوي: ۲/۳۰، موطا امام مالك: ص ۳۰۷، وغيره

(۲) مصنف عبدالرزاق: ۶/۳۳۴، مصنف ابن ابي شيبه: ۵/۲۲، موطا امام مالك: ص ۲۰۸،
=

تابعین کا فتویٰ ہے اور اسی طرح اجماع بھی ہے۔ (۳)

ائمہ اربعہ کا فتویٰ

اور یہی فتویٰ ائمہ اربعہ اور تمام محدثین کا ہے کہ ان سب کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہے۔ (۴)

بہت ہی کم مسائل ایسے ہیں جن میں چاروں ائمہ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اتفاق ہوا ہو۔ مگر یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں چاروں ائمہ کے ساتھ تمام محدثین متفق نظر آتے ہیں۔

سعودی عرب کے اکابر مفتیوں کا فیصلہ

سعودی عرب کے اعلیٰ ترین فقہی مجلس جس کا نام "هيئة كبار العلماء" ہے اس کے اجلاس میں متفقہ طور سے اس بات کا فیصلہ ہوا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی اسی مجلس کے شرکاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ① شیخ عبد العزیز بن باز ② شیخ عبد اللہ بن محمد ③ شیخ محمد امین الشنقطی ④ شیخ سلمان بن عبید، ⑤ شیخ عبد اللہ قساط ⑥ شیخ محمد حرکان ⑦ شیخ ابراہیم بن محمد آل الشیخ ⑧ شیخ عبد الرزاق عفیفی ⑨ شیخ عبد العزیز بن صالح، ⑩ شیخ راشد بن جبیں، ⑪ شیخ صالح بن عیدان، ⑫ شیخ عبد اللہ بن منیع وغیرہ۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ پر علماء نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

❶ مکمل بحث مجلۃ البحوث الاسلامیہ، ۱۳۹۷ھ، ۱/ ۱۵۰ تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر

طحاوي: ۲/ ۲۹

(۱) مصنف ابن ابي شيبه: ۵/ ۱۳

(۲) سنن سعيد بن منصور: ۳/ ۲۶۰، مصنف ابن ابي شيبه: ۵/ ۲۴

(۳) تفسير آيات الاحكام: ۱/ ۳۳۵ (محمد علي صابوني)

(۴) المغني لابن قدامه: ۷/ ۱۰۴

موجود ہے۔

۲. عمدۃ الابحاث......... مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب
۳. الاعلام المرفوعۃ فی حکم الطلقات المجموعۃ .... محدث اعظم ہند مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
۴. ازہار المرفوعہ......... ایضاً۔
۵. عمدۃ الاثاث......... شیخ الحدیث ابو الزاہد سرفراز خان صفدر صاحب
۶. اکٹھی تین طلاق کا شرعی حکم......... مولانا محمد فقیر اللہ مامون کانجن
۷. تین طلاق قرآن وسنت کی روشنی میں......... مفتی عبد الستار خیر المدارس
۸. تین طلاق کا ثبوت......... مولانا شہاب الدین ندوی صاحب
۹. طلاق ثلاث صحیح عقائد کی روشنی میں......... مولانا حبیب الرحمن قاسمی
۱۰. تین طلاق کا مسئلہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں......... مولانا مفتی سیّد محمد سلمان منصور پوری قاسمی صاحب۔

پانچواں عقیدہ

امام کے پیچھے قرأت کرنا

جواب: قرآن واحادیث میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کی ممانعت آئی ہے۔[1]

---

(۱) سو اس مسئلہ میں اگرچہ ائمہ کے درمیان بھی کچھ اختلاف پایا جاتا ہے مگر ان کا آپس میں وہ تشدد نہیں جو آج کل پایا جاتا ہے ائمہ کے درمیان اختلاف ہے امام کے پیچھے مطلقاً قرأت جائز نہیں خواہ نماز جہری ہو، یا سری۔ (موطا امام محمد ص ۹۶)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب: امام کے پیچھے جہری نماز میں تو وہ کوئی قرأت جائز نہیں ہاں سری نماز میں اگر مقتدی قرأت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ (موطا امام مالك ص ۲۹، التمهيد: ۱/۳۷)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام میں فرماتے ہیں کہ منفرد اور امام تو ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھے یہ واجب ہے۔ (۱/۹۳)

مقتدی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امام کی قرأت سنی نہ جائے تو مقتدی قرأت کرلے (الام، ۱/۱۶۶)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب: مقتدی جب امام کی قرأت سن رہا ہو تو اس پر قرأت کرنا واجب =

قرآن میں ممانعت:

﴿وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾﴾ (۱)

ترجمہ: ”اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگاتے رہو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

جب کہ مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۲)

امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنے سے احادیث مبارکہ میں ممانعت

❶ ”عَنْ اَبِيْ مُوْسَي الْاَشْعَرِيِّ يَرْوِيْهِ جَرِيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا وَ اِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ الخ.“ (۳)

ترجمہ: ”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خطبہ دیا۔ جس میں آپ نے ہمیں سنت سکھائی اور نماز پڑھنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو اپنی صفوں کو سیدھی کرلیا کرو پھر تم میں کوئی ایک امامت کرائے جب امام

نہیں۔ بلکہ ہمارے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہتر بھی نہیں۔ (المغني، ۳۲۹، ۳۳۰)

ائمہ اربعہ کے مذاہب میں یہ واضح ہے کہ نماز میں مقتدیوں کو قرأت کرنا درست نہیں، یہ کسی بھی امام کا قول نہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(۱) سورۃ اعراف: آیت ۲۰٤

(۲) تفسیر ابن کثیر: ۳/٦۲۳، المغني لابن قدامه: ۱/٦۰

(۳) مسلم شریف باب التشهد في الصلوٰة: ۱/۱۷٤

تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم کہے تو تم امین کہو۔"

❷ "عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا وَ اِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ، وَ اِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ." (۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے، تو تم خاموش رہو اور جب وہ "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے، تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، اور جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "اللھم ربنالك الحمد" کہو۔"

❸ "حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَي الْاَنْصَارِيُّ نَامَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي التَّمِيْمِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰي رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ." (۲)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس نے کوئی رکعت بغیر سورت فاتحہ کے پڑھی اس نے نماز نہیں پڑھی الایہ کہ وہ امام کے

(۱) ابن ماجہ: ص ٦١، باب اذاقرأ الامام انصتوا

(۲) ترمذي: ١/٤٢، باب ماجاء في ترك القرأة خلف الامام

پیچھے ہو (امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔"

خلفاء راشدین بھی امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے

❶ "اِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاْةِ خَلْفَ الْاِمَامِ." [1]

ترجمہ: "حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے۔"

❷ "اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ لَيْتَ فِيْ فَمِ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ حَجَرًا." [2]

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے، اس کے منہ میں پتھر ڈالے جائیں۔"

❸ "قَالَ عَلِيٌّ مَنْ قَرَأَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَيْسَ عَلَي الْفِطْرَةِ." [3]

ترجمہ: "حضرت علی نے فرمایا جس شخص نے امام کے ساتھ قرأت کی وہ فطرت پر نہیں ہے۔"

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

"قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَي عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ لِاَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَاَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ؟ قَالَ اَنْصِتْ لِلْقُرْآنِ فَاِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلاً وَسَيَكْفِيْكَ

---

(۱) عمدة القاري: ٣/٦٧، واعلاء السنن: ٤/٨٥

(۲) موطا امام محمد: ص ٩٨

(۳) الجوهر النقي: ٢/١٦٩، وكذا مصنف عبد الرزاق: ١/١٣٧، زجاجة المصابيح: ١/٢٥١

ذَالِكَ الْاِمَامُ.“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور کہا کہ میں امام کے پیچھے قرآت کرلیا کروں؟ فرمایا قرآن کے لئے خاموش رہو کیونکہ نماز میں شغل ہے۔ اور تم کو قرأت کے بارے میں امام کافی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

”عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا كَانَ يَنْهٰي عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ.“ (۲)

ترجمہ: ”حضرت زید بن اسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قرأت سے منع کرتے تھے۔“

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

”عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ وَلَا اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ.“ (۳)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے نہ جہری نماز میں نہ سری نماز میں۔“

اسی طرح متعدد صحابہ اور تابعین امام کے پیچھے قرأت کرنے کو سختی سے منع فرماتے ہیں۔

---

(۱) موطا امام محمد: ص ۷۸، ومصنف عبدالرزاق: ص ۱۳۸

(۲) موطا امام محمد: ص ۷٦

(۳) زجاجة المصابيح: ۱/۲۵۱

آپ ﷺ کا آخری عمل بھی امام کے پیچھے قرأت کرنا نہیں تھا

مرض الوفات میں جب مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کررہے تھے، اور جب آپ نے اپنے مرض میں تخفیف محسوس کی تو مسجد تشریف لائے، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے آپ ﷺ امام ہوگئے اور آپ ﷺ نے اسی جگہ سے قرآت شروع کی جہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوڑی تھی۔[(۱)]

تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس آخری نماز میں سورت فاتحہ بھی نہیں پڑھی جتنی مقدار قرأت اور سورت فاتحہ کی آپ ﷺ سے رہ گئی آپ نے اس کا اعادہ نہیں فرمایا۔[(۲)]

مزید تحقیق کے لئے حسب ذیل کتابیں مفید رہیں گی:

❶ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۱۴۱تا۱۵۰۔

❷ الدلیل القوی علی ترک قرأۃ المقتدی .... مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

❸ ہدیۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی .... مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

❹ توثیق الکلام فی انصات المقتدي خلف الامام .... مولانا محمد قاسم نانوتوی

❺ الدلیل المحکم .... ایضاً۔

❻ فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب .... علامہ سیّد محمد انوار شاہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

❼ فاتحۃ الکلام .... مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) مسند احمد: ۱/۲۳۲، وسنن دارقطني: ۱۵۳

(۲) دليل القوي علي ترك قرأة المقتدي

❽ الدلیل المبین علی ترک القراۃ للمتقدین .... مولانا احمد حسن فیض پوری صاحب

❾ الفرقان فی قرأۃ ام القرآن .... مولانا ناظر حسین میرٹھی

❿ اظہار الحق .... مولانا عبدالعزیز سہالوی صاحب

⓫ کیفیت مناظرہ تحریری .... ایضاً۔

⓬ احسن الکلام فی ترک القراۃ خلف الامام .... شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب

⓭ اطیب الکلام .... شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی صاحب

⓮ خاتمۃ الکلام .... مولانا فقیر اللہ مامون کانجن صاحب

⓯ تدقیق الکلام .... مولانا عبدالقدیر محدث کیمل پوری صاحب

⓰ تحقیق مسئلہ قراۃ خلف الامام .... مولانا حبیب الرحمن کاندھلوی بن مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی۔ (ان کے پہلے نظریات صحیح تھے بعد میں منکر حدیث ہو گئے تھے)

⓱ تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام .... مولانا عبدالرشید کشمیری مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

⓲ قراۃ خلف الامام پر تحریری مناظرہ .... مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب

چھٹا عقیدہ

نماز میں ناف پر ہاتھ باندھنے کی بجائے سینہ پر باندھنا

جواب

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت

متعدد روایات سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت ملتا ہے تو اس کو پھر خلاف سنت کیسے کہا جا سکتا ہے؟

❶ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

"حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوْسَي بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰي شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ." (۱)

ترجمہ: "حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھا۔"

❷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

"حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ... قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَخْذُ الْاَكُفِّ عَلَي الْاَكُفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ." (۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو ہاتھوں سے پکڑ کر نماز میں ناف کے نیچے رکھا جائے۔"

❸ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے:

"حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السوائي عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تُوْضَعَ الْاَيْدِيْ تَحْتَ السُّرَّةِ." (۳)

ترجمہ: "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نماز کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ ہاتھوں کو ہاتھوں پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔"

❹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

---

(۱) مصنف ابن ابي شيبه: ۱/ ۳۹۰

(۲) اعلاء السنن: ۲/ ۱۸۲

(۳) مصنف ابن ابي شيبه: ۱/ ۲۹۰

"عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ ثَلٰثٌ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنٰي عَلَي الْيُسْرٰي فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ." (۱)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت کی صفات میں سے تین صفات ہیں ① افطار میں جلدی کرنا۔ ② سحری میں تاخیر کرنا۔ ③ نماز میں دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔"

❺ حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

"حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ... قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَاَلْتُهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهِ عَلٰي ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ." (۲)

ترجمہ: "حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے شاگرد حجاج نے سوال کیا کہ نماز میں ہاتھ کس طرح رکھوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ کا اندرونی حصہ بائیں ہاتھ کے باہر حصہ پر ناف کے نیچے رکھے۔"

❻ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اثر:

"حَدَّثَنَا وَكِيْعُ بْنُ رَبِيْعٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَضَعُ يَمِيْنَهُ عَلٰي شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ." (۳)

---

(۱) معارف السنن: ۲/ ٤٤٤

(۲) مصنف ابن ابي شيبه: ۱/ ۳۹۱

(۳) مصنف ابن ابي شيبه: ۱/ ۳۹۰، ۳۹۱، وزجاجة المصابيح: ۱/ ۲۳۳

(نوٹ:) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر حسب ذیل کتابیں مفید رہیں گی:

الدرة الغرة في وضع اليدين تحت السرة، ازمولانا محمد ظهير احسن شوق نيموي رحمة الله تعالٰي عليه.

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔ ازمولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

=

ترجمہ: ”حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز کے اندر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔“

ساتواں عقیدہ

نماز میں رفع یدین کرنا

جواب: نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت میں رفع یدین (دونوں ہاتھوں کو اٹھانا) یہ بالاتفاق سنت ہے۔ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین امام ابو حنیفہ کے نزدیک سنت نہیں ہے۔(۱)

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت، از مولانا حاجی فیاض خان سواتی صاحب۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سنت نہیں ہے، اگر کوئی اٹھالے تو نماز ناجائز نہیں ہوتی۔ (شامي: ۱/ ۳۷٤)

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب: امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بھی رفع یدین سنت نہیں ہے۔ جیسے کہ شرح صغیر میں ہے:

”وندب رفع اليدين مع الامام اي عنده لاعند ركوع ولا رفع منه ولا عند قيام من اثنتين.“ (تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین مستحب ہے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت اور دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت مستحب نہیں ہے)۔ (بلغة السالك للصاوي مع الشرح الصغير ۱/ ۱۱۸ وكذا كتاب الفقه علي المذاهب الاربعة، ۱/ ۲۵۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک رفع یدین ہے جیسے علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

واما رفعهما في تكبير الركوع وفي الرفع منه فمذهبنا انه سنة فيهما. المجموع ۳/ ۳۹۹، وكذا كتاب الام ۱/ ۱۲۶

”اور رہا رفع یدین، رکوع کی تکبیر کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ سنت ہے ان دونوں جگہوں میں۔“

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب: امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب بھی اما شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح ہے کہ رفع یدین ہے جیسے کہ کتاب الفقه علي المذاهب الاربعة میں ہے: ”الحنابلة قالوا يسن للرجل والمرأة رفع يدين فهي حذو المنكبين عند تكبيرة الاحرام والركوع والرفع منه“ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب بھی امام شافعی کی طرح ہے کہ رفع یدین ہے جیسے کہ کتاب الفقه علي المذاهب الاربعة میں ہے حنابلہ کہتے ہیں کہ مرد کی طرح عورت کے لئے بھی دونوں ہاتھ =

جیسے کہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں قسم کی روایات احادیث میں ملتی ہیں: ترک رفع یدین کی چند روایات:

❶ ”قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰي یُحَاذِيَ بِہِمَا، وَقَالَ بَعْضُہُمْ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَایَرْفَعُ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ لاَ یَرْفَعُہُمَا، وَقَالَ بَعْضُہُمْ وَلَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ وَالْمَعْنٰي وَاحِدٌ“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت سالم اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تب تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے اٹھتے، تو ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، اور سجدوں کے درمیان میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔“

❷ ”عَلْقَمَةُ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰي عَنْہُ اَلَا اُصَلِّيْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰي فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ.“ (۲)

ترجمہ: ”حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کو آپ ﷺ کی نماز پڑھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھائی، پس پہلی مرتبہ رفع یدین کے سوا نہیں کیا۔“

❸ ”عَنْ تَمِیْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰي عَنْہُ

مونڈھوں تک اٹھانا سنت ہے تکبیر تحریمہ کے وقت رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت۔ کتاب الفقه علي المذاهب الاربعة، ۱/ ۲۵۰۔

(۱) صحیح ابو عوانه: ۲/ ۹۰

(۲) ترمذي، ۱/ ۳۵، ابوداؤد، ۱/ ۱۰۹، نسائي ۱/ ۱۶۱

قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ.“[۱]

ترجمہ: ”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس گھر سے باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا بات ہے تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، گویا وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دم ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔“

۴ ”عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰي قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَرَّةً وَاحِدَةً وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰي يَفْرُغَ.“[۲]

ترجمہ: ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد نہیں اٹھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“

۵ ”عَنْ عَبَّادِ بْنِ زُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْ شَيْءٍ حَتّٰي يَفْرُغَ.“

ترجمہ: ”حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“

---

(۱) مسلم: ۱/۱۸۱ و ابوداؤد: ۱/۱۴۳

(۲) ابوداؤد، ۱/۱۰۹، مصنف ابن ابي شيبه، ۱/۲۳۶، طحاوي: ۱/۱۱۰

حضرت ابو بکر، عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفع یدین نہیں کرتے تھے

❻ ”عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ.“ [1]

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“

❼ ”عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرِ الْاُوْلٰي اَلَّتِيْ يَفْتَتِحُ بِهِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ.“ [2]

ترجمہ: ”حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“

---

(۱) مجمع الزوائد: ۱۰۱/۱، دارقطني: ۱۱۱/، سنن بیهقي: ۷۹/۲

(۲) موطا امام محمد: ۹۴

حضرت ابوبکر بن عیاش کا قول

"مَا رَأَيْتُ فَقِيهاً قَطُّ يَفْعَلُه يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلىٰ."[1]

ترجمہ: "میں نے کسی فقیہ کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ وہ تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین کرتا ہو۔"

اہل مدینہ منورہ کا عمل بھی ترک رفع یدین تھا

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل مدینہ کے ہی عمل کو اپنا مذہب بناتے ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں رفع یدین نہیں ہے یہی بات ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھی ہے:

"مِنْهُمْ مَنِ اقْتَصَرَ بِهِ عَلىٰ الْاِحْرَامِ فَقَطْ تَرْجِيْحًا لِحَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَحَدِيْثِ بَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ لِمُوَافِقَةِ الْعَمَلِ بِهِ."[2]

ترجمہ: "کچھ فقہاء نے رفع یدین کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور یہی مذہب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اس لئے کہ ان کی موافقت میں عمل جاری تھا۔"

اہل مکہ کا عمل بھی ترک رفع یدین تھا

سنن ابی داؤد میں حضرت میمون مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ

(۱) شرح معاني الآثار طحاوي: ۱/۱۳٤

(۲) بداية المجتهد: ۱/۱۹۳

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھائی تو حضرت میمون مکی کو بہت حیرت ہوئی اور فوراً ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایسی نماز پڑھائی ہے کہ میں نے کبھی کسی کو ایسی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی حیرانی کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی سنت ہے۔[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ والے رفع یدین کو جانتے ہی نہیں تھے۔

اہل کوفہ کا عمل بھی ترک رفع یدین تھا

محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل کوفہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''كُلُّهُمْ لَا يَرْفَعُ اِلَّا فِي الْاِحْرَامِ.'' اہل کوفہ سب کے سب صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے۔[2]

ترک رفع یدین کی وجوہات

❶ ترک رفع قرآنی آیت: ﴿قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ کے زیادہ مطابق ہے۔

❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اور تابعین سے ترک رفع یدین کا عمل تواتر سے ثابت ہے۔

❸ اہل مکہ، مدینہ اور اہل کوفہ کا عمل بھی ترک رفع یدین ہی ہے۔

❹ رفع یدین کے راوی صحابہ کرام کا عمل ہمیشہ رفع یدین کرنے کا نہیں رہا۔ ان سے ترک رفع کی روایات بھی صحیح سند سے مروی ہے۔ جب کہ ترک رفع یدین کے راویوں سے ہمیشہ ترک رفع یدین ہی ثابت ہے۔

❺ رفع یدین کی تمام روایات فعلی ہیں اور ترک رفع یدین کی بعض روایات فعلی ہیں اور بعض قولی۔ قولی اور فعلی میں جب تعارض ہو جائے تو قولی روایت کو ترجیح دی جاتی

---

(۱) ابوداؤد: ۱/۱۰۹، ومسند احمد: ۱/۲۵۵

(۲) الاستذکار: ۴/۱۰۰

ہے۔

❻ ترک رفع یدین کے راوی زیادہ فقیہہ ہیں اس لئے ترک رفع یدین کا عمل مقدم ہو گا۔

❼ خلفاء راشدین کے زمانے میں ترک رفع یدین ہی کا عمل رہا ہے۔

ترک رفع یدین پر علماء نے متعدد کتابیں تصانیف فرمائی ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

❶ جلاء العین اردو......... مولانا ظہیر احسن شوق نیموی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

❷ ضیاء العین اردو......... ایضاً۔

❸ ردالرد......... ایضاً۔

❹ انوار العینین اردو......... مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❺ ازالۃ الرین اردو......... مولانا قاضی نور محمد قلعہ دیدار سنگھ

❻ نور الصباح اردو......... مولانا محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب

❼ تحقیق مسئلہ رفع یدین......... مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر صاحب رحمہ اللہ

❽ اسوہ سرور کونین فی ترک رفع یدین......... ایضاً۔

❾ غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین......... ایضاً۔

❿ تَحْقِیْقُ حَدِیْثِ فَمَا زَالَتْ تِلْکَ صَلٰوتہ حتی لَقِیَ اللّٰہَ تعالٰی .... مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

⓫ پیر بدیع الدین شاہ راشدی سے رفع یدین پر تحریری گفتگو......... مناظر اسلام محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

⓬ الرسائل فی تحقیق المسائل کا مختصر علمی جائزہ: .... ایضاً۔

⓭ مباحثہ رفع یدین......... ایضاً۔

⓮ اَصَحُّ الْقَوْلَیْنِ فِی تَحْقِیقِ رَفْعَ الْیَدَیْنِ .... محمد اجمل خان

⓯ احادیث سیّد الکونین فی ترک رفع الیدین......... مولانا غلام علی اعوان

⓰ سنت رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین......... مولانا عبدالرشید کشمیری

⓱ مسئلہ رفع یدین پر انعام یافتہ تحریری مناظرہ......... مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

⓲ تَرْوِيحُ الْعَيْنَيْنِ فِي مَسْئَلَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ .... مولانا محمد احسن محدث فیض پوری صاحب

⓳ کشف الرین عربی......... مولانا محمد ہاشم سندھی۔ ترجمہ مولانا حافظ عزیز الرحمن صاحب (ایم، اے، ایل، بی)

⓴ نیل الفرقدین عربی......... محدث علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ

㉑ بسط الیدین عربی......... محدث علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ

آٹھواں عقیدہ

زور سے آمین کہنا

جواب: بہت سی روایات سے امام کے ''ولا الضالین'' کے بعد آمین آہستہ سے آہستہ کہنا وارد ہوا ہے۔[1]

❶ ''اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ.''[2]

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے جب ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' پڑھا تو آمین کہا، اور آمین کہتے وقت اپنی آواز پست کردی۔''

❷ ''عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ

---

(۱) مسند احمد: ۳۱۶/۴، وکذا فی نصب الرایہ: ۳۶۹/۱

(۲) رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد وزجاجۃ المصابیح: ۲۵۸/۱

وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ.“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت علقمہ اپنے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جب آپ ”غیر المغضوب علیھم ولا الضالین“ پر پہنچے تو آپ نے آہستہ آمین کہی۔“

❸ ”وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ آمِيْنَ وَاَخْفٰي بِهَا صَوْتَهٗ.“

ترجمہ: ”حضرت علقمہ اپنے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپ ﷺ ”غیر المغضوب علیھم ولا الضالین“ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے آہستہ سے آمین کہی۔“

❹ ”وَعَنْ اَبِيْ وَائِلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِاٰمِيْنَ.“ (۲)

ترجمہ: ”حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں سورت فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ جہراً نہیں پڑھتے تھے۔ اور (سورت فاتحہ کے بعد) آمین بھی جہراً نہیں کہتے تھے۔“ (۳)

---

(۱) زجاجة المصابيح: ۱/۲۵۸

(۲) زجاجة المصابيح: ۱/۲۵۹، وكذا في طحاوي: ص ۹۹

(۳) (نوٹ:) اسی طرح اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف صرف افضلیت کا ہے مگر آج کل اس پر بہت زور دیا جارہا ہے:۔

امام ابو حنیفہ کا مذہب: امام اور مقتدی دونوں آہستہ سے آمین کہیں۔ (شامي: ۱/۳۹۱)

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب: امام اور مقتدی آہستہ ہی سے آمین کہیں۔ (بلغة السالك،

❺ "عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ. اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَاٰمِيْنَ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. فتخلص اِنَّ اِخْفَاءَ التَّامِيْنِ هُوَ مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِاللّٰهِ وَ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَجُمْهُوْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَسَائِرِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ." (۱)

ترجمہ: "حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ سے کہے گا۔ ① اعوذ باللہ ② بسم اللہ الرحمن الرحیم ③ آمین ④ "اللھم ربناولك الحمد." آمین آہستہ سے کہنا یہ حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابراہیم نخعی جمہور صحابہ وتابعین اور تمام اہل کوفہ کا مذہب ہے۔"

آہستہ آمین کہنے کی وجہ ترجیح

❶ آمین دعا ہے اور دعا کے بارے میں قرآن میں آتا ہے "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً." "اپنے رب کو عاجزی اور آہستگی سے پکارو۔"

❷ جس طرح تعوذ، اعوذ باللہ۔ قرآن میں لکھا نہیں جاتا اسی طرح آمین بھی نہیں لکھی جاتی۔ تو یہ دونوں قرآن کا جز نہیں، اور جو قرآن کا جز نہ ہو اس کو آہستہ پڑھا جاتا ہے۔

(۱۱۹/۱

امام شافعی کا مذہب: امام شافعی کا قدیم قول تو یہ تھا کہ جہری نمازوں میں امام اور مقتدی دونوں آمین جہراً کہیں، مگر قول جدید یہ ہے کہ امام کے لئے آمین جہراً کہنا سنت ہے اور مقتدیوں کے لئے سراً کہنا سنت ہے فتویٰ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول قدیم پر ہے۔ (شرح مھذب ۳۶۸/۳، معارف السنن، ۳۹۷/۲)

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب: امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بھی امام اور مقتدی دونوں کے لئے جہراً آمین کہنا سنت ہے۔ (المغني لابن قدامه، ۳٦۹/۱)

(۱) معارف السنن: ۴۱۳/۲، کنز العمال: ص ۲۴۹

❸ آپ ﷺ نے آمین جو جہراً کہا ہے وہ تعلیم کے لئے تھا۔ جیسے کہ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں:

"فَقَالَ اٰمِیْنَ یَمُدُّبِهَا صَوْتَهٗ مَا أُرَاهُ اِلَّا لِيُعَلِّمَنَا." [1]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے اٰمین کہی اور آمین کہتے وقت اپنی آواز کو کھینچا جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس سے مقصد ہمیں تعلیم دینا تھا۔"

❹ حضرات خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ وتابعین کا عمل آمین بآہستہ کا ہی رہا ہے، اس لئے یہی افضل ہو گا۔

مزید تحقیق کے لئے آمین بالجہر، صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل کی روشنی میں یہ کتابیں مفید ہیں:

❶ تحقیق مسئلہ آمین: .... از مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ

❷ حَبْلُ الْمَتِیْنِ فِی اِخْفَاءِ التَّامِیْنِ .... مولانا ظہیر احسن شوق نیموی رحمہ اللہ تعالیٰ

❸ بَلَاغُ الْمُبِیْنِ فِی اِخْفَاءِ التَّامِیْنِ .... مولانا محمد شاہ پنجابی صاحب

❹ اِظْهَارُ التَّحْسِیْنِ فِی اِخْفَاءِ التَّامِیْنِ .... مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

❺ فَوْزُ الْمُبِیْنِ بِالْاِخْفَاءِ بِالتَّامِیْنِ .... مولانا محمد حسن فیض پوری صاحب

نواں عقیدہ

اونی، سوتی اور نائلون کے موزے پر مسح کرنا

جواب: فقہاء اربعہ میں سے سب کے نزدیک موزے پر مسح کرنا جائز ہے اور اونی سوتی نائلون موزے پر مسح کرنا جائز نہیں، جب کہ غیر مقلدوں کے نزدیک مطلقاً

(۱) معارف السنن: ۲/۴۰۶

جائز ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک یہ اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس میں تین شرائط پائی جائیں۔ ① پانی چھپتا نہ ہو ② بغیر کسی چیز کے باندھے وہ قائم رہ سکتا ہو۔ عام طور سے یہ نائلونی موزے جو ہوتے ہیں ان میں یہ شرائط پائی نہیں جاتی ہیں۔ چمڑے کے موزے پر مسح کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"وَقَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ بِاَنَّ الْمَسْحَ عَلَي الْخُفَّيْنِ مُتَوَاتِرٌ وَجَمَعَ بَعْضُهُمْ رُوَاتَهٗ فَجَاوَزُوْا الثَّمَانِيْنَ مِنْهُمُ الْعَشَرَةُ." (۱)

ترجمہ: "حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے تصریح کی ہے کہ مسح علی الخفین کا حکم متواتر ہے اور بعض حضرات نے اس کے روایت کرنے والے صحابہ کو جمع کیا تو وہ اسی سے زائد تھے۔ جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔"

چمڑے کے موزے پر مسح کرنے کا احادیث سے ثبوت

❶ "عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ لَا نَنْزِعُ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّام وَلَيَالِيْهِنَّ وَلٰكِنْ مَعَهٗ فِي الْحَضَرِ نَمْسَحُ عَلٰي خِفَافِنَا يَوْمًا وَلَيْلَةً." (۲)

ترجمہ: "حضرت اسامہ بن شریک سے رایت ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں جب ہوتے تو تین دن تین رات تک موزے تو نہیں اتارتے تھے، اور قیام کی حالت میں ایک دن ایک رات تک کے لئے موزے پر مسح کرتے تھے۔"

(۱) نیل الاوطار: ۱۷٦/۸

(۲) طبراني في الاوسط، وابو يعلي الموصلي في مسنده

❷ ”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا اَنْ يَمْسَحَ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثًا.“ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ مقیم آدمی موزے پر ایک دن ایک رات اور مسافر آدمی تین دن تین رات کے لئے مسح کرے۔“

❸ ”عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَسْحُ عَلَي الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً.“ (۲)

ترجمہ: ”حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسح موزے پر مسافر آدمی کے لئے تین دن تین رات ہے اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے۔“

پاؤں دھونا یہ فرض ہے۔ چمڑے کے موزے پر مسح کرنے کی احادیث متواتر ہیں۔ اس لئے چمڑے کے موزے کے لئے پاؤں دھونے کو چھوڑا گیا مگر اونی موزے پر مسح کے لئے احادیث متواتر نہیں، اس لئے اس کو اتار کر ہی پاؤں دھونا فرض ہوگا جیسے کہ امام کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”لَا شَكَّ اَنَّ الْمَسْحَ عَلَي الْخُفِّ عَلٰي خِلَافِ الْقِيَاسِ فَلَا يَصْلُحُ اِتِّفَاقُ غَيْرِهٖ بِهٖ اِلَّا اِذَا كَانَ بِطَرِيْقِ الدَّلَالَةِ وَهُوَ اَنْ يَّكُوْنَ فِي مَعْنَاهُ وَمَعْنَاهُ السَّاتِرَ لِمَحَلِّ الْفَرْضِ الَّذِيْ هُوَ بِعَدَدِ مُتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيْهِ فِي السَّفَرِ وَغَيْرِهٖ.“ (۳)

---

(۱) نسائي في سننه الكبري

(۲) ابوداؤد، ترمذي، ابن ماجه، مصنف ابن ابي شيبه، وكذا في طحاوي

(۳) فتح القدير شرح هدايه: ۱/۱۰۹

ترجمہ: ”اس بات میں کوئی شک نہیں کہ موزے پر مسح کرنا یہ عقل کے خلاف مشروع ہے لہٰذا کسی دوسری چیز کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، الایہ کہ وہ دلالۃ النص کے طور پر چمڑے کے موزے کے حکم میں داخل ہو اور موزے سے مراد ایسے موزے ہیں جنہوں نے پاؤں کو ڈھانپ رکھا ہو اور ان میں سفر وغیرہ کے دوران مسلسل چلنا ممکن ہو۔“

اسی طرح علامہ جصاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”وَالْاَصْلُ فِیْهِ اَنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ اَنَّ مُرَادَ الآيَةِ الْغَسْلُ عَلٰي مَا قَدَّمْنَا فَلَوْ لَمْ تَرِدِ الْآثَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ عَلَي الْخُفَّيْنِ لَمَا اَجَزْنَا الْمَسْحَ وَلَمَّا لَمْ تَرِدِ الْآثَارُ فِي جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَي الْجَوْرَبَيْنِ فِي وَزْنِ وُرُوْدِهَا فِي الْمَسْحِ عَلَي الْخُفَّيْنِ اَبْقَيْنَا حُكْمَ الْغَسْلِ عَلٰي مُرَادِ الآيَةِ.“ (۱)

ترجمہ: ”اصل حقیقت یہ ہے کہ آیت قرآن میں پاؤں کا دھونا وارد ہوا ہے جیسے کہ پیچھے گذر چکا ہے لہٰذا اگر آپ ﷺ سے موزے پر مسح کی روایت متواتر احادیث سے ثابت نہ ہوتی تو ہم کبھی موزے پر مسح کو جائز قرار نہ دیتے، اور چونکہ جوربین (کپڑے کے موزے) پر مسح کی احادیث وزنی نہیں ہیں جس طرح چمڑے کے موزے پر مسح کی احادیث مروی ہیں۔ اس لئے ہم نے وہاں آیت قرآنی کی اصل مراد یعنی پاؤں دھونے کے حکم کو برقرار رکھا ہے۔“

خلاصہ یہ ہے کہ چمڑے کے موزے پر تمام علماء وفقہاء وائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اسلاف کے نزدیک مسح جائز ہے اور کپڑے کے موزے میں اگر چمڑے والے موزے کی شرائط پائی جائیں تو جائز ہوگا ورنہ اس کو اتار کر پاؤں دھونا یہ

---

(۱) احکام القرآن للجصاص: ۴۲۸/۲

تمام ائمہ کے نزدیک ضروری ہو گا۔

دسواں عقیدہ

قربانی کے کتنے ایام ہیں؟

جواب: قربانی کے ایام کے بارے میں امت کا متواتر عمل اور جمہور فقہاء کا عمل تین دن کا ہے جیسے کہ احادیث میں آتا ہے:

❶ "مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا قَالَ اَلْاَضْحيٰ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحيٰ." (۱)

ترجمہ: "امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں، یعنی دو دن عید کے بعد۔"

❷ "مَالِكٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ مِثْلُ ذَالِكَ." (۲)

ترجمہ: "امام مالک فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی قربانی کے تین دن ہی فرماتے ہیں۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

❸ "اَلْاَضْحيٰ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ." (۳)

ترجمہ: "کہ عید کے بعد قربانی کے صرف دو دن ہیں۔"

ایسا ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

❹ "... اَلْاَضْحيٰ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ ..." (۴)

---

(۱) موطا امام مالك: ص ۱۱۸

(۲) موطا امام مالك: ص ۴۹۷

(۳) الجوهر النقي: ۷/۲۹۶

(۴) محلي ابن حزم: ۷/۳۷

ترجمہ: ''قربانی کے صرف تین دن ہیں۔''

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

❺ ''قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰي مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحن بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.''[1]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تم میں قربانی کرنا چاہے تو تیسری رات کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی بھی باقی نہیں ہونی چاہئے۔''

یہی بات مغنی علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے:

❻ ''وَهٰذَا قَوْلُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمْ وَاَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ وَاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ اَحْمَدُ اَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (اِلٰي اَنْ قَالَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالثَّوْرِيِّ (اِلٰي اَنْ قَالَ) اَيَّامُ الْاَضْحٰي (اِلٰي اَنْ قَالَ) وَلَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰي عَنْ اِدِّخَارِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ وَلَا يَجُوْزُ الذَّبحُ فِي وَقْتٍ لَا يَجُوْزُ اِدِّخَارُ الْاُضْحِيَةِ.''[2]

ترجمہ: ''یہی بات حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ قربانی کے صرف تین دن ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بے شمار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی مروی ہے اور یہی

(۱) بخاري: ۱/۱۳۵، مسلم: ۲/۱۵۸

(۲) المغني لابن قدامه: ۱۱/۱۱۴

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دو دن جن پر (گویا) اجماع واقع ہو چکا ہے وہ صرف تین دن ہیں اور بس۔ اور علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ ہماری دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کی مخالفت فرمائی ہے کیونکہ جس وقت تک قربانی کا گوشت رکھنا درست نہیں اس وقت قربانی کرنا صحیح نہیں ہے۔ چوتھے دن قربانی کرنا آپ ﷺ سے اور کسی بھی صحابی سے بسند صحیح ثابت نہیں ہے۔[۱]

مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا۔ یہ دو رسالے عام طور سے مل جاتے ہیں:

1. مسئلہ قربانی مع رسالہ سیف یزدانی .... از شیخ الحدیث مولانا سرفراز صفدر صاحب
2. قربانی اور اہل حدیث .... مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

فرقہ غیر مقلد کے بارے میں اہل فتاویٰ کی آراء

1. امداد الاحکام کا فتویٰ:

جماعت اہل حدیث کافر نہیں ہیں، ان میں جو لوگ مذاہب اربعہ کی تقلید کو شرک، اور مقلدین کو مشرک، یا ائمہ اربعہ کو برا کہتے ہیں وہ فاسق ہیں، اور جو ایسے نہیں ہیں صرف تارک تقلید ہیں، اور محدثین کے مذاہب پر ظاہر حدیث کے اتباع کو افضل سمجھتے ہیں، اور اس میں اتباع ہویٰ سے کام نہیں لیتے وہ فاسق بھی نہیں ہیں بلکہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔[۲]

---

(۱) قربانی اور اہل حدیث

(۲) امداد الاحکام: ۱/۱۶۸

❷ سابق مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

ہاں! اہل حدیث مسلمان ہیں، اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (۱)

فرقہ غیر مقلدین کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے ہر ہر مسئلہ کے آخر میں کتابوں کا نام لکھدیا گیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ (۲)

(۱) كفايت المفتي: ۱/۳۳۳

(۲) مؤلف

فرقہ بریلوی

فرقہ بریلوی کا پس منظر

انیسویں صدی سے آخر تک برصغیر میں سب ہی اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت حنفی کہلاتے تھے۔ اور تصوف کے چاروں سلسلوں یعنی قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی میں بیعت کراتے رہے اور سب مسائل میں امام ابوحنیفہ کے مقلد اور عقائد میں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کو اپنا مقتدا تسلیم کرتے رہے۔ اور یہ سلسلہ تقریباً حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تک چلتا رہا کسی نے بھی برصغیر میں دیوبندی بریلوی اختلاف کا نام نہیں سنا تھا سارے مسلمانوں میں اسی نقطۂ نظر سے اتفاق و اتحاد تھا۔ اسی زمانے میں جب سیاسی طور سے مسلمانانِ ہند نے ترکوں کا ساتھ دیا اور انگریز ترکوں کے خلاف تھے۔ اور انگریزوں کی سیاست یہ تھی کہ مسلمانوں کو لڑاؤ اور حکومت چلاؤ۔ اس کام کے لئے انگریزوں نے احمد رضا خاں بریلوی کو آمادہ کیا اور پھر ان سے دو اہم کام کروائے تھے۔

❶ مسلم ممالک ترکی کے ساتھ جڑے ہوئے تھے اس وجہ سے پورے یورپ میں مسلمانوں کا رعب تھا اس اتحاد اور اتفاق کے اثر کو ختم کروانے کے لئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے بڑا کردار ادا کیا اور مستقل ایک کتاب ہے بنام دوام المعیس اس موضوع پر لکھی کہ ترکوں کو خلافت کا کوئی حق نہیں۔

دوسرا اہم کام احمد رضا خان نے یہ کیا کہ صدیوں سے جو مسلمان متحد تھے ان میں مسلک کے اعتبار سے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور ایسا انتشار ہوا کہ ایک ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے جب کہ غور کیا جائے دونوں فرقوں کا قرآن ایک۔ رسول ایک۔ خدا ایک بیت اللہ ایک مگر ان میں آپس میں ایسی کفر اور اسلام کی دیواریں قائم

کی گئیں کہ جو مضبوط سے مضبوط ہوتی چلی گئیں احمد رضا خاں بریلوی کے ایک مستند قاری احمد بیلی بھیتی نے سرائے اعلی حضرت کے مقدمے میں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱۲۹۷ھ مولانا شاہ احمد رضا خان نے قلم اٹھایا اور کتابیں لکھیں فتویٰ صادر کئے حرمین شریفین کے سفر پر مشاہیر علماء حرمین شریفین سے علماء دیوبندی کی تحریروں کے خلاف تصدیقات حاصل کیں جن کو حسام الحرمین کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا۔ مولانا احمد رضا خان پچاس سال مسلسل اسی جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کہ مستقل دو فکر قائم کر کے بریلوی اور دیوبندی دونوں جماعتوں کے علماء اور عوام کے درمیان تخالف و تصادم کا یہ سلسلہ آج بھی مفید نہیں۔ [1] اور تقریباً اسی قسم کی بات دوسرے مصنف مولانا نعیم الدین مراد آبادی تحریر کرتے ہیں۔

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی غیرت اسلامی بھی دنیا میں ان کا وقار بھی تھا اور رعب و ہیبت بھی قوت و شوکت بھی کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے۔

بہر حال انگریزوں کی سیاست کامیاب ہوئی کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دی مسلمانوں میں اس فرقہ کے ذریعہ سے ایسی پھوٹ ڈالی گئی کہ ایک طرف مسلمانوں کے اندر سے دینداری رعب وقار غیرت و شوکت جو قوم کا سرمایہ حیات ان میں وہ ختم ہو گیا اور دوسرا مسلمانوں میں مستقل دو مکتب فکر قائم ہو گئے۔ بریلوی اور دیوبندی۔

اللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

یہ فرقہ کب وجود میں آیا

یہ فرقہ بریلوی تقریباً ۱۲۹۷ھ کو وجود میں آیا۔

---

(۱) سرائے اعلی حضرت: ص ۸

بانی فرقہ بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی کے حالات[۱]

پیدائش: احمد رضا خان ہندوستان کے صوبے اتر پردیش (یوپی) میں واقع شہر بریلی میں ہوئے اس وجہ سے ان کو بریلوی کہتے ہیں۔[۲]

والد کا نام تقی علی اور دادا کا نام رضا علی تھا۔[۳]

پیدائش: ۱۴ جون ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔ والد نے احمد میاں نام رکھا دادا نے احمد رضا اور والدہ نے امن میاں نام رکھا تھا۔[۴]

مگر انہوں نے خود اپنا نام عبد المصطفیٰ رکھ لیا تھا اسی کو وہ استعمال کرتے تھے۔[۵]

تدریس: ابتداء اپنے والد کے مدرسہ مصباح العلوم میں پڑھانا شروع کیا پھر ۱۸۹۴ء میں اشاعت العلوم کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ اس کے بعد ۱۹۰۴ء میں ایک اور دارالعلوم منظر اسلام کے نام سے قائم کیا۔ پھر چند سال تدریس اور فتویٰ نویسی کا کام کیا مگر پھر بعد میں حکمتاً فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے اور مدرسہ کا تمام نظام اپنے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے حوالے کر دیا۔

---

(۱) اعلیٰ حضرت کے حالات کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا۔

① جائزة المعارف الاسلامیه ٤/٤٨٥. مطبوعه جامعه پنجاب. ② اعلی حضرت مصنف بشري. ③ حیات اعلیٰ حضرت مصنف ظفر الدین مبادي رضوي. ④ من هو احمد رضا (شجاعت علي قادري) ⑤ ملفوظات اعلي حضرت. ⑥ فتاویٰ رضویه کي ابتداء میں. ⑦ الذکر رضاء. ⑧ الفاصل بریلوي مصنف مسعود احمد. ⑨ انوار رضا. ⑩ یاد اعلیٰ حضرت مصنف عبدالحکیم شرف قادري. ⑪ باغ فردوس مصنف ایوب رضوي. ⑫ مقدمه دارلعیش مصنف مسعود احمد.

(۲) ذکره المعارف الاسلامیه: ٤/٤٨٥، حیات اعلي حضرت (ظفر الدین بهاري رضوي)

(۳) تذکرة علمائے هند: ص ٦٤

(۴) اعلي حضرت (بسنوي): ص ٢٥

(۵) من هو احمد رضا (شجاعت قادري): ص ١٥

تصنیفات: ان کی تصنیفات میں ۲۰۰ سے ایک ہزار تک کی تعداد بیان کی جاتی ہے۔

مگر حقیقتاً یہ ہے کہ جن کو کتاب کہا جائے اس کی تعداد دس سے زیادہ نہیں ہے سب سے بڑی تصنیف فتاویٰ رضویہ ہے ۸ جلدوں پر مشتمل ہے۔

وفات: ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء میں ۵۶ کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

فرقہ بریلوی کے عقائد و نظریات

۱. نبی کریم ﷺ کو علم غیب حاصل تھا۔[1]
۲. نبی کریم ﷺ نور تھے۔[2]
۳. نبی کریم بھی حاضر اور ناظر ہیں جو چاہے تصرف کر سکتے ہیں۔[3]
۴. نبی کریم ﷺ مختار کل ہیں۔[4]
۵. غیر اللہ سے مدد طلب کرنا۔[5]
۶. چند بنیادی مسائل میں اختلاف۔
۷. درود و سلام پڑھنا اور اس کے لئے قیام کرنا۔[6]
۸. قبروں کو پختہ کرنا اور اس پر گنبد بنانا۔[7]
۹. قبروں پر چراغ جلانا۔[8]
۱۰. تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں برسی وغیرہ کرنا۔[9]
۱۱. کھانے پر ختم دینا۔[10]
۱۲. جنازے کے بعد دعا کا اہتمام کرنا۔[11]

---

(۱) خالص الاعتقاد (خیر): ص ۳۵
(۲) حدائق بخشش: حصه اول ص ۸۰
(۳) برکات الاحداد وملحوظ حصه چهار ص ۷۰، و برکات الابرار: ص ۱۱ (مصنف احمد رضا خان)
(۴) برکات الاحداد: ص ۸ وملفوظات حصه چهارم: ص ۷۰
(۵) الامن والعلي: ص ۲۹ (احمد رضا خان بريلوي)
(۶) الانوار الساطعه (عبدالسميع بريلوي): ص ۲۵۰
(۷) جاء الحق: ص ۲۸۲ (فقي احمد)
(۸) فتاويٰ رضويه: ٤/١٤٤
(۹) انوار ساطعه
(۱۰) جاء الحق: ص ۲۵٤
(۱۱) مقياس الحنفيت: ص ۵۲۹

⑬ نبی کریم ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنا۔ (۱)

⑭ یارسول اللہ کہنا۔ (۲)

فرقہ بریلوی کے عقائد و نظریات اور قرآن و حدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

نبی کریم ﷺ عالم الغیب تھے

آپ ﷺ کو علم غیب دیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں:

"کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے اس لئے کہ تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں ہے "ما کان وما یکون" کا علم ملا ہے۔" (۳)

ایک دوسری جگہ پر تحریر ہے کہ:

"آپ ﷺ کو ہر شے کا علم دیا گیا۔" (۴)

دوسری جگہ پر مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ:

"نبی کریم ﷺ کو تمام جزئی و کلی علم حاصل ہو گئے اور سب کا احاطہ فرمالیا۔" (۵)

نیز ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

(۱) فتاویٰ رضویہ: ۲/۴۹۶

(۲) حدائق بخشش: ۲/۵۰

(۳) خالص الاعتقاد: ص ۳۵

(۴) مختصر عقائد اہل السنۃ والجماعۃ بریلوی مطبوعہ کلۃ

(۵) الدولۃ المکیۃ: ص ۲۳۰

"لوح و قلم کا علم جس میں تمام ما کان و مایکون ہے حضور کے علوم کا ایک ٹکڑا ہے۔"[۱]

جواب: اس کے برخلاف قرآن و احادیث اور اجماع امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عالم الغیب کی ذات صرف اللہ کی ہے علم غیب کہتے ہیں کہ وہ چیزیں جو ابھی وجود میں نہیں آئیں یا آچکی ہیں مگر ابھی تک کسی مخلوق پر ان کا ظہور نہیں ہوا۔

بدرجہ کسی رسول یا نبی کو بذریعہ وحی یا کسی ولی کو بذریعہ کشف و الہام غیب کی باتوں کا علم دیا گیا تو وہ غیب کی حدود سے نکل گیا اسی طرح جن چیزوں کا علم اسباب وآلات کے ذریعہ بھی ہو تو اس کو بھی غیب نہیں کہیں گے۔

نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

"تو پاک کلام سے عالم کی کوئی شے پردہ میں نہیں یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی و پستی دنیا و آخرت جنت دوزخ سب پر مطلع ہے۔ کیونکہ یہ سب اسی ذات جامع کمالات کے لئے پیدا کی گئیں۔"[۲]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو بھی جانتے اور تمام موجودات، مخلوقات ان کے جمیع احوال کو اہتمام و کمال جانتے ہیں۔ ماضی، حال مستقبل میں کوئی شئے کس حال میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں۔[۳]

اسی طرح متعدد عبارات میں آپ کے علم الغیب کا اثبات موجود ہے۔[۴]

قرآن کریم سے علم غیب کی نفی

قرآن میں ارشاد خداوندی میں ماسوی اللہ سے علم غیب کی نفی۔

---

(۱) خالص الاعتقاد: ص ۳۸

(۲) الکلمة العلیاء الاعلاء علم المصطفیٰ: ص ۱۴

(۳) تسکین الخواطر في مسئلة الحاضر والناظر: ۶۵

(۴) طوالت خوف سے عبارات نقل کرنے کے بجائے صرف حوالہ پر اکتفاء کیا جارہا ہے ① مواعظ نعیمیہ احمد یار ص ۱۹۲ ② الدولة المکیة ۲۳۰. ③ خالص الاعتقاد ص ۳۸، ۲۸، ۵۶، لکلمة العلیاء الاعلاء علم المصطفیٰ وغیرہ

❶ ﴿قُل لَّا يَعۡلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ ٱلۡغَيۡبَ إِلَّا ٱللَّهُۚ﴾ (۱)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کی باتیں نہیں جانتا۔“

❷ ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَآ إِلَّا هُوَۚ﴾ (۲)

ترجمہ: ”غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

❸ ﴿قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعٗا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُۚ إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٞ وَبَشِيرٞ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ۝١٨٨﴾ (۳)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے بھی نفع وضرر کا اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا تو میں سب سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی مضرت مجھے نہ چھوتی میں تو محض اہل ایمان کو ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔“

❹ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلۡغَيۡثَ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡأَرۡحَامِۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسٞ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدٗاۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسُۢ بِأَيِّ أَرۡضٖ تَمُوتُۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرُۢ ۝٣٤﴾ (۴)

ترجمہ: ”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹوں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ

---

(۱) سورۃ نمل: آیت ٦٥

(۲) سورۃ انعام: آیت ٥٩

(۳) سورۃ اعراف: آیت ١٨٨

(۴) سورۃ لقمان: آیت ٣٤

پر مرے گا اللہ سب باتوں کا جاننے والا سب خبر رکھنے والا ہے۔"

❺ ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتا۔"

احادیث نبویہ سے علم غیب کی نفی

احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب یہ اللہ کا خاصہ ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ذخیرہ احادیث میں سے چند احادیث یہ ہیں۔

❶ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کھجور پڑی ہوئی ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"لَوْ لَا اِنِّي اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَ كَلْتُهَا." (۲)

ترجمہ: "اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی کھجور ہوگی تو میں اسے کھالیتا۔"

❷ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی میں حاضر ہوئے تو وہاں پر انصار کی بچیاں اپنے آباء کی مناقب بیان کر رہی تھیں جو بدر میں شہید ہوگئے ان بچیوں میں سے ایک نے یہ کہا: "وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَد" کہ ہم میں ایک نبی موجود ہیں جو کل کی باتیں جانتے ہیں تو آپ نے فوراً فرمایا:

"دَعِي هٰذِهِ وَقُوْلِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ." (۳)

---

(۱) سورۃ طٰہ: آیت ۱۱۰

(۲) بخاری ومسلم وکذا مشکوٰۃ: ۱۶۱

(۳) مشکوٰۃ المصابیح: ص ۲۷۱

ترجمہ: ''اس بات کو چھوڑ دو وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔''

۳ حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''أُرِيْتُ هذه الليلة ثم انسيتُها فالتمسوها في العشر الاواخر والتمسوها في كل وتر.''[1]

ترجمہ: ''مجھے یہ رات بتلائی گئی تھی پھر میں بھول گیا پس تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

علماء عقائد کا متفقہ فیصلہ

ملا علی قاری (شارح مشکوٰۃ) میں فرماتے ہیں۔

۱ ''اعلم اَنَّ الْاَنْبِيَاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَمْ يَعْلَمُوْا الْمُغِيْبَاتِ مِنَ الاشياء الاَنْبِيَاء عَلَيْهِمْ اللّٰهُ تَعَالٰي اَحْيَانًا وَذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارِضَتِه قَوْلَهُ تَعَالٰي قُلْ لَايَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰت وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلاَّ اللّٰه.''[2]

ترجمہ: ''جان لو کہ بالیقین حضرات انبیاء علیہم السلام غیب کی چیزوں کا علم نہیں رکھتے سوائے اس کے جو علم اللہ تعالیٰ انہیں دے دیں اور احناف نے صراحت کے ساتھ اس کی تکفیر کی ہے کہ جو یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے ہیں کیونکہ یہ اعتقاد اللہ تعالیٰ کے قول ''قل لا يعلم من في السموات ... الآية'' کے مقابل میں ہے۔''

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۲ ''لَوْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه لَا يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ وكفر

(۱) بخاري ومسلم وكذا مشكوٰة: ۱۸۲

(۲) شرح فقه اكبر

لِاِعْتِقَادِ اَنَّہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ" [1]

ترجمہ: "اگر کوئی شخص شادی کرے اور اس میں اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنائے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوتا اس کا یہ اعتقاد کفریہ ہے کہ نبی کریم ﷺ غیب جاننے والے ہیں۔"

شرح عقائد نسفی میں ہے۔

③ "وَبِالْجُمْلَۃِ الْعِلْمُ بِالْغَیْبِ ھُوَ تَفَرَّدَ بِہِ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا سبیل اِلَیْہِ لِلْعِبَادِ اِلَّا بِاِعْلَامٍ مِنْہُ اَوْ اِلْھَامٍ." [2]

ترجمہ: "خلاصہ یہ ہے کہ علم غیب یہ ایسی چیز ہے کہ جو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں بندوں کی رسائی وہاں نہیں ہے صرف اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ وحی یا الہام سے بتادیں۔"

فتاویٰ قاضی خان (متوفی ۵۹۲ھ) میں ہے۔

"وَبَعْضُھُمْ جَعَلُوْا ذٰلِکَ کُفْراً لِاَنَّہٗ یَعْتَقِدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ وَھُوَ کُفْرٌ." [3]

ترجمہ: "اور بعض نے اس کو کفر قرار دیا ہے کیونکہ یہ اعتقاد رکھنا کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے ہیں اور یہ بات کفر کی ہے۔"

---

(۱) بحر الرائق: ۱/۱۶

(۲) شرح عقائد نسفي: صفحہ ۱۲۳

(۳) فتاویٰ قاضی خان کتاب النکاح اس کے علاوہ مزید محدثین اور فقہاء کی عبارتیں طوالت کے خوف سے حذف کر دی ہے صرف حوالوں پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔

فتاويٰ عالمگيري ۲/۴۱۲، خلاصہ الفتاويٰ ۴/۳۵۴، فصول عماديہ ص۶۴، فتاويٰ بزازيہ ص۳۲۵، عمدۃ القاري شرح بخاري ۱/۵۲۰، علامہ ابن عابدين نے شامي ص۳۰۶، مالا بدمنہ ص۱۷۶ وغيرہ.)

دوسرا عقیدہ

نبی کریم ﷺ نور تھے نہ کہ بشر

اس کے بارے میں خود احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ خدا کے نور کا ٹکڑا تھے جو بشریت کے پردے میں زمین پر اترا۔"(۱)

رضا احمد خان لکھتے ہیں

ع اٹھا پردہ دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

نیز ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"رسول اللہ کے نور سے ہیں اور ساری مخلوق آپ کے نور سے ہے۔"(۲)

ایک دوسری جگہ پر تحریر کرتے ہیں:

"بے شک اللہ ذات کریم نے صورت محمدی کو اپنے نام پاک بدیع سے پیدا کیا اور کروڑہا سال ذات کریم اسی صورت محمدی کو دیکھتا رہا اپنے اسم مبارک منان اور قاہر سے پھر تجلی فرمائی اس پر اپنے اسم پاک اللطیف غافر سے۔"(۳)

ایک جگہ پر لکھتے ہیں:

"فرشتے آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہر چیز میرے ہی نور سے پیدا فرمائی۔"(۴)

جواب: اس کے برخلاف قرآن و احادیث اور اجماع امت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء

---

(۱) حدائق: حصہ اول ص ۸۰

(۲) مواعظہ نعیمیہ: ص ۱٤

(۳) فتاویٰ نعیمیہ: ص ۳۷

(۴) صلوۃ الصفا مندرجہ مجموعہ رسائل: ۱/۳۷

علیہ السلام بشر ہوتے ہیں۔

آیات قرآنی

اس سلسلہ میں قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

❶ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾ (۱)

ترجمہ: ”اے پیغمبر آپ کہہ دیں کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے کہ ہمارا معبود ایک ہی معبود ہے۔“

❷ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾﴾ (۲)

ترجمہ: ”کسی بشر کی شان کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بات کرے مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ کے یا رسول بھیجے پھر وہ وحی کرے اس کے حکم سے بے شک وہ بلند حکمت والا ہے۔“

❸ ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾ (۳)

ترجمہ: ”ان لوگوں سے ان کے پیغمبروں نے کہا کہ یقیناً ہم تم جیسے بشر ہیں لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔“

❹ ﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾﴾ (۴)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیں میرے رب کی ذات پاک ہے میں بھی تمہارے

(۱) سورۃ کہف: آیت ۱۱۰

(۲) سوۃ شوریٰ: آیت ۵۱

(۳) سورۃ ابراھیم: آیت ۱۱

(۴) سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۹۳

ہی جیسا بشر رسول ہوں۔"

❺ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ إِذْ قَالُوا مَآ أَنزَلَ اللّٰهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَىْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِى جَآءَ بِهِۦ مُوسَىٰ﴾ (۱)

ترجمہ: "ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسے اس کی قدر کرنے کا حق ہے جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی آپ فرمادیں کہ وہ کتاب جو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے کس نے اتاری۔"

احادیث نبویہ سے بشریت کا ثبوت

❶ "عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْماً خَطِيْبًا اِلٰي اَنْ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَاتِيَنِي رَسُوْلٌ مِنْ رَبِّيْ فَاَجِبْتُ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهَا كِتَابُ اللّٰهِ ينسح الْهُدٰي فَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَضَّ عَلٰي كِتَابَ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ." (۲)

ترجمہ: "حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک دن خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا امابعد اے لوگو! میں بھی ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا فرشتہ موت کا پیغام لے کر میرے پاس آجائے اور میں رب کا پیغام قبول کرلوں اور میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ان میں سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور روشنی ہے پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو پھر آپ نے اللہ کی کتاب کے پکڑے رہنے کی خوب اور ترغیب دلائی اور آپ ﷺ نے فرمایا (دوسری

(۱) سورۃ انعام: آیت ۹۱

(۲) مسلم وکذا مشکوٰۃ: ص ۵۶۰

چیز کی) میں اپنی اہلبیت کے حق میں تم کو اللہ سے ڈراتا ہوں۔"

❷ "عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وانكم تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بعضكم ان يكون الحَنَ بِحُجَّتِهٖ من بعض ... فمن قَضَيْتُ لَهٗ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ اخيه فانما اقطع له قطعه من النار" [1]

ترجمہ: "ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میں ایک بشر ہوں اور تم لوگ اپنے جھگڑے لے کر میرے پاس آتے ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے بعض آدمی دوسرے آدمی سے زیادہ فصیح اور ہوشیار ہو؟ پس جس شخص کو میں نے فیصلہ کر کے اس کے بھائی کی کوئی چیز دے دی تو (گویا) میں نے اس کو آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیا ہے۔"

❸ "عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّي الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰي كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِي" [2]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں عرض کیا گیا حضرت نماز میں کیا کچھ زیادتی آئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے ادا کئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں میں بھی بھول سکتا ہوں

---

(۱) بخاري: ص ۳۳۲ وكذا مشكوٰة: ۳۲۷

(۲) متفق عليه وكذا مشكوٰة: ۱/ ۹۲

جیسے تم بھولتے ہو پس جب میں نماز میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کروایا کرو۔"

❹ "عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اِتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْداً لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰذَيْتُهُ شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلٰوةً زَكٰوةً وَقُرْبَةً ... الحديث." (۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اللہ میں نے تجھ سے عہد لیا ہے کہ ہرگز تو میرے ساتھ خلاف ورزی نہیں کرے گا پس میں بشر ہوں جس مؤمن کو میں نے کوئی اذیت پہنچائی ہو یا سخت کلامی کی ہو یا میں نے اس کو لعن طعن کیا ہو یا اس کو میں نے مارا ہو ان کے لئے یہ چیزیں رحمت بنا دے اور پاکیزگی جس سے وہ قیامت کے دن تیرا قربت حاصل کرے۔"

❺ "عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنِّيْ اَشْتَرِطُ عَلٰي رَبِّي اَيَّ عَبْدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ سَبَّتُه اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لَه زَكَاةً وَاَجْراً." (۲)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میں ایک بشر ہوں۔ اس لئے میں نے اپنے آپ سے یہ بات شرط کی ہے کہ اگر میں مسلمانوں میں سے کسی بندے کے ساتھ کروں تو یہ اس کے لئے پاکیزگی اور اجر کا ذریعہ بنا دے۔"

❻ "فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ

(۱) مشکوٰۃ

(۲) مسلم و مشکوٰۃ

وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَايِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ.“ (۱)

ترجمہ: ”پس نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں شک نہیں کہ میں بشر ہوں جب تم کو تمہارے دین کی بات کا حکم کروں تم اس کو محفوظ کر لیا کرو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے حکم کروں تو بے شک میں بھی ایک بشر ہوں۔“

علماء عقائد کا متفقہ فیصلہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

❶ ”فَالنَّبِيُ عَلٰي هٰذَا اِنْسَانٌ اُوْحِيَ اليه بشر“ (۲)

ترجمہ: ”پس اس لحاظ سے نبی ایک انسان ہے جس کی طرف وحی کی گئی۔“

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

❷ ”لَا خِلَافَ اِنَّه اَكْرَمُ الْبَشَرِ وَسَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ.“ (۳)

ترجمہ: ”اس میں اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ سب بشروں میں سے زیادہ عزت والے ہیں اور وہ بنی آدم میں سیّد البشر ہیں۔“

شرح عقائد میں ہے:

❸ ”وَقَدْ اَرسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰي رُسُلًا من البشر اِلَي الْبَشَرِ مُبَشِّرِيْنَ لِاَهْلِ الاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ.“ (۴)

ترجمہ: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بشر کی طرف رسول بھی بشر میں سے ہی بھیجا ہے جو ایمان داروں اور فرمانبر داروں کو خوش خبری دیں۔“

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

---

(۱) مشکوٰۃ: ص ۲۸

(۲) مسامرہ: ص ۱۹۷

(۳) کتاب الشفاء في حقوق المصطفٰي: ۱/ ۱۳۰

(۴) شرح عقائد: ص ۱٦٥

❹ ''مُحَمَّدٌ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْبَشَرِ اُرْسِلُوا اِلَي الْبَشَرِ''.[1]

ترجمہ: ''پس نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء بشر ہیں لوگوں کی طرف بھیجے گئے۔''

فتح القدیر شوکانی میں ہے:

❺ ''وَفِيْهِ اِعْلَامٌ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ بِاَنَّ الرَّسُوْلَ يَنْبَغِي اَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِ الْمُرْسَلِ اِلَيْهِم''.[2]

ترجمہ: ''اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے کہ رسول ان ہی کی جنس سے لائق ہیں جن کی طرف بھیجے گئے ہوں۔''

تفسیر مظہری میں ہے:

❻ ''يَعْنِي لَا يُرْسِلُ اِلَي قَوْمٍ رَسُوْلًا اِلَّا مِنْ جِنْسِهِمْ لِيُمْكِنَهُمْ مِنَ الْاِجْتِمَاعِ بِهٖ وَالتَّلَقِّي مِنْهُ''.[3]

ترجمہ: ''یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے قوم کی طرف رسول بھیجے ہیں تو ان کی جنس سے بھیجے ہیں تا کہ ان کے ساتھ جمع بھی ہونا ممکن ہو سکے اور ان سے (فائدہ) حاصل کرنا بھی۔''

علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

''تَقْرِيْرُ الْجَوَابِ اَنْ يُقَالَ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُرَادُكُمْ مِنْ هٰذَا الْاِحْتِجَاجِ اَنَّكُمْ طَلَبْتُمُ الْاِيْمَانَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِي لِهٰذَا الْاَشْيَاءِ اَوْ طَلَبْتُمْ مِنْ اَنَّ الْكَسْبَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰي الْمِهَادَ مَعًا عَلٰي يَدِي تَدُلُّ عَلٰي كَوْنِي رَسُوْلًا حَقًّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ بَاطِلٌ لِاَنِّي بَشَرٌ وَالْبَشَرُ لَا

(۱) کتاب شفاء: ۸۶/۱

(۲) تفسیر فتح القدیر: ص ۲۵۱

(۳) تفسیر مظهري: ۹۷/۵

قُدْرَةَ لَهٗ عَلٰى هٰذِهٖ صالا شَيْئًا." (۱)

ترجمہ: "جواب کی تقریر یہ ہے کہ کہا جائے گا کہ یا تو تمہاری مراد اس طلب سے یہ کہ تمہارا مطالبہ ہے کہ ان اشیاء کا مطالبہ تم میری ذات سے کرتے ہو اور یا تمہارا مطالبہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے طلب کروں کہ وہ معجزات میرے ہاتھ پر ظاہر فرماتے ہیں تا کہ پتہ چل جائے کہ واقعی میں اللہ کی طرف سے رسول ہوں پہلی بات تو غلط ہے کیونکہ میں بشر ہوں اور بشر کو ان اشیاء پر قدرت نہیں ہے۔"

تیسرا عقیدہ

نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے

نبی کریم ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر جاننا چاہئے مطلب یہ ہے۔ ایسی ذات جو ہر جگہ موجود ہوتی ہے اور دیکھتا ہے تو یہ عقیدہ کہ نبی کریم ﷺ کا وجود آج بھی تمام جگہ پر ہے اور کائنات کی تمام چیزوں سے واقف ہیں اس بارے میں رضا احمد خاں بریلوی کے خاص معتقد احمد سعید کاظمی فرماتے ہیں:

"کوئی مقام اور کوئی وقت حضور ﷺ سے خالی نہیں ہے۔" (۲)

احمد رضا خاں خود تحریر کرتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔" (۳)

---

(۱) تفسیر کبیر هل کنت الا بشرا رسولا کے تحت فرماتے ہیں۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی مزید محدثین مفسرین اور فقہاء نے اس مسئلہ پر اتفاق کیا ہے طوالت کے خوف سے صرف حوالہ لکھے جا رہے ہیں عبارتیں حذف کر دی گئی ہیں۔ ① تفسیر ابن جریر: ۱۳/ ۱۰٤، ② تفسیر منادي: ١/ ٤١٣، ابن قيره: ٣/ ٦٤، ٦٥، جلالين: ص٢٥٣، تفسير روح المعاني: ١٥/ ١٦٠، الشفاء: ٢/ ٥٠، مکتوبات امام رباني: ص١٦٦، دفتر اول وغيره.

(۲) تسكين الخواطر في مسئلة الحاضر والناظر: ص ٨٥

(۳) خالص الاعتقاد: ص ٤٠

دوسری جگہ پر مفتی یار لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ کی نگاہ پاک ہر وقت عالم کے ذرہ ذرہ پر ہے۔ اور نماز، تلاوت، قرآن محفل میلاد شریف اور نعت خوانی کی مجالس میں اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں۔"[۱]

"جاء الحق" میں لکھا ہوا ہے:

"آپ ﷺ آدم علیہ السلام سے لے کر کہ آپ ﷺ کے جسمانی حد تک کے تمام واقعات پر حاضر ہیں۔"[۲]

مزید یہ کہ صرف نبی کریم ﷺ حاضر ناظر ہی نہیں بلکہ اولیاء بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں۔

"جاء الحق" میں ہے کہ:

"اولیاء اللہ ایک آن میں چند جگہ ہو سکتے ہیں اور ان کے بیک وقت چند اجسام ہو سکتے ہیں۔"[۳]

مولانا احمد رضا خان خود تحریر کرتے ہیں۔

"اگر وہ (اولیاء) چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں سے ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔"

اس کے علاوہ یہ عقیدہ مختلف جگہوں پر بیان کیا گیا ہے۔[۴]

جواب: اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں حاضر ناظر ہونا یہ اللہ جل شانہ کی صفت

---

(۱) جاء الحق: ص ۱۵۵

(۲) جاء الحق: ص ۱۶۳

(۳) جاء الحق: ص ۱۵٤

(۴) طوالت کے خوف سے صرف حوالہ ذکر کیا جاتا ہے۔ ① تسکین الخواطر في مسئلة الحاضر والناظر احمد سعید کاظمي، ② جاء الحق: ص ۱۵۰، ۱۵٤، ③ (٦٥) ملفوظات: ۱۱۳، ۱۱٤، ④ خالص الاعتقاد: ٤۰، ⑤ فتاوي رضویہ: ٦/۱٤۲۰ وغیرہ

ہے اس کے علاوہ کسی کی یہ صفت نہیں ہو سکتی۔

اس ہی بات پر قرآن واحادیث اور علماء کرام کا اتفاق ہے۔

قرآن کی آیت

اس سلسلہ میں قرآن مجید میں متعدد آیات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

❶ ﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا۟ ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧﴾﴾ (۱)

ترجمہ: ”تین شخصوں کی کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جہاں وہ (اللہ) ان میں سے چوتھا نہیں ہوتا۔ اور نہ پانچ کی جہاں وہ ان میں سے چھٹا نہیں ہوتا اور نہ اس سے کم۔ نہ اس سے زیادہ مگر وہ (ہر حالت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ لوگ جہاں کہیں ہوں پھر ان کو قیامت کے دن ان کا کیا ان کو بتلائے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔“

❷ ﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ﴾ (۲)

ترجمہ: ”لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپ سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہے جب کہ وہ رات کو خلاف مرضی اسی بات کا مشورہ کرتے ہیں۔“

❸ ﴿وَمَا تَكُونُ فِى شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا۟ مِنْهُ مِن قُرْءَانٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ

---

(۱) سورۃ مجادلہ: آیت ۷

(۲) سورۃ نساء: آیت ۱۰۸

عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴾[1]

ترجمہ: ”اور آپ کسی حال میں ہوں اور آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور تم جو بھی کام کرتے ہو ہم تمہارے پاس حاضر ہوتے ہیں جب تم اس کام میں مصروف ہوتے ہو۔“

❹ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤﴾﴾[2]

ترجمہ: ”تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔“

❺ ﴿وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾﴾[3]

ترجمہ: ”اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والے ہیں۔“

احادیث نبویہ سے بھی حاضر ناظر کی صفت صرف اللہ کے لئے ثابت ہے

متعدد احادیث میں سے چند حسب ذیل ہیں:

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو فرمایا:

❶ ”اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِي تَدْعُوْنَهُ اَقْرَبُ اِلٰي اَحَدِ كُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهِ.“[4]

ترجمہ: ”تم تو اس خدا کو پکارتے ہو جو سننے والا دیکھنے والا ہے اور تمہارے ساتھ ہے اور تم سے تمہارے جانوروں کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔“

---

(۱) سورۃ یونس: آیت ٦١

(۲) سورۃ حدید: آیت ٤

(۳) سورۃ آل عمران: آیت ١٥

(۴) بخاري ومسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبادہ بن صامت کو فرمایا:

❷ "اِنَّ اَفضَلَ الاِیمَانِ اَنْ تَعلَمَ اَنَّ اللّٰہَ مَعَكَ حَیثُمَا كُنتَ" [۱]

ترجمہ: "سب سے بہتر ایمان یہ ہے کہ تم اس بات کا یقین کر رکھو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی ہو۔"

حضرت عبداللہ بن معاویہ عامری سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا:

❸ "فَمَا تَزكِیَةُ المَرءِ نَفسه یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ یَّعلَمَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَهٗ حَیثُمَا كَانَ" [۲]

ترجمہ: "یارسول اللہ کسی شخص کا اپنے نفس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس بات کا یقین ہو کہ انسان جس جگہ بھی ہو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔"

نواس بن سمعان کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

❹ "اِنْ یَّخرُج وَاَنَا فِیكُم فانا حَجِیجُهٗ دُونَكُم وَاِنْ یَّخرُج وَلَستُ فِیكُم فَامرُؤٌ حَجِیجُ نَفسه وَاللّٰهُ خَلِیفَتِي عَلٰی كُلِّ مُسلِمٍ" [۳]

ترجمہ: "اگر میں امت میں ہوتا ہوں تو میں دجال پر حجت سے غالب ہوں گا اور اگر میں تمہارے درمیان نہ رہا تو ہر شخص اپنا دفاع خود کرے اور اللہ تعالیٰ میرے بعد میری امت کی حفاظت کرنے والا ہی"

"لست فیکم" وصال کے بعد آپ اپنے حاضر و ناظر ہونے کی نفی فرما رہے ہیں۔

علماء کا متفقہ فیصلہ

فتاویٰ بزازیہ کا فیصلہ:

---

(۱) طبراني

(۲) رواه البزار في مسنده

(۳) ابوداود

❶ ”قَالَ عُلَمَائنَا مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ“ (۱)

ترجمہ: ”ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور وہ سب کچھ جانتی ہیں ایسا شخص کافر ہے۔“

فتاویٰ عالمگیریہ کا فیصلہ:

❷ ”تَزَوَّجَ رَجُلٌ اِمْرَأَةً وَلَمْ يَحْضُرِ الشُّهُوْدُ وَقَالَ خُدَائِے رَا وَرَسُوْل رَا گَوَاه كَرْدَيْم اَوْ قَالَ خُدَائِے رَاوَ اُوْشُسْتگَان رَا گَوَاه كَرْدَيْم يُكَفَّرَ“ (۲)

ترجمہ: ”ایک شخص نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور اس نے یہ کہا کہ میں خدا اور اس کے رسول کو گواہ بناتا ہوں یا اس نے یہ کہا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا (کیونکہ اس نے آپ ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کا اعتقاد کیا ہے)۔“

فتاویٰ جواہر اخلاطیہ کا فیصلہ:

❸ ”اِنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ يُكَفَّرُ فَمَا ظَنُّكَ بِغَيْرِهٖ“ (۳)

ترجمہ: ”اگر کسی نے یہ گمان کیا کہ آپ تمام غیب جانتے ہیں تو وہ شخص کافر ہو جائے گا اگر کسی دوسرے کے متعلق یہ عقیدہ رکھے تو یہ کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے۔“

علامہ ابن نجیم مصری کا فیصلہ:

❹ ”لَوْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَا يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ وَيُكَفَّرُ

(۱) بزازیہ حاشیہ عالمگیري: ۳۲۶/۶
(۲) فتاوي عالمگیري: ۴۱۳/۲
(۳) فتاوي جواهر اخلاطیه

لِإعْتِقَادِ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ"[۱]

ترجمہ: "اگر کسی شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر نکاح کیا تو نکاح سرے سے منعقد نہیں ہو گا اور وہ شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا ہے کہ آپ ﷺ غیب یعنی حاضر ناظر ہیں۔"

اس کے علاوہ متعدد محدثین و فقہاء نے اس بات پر تصریح کی ہے کہ حاضر ناظر صرف اللہ کی ذات ہے۔[۲]

چوتھا عقیدہ

نبی کریم ﷺ مختار کل ہیں

اس بارے میں خود مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

"حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی مرادیں سب حضور کے اختیار میں ہیں۔"[۳]

نیز ایک دوسری جگہ پر احمد رضا خان لکھتے ہیں

۔ ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر[۴]

نیز ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ خلیفہ اعظم اور زمین و آسمان میں تصرف فرماتے ہیں۔"[۵]

---

(۱) بحر الرائق: ۱۶/۵

(۲) خلاصه الفتاويٰ: ۳۵۴/۴، فصول عماديه: ص ٦٤، عمده القاري: ۵۲۰/۱۱، مسامره مع المسايره ابن همام: ۸۸/۲، شرح فقه: ص ۱۸۵ وغيره

(۳) بركات الاحداد: ص۸، وملفوظات حصه چهار: ص ۷۰

(۴) حدائق بخشش: حصه ۱۹

(۵) فتاويٰ رضويه: ۱۵۵/٦

بہار شریعت میں ہے:

"آپ ﷺ اللہ جل شانہ کے نائب مطلق ہیں تمام جہان آپ ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا ہے جسے چاہیں دیں جس سے چاہیں واپس لیں۔" (۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ:

"ہر چیز پر ہر نعمت پر مراد ہر دولت، دین میں، دنیا میں آخرت میں روز اول سے آج تک آج سے ابد آباد تک جسے ملی یا ملتی ہے حضور اقدس سیّد عالم ﷺ کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے۔" (۲)

بریلوی مسلک کے مستند و مستقر عالم دین مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں دے دیں۔" (۳)

اس کے ساتھ ساتھ صحابہ اور حضرت شیخ المشائخ عبد القادر جیلانی اور باقی اولیاء اللہ بھی مختار کل ہیں جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

مثلاً شیخ المشائخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں خود احمد رضا خان تحریر فرماتے ہیں

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر (۴)

اور لیاء کے بارے میں اعلی حضرت لکھتے ہیں:

"آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے اور عارف کی ملک عرش سے

---

(۱) بہار شریعت امجد علی جز: ص ۱۵

(۲) فتاوی رضویہ: ۵۷۷/۱

(۳) جاء الحق: ص ۱۹۵

(۴) حدائق بخشش: ص ۲۸

فرش تک۔"(۱)

دوسری جگہ پر فرماتے ہیں:

"اولیاء کی وساطت سے خلق کا نظام قائم ہے۔"(۲)

جواب: اس کے برخلاف قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ مختار کل ذات صرف اللہ جل شانہ کی ہے دوسرا کوئی بھی مختار کل نہیں۔

قرآن مجید کی آیات سے اللہ جل شانہ کے لئے کلی اختیار

❶ ﴿ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهُۥ تَقْدِيرًا ۝٢ وَٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْـًٔا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَوٰةً وَلَا نُشُورًا ۝٣﴾(۳)

ترجمہ: "وہ اللہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے سب کا الگ الگ اندازہ رکھا۔ مشرکین نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا لئے جو نہ تو کوئی چیز پیدا کرتے ہیں وہ خود مخلوق

(۱) الاستمداد: ص ۳۵

(۲) الامن والعلي: ص ۳٤، مزید حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الاستمداد وعلي اصيال الارتداد ص ۳۲، ۳۵، ۳٦، ۳٤، الامن والعلي: ص ۱۰۵، ۵۷، ۳٤، فتاويٰ رضويه: ۱/۵۷۷، حدائق بخشش: ۱۲۵/۲۸۷، ۱۲٦، ۱۷۹، ۱۸٤، ۱۷۹، حكايات رضوه للبركاتي منقوله عن ملفوظات: ص ۱۲۵، ٤٤، ۱۰۲، ۱۲۹ (باغ فردوس) ايوب علي رضوي: ص ۲٦، ٤ جاء الحق ص ۱۹۷، رسول الكلام ازديدار علي للبريلوي: ص ۲۵، شريعت: ۱/۹، فتاويٰ نعيميه ص ۲٤۹، مدائح اعلي حضرت ايوب رضوي: ۵، ۵٤، ۲۳، ۵٤.

(۳) سورة فرقان: آيت ۲، ۳

ہیں اور خود اپنے لئے نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت و حیات کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن دوبارہ اٹھنے کا۔"

۲ ﴿يُولِجُ ٱلَّيۡلَ فِي ٱلنَّهَارِ وَيُولِجُ ٱلنَّهَارَ فِي ٱلَّيۡلِ وَسَخَّرَ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ كُلّٞ يَجۡرِي لِأَجَلٖ مُّسَمّٗىۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمۡ لَهُ ٱلۡمُلۡكُۚ وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ ﴿١٣﴾﴾[1]

ترجمہ: "وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقررہ تک چلتے رہیں گے یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے بادشاہت اسی کی ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔"

۳ ﴿مَّا يَفۡتَحِ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحۡمَةٖ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَاۖ وَمَا يُمۡسِكۡ فَلَا مُرۡسِلَ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ﴿٢﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡۚ هَلۡ مِنۡ خَٰلِقٍ غَيۡرُ ٱللَّهِ يَرۡزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۖ فَأَنَّىٰ تُؤۡفَكُونَ ﴿٣﴾﴾[2]

ترجمہ: "اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے اس کو کوئی بند کرنے والا نہیں اور اللہ جو کچھ بند کر دے اس کو کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے لوگو تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں ان کو یاد کرو کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سو تم کہاں الٹے جا

---

(۱) سورۃ فاطر: آیت ۱۳

(۲) سورۃ فاطر: آیت ۲، ۳

رہے ہو۔"

❹ ﴿ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٠٦﴾ ﴾ (۱)

ترجمہ: "اور خدا کے سوا اس کی عبادت نہ کرنا جو تجھے نفع نہ پہنچا سکے نہ نقصان پھر اگر (اے مخاطب) تم نے ایسا کیا تو تم اس حالت میں اللہ کا حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔"

❺ ﴿ قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ﴾ (۲)

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی نفع کا۔"

احادیث نبویہ سے بھی اختیار کل صرف اللہ جل شانہ کے لئے ہی ثابت ہے

اس ضمن کی چند احادیث حسب ذیل ہیں۔

❶ "اَللّٰهُمَّ هٰذا قَسْمِي فِيمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا

ترجمہ: "اے اللہ (جو نان نفقہ وغیرہ) نفقہ میرے بس میں تھا تو میں نے اس میں برابری کر دی اب جس خیر کا تو مالک ہے میں مالک نہیں تو آپ اس میں میرا مواخذہ نہ فرمائیں۔"

❷ "اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَي الْخَلْقِ اَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيٰوةَ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي" (۴)

(۱) سورة یونس: آیت ۱۰۶

(۲) سورة یونس: آیت ۴۹

(۳) مشكوٰة المصابيح: ص ۲۷۹ بحواله ترمذي وابوداود والنسائي وابن ماجه

(۴) نسائي

ترجمہ: ’’اے اللہ اپنے علم الغیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کے واسطے سے مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تیرے علم میں میری زندگی میرے لئے خیر ہو اور مجھے وفات دے جب تیرے علم میں وفات میرے لئے بہتر ہو۔‘‘

❸ ’’اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهٗ بِيَدِكَ ... الحديث‘‘ (۱)

ترجمہ: ’’اے اللہ میں تجھ سے ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے خزانے تیرے قبضہ میں ہیں اور میں ہر برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے خزانے تیرے پاس ہیں۔‘‘

❹ ’’مَا اُعْطِيْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ‘‘ (۲)

ترجمہ: ’’آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ تو میں تمہیں اپنی طرف سے کچھ دیتا ہوں اور نہ رکھتا ہوں میں تو صرف ایک تقسیم کرنے والا ہوں جہاں مجھے اللہ کا حکم ہوتا ہے وہاں رکھ دیتا ہوں۔‘‘

استخارہ کی دعا میں نبی کریم ﷺ نے یہ دعا تعلیم دی۔

❺ ’’اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.‘‘ (۳)

ترجمہ: ’’اے اللہ میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدت کے واسطے سے تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے فضل عظیم سے آپ سے سوال کرتا ہوں بلاشبہ آپ قدرت رکھتے ہیں اور میں طاقت نہیں رکھتا اور آپ کو علم ہے اور میں علم نہیں رکھتا اور

---

(۱) مستدرك حاكم: ۱/۵۲۵

(۲) بخاري وكذا مشكوٰة باب رزق الولاة: ۳۲۵

(۳) بخاري وكذا مشكوٰة باب التطوع: ص ۱۱۶ وابوداود

آپ علام الغیوب ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے ابن عباس کو فرمایا۔

❻ "وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْكَ."

ترجمہ: "اور جان لے کہ اگر سب لوگ جمع ہو کر تجھے کوئی نفع دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے سوائے اس کے کہ جو کچھ اللہ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے اور اگر سب تجھے نقصان پہنچانے پر جمع ہوں تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ جو اللہ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے۔"

علماء کا متفقہ فیصلہ

علامہ انور شاہ کشمیری شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

❶ "اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْئًا حَالَ حَیَاتِہِمْ کَمَا اَنَّہُمْ لَا یَمْلِكُوْنَ لَهُمْ بَعْدَ وَفَاتِہِمْ وَاسْتَدَلَّ بِہٰذَا الْحَدِیْثِ وَقَالَ اَنَّہُ قَاسِمٌ لَا یُغَیِّرُ وَلَا مَلِكٌ لَہٗ اَصْلًا" (۱)

ترجمہ: "بے شک حضرات انبیاء علیہم السلام زندگی میں بھی کسی خیر کا اختیار نہیں رکھتے جیسا کہ ان کے وصال کے بعد ان کا کوئی اختیار نہیں اور انہوں (ابن تیمیہ) نے اسی حدیث سے انما انا قاسم سے استدلال کیا ہے اور کہا کہ آپ صرف تقسیم کرنے والے ہیں ملکیت و اختیار آپ کو نہیں ہے۔"

امام فخر الدین رازی کے زمانہ میں یہ عقیدہ نہیں تھا۔

---

(۱) فیض الباري: ۱/۱۷۱

❷ ''اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِي الْعَالَمِ اَحَدٌ ينسب لِلّٰهِ شَرِيْكًا يُسَاوِيْهِ فِي الْوُجُوْدِ وَالْقُدْرَةِ وَالْعِلْمِ والْحِكْمَة وهذا لَسِيَّمًا اَوْ يُوْجَدُ اِلَي الْاٰن.''[1]

ترجمہ: ''جان لو سارے جہاں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کا ایسا شریک مانتا ہو اور وجہ وقدرت اور علم وحکمت میں اللہ کے برابر کرتا ہو اور ایسا عقیدہ اس وقت تک اس کا وجود نہیں تھا۔''

علامہ شعرانی کا فیصلہ:

❸ ''وَنَحْنُ نَعْلَمُ اَنَّ الشَّارِعَ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰي ...... فَاِنَّهٗ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَلِّغٌ عَنِ اللّٰهِ احكامه فِيْمَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰي لَا يَنْطِقُ قَطُّ عَنْ هَوَي نَفْسِهٖ وَلَا يَنْسٰي شَيْئًا فَمَا اُمِرَ بِتَبْلِيْغِهٖ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰي''[2]

ترجمہ: ''ہم اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ شارع تو اللہ تعالیٰ ہی ہے .... جناب رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے والے تھے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بولتے تھے جس کی تبلیغ کا حکم ہے اس میں سے کوئی بات بولتے تھے آپ ﷺ جو بولتے تھے وہ صرف وحی ہی ہوتی تھی۔''

❹ ''اَلْحَاكِمُ لَا خِلَافَ فِي اَنَّهُ اللّٰه رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ''[3]

ترجمہ: ''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حکم دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔''

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ:

---

(۱) تفسیر کبیر: ۲/۱۱۲، تحت هذه الاية فلا تجعلوا لله اندادا

(۲) اليواقيت والجواهر: ۲/۴۲

(۳) تحري: ۲/۲۹

❺ ”مذہب صحیح آنست کہ امر تشریع مفوض بہ پیغمبر نمی باشد زیرا کہ منصب پیغمبری منصب رسالت ویکی گریست زنیابست خداونہ شرکت درکار خانہ خدائی انچہ خدائے تعالی حلال و حرام فرماید آں رارسول تبلیغ می کند وپس از طرف خود اختیارے ندارد۔“ (۱)

ترجمہ: ”صحیح مذہب یہ ہے کہ شریعت بنانے کا امر کسی کو سپرد نہیں کیا جاتا کیونکہ پیغمبری کا منصب رسالت اور پیغام رسائی کا منصب قرار پایا ہے نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نیابت اور نہ کارخانہ خداوندی میں شرکت جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام فرمایا ہے نبی اس کی ہی تبلیغ کرتا ہے اور اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتے۔“

پانچواں عقیدہ

غیر اللہ سے مدد طلب کرنا

اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنی ضرورت سے فریاد طلبی کرنا اور یوں سمجھنا کہ ان سے میری مشکلات دور ہو جائیں گی حالانکہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مشکلات حل کرنے والا نہیں ہے تو صرف اسی سے دعا اور مدد طلب کرنا چاہئے اسی کا نام توحید ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:

”اولیاء سے مدد مانگنا اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر شروع و شی مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر اسٹ ومعرم یا دشمن انصاف۔“ (۲)

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں:

”انبیاء و مرسلین، اولیاء، علماء صالحین سے ان کے وصال کے بعد بھی

(۱) تحفہ اثنا عشریہ

(۲) الامن والعلی: ص ۲۹ (احمد رضا بریلوی)

استقامت استمداد جائز ہے اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔"[۱]

نیز ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ:

"آپ ﷺ ہی ہر مصیبت میں کام آتے ہیں آپ ﷺ ہی بہتر عطا کرنے والے ہیں عاجزی و تذلل کے ساتھ حضور کو ندا کرو حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔"[۲]

نیز لکھتے ہیں:

"جبرئیل علیہ السلام حاجت روا ہیں یہ کہ حضور اقدس ﷺ تو حاجت و مشکل کشا دافع البلاء مانتے ہیں کس کو ہو سکتا ہے؟ وہ تو جبرئیل علیہ السلام کے بھی حاجت روا ہیں۔"[۳]

صرف نبی کریم ﷺ کو ہی حاجت روا نہیں ہے کہ ساتھ ساتھ حضرت علی حضرت عبدالقادر جیلانی وغیرہ متعدد اولیاء اللہ کے بارے میں بھی یہی عقیدہ ہے۔[۴]

جواب: اس کے مقابل دوسری طرف قرآنی تعلیمات و ارشادات نبوی و اجماع امت اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مصیبت میں صرف اللہ ہی کو پکارنا چاہئے اور اسی سے مدد طلب کرنا چاہئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں مصیبت کو دور کرنے والا۔

❶ ﴿ قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ

---

(۱) رسالہ حیاۃ الموات و فتاویٰ رضویہ: ٤/ ۳۷۰ (احمد رضا بریلوی)

(۲) الامن و العلی: ص ۹۲

(۳) ملفوظات: ص ۹۹

(۴) ملفوظات: ص۹۹، الامن والعلی: ص۱۳، جاء الحق: ۲۱۰، مفتی احمد یار، حدائق بخشش: ص ۱۸٦، انوار الانبیاء، فی حل نداء یا رسول اللہ مندرج درمجموعہ رسائل رضویہ: ۱/ ۱۸۰، وحیات الممات از بریلوی درج درفتاویٰ رضویہ: ٤/ ۳۰۰ وفتاویٰ افریقہ از بریلوی: ص۱۳۵ وغیرہ.

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَٰوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ﴾ (۱)

ترجمہ: ”آپ کہیں تم انہیں پکارو تو جنہیں تم اللہ کے سوا (خدا کا شریک) سمجھ رہے ہو؟ وہ ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کی ان دونوں میں سے کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی بھی اللہ کا مددگار ہے۔“

۲ ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ (۱۹۷)﴾ (۲)

ترجمہ: ”اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تو تمہاری مدد کرتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔“

۳ ﴿ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ (۱۳) إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ (۱۴)﴾ (۳)

ترجمہ: ”یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کی حکومت ہے اور جنہیں تم اس کے علاوہ پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری سنیں گے بھی نہیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کہا نہ کر سکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کرنے کا انکار کریں گے اور تجھ کو (خدا) خبیر کا سا کوئی نہ بتائے گا۔“

---

(۱) سورۃ صباء: آیت ۲۲

(۲) سورۃ اعراف: آیت ۱۹۷

(۳) سورۃ فاطر: آیت ۱۳، ۱۴

۴ ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ﴾ (۱)

ترجمہ: ”اور جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔“

۵ ﴿قُلْ أَفَاتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا﴾ (۲)

ترجمہ: ”کہہ دیجئے کہ تو کیا تم نے بھی اس کے سوا اور کارساز قرار دے دیئے ہیں اپنی ذات کے لئے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔“

۶ ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝۵﴾ (۳)

ترجمہ: ”اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا جو اللہ کے سوا اور کسی کو پکارے؟ جو قیامت تک بھی اس کی بات نہ سنے بلکہ انہیں ان کے پکارنے کی تک نہ ہو۔“

۷ ﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ﴾ (۴)

ترجمہ: ”تو بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اللہ عنایت کرنا چاہے تو یہ اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں۔“

---

(۱) سورۃ رعد: آیت ۱٤

(۲) سورۃ رعد: آیت ١٦

(۳) سورۃ احقاف: آیت ٥

(۴) سورۃ زمر: آیت ۳۸

غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کی مذمت احادیث مبارکہ میں

❶ آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس کو فرمایا کہ اپنی ضرورت صرف اللہ سے ہی طلب کرو اور فریاد فقط اسی سے کرو قلم کی سیاہی خشک ہو چکی ہے ساری کائنات مل کر بھی تجھے نہ نفع دے سکتی ہے اور نہ نقصان۔ (۱)

❷ "عَنْ اَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْه قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰه صَلّي اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاة خَلْفِيَ الْعَدُوِّ سَمِعْتُه يَقُوْلُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ قَصُدَعُ تَضْرِبُهَا الْمَلَائِكَة مِنْ بَيْنِ يَدَيْهَا وَمِنْ خَلْفِهَا." (۲)

ترجمہ: "حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم ایک جنگ میں تھے آپ ﷺ کے سامنے دشمن آیا پس میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ اے مالک یوم الدین ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں پس میں نے لوگوں کو دیکھا کہ لوگ بھاگ رہے تھے اور فرشتے ان کو آگے پیچھے سے مار رہے تھے۔"

علماء کا متفقہ فیصلہ

❶ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

امام صاحب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان سے بات کرتا تھا اور سنتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا تم کو علم ہے کہ میں تمہارے پاس کئی ماہ سے آرہا ہوں تم میرے لئے دعا کرو اس پر امام ابو حنیفہ نے فرمایا:

---

(۱) ترمذي

(۲) تفسير درمنثور: ۱/۱۴

"هَلْ اَجَا بُوْلَكَ؟ قَالَ لَا فَقَالَ سُحْقًا لَكَ وَتَرِبَتْ يَدَاكَ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَامًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ جَوَابًا وَلَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا." (۱)

ترجمہ: "کہا انہوں نے تجھے جواب دیا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں پس حضرت امام رحمہ اللہ نے فرمایا تیرے لئے تباہی ہے اور تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں کس طرح تو بات کر رہا ہے۔ ایسے اجسام کے ساتھ جو جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ کسی چیز کے مالک ہیں۔"

۲ حضرت عبدالقادر جیلانی کا فیصلہ:

حضرت عبدالقادر جیلانی نے بوقت وفات اپنے صاحبزادے عبدالوہاب کو بطور وصیت کے یہ ارشاد فرمایا:

"عَلَيْكَ بِتَقْوَي اللّٰه وَطَاعَتِهٖ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا وَلَا تُوَجِّهْ وَكِلِ الْحَوَائِجِ كُلَّهَا إِلَي اللّٰه عَزَّوَجَلَّ وَاطْلُبْهَا مِنْه وَلَا تَشْتَقِ بِاَحَدٍ سِوَي اللّٰه عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلا عَلَيْهِ سُبْحَانَهٗ التوحيد التوحيد التوحيد." (۲)

ترجمہ: "یہ لازم ہے کہ اللہ کا خوف دل میں رکھو اس کی اطاعت کرتے رہو۔ اللہ کے سوا کسی کا خوف تمہارے دل میں نہ ہو نہ اللہ کے سوا کسی سے امید لگاؤ اپنی تمام حاجتیں اللہ جل شانہ کے سپرد کرو اسی سے اپنی ضرورتیں مانگو اللہ عزوجل کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھو۔ جو کچھ بھروسہ اور اعتماد ہو صرف اسی ذات واحد پر اس کی ذات تمام عیبوں سے پاک ہے دیکھو توحید، توحید، توحید (یعنی صرف اسی ایک ذات واحد کو مانو صرف اسی ایک ذات کو مانو صرف اسی ذات واحد پر بھروسہ رکھو۔"

(۱) صبانة الانسان بحواله براهين: ۱/۲۲۳

(۲) ملفوظات مع فتح ربانی: ص ٦٦٥

چھٹا عقیدہ

۱۲؍ ربیع الاول کو عید میلاد النبی منانا

اس سلسلہ میں مفتی یار تحریر کرتے ہیں:

"میلاد ملائکہ کی سنت ہے اس سے شیطان بھاگتا ہے۔"(۱)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"میلاد شریف قرآن وحدیث اور ملائکہ وپیغمبروں سے ثابت ہے۔"(۲)

ایک اور جگہ یہ تحریر کرتے ہیں:

"محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا۔ اس کے ذکر کے موقعہ پر خوشبو لگانا۔ گلاب چھڑ کنا۔ شیرینی تقسیم کرنا غرض یہ کہ خوشی کا اظہار جو جائز طریقے سے ہو وہ مستحب ہے اور باعث برکت۔ آج بھی تو اس کو عیسائی اس لئے مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا تھا اور آپ ﷺ کی تشریف آوری اس فائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے لہٰذا ان کی ولادت کا دن بھی یوم العید ہے۔"(۳)

جواب: مگر شریعت میں اس کی ممنوعیت معلوم ہوتی ہے۔

جب کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عید میلاد النبی کا رواج قرون ثلثہ میں نہیں تھا۔ سب سے پہلے اس کا رواج مظفر الدین بادشاہ نے دیا۔ یہ ساتویں صدی ہجری کا ایک بدعتی بادشاہ تھا۔(۴)

اور اس کا عمر بن وحیہ نے خوب ساتھ دیا۔(۵)

---

(۱) جاء الحق: ۱/۲۳۳

(۲) جاء الحق: ۱/۲۲۳

(۳) جاء الحق: ۱/۲۳۱

(۴) القول المعتمد في عمل المولد (مصنف احمد بن محمد مصري)

(۵) البدایه والنهایه: ۱۳/۱٤٤

عمر بن وحیہ کے بارے میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹا آدمی تھا لوگوں نے اس کی روایت پر اعتماد کرنا چھوڑ دیا تھا اور اس کی پست زیادہ تذلیل کی تھی۔ (۱)

جب مستند حوالوں سے یہ بات ثابت ہوتی کہ یہ عید میلاد النبی کا منانا ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوا تو اب اس کو قرآن و حدیث یا صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے اقوال سے نہ ثابت کیا جاسکتا ہے یا اس کو کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے زمانے میں یہ موجود ہی نہیں تھا۔

ہاں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے۔

"مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ رَدٌّ." (۲)

ترجمہ: "جس نے دین کے معاملے میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں داخل نہ تھی اسے رد کر دیا جائے گا۔"

اسی طرح ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔

"وَ اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَة وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَة." (۳)

ترجمہ: "دین میں نئی نئی رسموں سے بچو ہر نئی رسم بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

ساتواں عقیدہ

درود و سلام پڑھتے وقت کھڑا ہونا

درود و سلام پڑھتے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں بریلوی مسلک کے مشہور عالم دین عبد السمیع بریلوی لکھتے ہیں کہ:

(۱) البدایہ والنہایہ: ۱۳/۱۴۵

(۲) بخاري ومسلم وكذا مشكوٰة: ۲۷

(۳) مسند احمد وابوداؤد وترمذي وابن ماجه وكذا مشكوٰة: ۳۰

"کہ میلاد شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا فرض ہے۔" (۱)

پس کھڑے ہونے میں عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں جیسے کہ اس شعر میں کہا گیا ہے

ع دم بدم پڑھو درود
حضور بھی ہیں یہاں موجود

جواب: اس بارے میں علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ یہ عمل اور عقیدہ صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں پوری تاریخ اسلام میں اس قسم کا عمل یا عقیدہ کسی سے بھی منقول نہیں۔

اور جو طریقہ ایسا ہو جو ثابت نہ ہو اور اس کو دین سمجھ کر لیا جائے تو اسی کا نام بدعت ہے جس کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

❶ "مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْه فَهُوَ رَدٌّ." (۲)

ترجمہ: "جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں داخل نہ تھی تو وہ مردود ہے۔"

❷ اسی طرح دوسری روایت میں ارشاد نبوی ہے:

"وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَة ضَلَالَة." (۳)

ترجمہ: "بدترین عمل وہ نئی چیزیں ہیں جو خود ایجاد کی جائیں اور یہ نو ایجاد عبادت گمراہی ہے۔"

❸ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كُلّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَلَا تَقْصِدُوْهَا ... وَخُذُوا بِطَرِيْقِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ." (۴)

---

(۱) الانوار الساطعه (عبدالسميع بريلوي): ص ۲۵۰

(۲) بخاري ومسلم وكذا مشكوٰة: ۲۷

(۳) مسلم شريف وكذا مشكوٰة: ۳۰

(۴) كتاب الاعتصام للشافعي: ۲/۲۱۱

ترجمہ: ”جس طرح کی عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی تم بھی اس کو عبادت نہ سمجھو بلکہ اپنے اسلاف صحابہ کا طریق اختیار کرو۔“

آپ ﷺ کا ایسی مجلس میں تشریف لانا یہ بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے یہ نبی کریم ﷺ پر بہتان ہے حدیث سے تو اتنا ثابت ہے۔

”مَنْ صَلّي عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّي عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ.“ (۱)

ترجمہ: ”جو شخص میری قبر کے پاس درود و سلام پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے درود و سلام بھیجتا ہے تو وہ (فرشتوں کے ذریعہ) مجھے پہنچادیا جاتا ہے۔“

آٹھواں عقیدہ

قبروں کو پختہ کرنا اور اس پر گنبد بنانا

اس سلسلہ میں مفتی احمد یار صاحب گجراتی لکھتے ہیں:

”صاحب قبر کے اظہار عظمت کے لئے قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز ہے۔“ (۲)

خود مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

”قبروں پر گنبد وغیرہ کی تعمیر اس لئے ضروری ہے تا کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں اور عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو۔“ (۳)

ایک اور جگہ تحریر کرتے ہیں کہ:

”مزارات کے پاس اولیاء کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں۔“ (۴)

جواب: اس کے برخلاف شریعت میں قبروں کو پختہ کرنا اور اس پر قبہ وغیرہ بنانا سخت

---

(۱) مشکوٰۃ: ۸۷

(۲) جاء الحق: ص ۲۸۲، (مفتی احمد یار)

(۳) احکام شریعت: ۱/ ۷۱

(۴) احکام شریعت: ۱/ ۷۱

سے منع کیا گیا ہے۔ مثلاً:

❶ "قَالَ نَهٰي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰي عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعُدَ عَلَيْهِ."[۱]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔"

❷ "نَهٰي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبْنٰي عَلَي الْقُبُوْرِ اَوْ يُقْعَدَ عَلَيْهَا اَوْ يُصَلّٰي عَلَيْهَا."[۲]

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے قبروں پر عمارت بنانے اور ان پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔"

❸ "نَهٰي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبْنٰي عَلَي الْقَبْرِ وَاَنْ يُّجَصَّصَ."[۳]

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے اور قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔"

چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق قبروں کو پختہ بنانا منع ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

امام شافعی رحمہ اللہ کتاب الام میں فرماتے ہیں:

"لَا يُبْنٰي وَلَا يُجَصَّصُ فَاِنَّ ذَالِكَ يُشْبِهُ الزِّيْنَةَ وَالْخُيَلَاءَ وَلَيْسَ

(۱) مسلم، مسند احمد: ۷۸/۸، وسنن ترمذي: ۱۲۵/۱، وابوداؤد، محلي ابن حزم: ۱۳۳/۵، السنن الكبريٰ: ٤/٤

(۲) مجمع الزوائد: ۶۱/۳

(۳) مسند احمد بترتيب الفتح الرباني: ۷۸/۸

الْمَوْتُ مَوْضِعَ وَاحِدٍ مِنْهُمَا." [1]

ترجمہ: "قبر پر نہ عمارت بنائی جائے اور نہ پختہ کیا جائے کیونکہ یہ تو زینت اور متکبرین کی عادت سے مشابہ ہے اور موت ان دونوں میں سے ایک کی بھی جگہ نہیں ہے۔"

امام مالک وامام احمد رحمہا اللہ کا فتویٰ:

المجموع شرح المہذب میں ہے "قبروں پر عمارت تعمیر کرنا اور قبروں پر لکھنا ناجائز ہوتا ہے اس میں امام مالک رحمہ اللہ وامام احمد رحمہ اللہ اور داؤد ظاہری اور جمہور علماء سب کا اتفاق ہے۔" [2]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے استاد نے یہ حدیث بیان کی:

"يَرْفَعُهُ اِلَي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰي عَنْ تَرْبِيْعِ الْقُبُوْرِ وَتَجْصِيْصِهَا." [3]

ترجمہ: "انہوں نے نبی کریم ﷺ تک اس حدیث کی سند پہنچائی ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں کو مربع بنانے اور قبروں کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔"

اور یہی بات احناف کی تمام فتاویٰ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔ مثلاً: علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ البحر الرائق میں تحریر فرماتے ہیں:

"وَلَا يُجَصَّصُ لِحَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ نَهٰي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُبْنٰي عَلَيْهِ وَاَنْ

(۱) کتاب الام: ۲۷۷/۲

(۲) المجموع شرح المھذب: ۲۹۸/۵

(۳) کتاب الآثار: ۵۲

یُکْتَبَ عَلَیْہِ۔"(۱)

ترجمہ: "قبر کو پختہ نہ بنایا جائے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور قبر پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔"

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ رد المحتار میں فرماتے ہیں:

"اَمَّا الْبِنَاءُ عَلَیْہِ فَلَمْ اَرَمَنِ اخْتَارَ جَوَازَہ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہ یُکْرَہ اَن یُبْنٰی عَلَیْہِ بِنَاءٌ مِنْ بَیْتٍ اَوْقُبَّۃٍ اَوْ نَحو ذَالِکَ لِمَا رُوِیَ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَجْصِیْصِ الْقُبُوْرِ وَاَن یُّکْتَبَ عَلَیْہَا وَاَنْ یُبْنٰی عَلَیْہَا۔"(۲)

ترجمہ: "میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے قبر پر عمارت بنانے کو پسند کیا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے، خواہ مکان ہو یا گنبد، یا اس جیسی کوئی عمارت۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے اور قبروں پر لکھنے اور قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وَلَا یُرَبَّعُ وَلَا یُجَصَّصُ وَیَکْرِہَ اَنْ یَبْنٰی عَلَی الْقُبُوْرِ اَوْ یَقْعُدَ اَوْ یَنَامَ عَلَیْہِ وَیُکْرَہُ اَنْ یَّبْنِیَ عَلَی الْقُبُوْرِ مَسْجِدًا اَوْ غَیْرَہ۔"(۳)

ترجمہ: "قبر کو مربع نہ بنایا جائے اور نہ پختہ بنایا جائے اور قبر پر عمارت تعمیر کرنا اور قبر پر بیٹھنا اور قبر پر سونا مکروہ ہے قبر پر مسجد بنانا یا اس جیسی

---

(۱) البحر الرائق: ۲/۲۰۹

(۲) رد المحتار: ۱/۶۰۱

(۳) فتاویٰ عالگیری: ۱.۱۶۶

کوئی عمارت بنانا مکروہ ہے۔"

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں:

"اَمَّا الْبِنَاءُ عَلَیْهِ فَلَمْ اَرَمَنِ اخْتَارَ جَوَازَه." [1]

ترجمہ: "مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے عمارت بنانے کو جائز سمجھا ہو۔"

نواں عقیدہ

قبروں پر چراغ جلانا

اس بارے میں مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

"شمعیں روشن کرنا قبر کی تعظیم کے لئے جائز ہے تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ یہ کس بزرگ کی قبر ہے اور وہ اس سے تبرک حاصل کریں۔" [2]

اسی طرح مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"اگر کسی ولی کی قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کرنے اور لوگوں کو بتلانے کے لئے کہ ولی کی قبر ہے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کرلیں، چراغ جلانا جائز ہے۔" [3]

جواب: اس کے برخلاف احادیث کو دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر چراغ جلانے کو منع فرمایا ہے، بلکہ چراغ جلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ

---

(۱) شامي ۱۰۱، مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالہ ملاحظہ فرمائے۔ عبارت کو طوالت کے خوف سے حذف کردیا گیا ہے۔ ① فتاويٰ سراجيه: ۲٤، ② فتاويٰ قاضي خان: ۹۲/۱، ③ فتح القدير شرح هدايه: ٤٧٢/٤، ④ مرقاة شرح مشكوٰة: ۲٤٦/۱، ⑤ بدائع الصنائع: ۳۲۰/۱، ⑥ فتاويٰ دارالعلوم ديوبند: ۹۲/۱ ⑦ المفتي: ۳۸۷/۲.

(۲) فتاويٰ رضيويه: ١٤٤/٤

(۳) جاء الحق: ص ۳۰۰

وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ." (۱)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاتی ہیں اور ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں اور ان پر چراغ جلاتے ہیں۔"

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَالنَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِ السِّرَاجِ لِمَا فِيْهِ تَضْيِيْعُ الْمَالِ لِاَنَّهٗ لَا نَفْعَ لِاَحَدٍ فِي السِّرَاجِ وَلِاَنَّهَا مِنْ آثَارِ جَهَنَّمَ وَاِمَّا لِلْاِحْتِرَازِ عَنْ تَعْظِيْمِ الْقُبُوْرِ كَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ مَسَاجِدَ." (۲)

ترجمہ: "قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت یا تو اس لئے ہے کہ اس میں مال کو بے فائدہ ضائع کرنا ہے کیونکہ اس کا کسی کو نفع نہیں اس لئے کہ آگ تو جہنم کے آثار میں سے ہے یا یہ ممانعت قبروں کی تعظیم سے بچانے کے لئے ہے جیسا کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت بھی اسی بناء پر ہے۔"

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"قبرستان میں چراغ لے جانا بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔"

در مختار میں ہے:

"وہ نذر و نیاز جو عوام کی طرف سے قبروں پر چراغ جلائی جاتی ہے خواہ وہ نقدی کی صورت میں ہو یا تیل کی، وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔" (۳)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وَاِيْقَادُ النَّارِ عَلَى الْقُبُوْرِ فَمِنْ رُسُوْمِ الْجَاهِلِيَّةِ." (۴)

---

(۱) مشکوٰۃ: ۷۱

(۲) مرقاۃ: ۱/ ۴۷۰

(۳) درالمختار حصکفي: ۲/ ۱۳۹

(۴) فتاوىٰ عالمگیري: ۱/ ۱۷۸

ترجمہ: ''یعنی قبروں پر روشنی کرنا جاہلیت کی رسموں میں سے ہے۔''

روح المعانی میں ہے:

''قبروں پر سے چراغوں اور شمعوں کو ہٹانا ضروری ہے ایسی کوئی نذر جائز نہیں ہے۔'' (۱)

دسواں عقیدہ

تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں برسی وغیرہ کرنا

اس سلسلہ میں انوار ساطعہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کا تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کرنا ضروری ہے۔

جواب: اس کے برخلاف شریعت مطہرہ میں اس سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے ظاہر ہے کہ یہ رسم قرون اولیٰ میں نہیں تھا اس لئے قرآن واحادیث میں اس موضوع کا ذکر نہیں، ہاں بعد میں علماء حق نے اس کو رد فرمایا:

محقق عالم علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح منہاج میں فرماتے ہیں:

❶ ''اَلْاِجْتِمَاعُ عَلٰي مَقْبَرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ وَتَقْسِيْمُ الْوَرْدِ وَالْعُوْدِ وَالطَّعَامِ فِي الْاَيَّامِ الْمَخْصُوْصَةِ كَالثَّالِثِ وَالْخَامِسِ وَالتَّاسِعِ وَالْعَاشِرِ وَالْعِشْرِيْنَ وَالْاَرْبَعِيْنَ وَالشَّهْرِ السَّادِسِ وَالسَّنَةِ بِدْعَةٌ مَمْنُوْعَةٌ.'' (۲)

ترجمہ: ''قبر پر تیسرے دن اجتماع کرنا، اور گلاب واگربتیاں تقسیم کرنا اور مخصوص دنوں کے اندر روٹی کھلانا مثلاً: تیجہ، پانچواں، نواں، دسواں، بیسواں، اور چالیسواں دن اور چھٹا مہینہ اور سال کے بعد یہ سب کے سب امور بدعت اور ممنوع ہیں۔''

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) روح المعاني: ۲۱۹/۱۵

(۲) شرح منهاج

"قَرَّرَ اَصْحَابُ مَذْهَبِنَا مِنْ اَنَّه يُكْرَه اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْاُسْبُوْعِ." (۱)

ترجمہ: "ہمارے مذہب کے حضرات فقہاء کرام نے اس بات کو ثابت کردیا کہ میت کے لئے پہلے اور تیسرے دن اور اسی طرح ہفتہ کے بعد طعام تیار کروانا مکروہ ہے۔"

علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم، وبستم، ششماہی، وبرسینی ہیچ نکنند کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ از سہ روز ماتم کردن جائز نداشتہ اند وحرام ساختہ اند۔" (۲)

ترجمہ: "میرے مرنے کے بعد دنیوی رسمیں جیسے دسواں، بیسواں، ششماہی اور برسی نہ کیا جائے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کو جائز نہیں فرمایا بلکہ اس کو حرام قرار دیا ہے۔"

علامہ شامی فتاویٰ بزازیہ سے نقل کرتے ہیں:

"مکروہ ہے کھانا تیار کرنا پہلے دن تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد اور تہوار کے موقع پر قبر کی طرف کھانے لے جانا اور قرأت قرآن کے لئے دعوت کا اہتمام کرنا اور ختم کے لئے یا سورت انعام یا سورت اخلاص کی قرأت کے لئے بزرگوں اور قاریوں کو جمع کرنا۔" (۳)

حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر صاحب تحفۃ الہند کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ رسم ہندوانہ ہے کیونکہ برہمن کے مرنے کے بعد گیارہواں دن اور کھتری کے مرنے کے بعد تیرہواں دن اور ویش یعنی بنئے کے مرنے کے پندرہواں یا سولہواں دن

---

(۱) مرقاة: ٥/٤٨٢

(۲) مالابدمنه: ص ١٦٠

(۳) شامي: ٢٤٠

اور شودر یعنی بالاہی وغیرہ کے مرنے کے تیسواں یا اکتیسواں دن ہے۔ ازانجملہ ایک چھ ماہی کا دن ہے یعنی مرنے کے چھ مہینے کے بعد ازاں جملہ برسی کا دن ہے اور ایک دن گائے کو بھی کھلاتے ہیں ازاں جملہ اس کے مہینے کے نصف اول میں ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ لیکن جس تاریخ میں کوئی مرا اسی تاریخ کو ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں اور کھانے کے ثواب پہنچانے کا نام سرادھ ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جاتا تو اول اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ بید پڑھواتے ہیں جو پنڈت اس کھانے پر پڑھتا ہے تو وہ ان کی زبان میں بھشر من کہلاتا ہے اور اسی طرح وہ بھی دن مقرر ہیں۔ (۱)

گیارہواں عقیدہ

کھانے پر ختم پڑھنا

اس سلسلہ میں مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں کہ:

"کھانا سامنے رکھ کر دعا کی، تو اس میں کونسی خرابی ہے؟ اسی طرح قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں۔" (۲)

اسی طرح مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"وقت فاتحہ کھانے کا قاری کے پیش نظر ہونا اگرچہ بے کار بات ہے مگر اس کے سبب سے وصول ثواب یا جواز فاتحہ میں کوئی خلل نہیں۔ (۳)

جواب: مگر شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصلیت نظر نہیں آتی۔ اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ خیر القرون میں نہیں تھی اس لئے اس سے قرآن واحادیث خالی ہیں مگر اسلاف نے اس رسم کی مذمت فرمائی ہے۔ مثلاً:

فتاویٰ سمرقندیہ میں ہے:

(۱) بحوالہ ماہ بسنت: ۹۱

(۲) جاء الحق: ص ۲۵٤

(۳) الحجة الفاتحہ: ص ۱٦

”قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَالإِخْلَاص وَالْكَافِرُوْن عَلَى الطَّعَامِ بِدْعَةٌ.“(۱)

ترجمہ: ”سورت فاتحہ اور سورت اخلاص اور سورت کافرون کا کھانے پر پڑھنا بدعت ہے۔“

خود بریلوی عالم مولوی محمد صالح تحفۃ الاحباب میں لکھتے ہیں:

”کھانا سامنے رکھ کر اس پر (کچھ) پڑھنا یہ رسم سوائے ہندوستان کے اور کسی اسلامی ملک میں رائج نہیں۔“ (۲)

بارہواں عقیدہ

جنازہ کے بعد دعا کا اہتمام کرنا

اس سلسلہ میں مولانا عمر لکھتے ہیں کہ:

”احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں وہابی بُرا جانتے ہیں، دیوبندی بھی منکر ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے ہو تم کون ہو؟“ (۳)

جواب: اس کے برخلاف اگر شریعت مطہرہ کو دیکھا جائے تو اس میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ نے ایک دو نہیں ہزاروں جنازے پڑھے اور پڑھائے مگر ان میں سے کسی نے بھی نماز جنازہ کے بعد اجتماعی طور سے دعا نہیں مانگی۔ اسی وجہ سے حضرات فقہاء احناف اس طرح دعا کرنے کو خلافِ سنت فرماتے ہیں جیسا کہ احناف کی کتب فقہ میں موجود ہے مثلاً:

❶ علامہ ابن نجیم صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں:

”... لَا يَدْعُوا بَعْدَ التَّسْلِيمِ ...“ (۴)

---

(۱) فتاوي سمر قنديه بحواله الجنة: ص ۱۵۵

(۲) تحفة الاحباب: ص ۱۲۲

(۳) مقياس الحنفيت: ص ۵۲۹

(۴) البحر الرائق: ۲/ ۱۸۳

ترجمہ: ''سلام پھیر لینے کے بعد دعا نہ کرے۔''

❷ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

''وَلَا يَدْعُوا لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِاَنَّهٗ يُشْبِهُ الزِّيَادَةَ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ.''(۱)

ترجمہ: ''نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا نہ کرے، کیونکہ یہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے۔''

❸ علامہ حافظ الدین محمد بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ بزازیہ میں فرماتے ہیں:

''...وَلَا يَقُوْمُ دَاعِيًا لَهٗ ...''(۲)

ترجمہ: ''یعنی میت کے حق میں دعا کے لئے نہ کھڑے ہو جائے۔''

❹ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نفع المفتی والسائل میں فرماتے ہیں:

''بعد نماز جنازہ کے دعا کرنا مکروہ ہے۔''(۳)

❺ امام طاہر بن احمد رحمۃ اللہ علیہ خلاصۃ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:

''لَا يَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ فِي قِرَاْةِ الْقُرْاٰنِ لِاَجْلِ الْمَيِّتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَقَبْلَهَا.''(۴)

ترجمہ: ''نماز جنازہ کے بعد اسی طرح اس سے پہلے میت کے لئے قرآن پڑھ کر دعا نہ کی جائے۔''

❻ علامہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ سراجیہ میں فرماتے ہیں:

''إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ لَا يَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ.''(۵)

ترجمہ: ''جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جائے تو دعا کے لئے نہیں

---

(۱) مرقاۃ: ۲۱۹/۲

(۲) جامع الرموز: ۲۵۱/۱

(۳) نفع المفتي والسائل: ص ٦١

(۴) خلاصة الفتاويٰ: ۲۲۵/۱

(۵) فتاويٰ سراجيه: ص ۲۳

ٹھہرے۔"

تیرہواں عقیدہ

نبی کریم ﷺ کے نام مبارک پر اپنے انگوٹھے چومنا

مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"کہ اس عمل کو وہی ناجائز کہے گا جو سیّد الانام ﷺ کے نام سے جلتا ہے۔"[1]

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"انگوٹھا چومنے کا انکار اجماع امت کے منافی ہے۔"[2]

جواب: اس عمل کا ثبوت بھی خیر القرون میں نہیں ملتا ورنہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس کی اذان میں ہوتا۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی سے بھی یہ عمل مروی نہیں۔ اسی وجہ سے اس عمل کو بعد والے علماء نے ناجائز اور بدعت بتایا ہے۔ اور جن احادیث سے اس بارے میں استدلال کیا جاتا ہے اس میں محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ سب کے سب موضوع اور جعلی ہیں۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"اَلْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ رُوِيَتْ فِيْ تَقْبِيْلِ الْأَنَامِلِ وَجَعْلِهَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَذِّنِ فِيْ كَلِمَةِ الشَّهَادَةِ كُلُّهَا مَوْضُوْعَاتٌ."

ترجمہ: "وہ حدیثیں جن میں موذن سے کلمہ شہادت میں آپ ﷺ کا نام سنتے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے وہ سب کی

---

(۱) فتاویٰ رضویہ: ۲. ۴۹۶

(۲) فتاویٰ رضویہ: ۴۹۶/۲

سب موضوع اور جعلی ہیں۔"

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بِسَنَدٍ فِيهِ مَجَاهِيلُ مَعَ انْقِطَاعِه." (۱)

"اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور اس کی سند بھی منقطع ہے۔"

اسی طرح امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الموضوعات لِلْفَتْنِي" میں اور علامہ شوکانی نے الفوائد المجموعۃ میں موضوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ سخاوی نے المقاصد الحسنۃ میں موضوع قرار دیا ہے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو یہ بات منقول ہے کہ:

"قَبَّلَ بَاطِنَ الإِنْمِلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِي فَقَدْ حَلَّتْ شَفَاعَتِي."

ترجمہ: "انہوں نے اپنی شہادت کی انگلیوں کے باطن حصے کو چوما اور آنکھ پر لگایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی اس طرح عمل کرے گا جو میرے دوست نے کی، تو میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو جائے گی۔"

اس کے بارے میں صاحب تذکرۃ الموضوعات میں علامہ محمد طاہر فرماتے ہیں ولایصح۔ (۲) یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے لایصح ہو۔ (۳)

حضرت مولانا سرفراز خان صاحب فرماتے ہیں کہ جب یہ روایت ہی صحیح نہیں تو اب اس حدیث پر عمل کیسے کیا جائے گا۔ (۴)

(۱) موضوعات: ص ۷۵
(۲) تذکرۃ الموضوعات: ص ۳۶
(۳) موضوعات کبیر: ۷۵
(۴) راہ سنت: ۲۳۹

چودہواں عقیدہ

یارسول اللہ کہنا

اس بارے میں خود مولانا احمد رضاخان صاحب لکھتے ہیں:

"بیٹھتے، اٹھتے مدد کے واسطے یارسول اللہ کہا، پھر تجھ کو کیا ہوا؟"(۱)

جواب: یارسول اللہ کہنے میں بڑی تفصیل ہے، بعض طریقے جائز اور بعض طریقے ناجائز ہیں۔(۲)

بے شک رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں، قبر شریف کے پاس درود وسلام پڑھا جاتا ہے، تو آپ خود سنتے ہیں۔ اور کسی دور دراز مقام سے صلوٰۃ وسلام بھیجا جائے تو فرشتے آپ کی خدمت اقدس میں بالاسماء (بھیجنے والے کے نام کے ساتھ) پیش کرتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ "مَنْ صَلّٰي عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰي عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ." یعنی جو کوئی میری قبر کے پاس سے درود بھیجتا ہے وہ میں خود سنتا ہوں اور جو کوئی دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔(۳)

دوسری حدیث میں ہے: "اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنَنِيْ مِنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ." خداتعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کردی ہے جو زمین میں گشت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کا صلوٰۃ وسلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

مطلب یہ کہ نزدیک ہو یا دور صحیح عقیدہ کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت یارسول اللہ کہا جائے تو وہ جائز ہے۔ مگر یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ دور سے پڑھے ہوئے درود وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ فرشتہ پہنچائے جاتے ہیں۔ خدا کی طرح بہ نفس نفیس سن لینے کا عقیدہ نہ رکھے۔

---

(۱) حدائق بخشش: ۲/۵۰

(۲) مشکوٰۃ، ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رحیمیہ

(۳) اختلاف امت: ۱/۴۵ میں دیکھیں

اسی طرح ''التحیات'' میں: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِيُّ'' کہہ کر سلام پہنچایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ نیز قرآن پاک پڑھتے وقت: ''یَآ اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ'' عبارت کے طور پر پڑھا جاتا ہے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اس کو حاضر وناظر کی دلیل بنا لینا جہالت ہے۔ نیز حاضر وناظر کے عقیدے کے بغیر فقط جوش محبت میں یارسول اللہ کہا جائے یہ بھی جائز ہے۔ کبھی غایت محبت اور شدید غم کی حالت میں حاضر ناظر کے تصور کے بغیر غائب کے لئے لفظ ندا بولتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ کبھی صرف تخیل کے طریقہ کے ساتھ شاعرانہ وعاشقانہ خطاب کیا جاتا ہے اس میں بھی کوئی حرج نہیں (شعراء تو دیواروں اور کھنڈرات کو مخاطب بناتے ہیں)۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ حاضر وناظر وغیرہ کا کوئی عقیدہ یہاں نہیں ہوتا۔ البتہ بدون صلوٰۃ وسلام حاضر وناظر جان کر حاجت روائی کے لئے اُٹھتے بیٹھتے، یارسول اللہ! یا علی یا غوث وغیرہ کہنا بے شک ناجائز اور ممنوع ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (۱)

''تم مجھے پکارو، میری عبادت کرو، میں تم سے غائب نہیں ہوں، میں تمہارا پکارنا سنتا ہوں اور تمہاری درخواست وعبادت قبول کرتا ہوں۔''(۲)

حدیث شریف میں ہے۔

''قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوْ مَعَ اللهِ اَحَدًا وَهُوَ خَلَقَكَ.''

''یعنی ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کون سا گناہ عند اللہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو پکارنے میں اور

(۱) سورۂ مؤمن: آیت ٦٠

(۲) تفسیر حقانی: ٦/١٩١

اس کی عبادت میں تو کسی کو شریک بنادے یعنی خدا کی طرح اور کو پکارے حالانکہ تجھ کو پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح حاجت روائی کے لئے یا اللہ! کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح دوسرے کو پکارے یہ بڑا گناہ ہے۔[1]

لہٰذا نشست وبرخاست اور بوقت مصیبت یا اللہ کہہ کر اپنے خالق ومالک اور رازق کو (جس کی شان "علي كل شيء قدير" اور "بكل شيء عليم" ہے) پکار کر مدد مانگنی چاہئے۔ اور تمام حوائج اسی کی بارگاہ میں پیش کرنے چاہئیں۔ نہ یہ کہ یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث کہہ کر بالاستقلال حاجتمند اور مشکل کشا سمجھ کر ان کو پکارے اور ان کی خدمت میں حوائج کو پیش کرے۔ یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے

حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اے مخاطب! میں تجھ کو مخلوق کے پاس دیکھ رہاہوں نہ کہ خالق کے پاس، تو نفس اور مخلوق دونوں کا حق ادا کرتاہے اور حق تعالیٰ کا حق ساقط کرتاہے۔ یہ نعمتیں جن میں تو غرق ہے تجھ کو کس نے دی ہیں کیا خدا کے سوا کسی دوسرے نے دی؟[2]

نیز وہ فرماتے ہیں:

"فَلَا تَذْهَبَنَّ بِهِمَّتِكَ إِلَي اَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ فِي مُعَافَاتِكَ فَذَالِكَ إِشْرَاكٌ مَنْكَ بِهِ لَا يَمْلِكُ مَعَهُ فِي مِلْكِهِ اَحَدٌ شَيْئًا. لَا ضَارٌ وَلَا دَافِعَ وَلَا جَالِبَ وَلَا سَقْمٌ وَلَا مُبْتَلِي وَلَا مَعَافِي وَلَا مبْرِي غَيْرِه."[3]

ترجمہ: "بلادفع کرانے کے لئے اپنی ہمت اور اپنی توجہ کسی مخلوق کے پاس مت لیجاؤ کہ یہ خداوند تعالیٰ کا شریک بنانا ہے۔ کوئی شخص اس کے

(۱) مشکوٰۃ، مظاهر حق: ۴۱/۱

(۲) الفتح الرباني: ص ۲۸۵

(۳) فتوح الغيب مقاله: ۵۹، ص ۱۵۰

ساتھ اس کی ملک میں سے کسی چیز کا مالک نہیں ہے، نہ نقصان و نفع پہنچانے والا، نہ ہٹانے والا، نہ بیمار و مبتلا کرنے والا، نہ صحت و نجات دینے والا اس کے سوا اور کوئی۔"

اور فرماتے ہیں:

"فَلْيَكُنْ لَكَ مَسْئُوْلٌ وَاحِدٌ وَمُعْطِيٌ وَاحِدٌ وَهِمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَهُوَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ اَلَّذِيْ نَوَاصِي الْمُلُوْكِ بِيَدِهٖ وَقُلُوْبُ الْخَلْقِ بِيَدِهٖ الَّتِي هِيَ أُمَرَاءُ الْاَجْسَادِ." (۱)

ترجمہ: "پس چاہئے کہ تمہارا مسؤل (جن سے تم مانگو) وہ واحد ہو۔ عطا کرنے والا واحد ہو۔ ہمت اور توجہ واحد ہو (پراگندہ نہ ہو) اور وہ تیرا رب ہے (عزوجل) وہ رب کہ تمام بادشاہوں کے پیشانی کے بال اس کے دست قدرت میں ہیں۔ تمام مخلوق کے دل جو جسموں کے حاکم ہوتے ہیں اس کے قبضہ میں ہیں۔"

خلاصہ یہ کہ خدا کے سوا کسی اور کے لئے چاہے نبی ہو یا ولی، حاضر و ناظر اور حاجت روا ہونے کا عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

حاضر و ناظر صرف خدا کی ذات ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حق سبحانہ وتعالیٰ براحوال جزوی وکلی او مطلع ست وحاضروناظر! اس کے علاوہ کسی اور کے تصور سے ہمیں شرم کرنی چاہیئے۔ (۲)

"عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" اور "بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْط" حاضر و ناظر وغیرہ صرف اللہ پاک کے اوصاف ہیں ان میں کوئی شریک نہیں۔ حضرت شاہ ہدایت اللہ نقشبندی بے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں یکتا ہے کوئی اس کی ذات وصفات اور اس کے افعال میں کسی قسم کی شرکت نہیں

(۱) فتوح الغیب مقالہ: ۵۸

(۲) مکتوب: ۷۸، ۱/ ۱۰۰

رکھتا۔[۱]

اسی لئے حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سلطان العارفین حضرت قاضی حمید الدین ناگوری "توشیح" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض اشخاص وہ ہیں جو اپنے حوائج اور مصیبت کے وقت اولیاء وانبیاء کو پکارتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی ارواح موجود ہیں ہماری پکار سنتی ہیں اور ہماری ضروریات کو خوب جانتی ہیں یہ بڑا شرک اور کھلی جہالت ہے۔ اور ملا حسین جناح "مفتاح القلوب" میں فرماتے ہیں:

"واز کلمات کفر ست نداء کردن اموات غائبانہ بگمان آنکہ حاضر اند مثل یارسول اللہ ویاعبد القادر ومانند آں!۔"

ترجمہ: "یعنی جو بزرگ وفات پاچکے ہیں، ان کو ہر جگہ حاضر وناظر گمان کرکے غائبانہ نداء کرنا جیسے یارسول اللہ! یاعبد القادر وغیرہ، یہ کلمات کفر یہ ہیں۔"

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے: "مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائخ حَاضِرَةٌ يُكَفَّرُ." یعنی جو کوئی کہے کہ بزرگوں کی روحیں ہر جگہ حاضر وناظر ہیں تو وہ کافر ہے۔[۲]

اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عقائد باطلہ کے بارے میں یہ تحریر فرماتے ہیں:

"انبیاء مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب وشنیدن فریاد ہرکس وہرجا قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند۔"[۳]

ترجمہ: "انبیاء اور رسولوں کے لئے لوازم الوہیت جیسے کہ عالم الغیب ہونا اور ہر جگہ سے ہرایک کی فریاد سننا اور تمام مقدورات پر قدرت

---

(۱) معیار السلوك: ص ۷

(۲) فتاويٰ بزازيه مع فتاويٰ عالمگيري: ۳/۳۲۶

(۳) تفسير فتح العزيز سورۂ بقره: ص ۱/۵۲

ثابت کرنا الخ (یہ عقیدہ باطل ہے۔)"

بریلوی خیالات کے ایک بڑے عالم بھی مذکورہ بالا عقیدہ کے بارے میں واضح الفاظ میں فرماتے ہیں: "ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سب جا (ہر جگہ) حاضر وناظر بجز خدائے عز اسمہ کے کوئی نہیں۔[1]

غرض یہ کہ یارسول اللہ، یاغوث وغیرہ اس عقیدے سے کہنا کہ اللہ کی طرح یہ حضرات بھی ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، یا ہماری ہر پکار اور فریاد کو سنتے ہیں اور حاجت روا ہیں، جائز نہیں ہے، اگر اپنا یہ عقیدہ نہ ہو لیکن اوروں کا عقیدہ بگڑنے کا اندیشہ ہو تب بھی جائز نہیں ہے کہ ان کے سامنے ایسے کلمات کہیں۔

(۱) انوار الھیہ فی الاستعانہ من خیر البریہ: ص ۱۲٤

فرقہ بریلوی کے بارے میں اہل فتاویٰ کی آراء

❶ مفتی اعظم ہند، مولانا محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ آواز بلند کر کے پڑھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ خود حضور ﷺ یہاں حاضر وناظر ہیں۔ اور بلاواسطہ سنتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے اور اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔(۱)

❷ جامعہ خیر المدارس ملتان کا فتویٰ:

بریلوی فرقہ جس کے عقائد مندرجہ بالا بیان کئے گئے ہیں اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں ان کے اہل بدعت واہل ہویٰ ہونے میں کلام نہیں۔ لیکن اس فرقے کے تمام افراد پر مجموعی طور پر کافر اور مشرک ہونے کا فتویٰ علماء اہل سنت والجماعت نے نہیں لگایا۔ البتہ خصوصی افراد جن سے صراحۃً کلمات کفر سرزد ہوں اور ان کی کوئی صحیح تاویل نہ ہو سکتی ہو اور وہ کفریہ معانی پر جمے ہوئے ہوں ایسے لوگ کافر ہو جائیں گے۔ (فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

❸ صاحب مجموعۃ الفتاویٰ کی رائے:

ایسے شخص کا عقیدہ فاسد ہے، بلکہ کفر کا خوف ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔(۲)

(۱) فتاوی محمودیہ: ۱/۱۰۷

(۲) مجموعۃ الفتاویٰ مصنف مولانا عبدالحی: ص ٤٦

فرقہ بریلوی کی مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا

❶ اہل سنت واہل بدعت کی پہچان .... ترجمان اہل سنت علامہ سعید احمد قادری صاحب
❷ پانچ مسائل .... از مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب
❸ بریلویت وپانچ عقائد .... شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر
❹ تحریک پاکستان کے حامی اور مخالف دونوں مذہبی طبقوں کا موقف ایک نظر میں .... سیّد امیر علی قریشی صاحب
❺ چراغ سنت .... مولانا سیّد فردوس علی شاہ صاحب
❻ الصلوٰۃ والسلام .... مولانا سیّد فردوس علی شاہ صاحب
❼ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم .... ایضاً۔
❽ اصدق الخبر فی اذان القبر .... ایضاً۔
❾ شرح فیصلہ ہفت مسئلہ .... مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
❿ فاضل بریلوی کا حافظہ .... جناب محمد انوار احمد صاحب
⓫ بریلی کا نیا دین .... مولانا ریحان الدین خان قاسمی صاحب
⓬ کتاب التوحید فی التصرف .... مولانا عبد الغنی الجاجروی صاحب
⓭ کتاب التوحید فی العلم .... ایضاً۔
⓮ تنقید الفاضل علی قائل الحاضر والناظر .... مولانا محمد فاضل صاحب
⓯ نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں .... مولانا عبد الرشید ارشد صاحب
⓰ اتمام البرہان فی ردتوضیح البیان (رد شرک وبدعت) .... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب
⓱ چہل مسئلہ .... مولانا صوفی عبد العزیز صاحب

۱۸ رضاخانیت اور مسئلہ علم غیب .... سعید احمد قادری صاحب
۱۹ مکالمہ حقانی باطائفہ رضاخانی .... مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی صاحب
۲۰ اربعین پیامی .... ایضاً۔
۲۱ حقائق علم غیب .... ایضاً۔
۲۲ ضیاء العقائد .... ایضاً۔
۲۳ کفر وایمان کی کسوٹی .... مولانا مطیع الحق دیوبندی صاحب
۲۴ فتاویٰ اعلیٰ حضرت .... ایضاً۔
۲۵ اسلامی عقیدے .... ایضاً۔
۲۶ رضاخانی مذہب کامل دس جلد .... مولانا سعید احمد قادری صاحب
۲۷ بریلوی مذہب کامل ۲ جلد .... ایضاً۔
۲۸ حسام قادری کامل ۲ جلد .... ایضاً۔
۲۹ فتاویٰ بریلوی .... ایضاً۔
۳۰ انگوٹھے چومنا بدعت ہے .... ایضاً۔
۳۱ تلبیسات کنز الایمان .... ایضاً۔
۳۲ تلبیسات نور العرفان .... ایضاً۔
۳۳ رضاخانیت اور تقدیس حرمین .... ایضاً۔
۳۴ تعارف احمد رضاخان بریلوی .... ایضاً۔
۳۵ مقیاس حنفیت کا تحقیقی جائزہ .... ایضاً۔
۳۶ عید میلاد النبی ﷺ کی حقیقت .... ایضاً۔
۳۷ مروجہ صلوٰۃ وسلام .... ایضاً۔
۳۸ رضاخانی ختم شریف .... ایضاً۔
۳۹ ولیم گوجرانوالہ .... ایضاً۔
۴۰ رضاخانی حقائق .... ایضاً۔

۴۱ رضاخانیوں کی پیٹ پرستی......... ایضاً۔
۴۲ رضاخانیت اور دعا بعد نماز جنازہ......... مولانا سعید احمد قادری صاحب
۴۳ سیاہ خضاب اور جہالت احمد رضا......... ایضاً۔
۴۴ بشر مجسم حضرت محمد ﷺ .... ایضاً۔
۴۵ نور صفات حضرت محمد رسول ﷺ .... ایضاً۔
۴۶ رضاخانیت اور مسئلہ مختار کل......... ایضاً۔
۴۷ رضاخانیت اور مسئلہ نور......... ایضاً۔
۴۸ رضاخانیت اور مسئلہ بشریت......... ایضاً۔
۴۹ رضاخانیت اور مسئلہ سایہ رسول ﷺ .... ایضاً۔
۵۰ بیان الحق بجواب جاء الحق......... ایضا۔
۵۱ تعلیمات احمد رضا اور امت احمد رضا......... ایضاً۔
۵۲ ایک مناظرہ جو نہ ہو سکا......... جناب انور محمود صدیقی صاحب
۵۳ اصول السنۃ لرد البدعۃ......... مولانا محمد طاہر پنج پیر صاحب
۵۴ خیر الکلام فی تقبیل الابہام عند سماع ذکر خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام......... مولانا محمد حسین نیلوی صاحب
۵۵ عید میلاد کی شرعی حیثیت......... ایضاً۔
۵۶ سیف رحمانی علی عنق رضاخانی......... مولانا محمد یوسف رحمانی
۵۷ ہدیہ رحمانی الی فرقہ رضاخانی......... ایضاً۔
۵۸ مناظرہ دوکوٹہ......... ایضاً۔
۵۹ مشرب رضاخانی......... ایضاً۔
۶۰ مسلک رضاخانی......... ایضاً۔
۶۱ نور بشر کے لباس میں......... مولانا محمد یوسف رحمانی صاحب
۶۲ رحمانی کی للکار رضاخانی کا فرار......... ایضاً۔

۶۳ فیصلہ خصومات از محکمہ دار القضاۃ.........

۶۴ آئینہ رضاخانیت......... مرتب نا معلوم

۶۵ دیوبند سے بریلی تک......... مولانا ابو الاوصاف رومی صاحب

۶۶ انکشاف حق......... مولانا مفتی خیل احمد برکاتی صاحب

۶۷ بالعروۃ الوثقیٰ ۳ جلد......... مولانا محمد دین لاہوری صاحب

۶۸ الجہاد فی سبیل اللہ......... ایضاً۔

۶۹ باعلاء کلمۃ اللہ......... ایضاً۔

۷۰ نور وبشر......... ایضاً۔

۷۱ باطل فرقہ پرستوں کی تجارت......... ایضاً۔

۷۲ دور حاضر کی ایجاد عید میلاد......... مولانا محمود الحسن بالاکوٹی صاحب

۷۳ حقیقت میلاد......... مولانا قاضی محمد یونس انور صاحب

۷۴ مقاطع الحدید علی الکذاب العنید......... مولانا محمد حنیف رہبر مبارکپوری

۷۵ بریلوی فتوے......... مولانا نور احمد صاحب

۷۶ فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب .... مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی صاحب

۷۷ قاصمۃ الظہر فی بلند شہر......... مولانا عبد الغنی خورجوی صاحب

۷۸ آئینہ بریلویت......... جناب انوار احمد ایم کام صاحب

۷۹ البرھان فی رد البہتان......... مصنف نا معلوم

۸۰ حق کی کسوٹی (شرک وبدعت پر تحریری مناظرہ) .... مصنف نا معلوم

۸۱ کشف الافساد بجواب نہایت الارشاد......... مصنف نا معلوم

۸۲ نئے مجدد کا نیا ایمان......... مرتب نا معلوم

۸۳ بشریت ورسالت......... جناب سیّد محمد انور جیلانی صاحب

۸۴ تحفۂ میلاد......... مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب

.........مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۰۷ تنشیط الاذان.........ایضاً۔

۱۰۸ بسط البنان.........مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۹ تغییر العنوان.........ایضاً۔

۱۱۰ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب.........مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۱ دلیل الخیرات فی ترک المنکرات.........مفتی کفایت اللہ صاحب

۱۱۲ خیر الصلات فی حکم الدعاء للاموات.........ایضاً

۱۱۳ تحفہ لاثانی بر فرقہ رضاخانی.........مولانا عبد الشکور لکھنوی صاحب

۱۱۴ نصرت آسمانی بر فرقہ رضاخانی.........ایضاً

۱۱۵ فتح حقانی بر فرقہ رضاخانی.........مولانا عبد الشکور لکھنوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۱۶ سوط الابرار بجواب کاشف الاسرار.........مولانا عبد الغنی پٹیالوی

۱۱۷ الجنۃ لاہل السنۃ بجواب التحقیقات لدفع التحریفات.........مولانا عبد الغنی پٹیالوی صاحب

۱۱۸ تزکیۃ الخواطر عما القی فی امنیۃ الاکابر.........مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۹ توضیح البیان فی حفظ الایمان.........مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۰ انتصاف البری من الکذاب المفتری.........ایضاً

۱۲۱ الختم علی لسان الخصم.........ایضاً

۱۲۲ اسکات المعتدی.........ایضاً

۱۲۳ سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد.........ایضاً

۱۲۴ توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد (ملقب بہ) القیامۃ الصغریٰ علی من یقدم رجلاً ویؤخر الاخریٰ.........مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۵ العلان لدفع البغی والطغیان.........ایضاً

۱۲۶ الطین اللاذب علی الاسود الکاذب (الملقب بہ) الفتح المبین علی اعداء الاسلام والمسلمین مع ضمیمۃ تکمیل الفتح یعنی واقعہ بلند شہر......... ایضاً
۱۲۷ السوء النقم علی مکفر نفسہ من حیث لایعلم المعروف بہ رد التکفیر علی الفحاش الشنطیر......... ایضاً
۱۲۸ دھماکہ بجواب زلزلہ......... نامعلوم مرتب
۱۲۹ بریلویوں کا چالیسواں......... نامعلوم مرتب
۱۳۰ شیطان کا واویلا......... جناب حافظ محمد اقبال صاحب
۱۳۱ پڑھتا جا، شرماتا جا......... جناب حافظ عبد الرشید صاحب
۱۳۲ بریلویوں کی مذہبی خودکشی......... مولانا محمد موسیٰ صاحب
۱۳۳ تحقیق مسئلہ بشریت......... مولانا بشیر احمد جالندھری صاحب
۱۳۴ افضل البشر......... مولانا غلام علی صاحب
۱۳۵ انکشافات بریلویت......... ایک سابق بریلوی کے قلم سے
۱۳۶ توحید اور شرک کی حقیقت......... مولانا نور الحسن شاہ بخاری صاحب
۱۳۷ بشریت النبی ﷺ......... ایضاً
۱۳۸ زلزلہ در زلزلہ......... مولانا نجم الدین احیائی صاحب
۱۳۹ غلغلہ بجواب زلزلہ......... قاضی شمس الدین نقشبندی صاحب
۱۴۰ بریلوی فتنہ کا نیا روپ بجواب زلزلہ......... مولانا عارف سنبھلی صاحب
۱۴۱ انکشافات بجواب زلزلہ.........
۱۴۲ دعوت مباہلہ اور شاہ احمد نورانی کا فرار......... مولانا امیر علی قریشی صاحب
۱۴۳ بہتان عظیم......... ایضاً
۱۴۴ تکفیری افسانے......... مولانا نور احمد صاحب
۱۴۵ ضیاء الحق بجواب اغلاط جاء الحق......... مولانا محمد موسیٰ لودھراں
۱۴۶ آئینہ صداقت......... جناب پروفیسر روحی صاحب

۱۴۷ چہل مسئلہ حضرات بریلویہ......... پروفیسر رحیم بخش صاحب

۱۴۸ تلبیسات کنز الایمان......... مولانا عبد المعبود صاحب

۱۴۹ بریلوی مذہب......... قاضی کفایت اللہ میانوی صاحب

۱۵۰ بریلویت سنت وبدعت کی روشنی میں......... مولانا مقصود احمد جالندھری

۱۵۱ آئینہ مذہب بریلویہ......... مولانا محمد عبد اللہ درخواستی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۵۲ القول الفصل فی حکم الاحتفال بمولد خیر الرسل .... جناب اسماعیل محمد الانصاری صاحب

۱۵۳ براہین اہل سنت حصہ اول......... مولانا دوست محمد قریشی صاحب

۱۵۴ بشریت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم .... مولانا عبد السلام صاحب

۱۵۵ سنت وبدعت اکابر صوفیاء کرام کی نظر میں......... مفتی محمد شفیع صاحب

۱۵۶ علمائے دیوبند کا مسلکی مزاج اور ان کا دینی رخ......... قاری طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۵۷ علم غیب......... ایضاً

۱۵۸ الکلام الموزون فی صلوٰۃ الجنازۃ علی الوجہ المسنون وقویم الصراط علی مسئلۃ الاسقاط......... سیّد لعل شاہ بخاری

۱۵۹ بشریت رسول......... ایضاً

۱۶۰ تسکین السائل عن خمس مسائل......... ایضاً

۱۶۱ تحقیق الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ، اول، دوم......... مولانا عبد العزیز صاحب

۱۶۲ مروجہ میلاد شریف......... قاری عبد الرشید صاحب

۱۶۳ توثیق الکلام فی رد حیلۃ الاسقاط المروجہ فیمابین الانام۔ (المعروف بہ) مروجہ حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت......... مولانا سجاد بخاری

۱۶۴ عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین......... مولانا حسین احمد نجیب صاحب

۱۶۵ شریعت حضرت محمد مصطفیٰ اور دین، مولانا احمد رضا خان صاحب اعلیٰ حضرت

بریلوی .... جناب ملک حسن علی صاحب

۱۶۶ نذر ونیاز .... جناب حکیم نوراحمد یزدانی صاحب

۱۶۷ اہل سنت کی پہچان .... مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب

۱۶۸ رجب المرجب کے کونڈوں کی کتاب .... مولانا محمود الحسن بدایونی

۱۶۹ اظہار العیب فی کتاب اثبات علم غیب: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔ یہ کتاب ازالۃ الریب کے جواب میں لکھی جانے والی کتاب اثبات علم غیب کا جواب ہے۔

۱۷۰ تبرید النواظر فی تحقیق مسئلہ حاضروناظر (یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک) شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب (یہ مسئلہ حاضر وناظر پر فیصلہ کن کتاب ہے)

۱۷۱ تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر .... شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب۔ یہ کتاب تبرید النواظر کے جواب میں لکھی جانے والی کتاب تنویر الخواطر کا جواب ہے۔

۱۷۲ دل کا سرور تحقیق مسئلہ مختار کل .... شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب

۱۷۳ راہ ہدایت بجواب نور ہدایت: .... ایضاً۔ یہ کتاب دل کا سرور کے جواب میں لکھی جانے والی کتاب کا جواب ہے۔

۱۷۴ نور وبشر .... افادات شیخ الحدیث صفدر مدظلہ مرتب فیاض خان صاحب

۱۷۵ گلدستہ توحید (تحقیق مسئلہ استعانت بغیر اللہ) .... شیخ الحدیث صفدر خان

۱۷۶ ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب وحاضر وناظر .... ایضاً

۱۷۷ تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین (رد شرک وبدعت) .... شیخ الحدیث صفدر صاحب

۱۷۸ راہ سنت (رد بدعات) .... مولانا سرفراز صفدر صاحب

۱۷۹ درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ .... ایضاً۔ اس رسالہ میں اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے متعلق تحقیق کی گئی ہے۔

۱۸۰ حکم الذکر بالجہر بجواب ذکر بالجہر حصہ اول .... ایضاً

۱۸۱ اخفاء الذکر بجواب ذکر بالجہر حصہ دوم .... ایضاً
۱۸۲ باب جنت بجواب راہ جنت .... ایضاً
۱۸۳ مطالعۂ بریلویت ۴ جلدیں: .... علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب (لندن)
۱۸۴ شاہ اسماعیل شہید .... ایضاً
۱۸۵ نماز کا مقام توحید .... ایضاً
۱۸۶ علم جنات و ملائکہ .... ایضاً
۱۸۷ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے .... ایضاً
۱۸۸ مقدمہ تحذیر الناس .... ایضاً
۱۸۹ حالات و کمالات اعلیٰ حضرت بریلوی .... مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب
۱۹۰ نذر لغیر اللہ حرام ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ .... ایضاً
۱۹۱ بریلوی حقائق بجواب دیوبندی حقائق .... ایضاً
۱۹۲ رضاخانی مولویوں کی دربار رسالت میں گستاخیاں .... جناب مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب
۱۹۳ اربعین .... ایضاً
۱۹۴ التحقیق النادر فی مسئلۃ الحاضر والناظر .... جناب مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب
۱۹۵ تیجہ شریف .... ایضاً
۱۹۶ مناظرہ شیفلڈ .... ایضاً
۱۹۷ بریلوی ملاؤں کا ایمان .... ایضاً
۱۹۸ گستاخانِ مصطفیٰ کی خانہ تلاشی .... مولانا محمد رمضان صاحب
۱۹۹ سیف نعمانی علی عنق نورانی .... ایضاً
۲۰۰ بریلوی مذہب .... ایضاً
۲۰۱ بشریت کا منکر کافر ہے .... ایضاً
۲۰۲ تحقیق مذاہب .... مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی صاحب

۲۰۳ الکفر المتین فی الصریح المتعین (الملقب بہ) علم وجہالت کی کسوٹی: .... ازمولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۰۴ کالا کافر........ ایضاً

۲۰۵ نوہزاری اشتہار........ ایضاً

۲۰۶ آخری اتمام حجت........ ایضاً

۲۰۷ بریلوی مجدد سے مناظرہ........ ایضاً۔

۲۰۸ القسورۃ علی الحمیر المستنفرۃ........ ایضاً

۲۰۹ مولوی عبدالغنی رامپوری اور نوہزار کی ہوس خام........ ایضاً

۲۱۰ تحذیرالاخوان عن رضاء الشیطان........ ایضاً

۲۱۱ جیسی روح ویسے فرشتے........ ایضاً

۲۱۲ تہدید المنکرین لقدرۃ رب العالمین........ سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری

۲۱۳ کوکب الیمانیین علی الحطان والخراطین........ ازمولانا حافظ حسین احمد و کبیر احمد وعبدالودود صاحبان

۲۱۴ سیف یمانی بر مکائد فرقہ رضاخانی........ مولانا منظور احمد نعمانی

۲۱۵ معرکۃ القلم (المعروف) فیصلہ کن مناظرہ........ ایضاً

۲۱۶ روئداد مناظرۂ بریلی المعروف فتح بریلی کادلکش نظارہ ملقب بہ قلعہ رضاخانیت پر فیصلہ کن حملہ........ ایضاً

۲۱۷ صاعقۂ آسمانی اول روئداد مناظرہ ضلع نینی تال........ ایضاً

۲۱۸ صاعقہ آسمانی دوم روئداد مناظرہ علم غیب........ ایضاً

۲۱۹ بارقہ آسمانی ضمیمہ صاعقہ آسمانی حصہ دوم........ ایضاً

۲۲۰ سِتّہ ضروریہ۔ اس میں چھ مسئلوں کی شرعی تحقیق بیان کی گئی ہے ① علم غیب ② توسل ③ استعانت بغیر اللہ ④ عرس ⑤ سماع مزامیر ⑥ نذر لغیر اللہ........ ایضاً۔

۲۲۱ توحیدی پاکٹ بک دوسرا نام جواہر التوحید......... مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۲۲ مؤمن کی پہچان از روح قرآن (اسلامی توحید) .... مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۳ وہابی کی پہچان......... ایضاً

۲۲۴ ہدایات قادریہ اور ہماری گیارہویں شریف......... ایضاً

۲۲۵ حاضر وناظر......... ایضاً

۲۲۶ تیجہ......... ایضاً

۲۲۷ بوارق الغیب علی من یدعی لغیر اللہ علم الغیب حصہ اول، دوم، اس کا دوسرا نام مسئلہ علم غیب کا قرآنی فیصلہ......... مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۲۸ حضرت شاہ اسماعیل شہید اور معاندین اہل بدعت کے الزامات......... ایضاً۔

۲۲۹ شیخ محمد بن عبد الوہاب کے خلاف پروپیگنڈہ اور علماء حق پر اس کے اثرات......... از مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۰ عقیدہ علم غیب......... ایضاً۔

۲۳۱ امعان النظر فی اذان القبر......... ایضاً

۲۳۲ جہنم کی بشارت بجواب پیغام موت......... ایضاً

۲۳۳ فتوحات نعمانیہ (مختلف مناظروں کی روئدادیں) .... ایضاً

۲۳۴ احکام النذر لِلاولیاء وتفسیر وما اہل بہ لغیر اللہ......... ایضاً۔

۲۳۵ عبارات اکابر .... از شیخ الحدیث سرفراز خان صفدر۔ صاحب اس کتاب میں مولانا احمد رضا خان کے علمائے اہل سنت پر لگائے گئے الزامات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ علمائے اہل سنت کی جو مولانا رضا خان نے تکفیر کی ہے وہ درست نہیں ہے۔

۲۳۶ ''اِزَالۃُ الریبِ عن عقیدۃِ علم الغیبِ...'' مولانا محمد سرفراز خان صفدر

فرقہ منکرین حدیث

فرقہ منکرین حدیث (پرویزیت) کا پس منظر

فتنہ انکار حدیث کی نبی کریم ﷺ خود اس کی خبر دے چکے تھے۔ جیسے کہ ایک روایت میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

"اَلَا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِہٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ." (۱)

ترجمہ: "قریب ہے کہ ایک امیر آدمی اپنے صوفہ پر بیٹھے یہ کہے گا کہ تمہیں قرآن کافی ہے تم اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ اسے حرام کہو۔"

انکار حدیث کی چند وجوہات

❶ انکار حدیث کی اصل وجہ یہ ہے کہ قرآن ایک اصولی اور کلی کتاب ہے جس میں اختصار اور اجمال ہے اس میں اپنے مطلب کی تاویل ہو سکتی ہے جبکہ احادیث میں تفصیل ہونے کی وجہ سے تاویل نہیں ہو سکتی۔

❷ اور قرآن کی تاویل کر کے منکرین حدیث اپنی خواہشات نفس پر عمل کر سکتے ہیں جب کہ احادیث نبویہ ﷺ ان شہوات پر عمل کرنے میں قدم قدم پر مزاحم ہیں۔

❸ نیز قرآن میں تاویل کر کے وہ اپنی آزادی اور دل کے تقاضے پر عمل کرتے ہیں مثلاً: نماز کی مثال ہے کہ سردی کے ایام میں صبح نرم وگرم بستروں کو چھوڑ کر مسجد جانا

(۱) مشکوٰۃ: ص ۲۹ ۔

یہ طبیعت پر شاق تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ نماز سے مراد دعا ہی ہے یا اسی طرح کی اس کی کوئی تاویل کرلی جائے۔

❹ نیز انکار حدیث سے نبی کریم ﷺ کی اتباع ہی ختم ہو جائے گی جب کہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ایک ایسا محسور ہے جس پر پہنچ کر اختلافات ختم جاتے ہیں۔

❺ احادیث سے امت میں اتحاد پیدا ہوتا ہے جو مسلمانوں کی اصل قوت ہے اور جب حدیث کا انکار کردیا جائے گا تو اب ہر ایک اپنے طور سے قرآن میں تاویل کرے گا اور امت میں انتشار ہی انتشار ہو گا یہی کام دشمنان اسلام چاہتے ہیں۔

❻ نیز انکار حدیث کے ضمن میں نبی کریم ﷺ کی ذات کے ساتھ تمسخر اور مذاق بھی ہے کہ آپ کے اقوال وافعال ہمارے لئے حجت نہیں ہیں کہ ہم نبی کو چلو مان لیں مگر آپ کی کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں یہ بات کسی شیطان کو خوش کرنے والی ہے۔

❼ نیز انکار حدیث والے جب انہوں نے حدیث کا انکار کیا اور عقل کو مختار کل سمجھا تو اللہ نے ان کی عقل کے فہم کو چھین لیا یہی بات آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ملتی ہے۔

"اِنَّ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ اَصْحَابُ الرَّأْيِ اَعْدَاءُ السُّنَنِ اَعيتهم الْاَحَادِيْثُ اَنْ يَحْفَظُوْهَا وَتَفَلَّتَتْ مِنْهُمْ اَنْ يَعُوْهَا وَاسْتَحْيُوْا حِيْنَ سُئِلُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا لَا نَعْلَمُ فَعَارَضُوْا السُّنَنَ بِرَأيِهِمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ."[1]

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عقل کی اتباع کرنے والے حدیث کے دشمن ہوا کرتے ہیں احادیث یاد کرنے کی ان کو توفیق نہیں ہوتی۔ اور جب ان سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں لہٰذا وہ اپنی رائے سے جواب دیتے ہیں اور

(۱) اعلام الموقعین: ۱/ ۸۰

احادیث کا عقل سے مقابلہ کرنے لگتے ہیں تم ایسے لوگوں سے بچتے رہنا۔"

اگر منکرین حدیث کی عقل کام کرتی تو یہ سوچتے کہ جس قرآن کو وہ مانتے ہیں اسی ہی قرآن میں تو یہ بھی ہے۔

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ ﴾ (۱)

ترجمہ: "کہ نبی اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے وہ تو تمام وحی ہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔"

بہر حال اگر منکرین حدیث کو کوئی علمی مغالطہ ہوتا کہ اس کے دور ہو جانے کے بعد وہ احادیث کو مان لیتے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہے کیونکہ علماء حق نے ان کے مغالطوں کو ختم کرنے کے لئے ایک نہیں بیسیوں کتابیں لکھی مگر وہ اپنی ضد پر آج تک جمے ہوئے ہیں: اور

﴿ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ ﴾ (۲)

(ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں پر مہر اور کانوں پر اور آنکھوں پر پردہ لگایا ہے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے) کے مصداق ہیں۔

(۱) سورۃ النجم: آیت ۳، ۴

(۲) سورۃ بقرہ: آیت ۷

فرقہ منکرین حدیث کے بانی مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے حالات

حدیث کا انکار اگرچہ اس سے پہلے سر سیّد احمد خان، مولوی چراغ علی نے بھی کیا مگر وہ کھل کر سامنے نہیں آئے۔ یہ عبد اللہ چکڑالوی ہی ہے جس نے سب سے پہلے کھلم کھلا حدیث کا انکار کیا۔

نام: اس کا نام ابتداءً قاضی غلام نبی تھا اور یہ چکڑالہ ضلع میانوالی کا رہنے والا تھا۔ مگر نبی اور حدیث کی نفرت کی وجہ سے اس نے اپنا نام غلام نبی سے بدل کر عبد اللہ رکھ لیا۔

تعلیم: اس نے تعلیم ڈپٹی نذیر احمد سے حاصل کی، کیونکہ ڈپٹی نذیر بھی ترک تقلید کی طرف مائل تھے، تو یہ اثر عبد اللہ کے اندر بھی آیا اور پھر یہی اثر بڑھتے بڑھتے انکار حدیث تک پہنچ گیا۔

عبد اللہ چکڑالوی کا انکار حدیث

ابتداء میں یہ خود اپنی مسجد میں بخاری شریف کا درس دیتے رہے مگر پھر آہستہ آہستہ حدیث کا بالکل انکار کرنا شروع کردیا۔ سیّد قاسم محمود صاحب اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں تحریر کرتے ہیں: ایک عرصہ تک بخاری شریف کا اس نے درس جاری رکھا، مگر طبعی اضطراب نے بخاری اور قرآن کا توازن شروع کردیا بعض احادیث کو خلاف آیات اللہ قرار دے کر اعلان کردیا کہ جب قرآن ایک مکمل ہدایت ہے تو حدیث کی ضرورت کیا ہے؟ (یہ بات سن کر) چینیاں والی مسجد کے مقتدی کچھ عرصہ تک تو برداشت کرتے رہے، پھر ایک دن مسجد سے نکال دیا۔[1]

آگے سیّد قاسم محمود لکھتے ہیں "جب عبد اللہ چکڑالوی کو مسجد سے نکال دیا گیا تو

---

(۱) اسلامی انسائیکلو پیڈیا: ص ۱۷۳

ایک متشدد مقتدی محمد غبش عرف چٹو پھدالی ان کو سیپانوالی بازار اپنے مکان میں لے گیا جہاں احاطہ میں ایک مسجد بنا کر اہل قرآن کے مسائل کی تشہیر شروع کر دی۔" (۱)

ان کے چچازاد بھائی قاضی قمر الدین جو حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور احمد حسن کانپوری کے شاگرد تھے، انہوں نے کھل کر مقابلہ کیا۔ نیز عبد اللہ چکڑالوی کے لڑکے قاضی ابراہیم نے بھی اپنے والد صاحب کا مسلک ماننے سے انکار کر دیا، دوسرے صاحبزادے قاضی عیسیٰ اگرچہ کچھ دنوں تک والد کے ساتھ رہے مگر پھر ان کو بھی توبہ کی توفیق ہوئی۔

قرآن کی تفسیر

عبد اللہ چکڑالوی نے قرآن کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام ترجمۃ القرآن بآیات القرآن ہے اس تفسیر میں کھل کر جگہ جگہ پر اس نے انکار حدیث کیا مثلاً: ایک جگہ پر لکھتے ہیں۔

> "کسی جگہ سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ قرآن کریم کے ساتھ کوئی شئے آپ ﷺ پر نازل ہوئی تھی، اگر کوئی شخص کسی مسئلہ میں قرآن کریم کے سوا اور چیز سے دین اسلام میں حکم کرے گا تو وہ مطابق آیات مذکورہ بالا کافر ظالم اور فاسق ہو جائے گا۔" (۲)

اسی طرح اس نے ایک دوسری کتاب "بُرْهَانُ الْقُرْآن عَلٰي صَلٰوةِ الْقُرْآن" لکھی جو چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی اس نے خوب حدیث کا انکار کیا۔

موت کا عبرت ناک واقعہ

ایک مرتبہ لوگوں نے موقعہ دیکھ کر اس کو سنگسار کر دیا کہ اتنا پتھروں سے مارا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گیا جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ مرنے کے قریب ہے تو نیم

---

(۱) اسلامی انسائیکلو پیڈیا: ص ۱۷۳

(۲) ترجمۃ القرآن: ص ٤۲ مطبوعہ ۱۳۲۰ھ لاہور

مردہ حالت میں اس کو ملتان سے اس کے آبائی گاؤں چکڑالہ لے گئے، پھر چند ہی دنوں کے بعد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (۱)

غلام احمد پرویز کے حالات

موصوف کا پورا نام غلام احمد پرویز اور والد کا نام چوہدری فضل دین تھا۔ متحدہ ہندوستان کے معروف شہر بٹالہ (ضلع گورداس پور) کے ایک سنی حنفی گھر میں ۹ جنوری ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا حکیم مولوی رحیم بخش اپنے وقت کے مانے ہوئے صوفی بزرگ تھے اور چشتیہ نظامیہ سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم اور مذہبی تعلیم پرویز نے اپنے گھر پر ہی والد اور دادا کی زیر نگرانی حاصل کی۔ ایک انگریزی اسکول Alady of England سے ۱۹۲۱ء میں میٹرک پاس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۲۴ء میں B.A کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۲۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کے مرکزی سیکرٹریٹ میں ملازمت اختیار کی اور بہت جلد ترقی پا کر Home Department کے Stablishment Divison میں ایک عہدے پر کام کیا۔ کچھ عرصے بعد غلام احمد پرویز کی ملاقات حافظ اسلم جیراجپوری (جو کہ بذات خود منکرین حدیث میں شمار کئے جاتے ہیں) سے ہوئی۔ اور صحبت کیونکہ عادات کو منتقل ہونے میں معاون ہوتی ہے لہٰذا جو سوچ اسلم جیراجپوری کی تھی اس سوچ نے پرویز کی تنکیر حدیث کی سوچ کو مزید جلا بخشی اور یوں اسلم جیراجپوری کا ایک جانشین تیار ہوتا چلا گیا۔ جو کہ بعد میں فتنہ انکار حدیث کے نشر واشاعت کا بڑا ذریعہ بنا۔ پرویز نے ۱۹۳۸ء میں "طلوع اسلام" رسالہ جاری کیا۔ اس کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔ اور یہی دراصل وہ مرکز بنا جہاں سے لوگوں کے ذہنوں کو اسلام، دین اور علماء سے متنفر کرنے کا آغاز ہوا۔ اور اسلام کے لبادے میں قرآنی فکر اور قرآنی بصیرت جیسے خوبصورت الفاظ کو استعمال کر کے لوگوں

---

(۱) اسلامی انسائیکلو پیڈیا: ص ۱۷۳

کو شرعی حدود و قیود میں آزاد زندگی کے سبز باغ دکھائے گئے۔

بچپن کی تربیت

بچپن ہی سے پرویز کی تربیت اتنے متنوع ماحول میں ہوئی وہ خود لکھتے ہیں

"میں جس جذب وشوق سے میلاد کی محفلوں میں شریک ہوتا تھا، اسی سوز و گداز کے ساتھ عزاداری کی مجلسوں میں بھی حاضری دیتا تھا۔ اور قوالی تو خیر تھی ہی جزو عبادت، اسی قسم کی اضداد کا مجموعہ تھا، میرے بچپن اور ابتدائے شباب زمانہ۔" (۱)

اس صفحہ کے حاشیہ پر علامہ پرویز نے لکھا ہے کہ "ویسے بھی صوفی آدھا شیعہ ہوتا ہے۔" پرویز کے نظریات کے اس قدر کفر آمیز ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے بغیر کسی عالم کے تفسیر پڑھی، پھر ان کی تربیت بھی غیر دینی ماحول میں ہوئی۔ اول تو انگریزی ماحول تعلیم تھا، پھر سر سیّد کے خیالات کا مطالعہ۔ اس طرح ان کے ذہن میں انکار حدیث کے فتنہ نے جڑ پکڑ لی۔

"بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد انگریزی ادب، فلسفہ، تاریخ، سائنس، ٹیکنالوجی اور معاشیات کے علوم پر توجہ دینی شروع کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ سیاست اور اقوام عالم کی سیاسی اور مذہبی تحریکوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔" (۲)

پھر اس پر مزید ستم یہ کہ اسلم جیراجپوری جیسے منکر حدیث کی صحبت ان کو میسر آئی۔ خود لکھتے ہیں کہ ایک حدیث پڑھ کر میرے "ذہن میں سوالات اور حیرت و استعجاب کے ساتھ ساتھ بغاوت کے جھکڑ چلنے شروع ہوئے تو علامہ محمد اقبال اور حافظ محمد اسلم جرأت کی رفاقت نے سہارا دیا۔" (۳)

---

(۱) غلام احمد پرویز از قاسم نوری: ص ۷۲ تا ۷٤

(۲) قاسم نوری غلام احمد پرویز: ۱۲۹

(۳) قاسم نوری غلام احمد پرویز: ص ۱۲۹

علماء نے تفسیر کے لئے پندرہ علوم پر مہارت کو ضروری بتایا ہے۔ بھلا جو عربی سے ناآشنا ہو وہ قرآن کی تفسیر کیا کرسکتا ہے۔ اس ماحول کو خراب کرنے کے لئے خواہش یا اس کی تعلیم وتربیت کوئی چیز بھی اس کو قرآن وحدیث کی تفسیر میں لب کشائی کی اجازت نہیں دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ پرویز نے جب اس کی جرأت کی تو قرآن کے الفاظ کو اپنی خواہشات کا جامہ پہنایا اسی کو قرآن نے کہا ہے کہ:

﴿ اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰي عِلْمٍ ﴾

ترجمہ: "بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرالیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور راہ سے بچلادیا اس کو اللہ نے جانتا بوجھتا۔" (۱)

دراصل دین کو ہر آدمی نے اپنی میراث سمجھ رکھا ہے نہ مدرسہ کی تعلیم، نہ علماء کی صحبت، نہ صحاح ستہ کی رہنمائی، نہ ائمہ اربعہ کی تقلید۔ بلکہ یکسر سب کی نفی اور اس پر زور یہ کہ ہم بھی تو مسلمان ہیں قرآن ہمارا بھی ہے ہم کو ہر وہ معنی اخذ کرنے کا اختیار ہے جو ہمارے مقاصد کا ممد ومعاون ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے انکار حدیث کے ذریعہ انکار قرآن کی بنیاد رکھی ہے، جب ان سے پوچھا جاتا ہے کیا دوسرے مسلمان نہیں تو کہتے ہیں جس کا لازمی مفہوم یہ نکلتا ہے کہ ایک شخص قرآن پر عمل کرے بغیر اور اس کو مانے بغیر بھی مسلمان ہوتا ہے تو بھلا مسلم اور کافر میں کیا فرق ہے۔

موسیقی سے دلچسپی

علامہ پرویز کو بچپن ہی سے شعر وشاعری اور موسیقی سے دلچسپی تھی طبیعت کو شہ اس طرح ملی کہ پرویز کے دادا صاحب سلسلہ چشتیہ کے صوفی تھے۔ جس میں موسیقی کو جزو عبادت سمجھا جاتا تھا۔

"بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ پرویز صاحب پایہ کے انشاء پرداز، مضمون

(۱) ترجمۃ القرآن محمود الحق

نگار اور شاعر بھی تھے، خوش گلو بھی تھے۔ لحن ولہجہ بھی حسین تھا اور فن موسیقی سے بھی خوب واقف تھے۔ کلاسیکی موسیقی سے بہت لگاؤ تھا۔ ان کے ہاں گراموفون ریکارڈ کا اچھا خاصا ذخیرہ تھا۔ شعر کہتے سر میں ڈھالتے اور سازوں سے ہم آہنگ بھی کرتے تھے۔ صبح کے راگ بہت پسند تھے۔ خاص طور پر اساوری اور جونپوری من پسند راگ تھے۔"(۱)

ملازمت: قیام پاکستان کے بعد علامہ پرویز کراچی آگئے اور حکومت پاکستان کے مرکزی سکریٹریٹ میں اسی عہدہ پر کام کیا جس عہدہ پر انڈیا میں تھے۔ ۱۹۵۵ء میں ریٹائرمنٹ لے کر اپنی سوچ وفکر کی نشر واشاعت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرلیا۔ اس وقت ان کے پاس اسسٹنٹ سکریٹری (کلاس ون) گزیٹڈ آفیسر کا عہدہ تھا۔

۱۹۵۳ء میں غلام احمد پرویز نے اپنی "قرآنی بصیرت" اور "قرآن فہمی" کو دروس کی شکل دینا شروع کردی اور لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کی حقیقت کو محو کرنا شروع کیا۔ یہ درس کراچی میں پرویز کی رہائش گاہ پر ہوتا تھا۔ ۱۹۵۸ء میں لاہور منتقل ہوئے اور وہاں بھی ان دروس کا آغاز کیا۔ یہ ہفت روزہ ہوا کرتے تھے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ قرآن کی اس "تفسیر بالرائی" کا پہلا دور ۱۹۶۷ء میں مکمل ہوا۔ اور پھر دوبارہ شروع کردیا تھا۔ غلام احمد پرویز اپنے دروس قرآن اپنی رہائش گاہ پر دیا کرتے تھے۔ یہ دروس ہر جمعہ کو ہوا کرتا تھا۔ اور باقاعدہ اس کی ویڈیو کیسٹ بنا کرتی تھی اور اب بھی جگہ جگہ ان ویڈیو کیسٹیں کے ذریعہ قرآنی دروس ہوتے ہیں۔ کراچی میں پانچ مقامات پر ان کے دروس ہوتے ہیں۔ یہ دروس جمعہ کی شام کو ہوتے ہیں۔ مرکزی دفتر بھایانی سینٹر نارتھ ناظم آباد میں واقع ہے۔ جہاں کے انچارج اسلام صاحب ہیں۔ جو کہ آغاز "طلوع اسلام" سے پرویز کے شانہ بشانہ فتنہ انکار حدیث میں اپنا کردار ادا کررہے ہیں، طلوع اسلام کا مرکزی صدر دفتر لاہور ہی میں ہے۔ غلام احمد

(۱) قاسم نوری: ص ۲۸

پرویز کی رہائش گاہ ۲۵ڈی گلبر گ ۲، لاہور ۱۱میں ان کی تصانیف، مقالے اور وہ تمام مواد جو کہ انہوں نے مرتب کیا یا جس سے ان کے مسلک کے نظریات وعقائد کی تشریح ہوتی ہو موجود ہے اور اس تمام مواد کے ذخیرہ کو The Pervaiz Memorial Research Scholars Library کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

اولاد: پرویز نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی لیکن ان کے قائم کردہ ادارے اور تصانیف کا مواد آج بھی مسلمانوں کو صحیح رخ سے پھیرنے اور حدیث، قرآن کے حقیقی معنی، اجماع امت اور علماء کی سرپرستی سے محروم کرکے قرآن کو من پسند معنوی جامہ پہنانے میں مصروف عمل ہیں۔ اس میں طلوع اسلام کی بزمیں (جہاں ہفت روزہ درس ہوتے ہیں) مجلہ طلوع اسلام (ماہنامہ) ادارۂ طلوع اسلام۔

The Qurane The Pervaiz Memoril Research Eduvation Society The Quranic Resarch Centre Scholar Library.

وڈیو اور آڈیو کیسٹیں میں قرآنی دروس، پمفلٹس اور ان کی تصانیف شامل ہیں۔

طلوع اسلام کے مقاصد

۱۹۳۸ء میں پرویز نے اپنے مقاصد کی اشاعت کے لئے رسالہ کا سہارا لیا اور الفاظ کا خوبصورت جامہ پہنا کر اپنے مقاصد کو مستور کرلیا۔ محدثین کی سالوں کی شبانہ روز محنت سے مرتب کئے گئے خزائن احادیث کو پرویز نے ایرانی اثرات اور جھوٹی روایات سے تعبیر کیا۔ دین میں انحراف پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس کو نشاۃ ثانیہ جیسا خوبصورت نام دیا عوام الناس کو علماء کی سرپرستی سے محروم کرکے ان کو آزاد زندگی کے سبز باغ دکھائے کہ جس میں ہوائے نفسانی کا جامہ الفاظ قرآن کو پہنا کر نیا دین پیش کیا گیا تھا۔ ادارہ طلوع اسلام کے قیام کے چیدہ چیدہ وہ مقاصد یہ تھے۔

"دین خالص کو ہزار سالہ روایتوں درایتوں اور ایرانی اثرات کی دبیز تہوں

سے نکالا جائے۔ اور روح قرآنی کو اس کی اصلی شکل میں پیش کیا جائے اور
اسی مقصد کے پیش نظر اس رسالہ کا نام علامہ اقبال نے طلوع اسلام
تجویز کیا تھا۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ماحول سازگار بنایا جائے مذہبی
پیشوائیت کی طرف سے جو بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈہ تصور پاکستان
اور بانیٔ پاکستان کے بارے میں پیش کیا جارہا تھا اس کا مدلل اور مؤثر
جواب دیا جائے۔"

قرآن کی تفسیر بالرائے

پرویز نے حدیث کی تکذیب کرتے ہوئے اپنی سوچ اور سمجھ سے قرآن کی تفسیر
کی۔ عقل حیران ہے کہ صاحب کتاب مفہوم کتاب کو زیادہ صحیح سمجھ سکتا ہے یا
چودھویں صدی کا ایک لغات قرآن سے بھی نابلد شخص یہ دعویٰ کرے کہ نہیں
قرآن تو کچھ اور کہتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں۔

"میں اپنی بصیرت کے مطابق قرآنی فکر پیش کرتا ہوں، آپ کے لئے
ضروری ہے کہ آپ از خود قرآن کریم پر غور و فکر کے بعد فیصلہ کریں کہ
میری فکر صحیح ہے یا نہیں۔"

وفات: علامہ غلام احمد پرویز کی وفات ۲۴ فروری ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔

فرقہ پرویزیت (منکرین حدیث) کے نظریات وعقائد

❶ حدیث عجمی سازش ہے۔[۱]

❷ آج جو اسلام دنیا میں رائج ہے اس کا قرآنی دین سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔[۲]

❸ قرآن مجید میں جہاں پر اللہ اور رسول کا نام آیا ہے، اس سے مراد مرکز ملت ہے۔[۳]

❹ اور جہاں پر اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے اس سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے۔[۴]

❺ قرآن میں "أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِمِنْكُمْ" میں اولی الامر سے مراد افسر ان ماتحت ہیں۔[۵]

❻ رسول کا کام صرف اتنا تھا کہ وہ اللہ کا قانون انسانوں تک پہنچادیں۔[۶]

❼ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی اطاعت نہیں ہوگی، اطاعت زندوں کی ہوتی ہے۔[۷]

❽ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ اب انسانوں کو اپنا معاملہ خود ہی حل کرنے ہوں گے۔[۸]

❾ مرکز ملت کو اختیار ہے کہ وہ عبادات: نماز، روزہ، معاملات وغیرہ میں سے جس

---

(۱) مقام حديث: ۱/۴۲۱ شائع کردہ ادارۂ طلوع اسلام کراچي

(۲) مقام حديث: ۱/۳۹۱، شائع کردہ طلوع اسلام کراچي

(۳) اسلامي نظام: ص ۸۶ شائع کردہ طلوع اسلام کراچي، ومعارف القرآن: ۴/۶۲۶

(۴) معارف القرآن: ۴/۶۳۱

(۵) اسلامي نظام: ص ۱۱۰، ۱۱۱

(۶) سلیم کے نام (پرویز): ۲/۳۴، ادارہ طلوع اسلام کراچي

(۷) سلیم کے نام (پندرھواں خط): ص ۲۵۰، خط نمبر ۲۰، و ۲۱ پر بھی یہی مضمون ہے۔

(۸) سلیم کے نام (پندرھواں خط): ص ۲۵۰، خط نمبر ۲۰، و ۲۱ پر بھی یہی مضمون ہے۔

چیز کا دل چاہے بدل دے۔ (۱)

⓯ اللہ تعالیٰ کا (معاذ اللہ) کوئی خارج میں وجود نہیں ہے بلکہ اللہ ان صفات کا نام ہے جو انسان اپنے اندر تصور کرتا ہے۔ (۲)

⓫ آخرت سے مراد مستقبل ہے۔ (۳)

⓬ آدم علیہ السلام کا کوئی وجود نہیں یہ تو نام ہے نوع انسانی کا۔ (۴)

⓭ آپ کا قرآن مجید کے سوا کوئی معجزہ نہیں ہے۔ (۵)

⓮ نماز مجوسیوں سے لی ہوئی ہے، قرآن مجید نے نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ قیام صلوٰۃ یعنی نماز کے نظام کو قائم کرنے کا حکم ہے، مطلب یہ ہے کہ معاشرے کو ان بنیادوں پر قائم کرنا چاہئے جن سے اللہ کی ربوبیت کی عمارت قائم ہو جائے۔ (۶)

⓯ آپ کے زمانے میں نماز دو وقت میں تھی (فجر اور عشاء)۔ (۷)

⓰ زکوٰۃ اس ٹیکس کا نام ہے جو اسلامی حکومت لیتی ہے۔ (۸)

⓱ آج کل زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ ٹیکس ادا کر دیا جاتا ہے تو اب زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (۹)

⓲ حج نام ہے عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس کا۔ (۱۰)

⓳ قربانی تو صرف عالمی کانفرنس میں شرکاء کے کھلانے کے لئے تھی باقی قربانی کا حکم

---

(۱) قرآنی فیصلے: ص ۳۰۱، ۳۰۲، شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی

(۲) معارف القرآن: ٤/٤٢٠

(۳) سلیم کے نام اکسیواں خط: ۲/١٢٤

(۴) لغات القرآن: ١/٢١٤

(۵) سلیم کے نام خط: ۳/۳٦، ۳/۹۱، ۹۲، معارف القرآن: ٤/٧٣١

(۶) قرآنی فیصلے: ص ۲٦، ۲۷، معارف القرآن: ٤/۳۲۸، نظام ربوبیت: ص ۸۷

(۷) لغات القرآن: ۳/١٠٤٣، ١٠٤٤

(۸) قرآنی فیصلے: ص ۳۷، سلیم کے نام پانچواں خط: ١/٧٧، ٧٨

(۹) نظام ربوبیت: ص ٧٨

(۱۰) لغات القرآن: ۲/٤٧٤

کہیں نہیں۔[۱]

باقی جو حرام کی فہرستیں ہیں وہ سب انسانوں کی اپنی بنائی ہوئی ہیں۔

⓴ قرآن کی روح سے سارے مسلمان کافر ہوتے موجودہ زمانے کے مسلمان برہمنو سماجی مسلمان ہیں۔[۲]

㉑ صرف چار چیزیں حرام ہیں ① بہتا ہوا خون ② خنزیر کا خون ③ غیر اللہ کے نام کی طرف منسوب چیزیں ④ مردار۔[۳]

㉒ جنت اور جہنم کی بھی کوئی حقیقت نہیں جو صرف انسانی ذات کی کیفیات کے یہ نام ہیں۔[۴]

(۱) رسالہ قربانی: ص ۳، قرآنی فیصلے: ص ۵۵، ۱۰۴

(۲) سلیم کے نام پینتسواں خط: ۱۹۷/۳ تا ۱۹۹

(۳) حلال و حرام کی تحقیق

(۴) لغات القرآن: ۴۴۹.۱، شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام لاہور

فرقہ پرویزیت کے نظریات وعقائد اور قرآن و حدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

حدیث عجمی سازش ہے۔ (۱)

جواب: یہ عقیدہ رکھنا کہ حدیث عجمی سازش کے نتیجہ میں مرتب ہوئی یہ عقیدہ رکھنا علماء کے نزدیک کفر ہے۔ خود قرآن میں اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے تین کاموں میں سے ایک یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ کتاب حکمت یعنی سنت اور حدیث کی تعلیم دے، جیسے کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

❶ ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝٢﴾ (۲)

ترجمہ: ”اللہ وہی ہے جس نے امیوں میں سے ایک رسول، ان ہی سے مبعوث فرمایا کہ وہ ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔“

حکمت بہ قول ابن عباس حسن بصری کے سنت رسول اللہ ہے اگر حدیث کو نہ جانا جائے تو قرآن بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ مثلاً:

❷ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ﴾ (۳)

---

(۱) مقام حدیث: ۱/۴۲۱، شائع کردہ ادارۂ طلوع اسلام کراچی

(۲) سورۃ جمعہ: آیت ۲

(۳) سورۃ مائدہ: آیت ۳۸

ترجمہ: ”چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کی کمائی کی سزا ہے یہ تنبیہ ہے اللہ کی طرف سے۔“

آیت بالا میں ہے کہ ہاتھ کو کاٹو۔ تو ہاتھ کو کہاں سے کاٹنا ہے بغل سے یا کلائی سے یا پونچھوں سے، اس کی وضاحت تو حدیث سے ہی ہوگی (پورے قرآن میں تو موجود نہیں)۔

❸ ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (۱)

ترجمہ: ”تم نے کھجور کا جو درخت کاٹا یا اپنی جڑ پر کھڑا رہنے دیا یہ اللہ کے حکم سے کیا۔“

اب اللہ کا حکم قرآن میں کیا ہے کہ کھجور کے درخت کو کاٹا یا چھوڑا یہ حکم تو حدیث میں ہے تو حدیث کے بغیر آیت بالا کا مفہوم واضح نہیں ہوگا اس لئے حدیث کو ماننا حقیقتاً قرآن کو ہی ماننا ہے میزان شعرانی میں ہے:

”لَوْ لَا السُّنَّةُ مَا فهم أحدمِنّا القرآن.“ (۲)

ترجمہ: ”اگر سنت (حدیث) نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص قرآن نہیں سمجھ سکتا تھا۔“

دوسرا عقیدہ

آج جو اسلام دنیا میں رائج ہے اس کا قرآنی دین سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ (۳)

جواب: اس عقیدہ میں اسلام کو ختم کر دیا گیا اس اعتبار سے آج کل کے سارے ہی مسلمان کافر ہوں گے۔ یہ ساری بات اس لئے کہی گئی ہے کہ پرویز اپنے خود ساختہ دین پر لوگوں کو لانا چاہتے ہیں۔

---

(۱) سورۃ حشر: آیت ۵

(۲) میزان شعراني: ص ۲۵

(۳) مقام حدیث: ۳۹۱/۱، شائع کردہ طلوع اسلام کراچي

تیسرا عقیدہ

قرآن مجید میں جہاں پر اللہ اور رسول کا نام آیا ہے، اس سے مراد مرکز ملت ہے۔[1]

جواب: یہ بھی ایک کھلی ہوئی تحریف اور زندقیت ہے یہ وہ مطلب ہے کہ پندرہ سو سال میں آج تک کسی نے یہ مطلب بیان نہیں کیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

❶ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِىٓ ءَايَٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَآ ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِى ٱلنَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِىٓ ءَامِنًا يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ ٱعْمَلُوا۟ مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُۥ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾﴾[2]

ترجمہ: ”بے شک وہ لوگ جو ہماری آیات میں الحاد کی راہیں نکالتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں بھلا جو آدمی آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے ہوں گے جو چاہو وہ کرو بے شک جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔“

مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اپنی طرف سے مطلب نہیں نکالتے بلکہ سیدھی سیدھی وہی بات مراد لیتے ہیں جو قرآن سے ظاہر ہوتا ہے۔

چوتھا عقیدہ

اور جہاں پر اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے اس سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے۔[3]

جواب: یہ ظاہر ہے اور ہر ایک جانتا ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی بنیاد ہے اور پھر تمام احکامات اسی کے ماتحت گھومتے ہیں۔ اسی بات کو قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر کہا گیا ہے۔ ایک جگہ پر ارشاد خداوندی

---

(۱) اسلامي نظام: ص ۸٦ شائع کردہ طلوع اسلام کراچي، ومعارف القرآن: ٤/٦٢٦

(۲) سورۃ حٰم: آیت ٤٠

(۳) معارف القرآن: ٤/٦٣١

ہے۔

❶ ﴿ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر تم اس سے اعراض کروگے، تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔“

آیت بالا سے بالکل صاف واضح ہو رہا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے اعراض کریں گے وہ کافر ہو جائیں گے اس لئے وہ جو بھی کریں وہ اللہ کو پسند نہیں۔

پانچواں عقیدہ

قرآن میں ”اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ“ میں اولی الامر سے مراد افسر ان ماتحت ہیں۔ (۲)

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن و احادیث اور اجماع کے بالکل خلاف ہے۔ تمام ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے کہ: ”وَاَطِيْعُوا اللّٰهُ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ الخ.“ میں ”اَطِيْعُوا اللّٰهَ“ سے مراد اللہ جل شانہ کی اطاعت ہے۔ جو قرآن کی صورت میں موجود ہے۔

”وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ“: اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہے جو آپ نے اپنی عملی زندگی سے امت کو دیئے اور وہ احادیث اور اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صورت میں محفوظ ہیں۔

”وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ“: اور اس سے مراد بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وہ فرماتے ہیں:

”اَهْلُ الْفِقْهِ وَالدِّيْنِ وَاَهْلُ طَاعَةِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ

(۱) سورۃ آل عمران: آیت ۳۲

(۲) اسلامي نظام: ص ۱۱۰، ۱۱۱

مَعَانِيْ دِيْنِهِمْ وَيَأْمُرُوْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاَوْجَبَ اللّٰهُ طَاعَتَهُمْ عَلَي الْعِبَادِ.''(۱)

ترجمہ: ''وہ حضرات ہیں جو فقہ اور دین کے ماننے والے ہیں اور اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی اطاعت اپنے بندوں پر فرض کی ہے۔ (یہی تفسیر تقریباً تمام ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں)۔''

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت سے افسران مراد لینا صریحاً نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

چھٹا عقیدہ

رسول کا کام صرف اتنا تھا کہ وہ اللہ کا قانون انسانوں تک پہنچادیں۔(۲)

جواب: یہ عقیدہ رکھنا بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک کفر ہے۔ کیونکہ قرآن نے آپ ﷺ کی بعثت کا جو مقصد بیان کیا، یہ عقیدہ اس کے بالکل خلاف ہے۔ اور آپ ﷺ کی بعثت کے تین مقاصد ہیں:

❶ ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾(۳)

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں خود ان ہی کے اندر سے ایک رسول کو مبعوث فرما، جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔''

آیت بالا میں آپ ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد یہ بیان کیا جارہا ہے کہ آپ

---

(۱) تفسیر الدر المنثور: ۱۷٦/۲

(۲) سلیم کے نام (پرویز): ۳٤/۲، ادارہ طلوع اسلام کراچي

(۳) سورۃ بقرہ: آیت ۱۲۹

کے ذمہ یہ بھی ہے کہ اللہ کی آیات کی تعلیم دیں اس بات کو دوسرے مقامات پر بھی بیان کیا گیاہے۔ مثلاً:

❷ ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ﴾ (۱)

ترجمہ: ”بے شک ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے، تاکہ لوگوں کے درمیان جو کچھ اللہ تمہیں سمجھائے اس سے تم فیصلہ کرو۔“

قرآن میں ایک مقام پر آپ ﷺ کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

❸ ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ﴾ (۲)

ترجمہ: ”کہ ہم نے رسول کو بھیجا اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔“

اسی وجہ سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ مَنْ بَرِيْئٌ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْكَذَّبَ بِهٖ فَهُوَ مُرْتَدٌّ.“ (۳)

ترجمہ: ”امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی نبی پاک ﷺ سے بے زاری کا اظہار کرے یا آپ ﷺ کو جھٹلائے تو وہ مرتد ہے۔“

ساتواں عقیدہ

یہ عقیدہ کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی اطاعت نہیں ہوگی۔

(۱) سورۃ نساء: آیت ۱۰۵
(۲) سورۃ نساء: آیت ٦٤
(۳) درمختار: ص ٤٠١

جواب: یہ عقیدہ بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک آپ ﷺ کی اطاعت کے انکار نیز آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کا انکار ہونے کی وجہ سے کفر ہے قرآن میں آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے اور قرآن واحادیث میں آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لئے بیان کی گئی ہے، اس لئے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم بہت سی آیات میں دیا گیا ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

❶ ﴿مَن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ﴾ (۱)

ترجمہ: "جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

❷ ﴿وَأَطِيعُوا ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾﴾ (۲)

ترجمہ: "اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی تا کہ تم پر رحم ہو۔"

❸ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا۟ أَعْمَٰلَكُمْ ﴿٣٣﴾﴾ (۳)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔"

❹ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ.﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور مت پھیرو اس سے سننے کے بعد۔"

یہ حکم احادیث میں بھی ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت قیامت تک کے لئے ہوگی آپ کی اطاعت کے بغیر نجات ممکن نہیں۔

❶ "عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۱) سورۃ نساء: آیت ۸۰

(۲) سورۃ آل عمران: آیت ۱۳۲

(۳) سورۃ محمد: آیت ۳۳

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَمَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى." [1]

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری ساری امت جنت میں جائے گی، سوائے ان لوگوں کے جو انکار کرے، عرض کیا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں، فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے نافرمانی کی، تو اس نے انکار کیا (وہ جہنم میں داخل ہو گا)"

٢ "عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ." [2]

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اندر دو چیزیں میں چھوڑ رہا ہوں جب تک تم اس پر عمل کرتے رہو گے تو گمراہ نہیں ہوں گے ① اللہ کی کتاب ② اس کے رسول کی سنت۔ (یعنی احادیث)

٣ "وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ." [3]

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں اور تم ان کی

(۱) بخاري شريف وكذا مشكوٰة: ٢٧
(۲) موطا مالك وكذا مشكوٰة: ٣١
(۳) سنن دارمي وكذا مشكوٰة: ٣٢

اتباع کرنے لگو مجھ کو چھوڑ کر تو یقیناً تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور وہ میری نبوت کو پاتے تو میری ہی اتباع کرتے۔"

آٹھواں عقیدہ

یہ عقیدہ کہ آپ ﷺ کی ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ اب لوگوں کو اپنے فیصلے خود ہی کرنے ہوں گے۔

جواب: یہ مطلب ختم نبوت کا آج تک کسی نے بھی نہیں بتایا اور نہ ہی کسی نے سنا ہو گا کہ اب خود ہی فیصلے کرنے ہوں گے بلکہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت و رسالت ختم ہو گئی اور اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا آپ ﷺ کی تعلیمات ہی اب قیامت تک رہنمائی کرے گی۔

اور یہ کہنا کہ رسول کے بعد اب ہر ایک نے اپنا فیصلہ خود ہی کرنا ہو گا۔ یہ عقیدہ بھی آپ ﷺ کی رسالت کا انکار ہے آپ ﷺ کی اتباع قرآن مجید نے ہر زمانے میں کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جب بھی کوئی مسئلہ حضرات صحابہ کو پیش آیا تو انہوں نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی تعلیمات اور ارشادات ہی میں تلاش کر کے عمل کیا یا آپ ﷺ کی تعلیمات پر قیاس کر کے عمل کیا خود ہی فیصلے نہیں کئے۔

نواں عقیدہ

"یہ عقیدہ کہ مرکز ملت تمام عبادات، معاملات کو زمانے کے لحاظ سے بدل سکتا ہے۔"

جواب: یہ عقیدہ بھی صریح کفر ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں قرآن کریم آخری کتاب ہے دین و شریعت میں اب قیامت تک کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو گی خواہ حالات جیسے بھی ہوں جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے:

❶ ﴿...... إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ ......﴾ [1]

(۱) سورۃ آل عمران: آیت ۱۹

ترجمہ: ”اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔“

❷ ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾﴾ (۱)

ترجمہ: ”اور جو کوئی دین اسلام کے سوا اور کوئی دین کو چاہے گا تو اس سے ہرگز قبول نہیں ہو گا۔“

❸ ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ﴾ (۲)

ترجمہ: ”بے شک تمہارے لئے آپ ﷺ کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے جو اللہ اور روز آخرت کا امید رکھتا ہو۔“

اسی طرح متعدد احادیث سے بھی اور اجماع امت سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ شریعت محمدی آخری شریعت ہے اس میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

دسواں عقیدہ

اللہ تعالیٰ کا (معاذ اللہ) کوئی خارج میں وجود نہیں ہے بلکہ اللہ ان صفات کا نام ہے جو انسان اپنے اندر تصور کرتا ہے۔ (۳)

جواب: یہ عقیدہ رکھنا کہ (معاذ اللہ) اللہ کی کوئی ذات نہیں یہ عقیدہ رکھنا بھی کھلا ہوا کفر ہے، قرآن واحادیث اور اجماع امت سب سے اس کا بطلان ثابت ہے قرآن کی ایک نہیں سینکڑوں آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً:

❶ ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾﴾ (۴)

ترجمہ: ”اور تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں اس

---

(۱) سورۃ آل عمران: آیت ۸۵

(۲) سورۃ احزاب: آیت ۲۱

(۳) معارف القرآن: ٤/ ٤٢٠

(۴) سورۃ بقرہ: آیت ۱٦۳

کے سوا بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

❷ ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (٦١)﴾ (۱)

ترجمہ: "اور اگر لوگوں سے سوال کرو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے، اور کس نے کام میں لگایا سورج اور چاند کو تو وہ کہیں گے اللہ نے پھر کدھر الٹے چلے جارہے ہیں۔"

❸ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (٤)﴾ (۲)

ترجمہ: "تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ کسی کو جنا، نہ اس کو کسی نے جنا، اور نہیں ہے کوئی اس کے برابر۔"

گیارہواں عقیدہ

کہ آخرت سے مراد مستقبل ہے۔

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن واحادیث اور اجماع وقیاس سے باطل ہے، آخرت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ آج تک امت کے علماء نے آخرت سے مرنے کے بعد والی زندگی مراد لی ہے اس کے خلاف مفہوم مراد لینا یہ خود ساختہ قرآن واحادیث کی تاویل ہے یہ قابل قبول نہیں ہو سکتی قرآن میں متعدد مقامات میں آخرت کا تذکرہ ہے مثلاً:

❶ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ﴾ (۳)

ترجمہ: "اے لوگو اگر تم کو دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو تحقیق ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیدا کیا۔"

---

(۱) سورۃ عنکبوت: آیت ٦١

(۲) سورۃ اخلاص

(۳) سورۃ حج: آیت ٥

❷ ﴿قَالَ مَن يُحۡيِ ٱلۡعِظَٰمَ وَهِيَ رَمِيمٞ ۝٧٨ قُلۡ يُحۡيِيهَا ٱلَّذِيٓ أَنشَأَهَآ أَوَّلَ مَرَّةٖۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيمٌ ۝٧٩﴾ (۱)

ترجمہ: ”کافر کہتے ہیں کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا اے نبی آپ ان سے کہہ دیں کہ جس ذات نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا وہی ان کو دوبارہ پیدا کرے گا وہ تو ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

بارہواں عقیدہ

کہ حضرت آدم علیہ السلام کا کوئی وجود نہیں اس سے مراد نوع انسانی ہے۔

جواب: یہ عقیدہ بھی اسلام کی رو سے کفر ہے کہ اس کی وجہ سے قرآن کی بہت سی آیات اور وہ احادیث جن میں حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ آیا ہے سب کے سب کا انکار لازم آجاتا ہے۔

قرآن میں ایک دو جگہ نہیں متعدد مقامات پر حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً:

❶ ﴿...... وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ ......﴾ (۲)

ترجمہ: ”ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام بتائے۔“

اسی طرح حدیث میں آتا ہے:

❶ ”... اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ ...“ (۳)

ترجمہ: ”میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔“

❷ ”حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تَحْتَہٗ آدَم“ (۴)

ترجمہ: ”قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب

---

(۱) سورۃ یس: آیت ۷۸

(۲) سورۃ بقرہ: آیت ۳۱

(۳) مشکوٰۃ: ص ۵۱۱

(۴) مشکوٰۃ: ص ۵۱۳

میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔"

اسی طرح عقائد کی کتابوں میں درج ہے مثلاً:

❶ "بِقَوْلِهِ لَا اَعْلَمُ اَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ؟ اَوْلَا" [۱]

ترجمہ: "اس کو کافر کہا جائے گا جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں۔"

شرح عقائد میں بھی لکھا ہوا ہے:

❷ "اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا نُبُوَّةُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبِالْكِتَابِ الدَّالِ عَلٰى اَنَّهُ قَدْ اُمِرَ وَنُهِيَ...... كَذَا السُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ فَإِنْكَارُ نُبُوَّتِهِ عَلٰى مَا نُقِلَ عَنِ الْبَعْضِ يَكُوْنُ كُفْراً." [۲]

ترجمہ: "سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری نبی محمد ﷺ ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اوامر ونواہی کے احکامات دیئے گئے تھے۔" ....

اسی طرح سنت اور اجماع سے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت ثابت ہے اس کا انکار کرنا جیسے کہ بعض لوگ کرتے ہیں یہ کفر ہے۔

تیرہواں عقیدہ

آپ کا قرآن مجید کے سوا کوئی معجزہ نہیں ہے۔ [۳]

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ معجزات کا انکار بھی قرآن کی آیات کا انکار ہے اس لئے یہ بھی کفر ہے عقائد کی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کے تین قسم کے معجزات کو بیان

---

(۱) بحر الرائق: ۱۳۰/۵

(۲) شرح عقائد: ص ۱۲۵

(۳) سلیم کے نام خط: ۳/۳۶، ۳/۹۱، ۹۲، معارف القرآن: ۷۳۱/٤

کیا گیا ہے۔

ایک قرآن مجید۔ دوسرے آپ کی پیغمبرانہ زندگی۔

تیسرے وہ معجزات جو کہ خوارق عادت ہوتے ہیں مثلاً چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا، تھوڑا کھانا زیادہ کو کافی ہو جانا، کنکریوں کی تسبیح کا لوگوں کو سنانا، تھوڑا سا پانی بہت زیادہ ہو جانا(۱) بعض ان میں سے قرآن کی آیات یا احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس لئے اس کا انکار بھی کفر ہو گا۔(۲)

چودہواں عقیدہ

یہ عقیدہ رکھنا کہ نماز تو نام ہے معاشرے کو ان بنیادوں پر قائم کرنا جن پر ربوبیت نوع انسانی کی عمارت استوار ہو۔

جواب: یہ عقیدہ رکھنا نماز کے بارے میں یہ بھی سراسر کفر ہے کیونکہ نماز کا مفہوم عہد رسالت میں اور آج تک متواتر طریقہ سے وہ ہے جس میں قیام رکوع سجدہ قعدہ وغیرہ ہو اس سلسلہ میں صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں:

"وَلَا تُرْتَابُ بِذَلِكَ بَعْدُ والمرتابُ فِي ذَٰلِكِ الْمَعْلُومِ من الدِّيْنِ بِالضَّرُوْرَةِ والمُنْكِرُ لِذالِكَ بَعْدَ الْبَحْثِ عَنْهُ وَصُحْبَةِ المُسْلِمِيْنَ كافِرًا بِالإِتِّفَاقِ." (۳)

ترجمہ: "نماز کے معروف و مشہور طریقہ کا انکار یا اس میں شک نہیں کرنا چاہئے اور جو شخص شک کرے وہ امور جو ضروریات دین میں ہے اس کو علم بھی ہو اور پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ رہنے کے باوجود اس کا انکار کرے تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔"

(۱) بے شمار معجزات ظاہر ہوئے دیکھیں اتحاف شرح احیاء العلوم: ۲/۲۰۳ تا ۲۱۲

(۲) المسامرة، عقائد الاسلام

(۳) نسیم الریاض: ٤/٥٥٣

پندرہواں عقیدہ

آپ کے زمانے میں نماز دو وقت میں تھی (فجر اور عشاء)۔[1]

جواب: یہ بھی بالکل جھوٹ ہے پانچ وقت کے نماز کے اوقات متواتر ہیں اس کا انکار بھی علماء عقائد کے نزدیک کفر ہے۔ یہی عقیدہ کسی زمانے میں اہل خوارج کا تھا ان کو بھی علماء نے کافر کہا ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَكَذٰلِكَ عَلٰي كُفْرِ مَنْ قَالَ مِنَ الْخَوَارِجِ اِنَّ الصَّلٰوةَ الْوَاجِبَةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ فَقَطْ وَالْمُرَادُ بِطَرَفِي النَّهَارِ اَوَّلُهٗ وَآخِرُه" [2]

اسی طرح اجماع ہے ان خوارج کے کفر پر جو یہ کہتے ہیں کہ نماز صرف دن کے دونوں سروں پر فرض ہے یعنی دن کے ابتدا اور انتہا میں۔

سولہواں عقیدہ

زکوٰۃ تو نام ہے ٹیکس کا جو اسلامی حکومت مسلمانوں سے لیتی ہے۔

جواب: یہ عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے کیونکہ زکوٰۃ یہ قرآن و احادیث اجماع اور قیاس تمام ہی ادلہ سے ثابت ہے مثلاً قرآن کریم میں آتا ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾

(متعدد مقامات پر آیات ہیں)

ترجمہ: "نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو۔"

﴿مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ [3]

ترجمہ: "اور ان کے مالوں میں زکوٰۃ ہے، جو ان کو پاک و صاف کرتا ہے۔"

---

(۱) لغات القرآن: ۱۰۴۴،۱۰۴۳/۳

(۲) نسیم الریاض: ۵۵۰/۴

(۳) سورۃ توبہ: آیت ۱۰۳

اسی طرح متعدد احادیث سے اس کا ثبوت ہے:

اس لئے علماء فرماتے ہیں زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے اس کا ادا نہ کرنا فسق ہے اور انکار کرنا یہ کفر ہے۔[۱]

سترہواں عقیدہ

آج کل زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ ٹیکس ادا کر دیا جاتا ہے تو اب زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔[۲]

جواب: یہ عقیدہ رکھنا کہ ٹیکس کی موجودگی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے یہ عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے کیونکہ زکوٰۃ کا حکم ہر مسلمان کے لئے قیامت تک کے لئے ہے جو قرآن میں بار بار ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور جن کو زکوٰۃ ادا کرنی ہے وہ بھی قرآن میں متعین کر دیئے گئے ہیں۔

﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡعَٰمِلِينَ عَلَيۡهَا﴾[۳]

ترجمہ: ”بے شک زکوٰۃ کے مصارف، فقراء، مساکن اور اس پر کام کرنے والے ہیں۔“

تو یہ کہنا کہ زکوٰۃ واجب نہیں ہے یہ قرآن و حدیث اجماع سب کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

اٹھارہواں عقیدہ

حج نام ہے عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس کا۔[۴]

جواب: یہ عقیدہ رکھنا یہ بھی قرآن و احادیث اجماع اور قیاس کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

قرآن میں آتا ہے:

(۱) فتح الملهم: ۱/۲، بذل المجهود: ۱/٤، تعليق الصبيح: ۲۷۵/۲ وغيره

(۲) نظام ربوبیت: ص ۸۷

(۳) سورۃ توبہ: آیت ٦٠

(۴) لغات القرآن: ٤٧٤/۲

❶ ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾﴾ (۱)

ترجمہ: ”اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے لئے جو طاقت رکھے وہاں تک جانے کی اور جس شخص نے ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ تمام جہاں والوں سے بے پرواہے۔“

❷ ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ (۲)

ترجمہ: ”اللہ کے لئے حج اور عمرے کو پورا کرو۔“

احادیث کی ہر کتاب میں حج کے سلسلہ میں متعدد احادیث مروی ہیں۔

حج کا ادانہ کرنا فرض ہونے کے باوجود فسق ہے اور اس کا انکار کرنا بالاتفاق کفر ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَكَذٰلِكَ يُحكَم بِكُفْرِه اِنْ اَنكَرَ مَكَّةَ اَوِ الْبيْتَ اَوِ الْمَسْجِدَ الحَرَام اَوْ اَنكَرَ صِفَةَ الحَجّ. الَّتِي ذَكَرَهَا الْفُقَهَاءُ وَمِنْ وَاجِبَاتِهِ وَاَرْكَانِهِ وَنَحْوِهَا اَوْ قَالَ الْحَجُّ وَاجِبٌ فِي الْقُرْآنِ وَ اِسْتِقْبَال الْقِبْلَة كَذٰلِكَ وَ لٰكِن كَوْنه اَي الْمَذْكُوْرِ مِنَ الحَجّ وَالإِسْتِقْبَال عَلَي هٰذِه الهَيْئَةِ الْمُتَعَارَفَة شَرْعًا عِنْدَ سَائِرِ النَّاسِ وَان تلك المَعْرُوْفَة هِيَ حكم وَالْبَيْت وَالْمَسْجد الحرام لَا اَدْرِيْ.“

ترجمہ: ”اور اسی طرح اگر کسی شخص نے مکہ یا بیت اللہ یا مسجد حرام کا انکار کیا یا حج کے کسی ایسے طریقے کا انکار کیا جس کو فقہاء نے واجبات حج یا ارکان حج وغیرہ میں ذکر کیا ہے یا یوں کہا کہ حج قرآن میں فرض ہے اور اسی

(۱) سورۃ آل عمران: آیت ۹۷
(۲) سورۃ بقرہ: آیت ۱۹۶

طرح قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی لیکن شریعت کی اس مشہور کو جو لوگوں میں راسخ ہے اور اسی مشہور مقام کو جو کہ مکہ بیت اللہ اور مسجد حرام ہے میں نہیں جانتا۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"فَهٰذا الْقَائِل وَمِثْلهٗ مَن يَّشُكّ فِي مَعَانِي النُّصُوْصِ الْمُتَوَاتِرَة لَا مر ية فِي تَكْفِيْرِه اَي الْمَكَّةِ بِكُفْرِهِ لِإِنْكَارِهِ مَا عُلِمَ مِنَ الدِّيْنِ بِالضَّرُوْرَةِ وَ إِبْطَالِه الشَّرْعَ وَتَكْذِيْبِه لِلّٰهِ وَرَسُوْلِه." (۱)

ترجمہ: "اس طرح کہنے والا اور وہ شخص جو کہ نصوص کے ان معانی میں شک کرتا ہو کہ جو متواتر ہیں اس کے کفر میں کوئی شک کرتا ہے تو اس کے بھی کفر میں کچھ شک نہیں کیونکہ وہ ضروریات دین کا منکر ہے اور شریعت کا ابطال کرنے والا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلاتا ہے (اس لئے ایسا شخص کافر ہوگا)۔"

انیسواں عقیدہ

قربانی تو صرف عالمی کانفرنس میں شرکاء کے کھلانے کے لئے تھی باقی قربانی کا حکم کہیں نہیں۔ (۲)

جواب: قربانی یہ بھی اسلام کے اصل عبادت میں سے ہے خود قرآن میں اس کا حکم موجود ہے مثلاً:

❶ ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾﴾ (۳)

ترجمہ: "آپ فرمادیں کہ بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا

---

(۱) نسیم الریاض: ۵۵۳/۴

(۲) رسالہ قربانی: ص ۳، قرآنی فیصلے: ص ۵۵، ۱۰۴

(۳) سورۃ انعام: آیت ۱۶۲

اور مرنا یہ سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔"

❷ ﴿...... فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ ......﴾

ترجمہ: "پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔" (۱)

ایک دو نہیں متعدد احادیث میں قربانی کا ذکر آیا ہے آپ ﷺ نے ہمیشہ قربانی کروائی اور آج تک اس کا تسلسل چل رہا ہے کوئی بھی اس کا انکار یا تاویل نہیں کر سکا۔

اسی وجہ سے علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَ يُكْفَرُ بِإِنْكَارِهِ اَصْلَ الْوِتْرِ وَالْأُضْحِيَةِ." (۲)

ترجمہ: "اور وہ شخص جو وتر یا قربانی کا انکار کرے کافر ہو جائے گا۔"

بیسواں عقیدہ

قرآن کی روح سے سارے مسلمان کافر ہوتے موجودہ زمانے کے مسلمان برہمنو سماجی مسلمان ہیں۔ (۳)

جواب: مسلمانوں کو کافر کہنا اس کی احادیث میں سختی سے ممانعت وارد ہوئی ہے علماء فرماتے ہیں مسلمان کو کافر کہنے سے وہ کہنے والا خود ہی کافر ہو جاتا ہے۔

اکیسواں عقیدہ

صرف چار چیزیں حرام ہیں ① بہتا ہوا خون ② خنزیر کا خون ③ غیر اللہ کے نام کی طرف منسوب چیزیں ④ مردار۔

جواب: یہ عقیدہ بھی قرآن و احادیث و اجماع وغیرہ کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں کئی چیزوں کو حرام فرمایا گیا ہے مثلاً:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ

(۱) سورۃ کوثر: آیت ۲

(۲) بحر الرائق: ۱۳۱/۵

(۳) سلیم کے نام پینتسواں خط: ۱۹۷/۳ تا ۱۹۹

بِهِۦ وَٱلْمُنْخَنِقَةُ ﴾ (۱)

"اسی طرح حدیث میں چیر پھاڑنے والے جانوروں کے کھانے سے منع فرمایا گیا ہے جیسے کہ بھیڑیا، شیر وغیرہ۔"

اس کے علاوہ بھی فقہاء نے بہت سی چیزوں کو حرام کہا ہے۔

بائیسواں عقیدہ

جنت اور جہنم کی بھی کوئی حقیقت نہیں جو صرف انسانی ذات کی کیفیات کے یہ نام ہیں۔ (۲)

جواب: جنت اور جہنم کا وجود قرآن مجید کی ایک دو نہیں سینکڑوں آیات سے ثابت ہے اسی طرح احادیث نبوی میں بکثرت اس کا ذکر ہے تو اس کا انکار بھی قرآن و احادیث کا انکار ہونے کی وجہ سے کفر ہو گا۔ مثلاً:

جہنم کے بارے میں آیات

❶ ﴿ قِيلَ ٱدْخُلُوٓا۟ أَبْوَٰبَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى ٱلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ ﴾ (۳)

ترجمہ: "کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہو گے اس میں اور وہ متکبرین کا برا ٹھکانا ہے۔"

❷ ﴿ إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ ﴾ (۴)

ترجمہ: "بے شک جہنم بہت بُری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بری جگہ ہے رہنے کی۔"

---

(۱) سورۃ مائدہ: آیت ۳

(۲) لغات القرآن: ۱/۴۴۹، شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام لاہور

(۳) سورۃ زمر: آیت ۷۲

(۴) سورۃ فرقان: آیت ٦٦

جنت کے بارے میں آیات

۳ ﴿...... قِيلَ ٱدۡخُلِ ٱلۡجَنَّةَ ......﴾ (۱)

ترجمہ: ”کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

۴ ﴿وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوۡاْ رَبَّهُمۡ إِلَى ٱلۡجَنَّةِ زُمَرًا﴾ (۲)

ترجمہ: ”اور جو متقی ہیں وہ جنت کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جائیں گے۔“

جہنم اور جنت کے بارے میں تمام عقائد کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

”ان الجَنَّةَ وَالنَّارَ مَخْلُوقَتَانِ.“ (۳)

ترجمہ: ”بے شک جنت اور جہنم پیدا ہو چکے ہیں۔“

اور تمام جسمانی اور روحانی لذتیں اور راحتیں اہل جنت کو میسر ہوں گی اور تمام جسمانی اور روحانی ایذائیں اہل جہنم کو حاصل ہوں گی۔ (۴)

اس عقیدے کے بارے میں علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَكَذٰلِكَ نُكَفِّرُ مَنْ اَنْكَرَ الجَنَّةَ وَالنَّارَ نفسيهما اَوْ مَحَلَّهما.“ (۵)

ترجمہ: ”اور اسی طرح ہم اس کو بھی کافر کہیں گے جو جنت اور جہنم کا انکار کرے یا ان کے مقامات کا انکار کرے۔“

---

(۱) سورۃ یٰس: آیت ۲٦

(۲) سورۃ زمر: آیت ۷۳

(۳) شرح عقائد نسفي

(۴) عقائد اسلام: ص ۸۹

(۵) نسیم الریاض: ٤/٥٥٥

پرویزیت (منکرین حدیث) کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمانے پر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پرویزیت کے خلاف ایک فتویٰ لکھا، جس میں ان کے عقائد کو بھی واضح کر کے قرآن و احادیث اور کتب عقائد سے ایک ایک عقیدہ کا جواب دیا ہے۔ اور پھر اس فتویٰ کی تمام عالم اسلام کے ہر مسلک کے تقریباً ۱۰۵۰ مشاہیر علماء نے تصدیق کی کسی نے بھی ان کے کفر سے انکار نہیں کیا متفقہ فیصلہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں عالم اسلام کے تمام ہی مسلک والوں نے فرقہ پرویزیت کو کافر کہا ہے۔

فرقہ پرویزیت اور فرقہ چکڑالوی اور منکرین حدیث کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ثابت ہو گا

❶ انکار حدیث کے نتائج......... شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب
❷ حدیثِ رسول کا تشریعی مقام......... مولانا محمد ادریس میرٹھی
❸ نصرۃ الحدیث......... مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ
❹ حفاظت حدیث وحجیت حدیث......... محترم فہیم عثمانی
❺ تدوین حدیث......... علامہ مناظر حسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ
❻ فتنہ انکار حدیث......... مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
❼ فتنہ انکار حدیث......... مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن خان ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ
❽ پرویز کے متعلق علماء کا متفقہ فیصلہ:
❾ شوق حدیث......... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر
❿ فہم قرآن......... مولانا سعید احمد اکبر آبادی
⓫ اسلام میں سنت اور حدیث کا مقام (ترجمہ): کتاب السنۃ ومکانتہا (مترجم) مولانا محمد ادریس میرٹھی
⓬ حجیت حدیث......... مولانا ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
⓭ پرویز اور قرآن......... مولانا مکرر اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
⓮ مقدمہ درس ترمذی (اول)......... افادات مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
⓯ فتنہ انکار حدیث اور اس کا پس منظر......... مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ
⓰ ضرورت حدیث......... مولانا پروفیسر کریم بخش لاہوری

⓱ مقام حدیث مع ازالہ شبہات......... مولانا فیض احمد گکروی
⓲ مقدمہ ترجمان السنۃ......... مولانا بدر عالم میر ٹھی
⓳ تاریخ حدیث......... پروفیسر عبد الصمد صارم ازہری
⓴ حدیث قرآن کی تشریح کرتی ہے......... چوہدری اصغر صاحب
㉑ آثار الحدیث......... علامہ خالد محمود صاحب
㉒ انکار حدیث کیوں؟......... مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

فرقہ جماعت اسلامی

فرقہ جماعت اسلامی کا پس منظر

اس سلسلہ میں بانی جماعت خود تحریر فرماتے ہیں:

"جو کام ہم نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے یعنی اخلاقی اصولوں پر رہنمائی، اصلاح کرنا اور دنیا کے نظم کو درست کرنا اس کا تقاضہ ہے کہ اخلاقی حیثیت سے ہم اپنے آپ کو دنیا کا صالح ترین گروہ ثابت کر دکھائیں۔"(۱)

اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ:

"ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہم پہلے اس نظام فکر کو درہم برہم کر دینا چاہتے ہیں، جس پر دنیا کا موجودہ غلط نظام زندگی قائم ہے اور اس کی جگہ اس نظام فکر کو دلوں کے اندر راسخ کرنا چاہتے ہیں جس پر صحیح نظام زندگی کی بنیادیں قائم کی جاسکتی ہے۔"(۲)

دنیا بھر کے نظام فکر کو ختم کرنے کے لئے یہ جماعت عمل میں آئی۔ ابتداء اقامت دین اور حکومت الٰہیہ کا نعرہ لگایا، لیکن پھر اس کے بعد فتنہ عقائد اور فتنہ صحابہ جیسے گمراہ کن تحریر ان کے قلم سے سامنے آئی، کیونکہ تحریر میں ایک طاقت تھی اس طاقت سے دل کشش تحریر وجود میں آئی جس سے سادہ دل لوگ ان کے گرویدہ ہوتے گئے۔

نیز ابتداء میں مولانا منظور نعمانی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی اور مولانا سیّد سلیمان ندوی وغیرہ کی تائید بھی

(۱) ترجمان ۲۶ عدد ۳/ ۱۰۹

(۲) ترجمان جلد ۳۰ عدد ۵/ ۲۹۷

رہی۔

ان سب کو دیکھ کر لوگوں کی نگاہیں اٹھیں اور ہر طرف سے امیدیں وابستہ ہونے لگیں، مگر چھ ماہ کے اندر اندر ہی مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ مستعفی ہوگئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سب ہی جدا ہوگئے۔ اور پھر تمام اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ مودودی صاحب کی تحریرات جدید فتنہ انگیز کا سامان مہیا کررہی ہیں، اور جب مودودی صاحب کے قلم سے تفہیم القرآن، ترجمان القرآن اور خلافت وملوکیت وغیرہ وجود میں آئی تو تمام علماء نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

مودودی صاحب کے گمراہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے دین کو کسی سے پڑھا نہیں اور صرف اپنے مطالعہ پر اعتماد کیا اس کے ساتھ ساتھ بد قسمتی یہ کہ نیاز فتحپوری جیسے ملحد وزندیق آدمی کی صحبت بھی ملی اس کے ساتھ اللہ نے ان کو زور قلم اور شوخی تحریر کی آمیزش بھی دی۔ ایک طرف ذہن آزاد اور دوسری طرف قلم میں وہ طاقت کہ جس طرح چاہے اپنی تحریر کو موڑلیں، اس وجہ سے ان کے قلم سے ایسی تحریرات سامنے آئیں کہ جن کی ایک مسلمان سے امید نہیں کی جاسکتی ہے۔

ان کے بارے میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

> ”کاش! مولانا مودودی صاحب جیسے ذہین وفطین آدمی کو صحیح تربیت ہوتی تو یہ اس وجہ سے امت کے لئے باعث برکت اور اسلام کے لئے لائق فخر ہوتا۔“

یہ فرقہ کب وجود میں آیا؟

فرقہ جماعت اسلامی کا وجود ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ بمطابق اگست ۱۹۴۱ء کو آیا۔

فرقہ جماعت اسلامی کے بانی کے حالات

ولادت ۲ رجب ۱۳۲۱ھ بمطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء میں حیدرآباد دکن کے شہر اورنگ آباد میں ہوئی اگرچہ آپ کا خاندان دہلی میں آباد تھا لیکن آپ کا بچپن اورنگ آباد میں گزرا۔

ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اور جب گیارہ سال کی عمر ہوئی تو آٹھویں جماعت میں داخلہ ہو گیا۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے اپنی صحافی زندگی کا آغاز کر دیا تھا روزنامہ تاج جبل پور، مسلم اور الجمیۃ دہلی کے ایڈیٹر بن گئے۔

۱۹۲۳ھ سے خود ترجمان القرآن حیدرآباد سے جاری کیا اور یہ ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۲۸ء میں ڈاکٹر علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب میں منتقل ہو گئے۔

آپ کا اسلوب تحریر بلاشبہ لکم استدلال اصولی و بنیادی طریق بحث اور اس سے بڑھ کر ان کی سلامت فکر ہماری افتاد طبع اور ذہنی ساخت کے عین مطابق ہوتی ہے۔

مودودی نے اپنی عمر کا بڑا حصہ تالیف و تصنیف میں گزارا ترجمہ و تفسیر قرآن جو تعلیم القرآن کے نام سے لکھی جو تقریباً بتیس ۳۲ سال کے عرصے میں مکمل ہوئی۔

اس کے علاوہ بھی متعدد کتب آپ کے قلم سے لکھی گئیں جن کی فہرست لمبی ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ (۱) اسلام کی تعلیمات (۲) عطیات (۳) مسئلہ جبر و قدر (۴) رسائل و مسائل (۵) اسلام میں مرتد کی سزا (۶) سلامتی کا راستہ (۷) تفہیمات (۸) اسلام اور جاہلیت (۹) اسلامی قانون (۱۰) الجہاد فی الاسلام (۱۱) اسلامی دستور کی تدوین (۱۲) اسلامی ریاست (۱۳) اسلامی ریاست (۱۴) تحدید و احیائے دین وغیرہ۔

۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کے نام سے شروع کی جس کے امیر کافی عرصے تک خود رہے۔

وفات: مودودی صاحب کا انتقال ۲۸ شوال ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فرقہ جماعت اسلامی کے عقائد و نظریات

❶ بعض انبیاء علیہم السلام سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔[1]
❷ حضرت آدم علیہ السلام کی کوتاہیاں۔[2]
❸ حضرت نوح علیہ السلام کی کوتاہیاں۔[3]
❹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوتاہیاں۔[4]
❺ حضرت یوسف علیہ السلام کی کوتاہیاں۔[5]
❻ حضرت داؤد علیہ السلام کی کوتاہیاں۔[6]
❼ حضرت یونس علیہ السلام کی کوتاہیاں۔[7]
❽ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوتاہیاں۔[8]

مودودی صاحب کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تنقید

❶ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تنقید۔[9]
❷ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر تنقید۔[10]
❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تنقید۔[11]

(۱) عقائد الاسلام: ۶۴/۲،۴۵/۱
(۲) ترجمان القرآن: ص ۱۲۹، مئی ۱۹۵۵ء تفہیم القرآن: ۱۳۳/۳
(۳) تفسیر تفہیم القرآن، سورۃ ھود: ۳۴۴/۲
(۴) تفہیم القرآن: سورۃ انعام: ۵۵۷/۱
(۵) تفہیمات: ۱۲۲/۲
(۶) تفہیمات: ۴۲/۲، تفہیم القرآن: ۳۲۷/۴، سورۃ صٓ
(۷) تفہیم القرآن، سورۃ یونس حاشیہ: ۳۱۳/۲، ۳۱۲
(۸) ترجمان القرآن عدد ۲۹/۴
(۹) خلافت وملوکیت طبع دوم اسلامی پبلیکیشرز لمیٹڈ لاہور
(۱۰) ترجمان القرآن: ص ۳۰
(۱۱) ترجمان القرآن: ص ۵۷ جلد ۱۲ عدد ۴

۴. حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تنقید۔[1]
۵. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تنقید۔[2]
۶. حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر تنقید۔[3]
۷. حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر تنقید۔[4]
۸. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تنقید۔[5]
۹. حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید۔[6]
۱۰. حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر تنقید۔[7]

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ پر اعتراضات

۱. امام غزالی رحمہ اللہ پر اعتراض۔[8]
۲. مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ پر اعتراض۔[9]
۳. سیّد احمد شہید رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ پر اعتراض۔[10]
۴. معجزہ شق القمر کا انکار کرنا۔[11]
۵. دلیل نبوت صرف قرآن کا معجزہ ہے۔[12]

---

(۱) خلافت وملوکیت: ص ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، تجدید و احیائے دین: ۲۳
(۲) خلافت وملوکیت: ص ۱٤٦
(۳) خلافت وملوکیت: ص ۱٤۲
(۴) خلافت وملوکیت: ص ۱٤۲
(۵) ہفت روزہ ایشیاء لاہور، ۱۹ نومبر ۱۹٦۷ء
(۶) خلافت وملوکیت: ص ۱۲۵، ۱٤۷، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۷٤
(۷) خلافت وملوکیت: ص ۱۲۹، ۱٤۱، ۱٤۲
(۸) تجدید و احیائے دین چوتھا ایڈیشن: ص ۳۵
(۹) تجدید احیائے دین: ۷۳
(۱۰) تجدید احیائے دین: ص ۱۳۲، مطبوعہ ۳ نومبر ۵۱ء طبع پنجم
(۱۱) ترجمان القرآن: مئی ۱۹٦۷ء، ص ۳۲
(۱۲) رسائل ومسائل: ۱٤۵، حصہ سوم اشاعت اول بحوالہ ترجمان القرآن، مارچ ۱۹۵٦ء

❻ قادیانی کافر نہیں ہیں۔[۱]

❼ ایصال ثواب گنہگاروں کے لئے نہیں ہے۔[۲]

❽ قرآن واحادیث کا مفہوم سمجھنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ضرورت نہیں۔[۳]

❾ سجدہ تلاوت بلاوضوء جائز ہے۔[۴]

❿ سحری طلوع فجر کے بعد بھی کھائی جاسکتی ہے۔[۵]

⓫ تقلید گناہ کی چیز ہے۔[۶]

⓬ داڑھی ایک مشت سے کم بھی رکھنا صحیح ہے۔[۷]

⓭ فقہ سے نفرت ہے۔[۸]

⓮ تصوف اور سلوک یہ ایک جاہلانہ طریقہ ہے۔[۹]

⓯ تفسیر بالرائے جائز ہے۔[۱۰]

⓰ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیار حق نہیں ہیں۔[۱۱]

⓱ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے بھی حجت اور معیار حق نہیں ہیں۔[۱۲]

---

(۱) خط حوالہ ۲۲۷، تاریخ: ۶۸/۱/۲۹ء

(۲) ترجمان القرآن فروری ۱۹۶۷ء، ص ۲۷

(۳) رسائل و مسائل حصہ اول، حصہ دوم، ص ۳۰۷،۳۰۸

(۴) تفہیم القرآن: سورۃ الاعراف، ۱۱۶/۲

(۵) تفہیم القرآن: سورۃ بقرہ، ۱۴۶/۱

(۶) رسائل ومسائل: ۲۴۴/۱، طبع دوم

(۷) رسائل ومسائل: حصہ اول، حصہ دوم، ص ۳۰۷،۳۰۸

(۸) حقوق الزوجین: ص ۹۸

(۹) تجدید واحیائے دین: ص ۱۲۳، ۱۲۴

(۱۰) تفہیمات: ۱۹۳، طبع چھارم

(۱۱) دستور جماعت اسلامی پاکستان: ص ۱۴

(۱۲) ترجمان القرآن، جنوری ص ۵۸

فرقہ جماعت اسلامی کے عقائد ونظریات
اور قرآن وحدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

انبیاء علیہم السلام سے غلطی یا غلطیوں کا سرزد ہونا

جواب: یہ امت کے اجماع اور احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔ قرآن واحادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور سب کی اطاعت ان کے زمانہ میں ضروری تھی، تمام انبیاء معیار حق ہیں گناہ کبیرہ اور صغیرہ سب سے پاک ہوتے ہیں۔ جیسے قرآن میں ہے:

❶ ﴿أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقۡتَدِهۡۗ﴾ (۱)

❷ ﴿ثُمَّ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ أَنِ ٱتَّبِعۡ مِلَّةَ إِبۡرَٰهِيمَ حَنِيفٗاۖ﴾ (۲)

❸ ﴿وَمَن يَرۡغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبۡرَٰهِـۧمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفۡسَهُۥۚ﴾ (۳)

تمام انبیاء ہی کے لئے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ان کو چنا ہے:

﴿وَلَقَدِ ٱصۡطَفَيۡنَٰهُ فِي ٱلدُّنۡيَاۖ وَإِنَّهُۥ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ١٣٠﴾ (۴)

﴿وَتِلۡكَ حُجَّتُنَآ ءَاتَيۡنَٰهَآ إِبۡرَٰهِيمَ عَلَىٰ قَوۡمِهِۦۚ نَرۡفَعُ دَرَجَٰتٖ مَّن نَّشَآءُۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٞ ٨٣ وَوَهَبۡنَا لَهُۥٓ إِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَۚ كُلًّا هَدَيۡنَاۚ وَنُوحًا هَدَيۡنَا مِن قَبۡلُۖ وَمِن

(۱) سورۃ انعام: آیت ۹۰
(۲) سورۃ نحل: آیت ۱۲۳
(۳) سورۃ بقرہ: آیت ۱۳۰
(۴) سورۃ بقرہ: آیت ۱۳۰

ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَـٰنَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَـٰرُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ ٱلصَّـٰلِحِينَ ﴿٨٥﴾ وَإِسْمَـٰعِيلَ وَٱلْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّـٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَٱجْتَبَيْنَـٰهُمْ وَهَدَيْنَـٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَـٰهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَـٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا۟ بِهَا بِكَـٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ ۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ ۗ قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ﴾ (۱)

ترجمہ: "اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے۔ اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب دیا ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانے میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داود کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا کو اور یحیٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور نیز اسماعیل کو اور یسع اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہاں والوں پر ہم نے فضیلت دی۔ اور نیز ان کے کچھ باپ داداؤں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو اور ہم نے مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی۔

(۱) سورۃ انعام: آیت ۸۳ تا ۹۰

اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے بہت سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔ یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے راستے پر چلئے آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہاں والوں کے واسطے ایک نعمت ہے۔"

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ (۱)

ترجمہ: "اے محمد آپ یہ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کردے گا۔"

ظاہر ہے کہ اللہ کی محبت کا معیار ایسے ہی شخص کا اتباع ہو سکتا ہے جو معصوم ہو ورنہ ایک گناہگار کا اتباع محبت خداوندی کا معیار کیسے بن سکتا ہے۔

اسی وجہ سے نبی صغائر اور کبائر دونوں قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں قرآن واحادیث اور امت کا اجماع اسی بات پر ہے۔

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ﴾ (۲)

ترجمہ: "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے حقیقتاً اللہ کی اطاعت کی۔"

انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اس لئے ان کی اطاعت کو اطاعت خداوندی کے

---

(۱) سورۃ آل عمران: آیت ۳۱

(۲) سورۃ النساء: آیت ۸۰

ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

﴿وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَإِنَّ لَهُۥ نَارَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَآ﴾ (۱)

ترجمہ: ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو یقینا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا۔“

دوسرا عقیدہ

مودودی کا اسلاف پر اعتراضات کرنا

مودودی صاحب سلف پر اعتماد کرنے کے بجائے ان پر اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک جگہ پر امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

”امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تجدیدی کام میں علمی و فکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے، اور وہ دو تین عنوانات پر تقسیم کئے جاسکتے ہیں، ایک قسم ان نقائص کی ہے جو حدیث کے علم میں کمزور ہونے کی وجہ سے ان کے کام میں پیدا ہو گئے دوسری قسم ان نقائص کی ہے جو ان کے ذہن پر عقلیات کے غلبہ کی وجہ سے تھے اور تیسری قسم ان نقائص کی چوتھی صورت کی طرف ضرورت سے زیادہ مسائل ہونے کی وجہ سے تھے۔“ (۲)

بقول شاعر کے

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت مگر ایسی ادا نہ دے

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

تاہم یہ واقعہ ہے کہ وہ کوئی ایسی سیاسی تحریک نہ اٹھا سکے جس سے نظام حکومت میں انقلاب برپا ہوتا اور اقتدار کی کنجیاں جاہلیت کے قبضہ سے نکل کر اسلام

---

(۱) سورۃ جن: آیت ۲۳

(۲) تجدید واحیائے دین: ص ۷۸

کے ہاتھ میں آجاتیں۔ [1]

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، سیّد احمد شہید اور مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کام میں کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ لگایا، اور نادانستہ ان کو پھر وہی غذا دیدی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی، حاشا کہ مجھے فی نفسہٖ اس تصوف پر اعتراض نہیں جو ان حضرات نے پیش کیا، وہ بجاہے خود اپنی روح کے اعتبار سے اسلام کا اصل تصوف ہے اور اس کی نوعیت احسان سے کچھ مختلف نہیں لیکن جس چیز کو میں لائق پرہیز کہہ رہا ہوں وہ متصوفانہ رموز واشارات اور متصوفانہ زبان کا استعمال اور متصوفانہ طریقے سے مشابہت رکھنے والے طریقوں کو جاری رکھنا ہے۔" [2]

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ سلف پر اعتبار کرنا بھی شریعت کی جڑ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"إِنَّ الْأُمَّةَ اَجْمَعَتْ عَلٰي اَنْ يَّعْتَمِدُوْا عَلٰي سَلَفٍ فِيْ مَعْرِفَةِ الشَّرِيْعَةِ فَالتَّابِعُوْنَ اِعْتَمَدُوْا فِيْ ذَالِكَ عَلٰي الصَّحَابَةِ وَتَبعَ التَّابِعِيْنَ اعْتَمَدُوْا عَلٰي التَّابِعِيْنَ وَهٰكَذا فِي كُلِّ طَبْقَةٍ اعْتَمَدَ الْعُلَمَاء عَلٰي مَنْ قَبْلهم وَالْعَقْلُ يَدُلُّ عَلٰي حُسْنِ ذَالِكَ لِاَنَّ الشَّرِيْعَةَ لَا يُعْرَفُ اِلَّا بِالنَّقْلِ وَالإِسْتِنْبَاطِ وَالنَّقْلُ لاَ يَسْتَقِيْمُ اِلَّا بِاَنْ يَّأْخُذَ كُلُّ طَبْقَة عَمَّنْ قَبْلَهَا بِالإِتِّصَالِ." [3]

(۱) تجدید واحیائے دین: ص ۸۶

(۲) تجدید واحیائے دین: ص ۱۳۱

(۳) عقد الجید: ص ۳۶

ترجمہ: ”معرفت شریعت میں تمام امت نے بالاتفاق سلف گذشتہ پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا، اسی طرح ہر ہر زمانے میں پچھلے علماء پر اعتماد کرتے چلے آئے ہیں، عقل سلیم بھی اسی طریق کو پسند کرتی ہے کیونکہ شریعت بغیر نقل واستنباط کے معلوم نہیں ہو سکتی اور نقل اسی طرح ٹھیک ہوتا ہے کہ ہر ہر طبقہ میں پچھلے لوگ پہلوں سے بالاتصال لیتے چلے جائیں۔

تیسرا عقیدہ

مودودی صاحب کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تنقید واعتراضات کرنا

جواب: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیار حق ہیں یہی بات قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ مثلاً:

❶ ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ﴾ (۱)

❷ ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ﴾ (۲)

ترجمہ: ”تم میں سے وہ لوگ برابر نہیں ہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا ان کا درجہ اللہ کے یہاں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا، زیادہ عظیم ہے اور ہر ایک سے اللہ

---

(۱) سورۃ توبہ: آیت ۱۰۰

(۲) سورۃ الحدید: آیت ۱۰

نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے۔"

❸ ﴿وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا وَمَسَٰكِنَ طَيِّبَةً فِى جَنَّٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "اللہ نے مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کر رکھا ہے وہ ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے رہنے کے باغات میں اچھے ٹھکانوں کا بھی وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ کی رضا مندی، ان سب سے بڑی چیز ہے اور وہی بڑی کامیابی ہے۔"

❹ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾﴾ (۲)

ترجمہ: "اے نبی! آپ کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ لوگ کافی ہیں (صحابہ) جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔"

❺ ﴿لَّقَدْ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِى قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَٰبَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾﴾ (۳)

ترجمہ: "یقینا اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔ ایمان والوں سے جب وہ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، اور جان لیا جو ان کے

(۱) سورۃ توبہ: آیت ۷۲

(۲) سورۃ انفال: آیت ٦٤

(۳) سورۃ فتح: آیت ۱۸

دلوں میں تھا پھر اللہ نے ان کے اوپر اطمینان اتارا اور ان کو قریبی فتح کا انعام دیا۔"

❻ ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا ۖ سِيمَاهُمْ فِى وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ ٱلسُّجُودِ ۚ﴾ (۱)

ترجمہ: "محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں بڑے زور آور ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں، تم انہیں رکوع، سجدہ میں دیکھو گے، وہ اللہ کے فضل کو چاہتے ہیں ان کے چہرے پر سجدہ کے اثر کی نشانی ہوتی ہے۔"

❼ ﴿وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ ٱلْإِيمَٰنَ وَزَيَّنَهُۥ فِى قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ ٱلْكُفْرَ وَٱلْفُسُوقَ وَٱلْعِصْيَانَ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلرَّٰشِدُونَ ۝٧﴾ (۲)

ترجمہ: "لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا، اور کفر وعصیان وفسوق کو تمہارے لئے ناپسندیدہ کر دیا یہی لوگ اچھے راستے والے ہیں۔"

❽ ﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ ٱلْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝٢٦﴾ (۳)

ترجمہ: "جن لوگوں نے نیک عمل کیا ان کے لئے جنت اور اس سے زیادہ ایک اور چیز ہے (وہ اللہ کا دیدار ہے) ان کے چہروں کو سیاہی نہ

---

(۱) سورۃ فتح: آیت ۲۹

(۲) سورۃ حجرات: آیت ۷

(۳) سورۃ یونس: آیت ۲۶

گھیرے گی اور نہ ذلت، وہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

❾ ﴿وَالَّذِينَ جَاءُو مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾﴾ (١)

ترجمہ: "اور جو لوگ ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ ہمارے رب بخش دیجئے آپ ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے گذر گئے اور مت بنایئے ہمارے دلوں میں مؤمنین کے لئے کوئی کھوٹ۔"

❿ ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿٤٣﴾﴾ (٢)

ترجمہ: "اللہ ہی تمہارے اوپر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے استغفار کرتے ہیں، تا کہ اللہ تم کو تاریکی سے روشنی کی طرف لے آئے اور اللہ مؤمنین کے اوپر رحم کرنے والے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معیار حق ہونے کا ثبوت احادیث سے

❶ "لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَابَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَه." (٣)

ترجمہ: "میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو، تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد اور آدھے مد کی

---

(١) سورۃ حشر: آیت ١٠

(٢) سورۃ احزاب: آیت ٤٣

(٣) بخاري ومسلم وكذا مشكوٰة: ٥٥٣

مقدار کو بھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

❷ "خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ."[1]

ترجمہ: "میری امت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اور پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے ساتھ ملے ہوں گے۔"

❸ "لَا تَمَسُّ النَّار مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَأَي مَنْ رَاٰنِيْ"[2]

ترجمہ: "آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھایا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔"

❹ "قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِي فَقُوْلُوا لَعَنَةُ اللهِ عَلٰي شَرِّكُمْ."[3]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو تم کہو اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے۔"

❺ "قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُ يَجِيئُ قَوْمٌ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ."[4]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو آخر زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گی تو تم نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان سے شادی بیاہ کرو اور نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو اور اگر وہ مریض ہوں تو تم ان کی عیادت بھی نہ کرنا۔"

---

(۱) بخاري ومسلم وكذا مشكوٰة: ۵۵۳

(۲) ترمذي وكذا مشكوٰة: ۵۵٤

(۳) ترمذي وكذا مشكوٰة: ۵۵٤

(۴) كتاب شرح شفاء

امت کا اجماع عظمت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ صحابہ کرام کو تنقید کا نشانہ بنانا ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔

"وَعُلَمَاءُ السَّلَفِ مِنَ السَّابِقِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَاَهْلِ الْخَبَرِ وَالْاَثَرِ وَاَهْلِ الْفِقْهِ وَالنَّظْرِ لَا يُذْكَرُوْنَ اِلَّا بِالْجَمِيْلِ وَمَنْ ذَكَرَهُمْ بِسُوْءٍ فَهُوَ عَلٰي غَيْرِ السَّبِيْلِ." (۱)

ترجمہ: "سابقین علماء امت (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کے بعد تابعین اور جو کتاب و سنت کے راوی ہیں اور اہل فقہ وقیاس، ان کا ذکر ہمیشہ بھلائی سے کیا جائے ان کے تذکرے میں جس نے برائی کی وہ مسلمانوں کی راہ پر نہیں ہے۔"

اور عقیدۃ الطحاویہ میں ہے:

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَكُوْنُ فِيْ قَلْبِهٖ عَلٰي خِيَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسيادت اَوْلِياء اللّٰهِ تعالٰي بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ" (۲)

ترجمہ: "اس سے بڑا گمراہ کون ہو گا جس کے دل میں ان لوگوں کے بارے میں جو نبیوں کے بعد خیار مؤمنین وسادات اولیاء اللہ ہیں کے بارے میں کوئی بات ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے الاصابہ میں ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ جو جلیل القدر محدث ہیں ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

"اِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْقُصُ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ زِنْدِيْقٌ وَذَالِكَ اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَالْقُرْآنُ حَقٌّ وَمَا جَاءَ رَبُّهٗ حَقٌّ وَ اِنَّمَا رُوِيَ اِلَيْنَا كلمه

(۱) شرح العقیدۃ الطحاویہ: ص۴۱۸

(۲) شرح العقیدۃ الطحاویہ: ص۳۹۹

الصَّحَابَة وَهٰؤُ لَاءِ يُرِيْدُوْنَ ان يَجْرِحُوْا شُهُوْدَنَا لِيُبْطِلُوْا الْكِتَابَ وَالسُّنَّة وَالْجُرُوْحُ بِهِمْ اَوْلٰي وَهُمْ زَنَادِقَة.“[۱]

ترجمہ: ”جب کسی کو دیکھو کہ وہ کسی بھی صحابی رسول کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ رسول حق ہے، قرآن حق ہے اور جو قرآن کی تعلیم و شریعت لے کر آیا ہے وہ حق ہے اور ان سب کو ہم تک پہنچانے والے صحابہ ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ان شاہدوں کو مجروح کردیں تا کہ اس طرح وہ کتاب و سنت کو باطل کریں یہی لوگ مجروح قرار دیئے جانے کے قابل ہیں اور یہی لوگ زندیق ہیں۔“

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”مَنْ شَتَمَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ اَوْ عُمَرَ اَوْ عُثْمَانَ اَوْ عَلِيًّا اَوْ مُعَاوِيَة اَوْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فَاِنْ قَالَ شَاتِمُهُمْ كَانُوْا عَلٰي ضَلَالٍ اَوْ كُفْرٍ قُتِلَ وَاِنْ شَتَمَ بِغَيْرِ هٰذَا نُكِلَ نَكَالًا شَدِيْدًا.“[۲]

ترجمہ: ”جس نے اصحاب نبی ﷺ میں سے ابوبکر کو، عمر کو عثمان کو علی کو معاویہ کو یا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا تو اگر اس نے یہ کہا کہ یہ لوگ گمراہی اور کفر پر تھے، تو اس کو قتل کردیا جائے اس کے علاوہ اور کوئی بات کہی ہو تو اس کو سخت سزا دی جائے گی۔“

مسلم کی شرح میں علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

”قَالَ الْقَاضِيْ وَسَبُّ اَحَدِهِمْ مِنَ الْمَعَاصِي الْكَبَائِرِ وَمَذْهَبُنَا

---

(۱) الاصابہ: ۱/۱۱

(۲) شرح الشفاء: ۲/۷۵۵

وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ اَنَّه يُعَزَّرُ وَلَا يُقْتَلُ وَقَالَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ يُقْتَلُ" [۱]

ترجمہ: "قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو برا بھلا کہنا یہ معصیت کبیرہ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو سزا دی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائے گا اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ قتل کیا جائے گا۔"

چوتھا عقیدہ

شق القمر معجزے کا انکار کرنا

جواب: معجزہ کا ذکر تو قرآن مجید اور متعدد احادیث میں ملتا ہے، قرآن کی آیت ہے:

﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ۞﴾ [۲]

امام بخاری رحمہ اللہ نے جہاں پر یہ روایت کی ہے اس سے پہلے یہ عنوان قائم کیا ہے:

"سُوَالُ الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّرِيَهُمُ النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم آية فَاَرَاهُمْ إِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ" [۳]

ترجمہ: "یعنی مشرکین کے سوال پر آپ ﷺ نے یہ معجزہ شق القمر دیکھایا تھا۔"

نیز ایک روایت میں آتا ہے جس کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اشہدوا، اشہدوا، یعنی گواہ رہو، گواہ رہو۔ یہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ معجزہ مشرکین کے مطالبہ پر آپ ﷺ نے دکھایا تھا۔ جب ہی آپ ﷺ نے فرمایا: اشہدوا، اشہدوا۔ [۴]

---

(۱) شرح مسلم للنووي: ۲/۳۱۰

(۲) سورۃ قمر: آیت ۱

(۳) بخاري شريف: ۱/۵۱۳

(۴) بخاري شريف: ۲/۷۲۱

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس بارے میں جمہور امت کا عقیدہ تحریر فرماتے ہیں:

"وَقَدْ كَانَ هٰذَا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ فِي الْاَحَادِيْثِ الْمُتَوَاتِرَةِ الصَّحِيْحَةِ وَهٰذَا اَمْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ إِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ قَدْ وَقَعَ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ إِنَّهٗ كَانَ اِحْدَي الْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَاتِ." [1]

ترجمہ: "آپ ﷺ کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ احادیث متواترہ صحیحہ سے ثابت ہے اور اسی پر تمام امت کے علماء کا اتفاق ہے کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کے زمانہ میں واقع ہو چکا ہے اور یہ آپ کے مشہور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔"

مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ عقائد الاسلام میں تحریر فرماتے ہیں: "کہ شق قمر پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا انکار کفر ہے اس میں تاویل کرنا گمراہی ہے، جس سے اندیشہ کفر کا ہے۔" [2]

یہ کہنا کہ دلیل نبوت صرف قرآن کا معجزہ ہے، (اس کے علاوہ معجزہ کو) نبوت کی علامت اور دلیل کی حیثیت سے پیش کیا ہو؟ جیسے دیکھ لینے کے بعد انکار کرنے سے عذاب لازم آتا ہے۔ [3]

اہل سنت والجماعت کے عقائد کی رو سے آپ ﷺ کی کل معجزات کی تین قسمیں ہیں:

❶ قرآن مجید

❷ آپ ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی

❸ خوارق عادات جو آپ سے ظاہر ہوئے مثلاً: چاند کے دو ٹکڑے ہونا۔ پتھر کا

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: ٤/٢٦٤

(۲) عقائد الاسلام: ۲/۷۲

(۳) رسائل ومسائل: حصہ سوم ۱٤٥، اشاعت اول بحوالہ ترجمان القرآن، مارچ: ۱۹۵٦ء

آپ ﷺ کو سلام کرنا۔ تھوڑا پانی کا زیادہ ہونا وغیرہ یہ سب معجزات دلیل نبوت ہیں اور ان سب کا ثبوت تواتر سے ہے۔

علامہ ابن ابی الشریف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَالَّذِيْ اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰي نَبِيًا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ ثَلَاثَةُ اُمُوْرٍ اَعْظَمُهَا الْقُرْآنُ ثُمَّ الْاَمْرُ الثَّانِي حَالُهُ فِيْ نَفْسِهِ الَّتِيْ اِسْتَمَرَّ عَلَيْهَا مِنْ عَظِيْمِ الْأَخْلَاقِ وَشَرِيْفِ الْاَوْصَافِ ...... ثُمَّ الْأَمْرُ الثَّالِثُ مَاظَهَرَ عَلٰي يَدَيْهِ مِنَ الْخَوَارِقِ“[1]

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو تین قسم کے معجزات عطا فرمائے ہیں جن میں سے سب سے عظیم معجزہ قرآن کریم ہے، دوسرا معجزہ آپ کی ذاتی زندگی ہے آپ کے وہ بلند اور عالی اخلاق واوصاف ہیں کہ جن پر آپ ﷺ پوری زندگی رہے۔ تیسرا معجزہ خوارق عادت امور ہیں جو آپ ﷺ سے ظاہر ہوتے رہے۔“

نبی کا معجزہ ہی دلیل نبوت ہوتا ہے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَوَجْهُ دَلَالَةِ الْمُعْجِزَةِ عَلَي صِدْقِ الرُّسُلِ اَنَّ كُلَّ مَاعَجِزَ عَنْهُ الْبَشَرُ لَمْ يَكُنْ اِلاَّ فِعْلاً لِلّٰهِ تَعَالٰي فَلَمَّا كَانَ مَقْرُوْنًا بِتَحَدِّي النَّبِي صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَزَّلُ مَنْزِلَهُ قَوْلِهٖ صَدَقْتَ.“

ترجمہ: ”معجزہ اس لئے انبیاء کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے کہ جس فعل سے عام انسان عاجز ہوتے ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہی فعل ہوتا ہے اور جب اس کے ساتھ نبی کی تحدی و چیلنج شامل ہو جاتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ

(۱) المسامرہ

بنے فرمادیا کہ تو سچا ہے۔"[1]

نیز یہ بات کہ جب قرآن کے علاوہ دوسرے معجزات دلیل ثبوت نہیں ہیں تو پھر یہ معجزات آپ ﷺ کو کیوں عطاء کئے گئے؟

پانچواں عقیدہ

لاہوری مرزائی کافر نہیں

جواب: یہ بات جمہور علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ قادیانی مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اپنے غلط عقائد کی بناء پر اسلام سے خارج ہیں:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کہ جو قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہو اس کے باوجود ان کو وہ مسلمان سمجھے تو ایسا شخص خود مرتد ہے کہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے۔[2]

مودودی قادیانی کو مسلمان تسلیم کرتے ہیں جیسے کہ اس خط سے ظاہر ہوتا ہے۔

جماعت اسلامی پاکستان

۵۔ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور۔ حوالہ ۲۲۷۔ تاریخ ۲۹/۱/۶۸ء

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر واسلام کے درمیان معلق ہے۔ نہ وہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جاسکے، اور نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جاسکے۔

خاکسار ...... غلام علی

معاون خصوصی مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے۔ (ابوالاعلیٰ)

---

(۱) المسامرہ

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/ ۲۱۳، ۲۱۲

تبصرہ: مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ لاہوری مرزائی نہ کافر ہیں اور نہ مسلمان۔ یہ بات بھی اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہے، کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک صرف دو ہی درجے ہیں۔ کہ آدمی مسلمان ہو گا یا کافر، درمیان میں کوئی تیسرا درجہ نہیں ہے۔

چھٹا عقیدہ

ایصال ثواب گناہ گاروں کے لئے نہیں ہے

جیسے کہ ترجمان القرآن میں لکھا ہے:

”جو لوگ اللہ کے ہاں صالحین کی حیثیت سے مہمان ہیں، ان کو تو ثواب کا ہدیہ یقیناً پہنچے گا مگر جو وہاں مجرم کی حیثیت سے حوالات میں بند ہیں انہیں کوئی ثواب نہیں پہنچتا، متوقع نہیں اللہ کے مہمانوں کو ہدیہ تو پہنچ سکتا ہے، مگر امید نہیں کہ اللہ کے مجرم کو تحفہ پہنچ سکے، اس کے لئے اگر کوئی شخص کسی غلط فہمی کی بناء پر ایصال ثواب کرے گا تو اس کا ثواب بھی ضائع نہ ہو گا بلکہ مجرم کو پہنچنے کے بجائے خود عامل ہی کی طرف لوٹ آئے گا جیسے منی آرڈر اگر مرسل الیہ کو نہ پہنچے تو مرسل کو واپس مل جاتا ہے۔“[1]

جواب: یہ بات اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ بالاتفاق یہ ہے کہ مشرکین اور کفار کو تو ایصال ثواب کرنا جائز نہیں، باقی ہر قسم کے گنہگار مسلمانوں کو ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔

کفار اور مشرکین کے لئے ایصال ثواب کی ممانعت ہے:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَن يَسْتَغْفِرُوا۟ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوٓا۟ أُو۟لِى قُرْبَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

(۱) ترجمان القرآن: ص ۲۷، فروری ۱۹۶۷ء

لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ (۱)

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کو اور دوسرے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں، اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اس امر کے ظاہر ہونے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں۔"

قرآن کی آیات و متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ میت کو ایصال ثواب پہنچتا ہے اگرچہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بخاری کی مشہور شرح عینی میں موجود ہے:

"فَذَهَبَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَحْمَدُ اِلٰي وُصُوْلِ ثَوَابِ قِرَاْةِ الْقُرْآنِ اِلَي الْمَيِّتِ" (۲)

ترجمہ: "امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک میت کو تلاوت قرآن کا ثواب پہنچتا ہے۔"

اسی طرح علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَيَقْرَأُ يٰسٓ لِمَا وَرَدَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ يٰس خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ." (۳)

ترجمہ: "سورت یٰسین پڑھے، کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو اور سورت یٰس کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ مردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادیتے ہیں۔"

ساتواں عقیدہ

داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا بھی جائز ہے

اس سلسلہ میں رسائل و مسائل میں تحریر کرتے ہیں کہ شریعت نے صرف

(۱) سورۃ توبہ: آیت ۱۱۳

(۲) عيني شرح بخاري: ۱/۸۷۵

(۳) فتاویٰ شامي، باب صلوٰة الجنائز: ۲/۴۴۳

داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے جتنی بھی رکھ لی جائے حدیث پر عمل ہو جائے گا۔[۱]

جواب: جب کہ پوری امت کا اجماع ہے کہ داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے اور یہی عمل بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ثابت ہے کہ وہ ایک مشت سے زائد بال کٹوا دیا کرتے تھے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَالسُّنَّةُ فِيهَا الْقَبْضَةُ وَهُوَ اَنْ يَّقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْيَتَهُ فَمَا زَادَ مِنْهَا عَلٰى قَبْضَةٍ قَطَعَهُ."[۲]

ترجمہ: "داڑھی میں سنت ایک مشت رکھنا ہے، اس طرح کہ داڑھی مٹھی میں لے لے اور جو زائد ہو وہ کاٹ لے۔"

اور یہی بات چاروں ائمہ کی فتاویٰ کی کتابوں سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اس سے کم رکھنا حرام ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کی مستند کتاب امام ابوزید کا رسالہ اس کی شرح میں شیخ احمد نفرادی فرماتے ہیں:

"مِمَّا عَلَيْهِ الْجُنْدُ فِيْ زَمَانِنَا مِنْ اَمْرِ الْخَدَمِ بِحَلْقِ لِحَاهُمْ دُوْنَ شَوَارِبِهِمْ لَا شَكَّ فِيْ حُرْمَتِهِ عِنْدَ جَمِيْعِ الْاَئِمَّةِ لِمُخَالَفَتِهِ لِسُنَّةِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِمُوَافَقَتِهِ بِفِعْلِ الْاَعَاجِمِ وَالْمَجُوْسِ"[۳]

ترجمہ: "ہمارے زمانہ کے فوجیوں کا جو طریقہ داڑھی منڈانے اور مونچھیں نہ منڈوانے کا ہے وہ بلاشک وشبہ حرام ہے تمام ائمہ دین کے نزدیک، کیونکہ یہ سنت مصطفوی کے خلاف اور عجمیوں اور مجوسیوں کی موافقت ہے۔"

(۱) مفہوم رسائل ومسائل: حصہ اول ص ۳۰۸، تیسرا ایڈیشن
(۲) کتاب الآثار
(۳) شرح رسالہ باب الفطرۃ والختان

امام احمد رحمہ اللہ کی فتاویٰ کی کتاب ''الاقناع'' میں ہے:

''وَ اِعفاءُ اللِّحيَة وَ يحرم حلقُهَا.'' (۱)

ترجمہ: ''داڑھی چھوڑنا ضروری ہے اس کا منڈانا حرام ہے۔''

اسی طرح فقہ حنبلی کی کتاب ''مختصر المقنع'' میں ہے:

''وَ يُعْفِي لِحيَتَهٗ وَ يَحرُمُ حَلقُهَا.'' (۲)

ترجمہ: ''داڑھی بڑھانا ضروری ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے۔''

اور مذہب شافعی کی مستند کتاب ''عبادی شرح منہاج'' میں ہے۔ ''کہ صحیح بات یہ ہے کہ پوری داڑھی بلا کسی عذر کے منڈانا حرام ہے۔''

فقہ حنفی میں بھی ایک مشت داڑھی سے کم کروانا حرام ہے، علامہ انور کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَاَمَّا قَطعُ مَادُوْنَ ذَالِكَ فَحَرَامٌ إِجْمَاعًا بَيْنَ الْاَئِمَّة رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰي'' (۳)

ترجمہ: ''ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے اور اسی پر تمام ائمہ کا اجماع ہے۔''

آٹھواں عقیدہ

سجدہ تلاوت کے لئے وضو شرط نہیں

اس سلسلہ میں مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''سجدہ کے لئے جمہور انہیں شرائط کے قائل ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں، یعنی باوضو ہونا، قبلہ رخ ہونا اور نماز کی طرح سجدہ میں زمین پر سر رکھنا لیکن جتنی بھی احادیث سجدہ تلاوت کے باب میں ہم کو ملی ہیں ان میں

(۱) اقناع فصل في الامتشاط

(۲) مختصر المقنع

(۳) فيض الباري: ٤/ ٣٨٠

کہیں ان شرطوں کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے ان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آیت سجدہ سنکر جو شخص جس حال میں بھی ہو جھک جائے خواہ باوضو ہو یا نہ ہو خواہ استقبال ممکن ہو یا نہ، خواہ زمین پر سر رکھنے کا موقع ہو یا نہ ہو، سلف میں ایسی بھی شخصیتیں ملتی ہیں جن کا عمل اس طریقہ پر تھا۔"[1]

جواب: جمہور علماء کے نزدیک جن میں ائمہ اربعہ بھی شامل ہیں ان سب کے نزدیک سجدہ تلاوت کے لئے نماز کی شرطیں ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ فتح الباری وغیرہ میں موجود ہے:

"لاَ يَسْجُدُ الرَّجُلُ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ."[2]

ترجمہ: "کوئی آدمی بلاوضو سجدہ نہ کرے۔"

ظاہر ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں فرمائی ہوگی بلکہ آپ ﷺ سے سنا یا دیکھا ہو گا۔ بلکہ خیر القرون سے آج تک بلاوضو کے سجدہ کرنے کا کوئی بھی قائل نہیں ہوا ہے۔[3]

نواں عقیدہ

سحری کا وقت طلوع فجر کے بعد بھی رہتا ہے؟

"اس سلسلہ میں مودودی صاحب فرماتے ہیں آج کل لوگ سحری اور افطار کے معاملہ میں شدت احتیاط کی بنیاد پر کچھ بے جا تشدد برتنے لگے ہیں مگر شریعت نے ان دونوں اوقات کی کوئی ایسی حد بندی نہیں کی ہے جس سے چند سیکنڈ یا چند منٹ اِدھر اُدھر ہو جانے سے آدمی کا روزہ خراب ہو جاتا ہے سحری میں سیاہی شب سے سپیدہ صبح کا نمودار ہونا اچھی

(۱) تفہیم القرآن: حصہ دوم، سورۃ اعراف، آیت ۱۱۶

(۲) فتح الباري: ۲/۴۵۷، اوجز المسالك: ۲/۳۸۰، وغیرہ

(۳) تقصیرات تفہیم القرآن: ۱۰۸، ۱۰۹

خاصی گنجائش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ایک شخص کے لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اٹھ کر کچھ کھاپی لے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھارہا ہو اور اذان کی آواز آجائے تو وہ فوراً نہ چھوڑے بلکہ اپنی حاجت بھر کھاپی لے۔" [1]

جواب: اس بات پر بھی پوری امت کا اجماع ہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد کھانا، پینا جائز نہیں ہے، یہاں پر جس اذان کے بعد کھانے پینے کا ارشاد ہے وہ تہجد کی اذان ہے جس کے بعد بالاتفاق سحری کا وقت رہتا ہے، تہجد کی اذان کا رواج آج بھی حرمین شریفین میں ہے مگر ہمارے دیار میں تو صرف فجر کی اذان ہوتی ہے وہ اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتی، تہجد کی اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے، جیسا کہ فجر کی اذان حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے۔ جیسے روایت میں آتا ہے:

"وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ يَمْنَعَنَّكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ عَنْ سُحُوْرِكُمْ فَإِنَّهُ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰي تَسْمَعُوْا اَذَان ابْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَإِنَّهُ لاَ يُؤَذِّنُ حَتّٰي يَطْلَعَ الْفَجْر." [2]

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روک دے وہ رات میں ہی اذان دے دیتے ہیں، پس کھاؤ، پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان نہ سن لو وہ جب تک فجر نہ ہو جائے اذان نہیں دیتے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ واضح طور سے

---

(۱) تفهيم القرآن: ۱/ ۱٤٦

(۲) بخاري ومسلم

بیان کئے گئے ہیں:

"فَإِنَّ بِلَالاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ اَوْ قَالَ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ اَوْ قَالَ يُنَادِي لِيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ وَلِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ". (۱)

ترجمہ: "حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات ہی میں اذان دیدیتے ہیں یا یہ فرمایا رات ہی میں دے دیتے ہیں یا یہ فرمایا وہ نداء دے دیتے ہیں تاکہ تمہارے سونے والے بیدار ہوجائیں اور صلوۃ التہجد پڑھنے والے گھروں کو واپس ہوجائیں۔"

علامہ جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشکوک حالت میں صبح صادق کا یقین ہونے سے پہلے کچھ کھاپی لیا گیا تو گنہگار نہیں ہوگا اگر بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہوچکی تھی، تو اب اس پر قضاء کرنی ہوگی۔ (۲)

اور اگر یقین ہوجائے صبح صادق کا تو اب بالکل ہی گنجائش نہیں دی جائے گی کھانے پینے کی اس کے بعد کھانا حرام ہوگا۔ اگرچہ ایک دو منٹ ہی کیوں نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اس وقت تک ہے جب کہ صبح صادق کا یقین نہ ہو اگر یقین ہوجائے تو اب بالکل گنجائش نہیں ہوگی۔ (۳)

دسواں عقیدہ

تقلید گناہ سے بھی بدتر ہے

رسائل ومسائل میں مودودی صاحب تحریر کرتے ہیں:

"میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے مگر یہ یاد رہے کہ اپنی تحقیق کی بناء پر

(۱) بخاري ومسلم
(۲) احكام القرآن
(۳) درس ترمذي: ۵۴۵/۲

کسی ایک اسکول کے طریقے اور اصول کی اتباع کرنا اور چیز ہے اور تقلید کی قسم کھا بیٹھنا بالکل دوسری چیز ہے اور یہی آخری چیز ہے جسے میں صحیح نہیں سمجھتا۔"[۱]

جواب: اس کے خلاف چوتھی صدی کے بعد پوری امت کا تقلید پر اتفاق چلا آیا ہے، جس میں اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء ہوئے ہیں۔

اب ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور مجتہد کے مذہب پر عمل کرنا صحیح نہیں ہے، اس پر پوری امت کا اتفاق ہے اس سلسلہ میں مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَفِيْهِ إِشَارَةٌ الٰى اَنَّ اِنْحِصَارَ الْمَسَالِكِ فِي الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ الْمَشْهُوْرَةِ فِي الْأَزْمِنَةِ الْمُتَأَخِّرَةِ أَمْرٌ إِلٰهِي. وَفَضْلٌ رَبَّانِيّ لاَ يَحْتَاجُ الٰى إِقَامَةِ الدَّلِيْلِ."[۲]

ترجمہ: "اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ پچھلے زمانے میں تقلید شخصی کا چاروں مذہبوں میں منحصر ہونا محض حکم الٰہی اور فضل ربانی ہے جو کسی دلیل کا محتاج نہیں۔"

اسی طرح شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَبِالْجُمْلَةِ فَالْمَذْهَبُ لِلْمُجْتَهِدِيْنَ سِرًّا اَلْهَمَهُ اللّٰه تعالى الْعُلَمَاء وَجَمَعَهُمْ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ يَشْعُرُوْنَ اَوْلَا يَشْعُرُوْنَ"[۳]

ترجمہ: "بالجملہ یہ کہ مجتہدین کے مذاہب کے کسی ایک پر عمل کرنا یہ ایک راز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علماء پر الہام فرمایا اور ان کے (قلوب) کو اس پر جمع فرمایا ہے اس کی (خوبیاں) خواہ وہ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔"

علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) رسائل ومسائل: ۱/۲٤٤، طبع دوم

(۲) غیث الغمام: ص ٥

(۳) الانصاف: ص ٦٣

"وَالْحَاصِلُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَة اِنْخَرقَتْ بِهِمُ الْعَادَة عَلٰي مَعْنَي الْكَرَامَةِ عِنَايَةً مِنَ اللّٰه تَعَالٰي بِهِمْ إِذَا قِيْسَتْ اَحْوَالُهُمْ بِاَحْوَالِ اَقْرَانِهِمْ ثُمَّ اشْتِهَارُ مَذَاهِبِهِمْ فِيْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَ إِجْتِمَاعُ الْقُلُوْبِ عَلٰي الْاَخْذِ بِهَا دُوْنَ مَاسِوَاهَا إِلَّا قَلِيْلاً عَلٰي مَمَرِّ الْأَعْصَارِ"[۱]

ترجمہ: "حاصل یہ کہ ائمہ اربعہ (کی تقلید) رحمت الٰہی سے بطور خرق عادت ان کی کرامات کی دلیل ہے جبکہ ان کے احوال کو ان کے ہم زمانہ بزرگوں کے احوال پر جانچا جائے پھر اطراف عالم میں ان کے مذاہب کی شہرت اور باوجود امتداد زمانہ باستثنائے قلیل بہ نسبت دوسروں کے انہیں چار مذہبوں کی طرف سب دلوں کا مجتمع ہونا (لامحالہ قبولیت عند اللہ کی دلیل ہے)۔"

ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِنعَقَدَ الإِجْمَاعُ عَلٰي عَدَمِ الْعَمَلِ بِالْمَذَاهِبِ الْمُخَالِفَة لِلْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَة."[۲]

ترجمہ: "اس بات پر اجماع منعقد ہے کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب کے خلاف کسی مذہب پر عمل جائز نہیں۔"

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَإِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ إِحْدَاثُ قَوْلٍ خَارِجٍ عَنِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ."[۳]

ترجمہ: "چاروں مذاہب کے علاوہ پانچویں مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔"

---

(۱) كتاب التقرير في شرح التحرير: ۲٥٤/۳

(۲) فتح القدير، شرح هدايه

(۳) شامي: ٤٦/۱

گیارہواں عقیدہ

مودودی صاحب کی فقہ سے نفرت

علوم اسلامیہ میں علم فقہ کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے اس فقہ کے بغیر آدمی دین پر چل ہی نہیں سکتا۔ اس بارے میں مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"قیامت کے روز حق تعالیٰ کے سامنے ان گنہگاروں کے ساتھ ساتھ ان کے اپنے پیش رو بھی پکڑے ہوئے آئیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ کیا ہم نے تم کو علم و عقل سے اس لئے سرفراز کیا تھا کہ تم اس سے کام نہ لو کیا ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سنت تمہارے پاس اس لئے تھی کہ تم اس کو لئے بیٹھے رہو اور مسلمان گمراہی میں مبتلا ہوتے رہیں ہم نے اپنے دین کو یسر بنایا تھا تم کو کیا حق تھا کہ اسے عسر بنادو ہم نے قرآن اور محمد ﷺ کی پیروی کا حکم دیا تھا تم پر یہ کس نے فرض کیا کہ ان دونوں سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو۔ ہم نے ہر مشکل کا علاج قرآن میں رکھا تھا تم سے کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لئے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو، اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق، ہدایہ اور عالمگیری کے مصنّفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی، البتہ جہلاء کو جواب دہی کرنے کا موقعہ ضرور مل جائے گا کہ:[۱]

جواب:

﴿رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠ ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ ءَاتِهِمۡ ضِعۡفَيۡنِ مِنَ ٱلۡعَذَابِ وَٱلۡعَنۡهُمۡ لَعۡنٗا كَبِيرٗا ﴿٦٨﴾﴾[۲]

---

(۱) حقوق الزوجین: ص ۹۸

(۲) سورۃ احزاب: آیت ۶۷، ۶۸

"اس کے مقابل قرآن کی اہمیت تو قرآن، حدیث اور اجماع اور قیاس چاروں ادلہ کی تعلیم سمجھا دیا اور ضروری قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرات فقہاء ایسے ہیں جیسے آسمان میں روشن ستارے، ان ہی ستاروں کے ذریعہ تاریک رات میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو تو راستہ ملتا ہے اور ان کے ہی ذریعہ سے الجھے ہوئے مسائل سلجھتے ہیں اس وجہ سے فقہاء کی فرمانبرداری والدین کی فرمانبرادی سے بھی زیادہ ضروری ہے جیسے کہ قرآن میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ (۱)

"اے ایمان والو! خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولوالامر (یعنی فقہاء) کی اطاعت کرو اسی طرح قرآن میں دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ہے:

"يُؤْتِ الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا." (۲)

"دین کا علم یعنی (فقہ اور تفقہ فی الدین) جس کو اللہ چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، جس کو دین کا فہم مل جائے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی۔"

اسی طرح حدیث میں فرمایا گیا کہ: من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین۔ "جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔ (۳)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے "لِكُلِّ شَيْءٍ عِمَادٌ وَ عِمَادُ هٰذَا الدِّيْنِ الْفِقْهُ." (۴) ہر چیز کا کوئی ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔ ایک اور روایت

---

(۱) سورۃ نساء: آیت ۵۹، سورۃ بقرہ: آیت ۲۶۹

(۲) اعلام الموقعین: ۹/۱

(۳) مشکوٰۃ: ۳۲/۱

(۴) دارقطني بحواله فتاويٰ سراجيه: ص ۱۵۸

میں وارد ہے کہ۔ ''اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَ الْفِضَّةِ خِیَارُ ھُمْ فِي الْجَاھِلِیَّةِ خِیَارُھُمْ فِي الإِسْلَام إِذَا فَقُھُوْا.''لوگ سونے، چاندی کی کان کی طرح ہیں جو لوگ زمانہ جاہلیت میں کریم اخلاق ہونے کی وجہ سے مقتداء اور پیشوا تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جب کہ وہ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے دعا دی، ''اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّیْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِیْل.'' اے اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دین کی سمجھ اور علم تفسیر عطا فرما۔ حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ عنہ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کی زیارت کی ہے وہ فرماتے ہیں:

''إِنَّا لَسْنَا بِالْفُقَھَاءِ وَلٰکِنَّنَا سَمِعْنَا الْحَدِیْثَ فَرَوَیْنَاہُ لِلْفُقَھَاءِ.''[1]

ترجمہ: ''ہم فقیہ اور مجتہد نہیں ہیں ہم تو احادیث سنتے ہیں پھر فقہاء سے بیان کر دیتے ہیں۔''

ظاہر بات ہے کہ قرآن وحدیث میں تمام جزئیات بیان نہیں کئے گئے ہیں ان تمام جزئیات اور فروعات کو تو فقہاء ہی بیان کرتے ہیں ان کے بغیر کوئی بھی پورے دین پر چل ہی نہیں سکتا ہے۔

بارہواں عقیدہ

تصوف وسلوک جاہلانہ طریقہ ہے

مودودی صاحب تصوف سے بہت ہی زیادہ ناراض ہیں اور اس کا خوب مذاق اڑایا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کے اس مرض (تصوف) سے نہ حضرت مجدد ناواقف تھے نہ شاہ صاحب، دونوں کے کلام میں اس پر تنقید موجود ہے مگر غالباً اس مرض میں مہلک ثابت ہو چکی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دونوں کا حلقہ پھر ایسے پرانے مرض سے متاثر ہوتا چلا گیا۔''

(۱) تذکرۃ الحفاظ

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں ”پس جس طرح پانی جیسے حلال چیز بھی اس وقت ممنوع ہو جاتی ہے جب وہ مریض کے لئے نقصان دہ ہو اسی طرح یہ قالب بھی۔۔ ہونے کے باوجود اسی بناء پر قطعی چھوڑ دینے کے قابل ہو گیا ہے کہ اس کے لباس میں مسلمانوں کو افیون کا چسکا لگایا گیا ہے۔ اور اس کے قریب جاتے ہی ان مؤمن مریضوں کو پھر وہی چنیا بیگم یاد آجاتی ہے، جو صدیوں تک ان کو ٹھیک کر سلاتی رہی ہے۔(۱)

نیز ایک جگہ اور فرماتے ہیں ”پیری مریدی کا سلسلہ بھی سیّد صاحب کی تحریک میں چل دیا تھا، اس لئے مرض صوفیت کے جراثیم سے یہ تحریک پاک نہ رہ سکی۔(۲)

جواب: حالانکہ بیعت کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے اس لئے اس سے انکار کرنا مشکل ہے۔

❶ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ ٱللَّهَ يَدُ ٱللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (۳)

ترجمہ: ”جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔“

❷ ﴿لَّقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ﴾ (۴)

ترجمہ: ”تحقیق کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جو کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔“

❸ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ

(۱) تجدید احیاء دین: ص ۱۳۲
(۲) تجدید احیاء دین: ص ۱۳۴
(۳) سورۃ فتح: آیت ۱۰
(۴) سورۃ فتح: آیت ۱۸

بِاللَّهِ شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ (۱)

ترجمہ: "اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ (ﷺ) کے پاس آئیں کہ آپ ان سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی چوری نہ کریں گی زنا کاری نہیں کریں گی، اور اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی، اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لائیں گی، جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنائیں اور اچھی باتوں میں وہ آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کریں اور ان کے لئے مغفرت طلب کریں بے شک اللہ غفور اور رحیم ہے۔"

اسی طرح احادیث میں بھی بیعت کا ذکر آتا ہے۔

❶ "عَنْ عُبَادَة بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه وَكَانَ شَهِدَ بَدرًا وَهُوَ اَحدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَة مِنْ اَصْحَابِه بَايِعُوْنِي عَلٰي اَنْ لاَّ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَه بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلاَ تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰي مِنْكُمْ فَاَجْرُه عَلَي اللّٰه وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰه فَهُوَ اِلَي اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَ اِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰي ذَالِكَ." (۲)

(۱) سورۃ ممتحنہ: آیت ۱۲

(۲) بخاري كتاب الايمان: ۱/ ۷

ترجمہ: ''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو غزوہ بدر میں بھی شریک تھے اور لیلۃ العقبۃ کے نقباء میں سے ایک تھے ان سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے چاروں طرف صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کروگے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کروگے، اور نہ کسی پر بہتان باندھو گے اور شرع کی باتوں میں خلاف نہ کرو گے جو اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو ان چیزوں میں سے کسی کا مرتکب ہوگا اور اس کی سزا اس کو دنیا میں ملے گی تو یہ سزا اس کے لئے کفارہ ہوگی اور اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ستاری کی تو آخرت میں اللہ جل شانہ چاہے اس کو سزا دیں چاہے معاف کردیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان باتوں پر آپ ﷺ سے بیعت کی۔''

❷ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر بیعت کی اور اس بات پر کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کریں گے۔'' (۱)

❸ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چھ دن رہا کرو اور ساتواں دن تجھ کو ایک بات کہوں گا ایسے اچھی طرح سمجھ لیجئے ساتواں دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اول تجھے وصیت اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی تنہائی میں بھی اور مجمع میں بھی خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی اور جب کوئی برائی ہوجائے تو اس کے بعد فوراً کوئی اچھا کام کرلیا کرو اور کسی سے سوال نہ کرو.........

---

(۱) بخاري شريف: ۱/۱۳

کر جائے اور کسی کی امانت نہ رکھنا۔[1]

خلاصہ: ان آیات اور احادیث کا علماء یہ خلاصہ بیان فرماتے ہیں کہ بیعت یہ معاہدہ ہے احترام احکام واہتمام اعمال ظاہری وباطنی کا۔[2]

اس کو بدعت اور جراثیم کے ساتھ تعبیر کرنا پوری امت کا مذاق اڑانا ہے، کیونکہ یہ سلسلہ شروع سے امت میں رہا ہے۔

تیرہواں عقیدہ

تفسیر بالرائے کے بارے میں

قرآن کے سمجھنے میں اسلاف کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنی رائے سے بھی تفسیر کی جا سکتی ہے، اس سلسلے مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> "قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا ہو اور جو جدید طرز پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو وہ اپنے لکچروں سے انٹر میڈیٹ میں طلبہ کے اندر قرآن فہمی کی ضروری استعداد پیدا کرے پھر بی، اے۔ میں ان کو پورا قرآن اس طرح پڑھادے کہ وہ عربیت میں بھی کافی ترقی کر جائیں اور اسلام کی روح سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں۔"[3]

ایک دوسری جگہ یہ فرماتے ہیں۔ میں نے تفہیم القرآن میں جس چیز کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر جو مفہوم سمجھ میں آتا اور جو اثر میرے قلب پر پڑتا ہے حتی الامکان۔ کا قول اپنی زبان میں منتقل کر دوں۔[4]

جواب: اس کے مقابل میں علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی

---

(۱) مشکوٰۃ

(۲) شریعت وطریقت کا تلازم: ص ۱۲۳

(۳) تفہیمات: ص ۱۹۳، طبع چہارم

(۴) ترجمان القرآن: ص ۱۳۶۱، سورۃ ص ۲

تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے اس کے لئے پندرہ علوم میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے:

تفسیر قرآن کے لئے پندرہ علوم کی ضرورت

اول لغت: جس سے کلام پاک کے مفرد الفاظ کے معنی معلوم ہو جاویں، مشہور امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو جائز نہیں کہ بدون معرفت لغات عرب کے کلام پاک میں کچھ لب کشائی کرے، اور چند لغات کا معلوم ہو جانا کافی نہیں، اس لئے کہ بسا اوقات لفظ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے اور وہ ان میں سے ایک دو معنی جانتا ہے اور فی الواقع اس جگہ کوئی اور معنی مراد ہوتے ہیں۔

دوسرے نحو: کا جاننا ضروری ہے اس لئے کہ اعراب کے تغیر و تبدل سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں۔ اور اعراب کی معرفت نحو پر موقوف ہے۔ جیسے ایک شخص نے سپاہیانہ زندگی کا جوش پھیلانے کے لئے "وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ" کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ کافی ہے اللہ کے لئے مؤمنوں کو (صرف ایک عمل) قتال۔

تیسرے صرف: کا جاننا ضروری ہے۔ اس لئے کہ بناء اور صیغوں کے اختلاف سے معانی بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ ابن فارس کہتے ہیں کہ جس شخص سے علم الصرف فوت ہو گیا اس سے بہت کچھ فوت ہو گیا۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ اعجوبات تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے قرآن پاک کی آیت: "یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ" (جس دن کہ پکاریں گے ہم ہر شخص کو اس کے مقتدیٰ اور پیش رو کے ساتھ) اس کی تفسیر صرف کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کی، کہ جس دن پکاریں گے ہر شخص کو ان کی ماؤں کے ساتھ۔ امام کا لفظ جو مفرد تھا اس کو ام کی جمع سمجھ لیا۔ اگر وہ صرف سے واقف ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ ام کی جمع امام نہیں آتی۔

چوتھے اشتقاق: کا جاننا ضروری ہے اس لئے کہ لفظ جبکہ دو مادوں سے مشتق ہو تو

اس کے معنی مختلف ہوں گے۔ جیسا کہ مسیح کا لفظ ہے کہ اس کا اشتقاق مسح سے بھی ہے جس کے معنی چھونے اور تر ہاتھ کسی چیز پر پھیرنے کے ہیں۔ اور مساحت سے بھی ہے، جس کے معنی پیمائش کے ہیں۔

پانچواں علم معانی: کا جاننا ضروری ہے جس سے کلام کی ترکیب معنی کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہے۔

چھٹے علم بیان: کا جاننا ضروری ہے جس سے کلام کا ظہور و خفا، تشبیہ وکنایہ معلوم ہوتا ہے۔

ساتویں علم بدیع: کا جاننا ضروری ہے، جس سے کلام کی خوبیاں تعبیر کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں۔ یہ تینوں فن علم بلاغت کہلاتے ہیں۔ مفسر کے اہم علوم میں سے ہیں اس لئے کہ کلام پاک جو سراسر اعجاز ہے اس سے اس کا اعجاز معلوم ہوتا ہے۔

آٹھویں علم قرأت: کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ مختلف قرأتوں کی وجہ سے مختلف معنی معلوم ہوتے ہیں اور بعض معنی کی دوسرے معنی پر ترجیح معلوم ہو جاتی ہے۔

نویں علم عقائد: کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ کلام پاک میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جن کے ظاہری معنی کا اطلاق حق سبحانہ وتقدس پر صحیح نہیں۔ اس لئے ان میں کسی تاویل کی ضرورت پڑے گی جیسے کہ "یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ"۔

دسویں اصول فقہ: کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ جس سے وجوہ استدلال و استنباط معلوم ہو سکیں۔

گیارہویں اسباب نزول: کا معلوم ہونا ضروری ہے کہ شان نزول سے آیت کے معنی زیادہ واضح ہوں گے اور بسا اوقات اصل معنی کا معلوم ہونا بھی شان نزول پر موقوف ہوتا ہے۔

بارہویں ناسخ و منسوخ: کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے تا کہ منسوخ شدہ احکام معمول بہا سے ممتاز ہو سکیں۔

تیرہویں علم فقہ: کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ جزئیات کے احاطہ سے کلیات پہچانے جاتے ہیں۔

چودھویں ان احادیث: کا جاننا بھی ضروری ہے جو قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر واقع ہوئی ہیں۔

پندرہویں: ان سب کے بعد پندرہواں وہ علم وہبی ہے جو حق سبحانہ وتقدس کا عطیۂ خاص ہے، اپنے مخصوص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ جس کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ ہے: "من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم" (کہ جب بندہ اس چیز پر عمل کرتا ہے جس کو جانتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اسے ایسی چیزوں کا علم عطاء فرماتے ہیں جن کو وہ نہیں جانتا)۔[1]

اور جو قرآن کی تفسیر میں اپنی طرف سے رائے قائم کرے اس کے لئے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

❶ "من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده في النار."[2]

ترجمہ: "جو شخص قرآن کے معاملہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد نبوی ہے:

❷ "من تكلم في القرآن برأيه فاصاب فقد اخطأ."[3]

ترجمہ: "جو شخص قرآن کے معاملے میں اپنی رائے سے گفتگو کرے اور اس میں وہ کوئی صحیح بات بھی کہے تب بھی اس نے غلطی کی۔"

اعتصام میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اس امت کا جب نبی ایک ہے

---

(۱) شریعت وطریقت کا تلازم: ص ۳۲

(۲) ابوداؤد، الاتقان، ۲/۱۷۹

(۳) ابوداؤد، نسائي از اتقان: ۲/۱۷۹

قبلہ ایک ہے قرآن ایک ہے تو اس امت میں اختلاف کیسے پیدا ہو گا؟ اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین قرآن ہمارے۔

سامنے اترا ہے ہم تو اس کے نزول کے مقامات کو جانتے ہیں مگر بعد میں ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر انہیں صحیح طور پر اس کے موارد و مصادر کا علم نہ ہو گا پھر وہ اپنی طرف سے آراء قائم کریں گے اٹکل سے تیر چلائیں گے اس وجہ سے ان میں آپس میں اختلاف ہو جائے گا اور لڑائیاں ہونے لگیں گی۔ (۱)

چودھواں عقیدہ

صحابہ معیار حق نہیں

اسلام میں سب سے مقدس جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہے، مگر مودودی صاحب کے نزدیک صحابہ معیار حق نہیں ہیں اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے، اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے۔" (۲)

جواب: یہی بات سب سے بنیادی ہے کہ پوری امت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معیار حق تسلیم کرتی ہے اور مودودی صاحب نے اس کا انکار کیا جب اس کا انکار ہوا تو پھر صحابہ کی تمام باتوں پر ہی شک آتا چلا گیا۔ اس کے خلاف علماء فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ ہمارے لئے معیار حق ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کے اقوال وافعال یہ کسوٹی ہے جو کام بھی انہوں نے کیا وہ ہمارے لئے مشعل راہ، حجت اور ذریعہ فلاح ہے۔ صحابہ معیار حق ہیں اس بات پر قرآن کی آیات اور احادیث نبویہ

(۱) الاعتصام: ص ۱۵۷

(۲) دستور جماعت اسلامي پاكستان: ۱٤

ﷺ اور امت کا اجماع ہے۔ مثلاً قرآن میں ہے:

❶ ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ الۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾﴾ (۱)

ترجمہ: "جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا اس کے بعد کہ حق بات ظاہر ہو چکی ہے اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرے تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے مگر پھر اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بہت بری جگہ ہے جانے کی۔"

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ویتبع غیر سبیل المؤمنین۔ سے مراد صحابہ ہے۔ (۲)

❷ ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيۡكُمۡ وَمَلَـٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخۡرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَـٰتِ إِلَى النُّورِ﴾ (۳)

ترجمہ: "وہ اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آوے۔"

آیت سے مراد صحابہ ہیں اللہ نے ان کو ظلمات سے نکالا اور جو ان کی اتباع کرنے والے ہیں ان کو بھی اندھیریوں سے نکالے گا۔" (۴)

❶ صحابہ کو ایک جگہ پر "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" اور دوسری جگہ پر "اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ" وغیرہ فرمایا گیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ عنہ فرماتے ہیں "وَلَا شَكَّ اَنَّ تَابِعَ الْمُفْلِحِ مُفْلِحٌ" کہ

---

(۱) سورۃ نساء: آیت ۱۱۵

(۲) تحفہ اثنا عشریہ...

(۳) سورۃ احزاب: آیت ۴۳

(۴) تحفہ اثنا عشریہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ کامیاب کا تابع بھی کامیاب ہی ہوتا ہے۔ (۱)

اسی طرح احادیث میں آپ ﷺ کی زبان حق سے صحابہ کو معیار حق بتایا گیا ہے مثلاً آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت پر وہ سب آئے گا جو بنی اسرائیل پر آچکا ہے، بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے ہوگئے تھے جب کہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہو جائیں گے وہ سب جہنم میں ہوں گے صرف ایک فرقہ ناجی ہو گا صحابہ نے عرض کیا وہ کونسا فرقہ ہو گا ارشاد فرمایا "ما انا علیه و اصحابي" کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ (۲)

❷ ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ سے یہ قول نقل کیا گیا:

"اِنَّ اَصْحَابَكَ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوَيٰ مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ لِمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلٰي هُدًي."

ترجمہ: "میرے نزدیک آپ کے اصحاب کا رتبہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہے کہ بعض ستارے بعض سے قوی ہیں لیکن ہر ستارہ کے لئے نور ہے پس جو بھی کوئی صحابہ کے اختلاف رائے سے کسی ایک رائے کو اختیار کرے گا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہو گا۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ" (۳)

ترجمہ: "کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت کی راہ پاؤ گے۔"

❸ ﴿اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰي قُلُوْبِ الْعِبَادِ ... الخ﴾

---

(۱) تحفہ اثنا عشریہ

(۲) مشکوٰۃ ۳

(۳) مشکوٰۃ: ص ۵۵٤

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو آپ ﷺ کے دل کو ان سب دلوں سے بہتر پایا تو اس کو رسالت کے لئے مقرر فرمایا پھر دوسرے قلوب (دلوں) پر نظر ڈالی تو اصحاب محمد ﷺ کے قلوب کو دوسرے تمام بندوں کے قلوب سے بہتر پایا ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لئے منتخب کرلیا، پس ان کو اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی ﷺ کا وزیر بنالیا پس جس کام کو مسلمان (صحابہ) اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے اور جس کو یہ برا سمجھیں وہ عند اللہ بھی برا ہے۔“(۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو تمام اہل سنت والجماعت غیر معصوم جانتے ہیں مگر یہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ معیار حق صرف معصوم ہی ہوسکتا ہے جس سے اللہ نے اپنی رضاء کا اظہار کردیا اس کے یقینی مخلد فی الجنۃ ہونے کا اعلان کردیا وہ جماعت کیوں معیار حق نہ ہوگی۔“(۲)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت نبی کریم ﷺ نے نجات پانے والی جماعت کی پہچان میں فرمایا کہ جو اس طریقہ پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کا ظاہراً اتنا فرمادینا کافی تھا کہ جس طریقہ پر میں ہوں۔ صحابہ کا ذکر اپنے ساتھ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ سب جان لیں کہ میرا جو طریقہ ہے وہی میرے اصحاب کا طریقہ ہے اور نجات کی راہ صحابہ کی پیروی میں منحصر ہے۔(۳)

---

(۱) موطا امام محمد: ص ۱۱۲

(۲) فرمودات حضرت مدني، ص ۱۴۵. مرتبہ مولانا ابو الحسن بارہ بنکوي صاحب

(۳) مکتوبات امام رباني: ص ۱۰۲،۱۰۳

پندرہواں عقیدہ

خلفائے راشدین کے فیصلے بھی ہمارے لئے حجت اور معیار نہیں

اس سلسلہ میں ترجمان القرآن میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون قرار نہیں دینا چاہئے، جوانہوں نے قاضی ہونے کی حیثیت سے کئے تھے۔"(۱)

جواب: جب کہ علماء فرماتے ہیں خلفائے راشدین کی نسبت بھی سنت نبوی کا ایک عضو ہے اور ان کی اتباع بھی امت کے لئے واجب قرار دی گئی ہے، جیسے کہ نبی کریم ﷺ کا مشہور ارشاد ہے:

"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ."(۲)

ترجمہ: "اپنے اوپر میرے طریقہ کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کولازم کرلو اور دانتوں سے مضبوط پکڑلو۔"

حدیث بالا میں آپ ﷺ نے اپنی سنت کے ساتھ "وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ" کو شامل کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح آپ کی سنت حجت اور معیار حق ہے تو اسی طرح خلفاء راشدین کی سنت بھی حجت اور معیار حق ہے۔(۳)

❷ "اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ."(۴)

ترجمہ: "میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔"

---

(۱) ترجمان القرآن: جنوری ۵۸

(۲) مشکوٰۃ: ص ۳۰

(۳) الفتوحات الوھبیہ: ص ۱۹۸

(۴) مشکوٰۃ: ۲/ ۵۶۰

حدیث بالا کے بارے میں علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"سِيْرَةُ عُمَرَ لاَ شَكَّ اَنّ فِي فِعْلِهَا ثَوَابًا وَفِي تَرْكِهَا عِقَابًا، لِاَنَّا اُمِرْنَا بِالإِقْتِدَاءِ بِهَا لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَام اِقْتَدُوا بِاللَّذَيْنَ مِنْ بَّعْدِي اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاِذَا كَانَ الإِقْتِدَاءُ بِهِمَا مَامُوْرًا بِهٖ يَكُوْنُ وَاجِبًا وَتَارِكُ الْوَاجِبِ يَسْتَحِقُّ الْعِقَابَ وَالْعِتَابَ."

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کرنے میں بلاشبہ ثواب ہے اور اس کے ترک کرنے میں عقاب ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے اس قول مبارک: اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ میں ہمیں آپ ﷺ نے ان دونوں کی اقتداء کا حکم دیا ہے تو جب ان دونوں حضرات کی اقتداء مامور بہ ہے تو ان کی اقتدا کرنا یقیناً واجب ہو گا اور واجب کا چھوڑنے والا عقاب و عتاب کا مستحق ہوتا ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلافت (راشدہ) کا زمانہ ایک طرح سے نبوت کا ہی زمانہ تھا گویا نبوت کے زمانے میں آپ ﷺ صراحتاً فرمادیتے تھے، اور خلافت کے زمانہ میں خاموش بیٹھے ہوئے ہاتھ اور سر سے اشارہ فرمادیتے تھے۔"[1]

(۱) ازالۃ الخفاء: ۱/ ۲۵

جماعت اسلامی کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

دفتر جمعیت علمائے ہند دہلی میں بتاریخ یکم اگست ۱۹۵۱ء علمائے کرام کے ایک اجتماع میں مودودیت کے متعلق حسب ذیل فیصلہ صادر ہوا:

"مودودی صاحب کی جماعت اور جماعت اسلامی کے لٹریچر سے عام لوگوں پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ائمہ ہدایت کے اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے، جو عوام کے لئے مہلک اور گمراہی کا باعث ہے۔ اور دین سے صحیح وابستگی رکھنے کے لئے صحابہ کرام اور اسلاف عظام سے جو تعلق رہنا چاہئے، اس میں کمی آجاتی ہے۔ نیز مودودی صاحب کی بہت سی تحقیقات جو غلط ہیں۔ اور پھر ان امور سے ایک جدید فتنہ بلکہ دین ہی کی ایک محدث اور نئے رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے جو یقیناً مسلمانوں کے دین کے لئے مضر ہے۔ اس لئے ہم ان امور اور ان پر مشتمل تحریک کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں" [1]

دستخط کرنے والے شرکائے اجتماع

1. حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
2. حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
3. حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)
4. حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (مہتمم مظاہر علوم سہارنپور)
5. حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ (شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور)
6. حضرت مولانا سعید احمد صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
7. حضرت مولانا سعید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (مفتی مظاہر علوم سہارنپور)۔

(۱) ماھنامہ دارالعلوم دیوبند ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ

❽ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ الادب دارالعلوم دیوبند

❾ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

❿ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب (مصنف، علمائے ہند کا شاندار ماضی)

"مودودیت"

اکابر علماء کی نظر میں

❶ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

فرماتے ہیں: "کہ میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا۔" (۱)

نوٹ: حضرت تھانوی قدس سرہ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جبکہ جماعتی حیثیت سے مودودی صاحب کی کوئی خاص پوزیشن نہ تھی۔"

❷ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ:

فرماتے ہیں: "اب تک ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت، نام نہاد جماعت اسلامی کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے، جو انتہائی درجہ میں گمراہی ہے۔

اب ہم ان کی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی مخالفتوں کا ذکر کریں گے۔ جن سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ مودودی صاحب کا، کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں۔ بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں، اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔"

❸ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

(مودودی صاحب نے ۱۹۴۸ء میں جہاد کشمیر کے متعلق جب یہ کہا کہ پاکستانی مسلمانوں کے لئے رضا کارانہ طور پر بھی اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے تو علامہ عثمانی نے ان کو تحریر فرمایا:

---

(۱) روزنامہ احسان لاہور، ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء

بعض احباب نے مجھے ترجمان القرآن کا وہ پرچہ دکھایا۔ جس میں آپ نے کسی شخص کے خط کا جواب دیتے ہوئے جنگ کشمیر کے متعلق اپنے خیالات، شرعی حیثیت سے ظاہر فرمائے ہیں۔ جنگ کشمیر کے اس نازک مرحلے پر آپ کے قلم سے یہ تحریر دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور شدید قلق بھی ہوا۔ کیونکہ میرے نزدیک اس معاملہ میں جناب سے ایسی مہلک لغزش ہوئی ہے جس سے مسلمانوں کو عظیم نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ (۱)

❹ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

قطب زمان حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مستقل کتاب ”حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب“ تحریر فرمائی تھی۔ اس میں ارشاد فرمایا:

”برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بہ نظر غور سے دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور نعوذ باللہ من ذالک۔ نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کی درودیوار منہدم کر کے دکھا دیئے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلا دیا جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لئے پھرتے ہو وہ ناقابل روایت اور ناقابل عمل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس نئے اسلام کو مانو اور اسی پر عمل کرو۔ جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! میرے دل کی دعائیں قبول فرما۔ مودودی صاحب کو ہدایت فرما اور ان کے متبعین کو بھی، اس جدید اسلام سے توبہ کی توفیق عطا فرما۔ اور انہیں اپنا محمدی اسلام پھر نصیب فرما۔ آمین یا الہ العالمین۔ (۲)

خدا جانے مودودی صاحب کو کیا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کے ہر بندے کی توہین

---

(۱) اشرف السوانح: ٤/٢٤

(۲) حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب: ص ۴

اپنی عادت بنالی ہے اسی لئے تو میں کہتا ہوں اور میرے دل میں اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مودودی صاحب سے ناراض ہے اسی لئے تو اللہ کے ہر مقبول بندے کی توہین بڑی دلیری سے کرتے ہیں۔ (۱)

❺ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) صحابہ کے معیار حق ہونے میں فرماتے ہیں۔

"اندریں صورت مودودی صاحب کا دستور جماعت کی بنیادی دفعہ میں عموم واطلاق کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کہ رسول خدا کے سوا کوئی معیار حق اور تنقید سے بالاتر نہیں ہے جس میں صحابہ سب سے پہلے شامل ہوتے ہیں اور پھر ان پر جرح وتنقید کا عملی پرواز بھی ڈال دینا حدیث رسول کا محض معارضہ ہی نہیں بلکہ ایک حد تک خود اپنے معیار ہونے کا ادعا ہے جس پر صحابہ تک کو پرکھنے کی جرأت کرلی گئی گویا جس اصول کو شدومد سے تحریک کی بنیاد قرار دیا گیا تھا اپنے ہی بارے میں اسے ہی سب سے پہلے توڑ دیا گیا اور سلف وخلف کے لئے رسول ﷺ کے سوا خود معیار حق بن بیٹھنے کی کوشش کی جانے لگی۔" (۲)

❻ مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب

(جالندہری رحمہ اللہ تعالیٰ، خلیفہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ و مہتمم خیر المدارس ملتان)

"مودودی صاحب اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ سلف صالحین کی اتباع کے منکر ہیں۔ لہٰذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے۔"

❼ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی (سابق وزیر معارف قلات)

"مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی، موصوف کے متعلق احقر کا

---

(۱) حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب: ص ۴۳

(۲) مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت: ص ۱۸

تاثر یہ ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں۔ اس لئے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے، لیکن اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشا پردازی، اقامت دین کے نعروں۔ یورپی طرز کے پروپیگنڈا کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تخریبی عمل کے محرکات دو ہیں۔ نفسانی تعلی اور فقدان خشیت اللہ۔ اور عوام میں بھی ان دونوں بیماریوں میں مبتلا افراد کی کمی نہیں ہے، یہی باطنی ہم رنگی اس تحریک کی توسیع کا اصلی سامان ہے۔"

❽ اُسوۃ الصلحاء شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب
(غور غشتوی خلیفہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)
"مودودی صاحب ضال اور مضل" یعنی خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔"

❾ اُستاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"مودودی صاحب کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں۔ مسلمان اس فتنے سے بچنے کی کوشش کریں۔"

ان علماء کے علاوہ چون (۵۴) علمائے کرام کی مزید تفصیلی آراء: "حق پرست علماء کے مودودی صاحب سے ناراضگی کے اسباب، ص: ۹۳ تا ۱۳۳" میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

فرقہ جماعت اسلامی کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا

1. مودودی صاحب اور ان کی تحریرات کے متعلق چند اہم مضامین.........
2. فتنہ مودودیت......... شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
3. مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت......... شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ
4. الاستاذ المودودی......... علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ
5. کشف حقیقت......... مولانا سعید احمد صاحب مظاہر علوم سہارنپور
6. مودودی صاحب کا ایک غلط فتویٰ......... مولانا سرفراز خان صفدر صاحب
7. تنقید اور حق تنقید......... مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
8. مودودی مذہب......... مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی
9. مودودی صاحب کا نصب العین......... مولانا لال حسین اختر صاحب
10. آئینہ تحریکِ مودودیت......... مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ
11. مکتوبات بسلسلہ مودودی جماعت......... مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ
12. مکتوبات شیخ جلد سوم.........
13. جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک......... مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ
14. حق پرست علماء کی مودودی سے ناراضگی کے اسباب......... مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ
15. اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت......... مولانا محمد اسحاق صدیقی
16. تقصیرات تفہیم......... مولانا مفتی عزیز الرحمن بجنوری صاحب
17. حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق......... مولانا مفتی محمد تقی صاحب
18. تحریک مودودیت کی ایکسرے رپورٹ......... مولانا عبد القدوس رومی

⑲ مودودیت بے نقاب......... مولانا عبد القدوس رومی صاحب
⑳ عادلانہ دفاع......... مولانا سیّد نور الحسن بخاری صاحب
㉑ مودودی صاحب کے غلط نظریات......... جناب کریم الدین صاحب
㉒ تحریک جماعت اسلامی ایک تحقیقی مطالعہ......... ڈاکٹر اسرار احمد
㉓ اسلامی سیاسات یا سیاسی اسلام......... حکیم مولانا عبید اللہ سری نگر
㉔ تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی اور بریلوی حضرات......... مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
㉕ مقام صحابہ کتاب وسنت کی روشنی میں اور مولانا مودودی صاحب......... جناب محمد ابوبکر غازی پوری صاحب
㉖ مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت اور اب میرا موقف......... مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
㉗ صحابہ کرام اور ان پر تنقید......... جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب

فرقہ جماعت المسلمین

جماعت المسلمین کا پس منظر

جماعت المسلمین کا فرقہ فرقہ غیر مقلدین ہی کی ایک شاخ ہے، واضح رہے کہ غیر مقلدوں کے نو فرقے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

غیر مقلدوں کے فرقوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام جماعت	کب بنے
۱	جماعت غرباء اہلحدیث	۱۳۱۳ھ
۲	کانفرنس اہل حدیث	۱۳۲۸ھ
۳	امیر شریعت	۱۳۳۹ھ
۴	فرقہ ثنائیہ	۱۹۳۸ء
۵	فرقہ حنفیہ عطائیہ	۱۹۲۹ء
۶	فرقہ شریفیہ	۱۳۴۹ھ
۷	فرقہ غزنویہ	۱۳۵۳ھ
۸	جمعیت اہل حدیث	۱۳۷۰ھ
۹	انتخاب مولانا محی الدین	۱۳۷۸ھ

جماعت المسلمین کب وجود میں آئی؟

جماعت المسلمین یہ جماعت غرباء ہی کی ایک شاخ ہے، جس کی بنیاد ۱۳۸۵ھ میں مسعود احمد نامی شخص نے رکھی ہے۔

بانی فرقہ جماعت المسلمین مسعود احمد کے حالات

نام: سیّد مسعود احمد،

ولادت: ۱۹۱۵ء ہندوستان میں ہوئی، والدین بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم وہاں ہی حاصل کی بالآخر آگرہ یونیورسٹی سے بی، ایس، سی کا امتحان دیا۔

پاکستان آنے کے بعد سیکرٹریٹ میں ملازمت اختیار کی، پھر وہ چھوڑ دی۔ اور قرآن وحدیث کا مطالعہ شروع کیا، اور پھر غیر مقلدین (اہلحدیث) کی طرف میلان پیدا ہوا اور چالیس سال تک غیر مقلد کی ہی تبلیغ زور وشوروں سے کرتے رہے۔

آہستہ آہستہ اس سے بھی بد ظن ہو گئے، ان کا کہنا تھا کہ اہلحدیث (غیر مقلد) اپنے مسلک پر جمے رہتے ہیں اور اپنے علماء کے فتوؤں پر عمل کرتے ہیں اور سنتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ [1]

اس کے بعد ۱۳۸۵ھ میں انہوں نے خود ہی ایک جماعت کی بنیاد ڈالی جس کا نام "جماعت المسلمین" رکھا۔ پھر اپنی زندگی اسی کے لئے وقف کر دی۔ سیّد مسعود احمد کی خواہش رہی کہ ڈاکٹر اسرار جو ایک پراسرار مقرر اور محقق ہیں ان کے ساتھ مل کر کام کیا جائے ابتدا میں کچھ تعلق بھی بڑھا مگر ڈاکٹر نے ان کے عقائد کی بنیاد پر یہ کہا کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہے اور پھر ان میں جدائی ہو گئی۔

مسعود احمد کی تالیفات

ان کی تصانیف چھوٹی بڑی ملا کر تقریباً ایک سو تیس (۱۳۰) بنتی ہیں۔

وفات: بروز جمعہ ۶ / شوال ۱۴۱۷ھ مطابق: ۱۴/ فروری ۱۹۹۷ء کو انتقال ہوا۔ [2]

اس کے بعد جماعت المسلمین کے امیر شیخ محمد اشتیاق صاحب کو بنا دیا گیا۔ چند اہم تصانیف کے نام یہ ہیں:

---

(۱) المسلم نمبر ۱ عید الاضحی ۱٤۱۷ھ ص ٦٨

(۲) المسلم ج ۱ ص ٦٢، ٦٣، ٦٥

تصانیفِ مسعود احمد ایک نظر میں

1. تفسیر قرآن عزیز
2. صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین
3. صلوۃ المسلمین
4. منہاج المسلمین
5. توحید المسلمین
6. تفہیم اسلام
7. تلاش حق
8. ذہن پرستی وغیرہ

جماعت المسلمین کے نظریات وعقائد

پہلا نظریہ......... تقلید خواہ مطلقاً تقلید ہو یا شخصی ہو دونوں ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

دوسرا نظریہ......... اسلام کی چار حجتوں میں سے قیاس اور اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتے اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں کہ لوگوں کی رائے واجتہاد سے ہدایت نہیں پاسکتے۔ (۲)

تیسرا نظریہ......... اسی طرح اجماع کا بھی انکار کرتے ہیں، صرف وہ اجماع معتبر ہے جو نبی کے زمانہ سے قیامت تک ہو۔ (۳)

چوتھا نظریہ......... ان کے نزدیک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب گمراہ فرقے ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ نہ تھے۔ (۴)

پانچواں نظریہ......... نماز میں چار جگہ پر رفع یدین فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (۵)

چھٹا نظریہ......... ہم لوگ اپنے آپ کو مسلمین کہتے ہیں اس کے علاوہ دوسرے نام (حنفی، شافعی) ناجائز ہیں۔

ساتواں نظریہ......... اپنی جماعت (جماعت المسلمین) کے ساتھ سب کو جڑانے کو لازم قرار دیتے ہیں "اِلزَم جماعة المسلمین" مسلم شریف سے استدلال کرتے ہیں، کہ جماعت المسلمین کو لازم پکڑ لو، "وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ" (۶) اور تم مسلمان ہونے کی حالت میں مرنا۔

---

(۱) منهاج المسلمین: ص ۳۴، خلاصه تلاش حق: ص ۴۱، ۴۳

(۲) منهاج المسلمین: ص ۲۹

(۳) خلاصه تلاش حق: ص ۱۱۸

(۴) دعوت حق

(۵) صلاة المسلمین ضمیمه رفع یدین خلاصه تلاش حق: ص ۷۹

(۶) سورة ال عمران: آیت ۱۰۲

آٹھواں نظریہ......... عیدین کی نماز میں بارہ تکبیروں کے قائل ہیں، غیر مقلدین کی طرح تکبیریں بارہ ہیں۔

نواں نظریہ......... اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے بجائے مسلم کہلانا چاہئے کیوں کہ قرآن پاک میں لفظ مسلم مذکور ہے، مسلمان مذکور نہیں ہے۔

دسواں نظریہ......... فقہ کی ضرورت نہیں قرآن وحدیث کافی ہے فقہ کی بات ماننا حرام ہے۔[۱]

گیارہواں نظریہ......... امیر کے ہاتھ پر بیعت کو فرض قرار دیتے ہیں۔

بارہواں نظریہ......... لفظ خدا کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کرنا جائز نہیں ہے۔

تیرھواں نظریہ......... ایصال ثواب بھی جائز نہیں ہے۔

(۱) خلاصہ تلاش حق: ص ۳۱

جماعت المسلمین کے نظریات وعقائد

اور قرآن وحدیث سے ان کے جوابات

پہلا نظریہ

تقلید کا انکار

کہ تقلید مطلقاً اور تقلید شخصی جائز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں وہ فرماتے ہیں:

”کیوں کہ فقہ کے گھڑے ہوئے مسائل کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجازت نہیں لہٰذا ان کا جاننا شرک اور یہ سب کچھ تقلید کا کرشمہ ہے لہٰذا تقلید ہی شرک کی اصل ہے۔“ (۱)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں کہ:

”تقلید سے خواہش پرستی پھیلتی ہے۔“

نیز فرماتے ہیں:

”تقلید گمراہی پھیلاتی ہے۔“ (۲)

جواب: علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ میں قرآن وحدیث اور اجماع سے کوئی تصریح نہ ہو تو اب کسی امام کی تقلید کی جائے گی۔

تقلید کے معنی:

درس نظامی کی مشہور کتاب حسامی میں محض تقلید کے یہ معنی لکھے ہیں:

”التقليد اتباع الغير علي ظن انه حق بلا نظر إلي دليل.“ (۳)

”دوسرے کو اہل حق خیال کرتے ہوئے اس کی دلیل کی فکر میں پڑے بغیر اس

---

(۱) التحقيق في جواب التقليد: ص ۱۱۲

(۲) التحقيق في جواب التقليد: ۵۷

(۳) حسامي: ص ۱۹۰

کی تابعداری کر لینا تقلید کہلاتا ہے۔"

اسی طرح شرح منار میں تقلید کی تعریف یہ کرتے ہیں:

"وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنِ اتِّبَاعِهِ فِي قَوْلِهِ اَوْ فِعْلِهِ لِلْحَقِّيَةِ مِنْ غَيْرِ تَأَمُّلٍ فِي الدَّلِيْلِ." [۱]

یعنی "تقلید حسن عقیدت کے ساتھ کسی کے قول یا فعل کے اتباع کرنے کو کہتے ہیں بغیر دلیل کی فکر میں پڑے۔"

تقلید کا ثبوت قرآن سے:

مثلاً:

❶ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ [۲]

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور اس کے رسول کا اور اولو الامر (علماء) کا جو تم میں سے ہے۔"

❷ ﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ﴾ [۳]

ترجمہ: "اور اگر یہ لوگ اس حکم کو رسول اللہ اور اولی الامر کے حوالہ کرتے تو جو لوگ استنباط کے اہل ہیں وہ اسے جانتے ہیں۔"

❸ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.﴾ [۴]

ترجمہ: "اور تم سے پہلے بھی ہم مردوں کو بھیجتے تھے کہ ان کو وحی کرتے

---

(۱) شرح منار خلاصہ ابن العین: ص ۲۵۲

(۲) سورۃ نساء: آیت ۵۹

(۳) سورۃ نساء: آیت ۸۳

(۴) سورۃ نمل: آیت ۴۳

تھے پس پوچھو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے ہو۔"

تقلید کا ثبوت احادیث سے:

بہت سی احادیث سے تقلید کا ثبوت ملتا ہے، ان میں سے ایک مشہور روایت یہ ہے۔

"عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ." (۱)

ترجمہ: "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں کس قدر تم میں باقی ہوں تو تم اقتداء کرو ان دونوں کی اور اشارہ کیا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف۔"

تقلید کی ضرورت واہمیت:

بہت سے مسائل کا حل قرآن وحدیث میں موجود ہے اور بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جو قرآن وحدیث میں صراحتاً موجود نہیں ہیں۔ تو ایسے مسائل جو صراحتاً قرآن وحدیث میں موجود ہیں اور بظاہر ان میں تعارض نہیں ہے، تو ایسے مسائل پر عمل کرنا واجب ہے۔

مگر ایسے مسائل جو قرآن وحدیث میں موجود نہیں ہیں یا مسائل میں تعارض ہے تو اب ان میں غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید کی ضرورت پیش آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نبی کریم ﷺ سے یہ مسائل دریافت کر لیا کرتے تھے اور آپ کے بعد صحابہ اور تابعین اصحاب بصیرت (اہل اجتہاد) کی طرف رجوع کرتے تھے۔

جیسے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) مسند احمد، ترمذي ابن ماجه وكذا مشكوٰة: ٥٦٨

''كَانَ النَّاسُ فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ اِلٰى اَنْ ظَهَرَتِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ يُقَلِّدُوْنَ مَنِ اتَّفَقَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ مِنْ اَحَدٍ يُعْتَبَرُ اِنْكَارُهٗ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ بَاطِلًا لَاَنْكَرُوْهُ.''[1]

ترجمہ: ''کیونکہ صحابہ سے لے کر چار مذاہب کے ظہور تک یہی دستور اور رواج رہا ہے کہ کوئی عالم مجتہد مل جاتا تو اسی کی تقلید کر لیتے تھے کسی بھی فکر کے آدمی نے اس پر نکیر نہیں کی اگر یہ تقلید باطل ہوتی تو وہ حضرات اس پر ضرور انکار کر دیتے۔''

علماء فرماتے ہیں تقلید کی دو قسمیں ہیں ① مطلقاً تقلید ② تقلید شخصی۔ ایک طرف تو تقلید کرنا بھی ضروری ہے اور دوسری طرف اب ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

مذاہب اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک وامام احمد) کے علاوہ دوسرے تمام مذاہب ختم ہو گئے اب انہی چاروں اماموں کا اتباع (تقلید) سواد اعظم کی اتباع قرار پایا اور ان چاروں سے باہر آنا سواد اعظم سے نکلنا ہوا۔[2]

ان چار ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کی اہمیت پر ابن خلدون نے بہت اہم کلام کیا ہے:

دیار وامصار میں ان ہی ائمہ اربعہ میں تقلید منحصر ہوئی اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلد ناپید ہو گئے اور انہوں نے اختلافات کے دروازے اور راستے بند کر دیئے اور چونکہ اصطلاحات علمیہ مختلف ہو گئیں اور لوگ مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے سے رہ گئے اور اس امر کا اندیشہ پیدا ہوا کہ اجتہاد کے سوا ان میں کہیں ایسے لوگ نہ آجائیں۔ جو نہ تو ان کے اہل ہیں اور نہ ان کا دین اور ان کی رائے قابل وثوق ہے لہٰذا علماء زمانہ میں جو محتاج تھے انہوں نے اجتہاد سے اپنا عجز ظاہر کر دیا اور اس کے دشوار

---

(۱) عقد الجید: ص ۳۳

(۲) عقد الجید

ہونے کی تصریح فرمادی اور ان ہی ائمہ مجتہدین کی تقلید کی جن کے لوگ مقلد ہو رہے تھے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنے لگے اور چونکہ تداول تقلید میں تلاعب ہے یعنی اسی طرح تقلید کرنے میں کہ کبھی ایک امام اور کبھی دوسرے امام کی طرف رجوع کرنے میں دین کھلونا بن جاتا ہے اس لئے اس طرح کے تقلید کرنے سے لوگوں کو منع کرنے لگے اور ایک ہی امام کی تقلید کرنے پر زور دیتے تھے اور صرف نقل مذاہب باقی رہ گیا اور بعد تصحیح اصول واتصال سند بالروایہ مقلد اپنے اپنے امام مجتہد کی تقلید کرنے لگے اور فقہ سے آج بجز حکم کے اور کوئی مطلب نہیں ہے اور ہمارے زمانہ میں مدعی اجتہاد یعنی اجتہاد کا دعوی کرنے والے مردود اور ان کی تقلید متروک ومہجور ہے اور اہل اسلام ان ہی ائمہ اربعہ کی تقلید پر مستقیم ہوگئے ہیں۔ (۱)

دوسرا نظریہ

اجماع کا انکار

اجماع کا انکار کرنا۔ اور یہ کہنا کہ

"اجماع صرف وہ معتبر ہے جو نبی کے زمانہ سے قیامت تک کا ہو۔" (۲)

جواب: مگر اہل سنت وجماعت قیاس واجماع کو دلیل شرعی جانتے ہیں جس طرح قرآن وحدیث پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح جن باتوں پر صحابہ کا اتفاق رہا اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہو گا۔ اہل سنت اجماع کا ثبوت آیات قرآن وحدیث سے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً:

اجماع کا ثبوت قرآن سے:

❶ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ

---

(۱) مقدمن ابن خلدون: ۳۵۵

(۲) خلاصہ تلاش حق: ص۱۱۸، الحقیق فی جواب التقلید: ص٦۱، ترہیب بل اسلام کے مطابق نہیں ۱۳، ۱۴

مِنكُمْ﴾ (۱)

ترجمہ: ”اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اولی الامر کی۔“

علماء فرماتے ہیں کہ ”اولي الامر منكم“ سے مراد فقہ اور دین والے ہیں۔ (۲)

اسی طرح دوسری آیت:

❷ ﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ ٱلْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِۦ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾﴾ (۳)

ترجمہ: ”ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد جو کوئی آپ ﷺ کی مخالفت کرے گا اور مؤمنوں کے راستہ کے بغیر دوسری راہ اختیار کرے گا تو جس طرف اس نے منہ کیا ہے ہم اسی طرف اس کو پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بہت بری جگہ ہے۔“

مؤمنین کو بھی معیار بنایا گیا ہے کہ مؤمنین کا جس بات پر اجماع ہو جائے وہ بھی معیار ہے۔

اجماع کا ثبوت احادیث سے:

اہل سنت والجماعت بہت سی احادیث کو اجماع کے ثبوت کے لئے پیش کرتے ہیں ان میں سے بعض ہم نے اسی کتاب میں عنوان ”اجماع امت کا انکار کرنا“ کے تحت نقل کئے ہیں۔

(۱) سورة نساء: آیت ۵۹
(۲) مستدرك حاكم: ۱/۱۲۳
(۳) سورة نساء: آیت ۱۱۵

تیسرا نظریہ

قیاس اور اجتہاد کا انکار

ان کا کہنا یہ ہے کہ:

"قیاس کو ادلہ اربعہ سے خارج کر دیں تو یہ شاید حق کے قریب آجائیں۔"(۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

"اسلام میں اجتہاد وقیاس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔"(۲)

جواب: اہل سنت والجماعت قیاس اور اجتہاد کو بھی قرآن و حدیث اور اجماع کی طرح حجت جانتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کو ضروری قرار دیتے ہیں، کیوں کہ تمام مسائل تو قرآن وحدیث میں موجود نہیں بعد میں پیدا ہونے والے مسائل کو مجتہدین جن میں اجتہاد کی شرائط ہوں (جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک وامام احمد وغیرہ) وہ اس سے مسئلہ کو قرآن وحدیث کے مسئلہ پر قیاس کریں گے۔

مثلاً: شراب میں نشہ ہے اس لئے اس کو حرام کہا گیا، افیون، ہیروئن میں بھی نشہ ہے اس لئے اس کو بھی حرام قرار دیا جاتا ہے۔

قیاس کا احادیث سے ثبوت:

اہل سنت والجماعت قیاس کے حجت شرعی ہونے کے لئے متعدد احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

❶ جب نبی کریم ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمارہے تھے، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیسے فیصلہ کروگے؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا قرآن سے آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسئلہ قرآن میں نہ

(۱) مذاهب خمسه اور دین اسلام: ۱۶/۱۵

(۲) جملہ المسلمین دسمبر ۲۰۰۱، ص ۲۴، توحید المسلمین: ۲۷۴، ۲۷۸، تلاش حق: ۳۱

ہو، تو انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ کی احادیث سے آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسئلہ حدیث میں بھی نہ ہو تو پھر: اس کے جواب میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی (رائے) عقل سے فیصلہ کروں گا، یہ سن کر آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اس اللہ کی تعریف جس نے میرے قاصد کو صحیح بات کی توفیق عطا فرمائی۔ (۱)

بخاری کی روایت میں آتا ہے کہ:

❷ آپ نے ایک مرتبہ لشکر روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنا راستے میں عصر کا وقت آ گیا تو بعض نے عصر کی نماز راستے میں ہی پڑھ لی اور بعض نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ میں پہنچ کر نماز پڑھیں گے، جب آپ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے کسی کو بھی ملامت نہیں فرمائی۔ (۲)

❸ مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ جس باندی نے زنا کیا ہے اس کو کوڑے مارو مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو اس باندی کے پیٹ میں بچہ تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ڈر ہوا کہ کہیں یہ کوڑے مارے جانے کی وجہ سے مر نہ جائے کوڑا نہیں مارا اور واپس آ گئے۔ آپ ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا "احسنت" (تم نے اچھا کیا)۔ (۳)

اس طرح سے متعدد احادیث سے قیاس کا ثبوت نکلتا ہے۔

چوتھا نظریہ

ائمہ اربعہ کے اختلاف کا انکار

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہونا یہ سب گروہ بندی ہے۔ اور گروہ بندی سے

(۱) سنن دارمي: ص ٥، ابوداؤد، نسائي، مسند احمد: ٥/٢٣٦

(۲) صحيح بخاري صلاة الخوف: ١/١٢٩

(۳) مسلم كتاب الحدود: ٢/٧١

اسلام نے منع کیا ہے۔ اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کا اختلاف صحیح ہے لکھتے ہیں کہ اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے، اور اس کو گوارا کیا جا سکتا ہے۔

........ائمہ میں اجتہادی اختلاف تھا، اور صرف یہ اعمال میں تھا اور دوسری طرف ائمہ کے اختلاف کو گمراہی کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہیں۔ (۱)

جواب: علماء فرماتے ہیں اختلاف براوہ ہے جو اصول دین میں ہو اور جو اختلاف فروع دین میں ہو وہ مذموم نہیں ہے ائمہ کا اختلاف فروع دین میں ہے۔ اسی طرح جو صاف حکم کے بعد اختلاف کرے وہ برا ہے۔ جیسے کہ معلوم ہے کہ قبلہ مغرب کی طرف ہے تو اب کوئی ضد میں مشرق وغیرہ کی طرف نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر جنگل میں چار آدمی ہیں سب نے تحری اور غور و فکر کے بعد الگ الگ سمت پر نماز پڑھی، اس میں نہ ان کی ضد تھی اور نہ عناد تو اب سب کی نماز ہو جائے گی۔ تو اسی طرح ائمہ کی مثال ہے نہ ان کا اختلاف عقائد اصولیہ میں ہے اور نہ آپس کی ضد و عناد کی بنیاد پر ہے۔

پانچواں نظریہ

رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی

رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جواب: جمہور علماء اور اجماع امت کا کہنا یہ ہے کہ رفع یدین نماز میں کرنا سنت اور مستحب ہے۔ اور رفع یدین نہ کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ (آج تک ائمہ کا اس میں صرف ترجیح میں اختلاف رہا ہے)۔

مثلاً: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ترک رفع یدین کو ترجیح دیتے ہیں اگر کوئی رفع یدین کرتا ہے تو نماز ہو جاتی ہے جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ و امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رفع یدین کو ترجیح حاصل ہے۔ ان کے نزدیک بھی اگر کوئی رفع یدین

(۱) خلاصہ تلاش حق: ص ٦٦

کو ترک کردے نماز ہو جاتی ہے۔

رفع یدین کے مستحب ہونے پر مختلف اقوال:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کے مشہور عالم علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ:

"نماز میں رفع یدین کرنا مستحب ہے۔" (۱)

علامہ خطابی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ابو داؤد کی شرح میں فرماتے ہیں:

"والحديث يدل علي استحباب الرفع في هذه الاربعة"

ترجمہ: حدیث دلالت کرتی ہے کہ رفع یدین چاروں جگہ پر مستحب ہے۔" (۲)

امام ابن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ سَوَاءٌ رَفَعَ يَدَيْهِ اَوْلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ بَلْ يَقْدَحُ ذَالِكَ فِيْ صَلٰوَاتِهِمْ وَلَا يُبْطِلُهَا." (۳)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے خواہ رفع یدین کرے یا نہ کرے، رفع یدین کرنے یا نہ کرنے سے کسی کی مذمت نہ کی جائے، کیونکہ اس سے نماز باطل نہیں ہو گی۔"

اسی طرح علامہ ابن قیم (حنبلی) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَهٰذَا مِنْ اِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِيْ لَا يُعنف فِيْهِ مَنْ فَعَلَهٗ وَلَا مَنْ تَرَكَهٗ وَهٰذَا كَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ وَتَرْكِهٖ." (۴)

(۱) شرح للنووي لمسلم: ص ۱/۱٦۸

(۲) عون المعبود: ۱/٤٤۳

(۳) فتاويٰ ابن تيميه: ۲۲/۲۵۳

(۴) زاد المعاد: ۱/۱٤٤۔

ترجمہ: ”اور یہ اختلاف رفع یدین مباح کا ہے، جو کہ کرنے یانہ کرنے سے ملامت نہ کی جائے گی۔ اور یہ رفع یدین کی طرح ہے کوئی کرے یانہ کرے۔“

نوٹ: ظلم یہ ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ یہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کے پیروکار ہیں جبکہ جماعت المسلمین کے پروفیسر مسعود احمد ان دونوں کو غیر مقلد کہتے ہیں۔ [1]

تو اب جب ان کے گمان کے مطابق ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ غیر مقلد ہیں تو ان کا بھی انکار ہے فرضیت کا تو اب ان کو خود ہی غور کر لینا چاہئے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے، باقی ارکان کے وقت نہیں۔ [2]

احناف کا مذہب ترک رفع یدین مستحب ہے۔

احناف علماء کے دلائل:

❶ ”عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... فَقَالَ: مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلِ شَمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ.“ [3]

ترجمہ: ”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور ہم لوگ نماز میں اس وقت رفع یدین کر رہے تھے، آپ ﷺ نے (ناراضگی کا اظہار) فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز کے اندر تو سکون کو لازم پکڑو۔“

---

(۱) خلاصہ تلاش حق: ص ۱۴۷

(۲) اس پر علماء نے مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ عمدة القاري: ۲۷۱/۵، وبذل المجهود: ج ۲

(۳) مسلم: ۱۸۱/۱، ابوداؤد: ۱۴۳/۱، نسائي: ۱۷۶/۱

❷ "حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ (قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَان) قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْن عَبْدالله عَنْ اَبِيْه قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ الله صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوة رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْو مَنْكِبَيْه وَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَعند مَا يَرْفع رَاسَه فَلا يَرْفَع وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ"[1]

ترجمہ: "حمیدی سفیان سے وہ زہری سے وہ سالم بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے اور نہ دونوں سجدوں کے درمیان۔"

❸ "عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُود اَلا اُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْل الله صَلّي الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فَصَلّي فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ."[2]

ترجمہ: "حضرت علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ تم کو میں نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھائی اس طرح کہ بس پہلی مرتبہ کے سوا رفع یدین نہیں فرمایا۔"

❹ "عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانٍ عَنْ اِبْرَاهِيم عَنْ عَلْقَمَة عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْه قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْل اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَر فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهِمْ اِلَّا عِنْدَ اِسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوة"[3]

---

(۱) مسند حميدي: ۲/۲۷۷، حديث نمبر ٦١٤

(۲) ترمذي: ۱/۳۵، ابوداؤد: ۱/۱۰۹، نسائي ۱/۱٦۱، ابن حزم في المحلي: ٤/۸۸

(۳) مجمع الزوائد: ۲/۱۰۱، بيهقي: ۲/۷۹، دارقطني: ۱۱۱

ترجمہ: ''عبد اللہ بن جابر حماد بن ابی سلیمان سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ علقمہ سے وہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ اور حضرت ابوبکر و عمر کے ساتھ نماز پڑھی وہ تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

۵ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَ اِذَا رَاَى الْبَيْتَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِيْ عَرَفَاتٍ وَفِيْ جَمْعٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ.'' (۱)

ترجمہ: ''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رفع یدین صرف سات جگہوں میں کیا جاتا ہے (۱) جب نماز کے لئے کھڑا ہو (۲) بیت اللہ کو دیکھتے وقت (۳) صفا (۴) مروہ پر (۵) عرفات میں (۶) مزدلفہ میں (۷) رمی جمار کے وقت۔''

۶ ''عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يَفْرُغَ.'' (۲)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد پھر نہیں اٹھاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

۷ ''عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ

---

(۱) مصنف ابن ابي شيبه: ۲۳۷

(۲) ابوداؤد: ۱/۱۰۹، طحاوي: ۱/۱۱۰، مصنف عبدالرزاق: ۲/۷۰، مصنف ابن ابي شيبه: ۱/۲۳۶

فِيْ شَيْءٍ مِنْ صَلٰوةٍ اِلَّاحِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ. قَالَ عَبْدُالْمَالِكِ وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ وَ اِبْرَاهِيْمَ وَاَبَا اِسْحَاقَ لَايَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّاحِيْنَ يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ.'' [۱]

ترجمہ: ''حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں وہ نماز کے شروع کے علاوہ کسی جگہ میں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

عبدالمالک (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے شعبی، ابراہیم نخعی اور ابواسحاق کو دیکھا ہے وہ ابتدائے نماز کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

❽ ''عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰي الَّتِيْ يَفْتَتِحُ بِهٖ صَلَاةً ثُمَّ لَايَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِنْ صَلَاةٍ.'' [۲]

ترجمہ: ''عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں جو حضرت علی کے ساتھیوں میں سے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد نماز میں کسی حصہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

❾ ''عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ مَايَسْتَفْتِحُ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا.'' [۳]

ترجمہ: ''حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے شروع میں رفع یدین کیا

---

(۱) مصنف ابن ابي شيبه: ۱/۲۳۷، طحاوي: ۱/۱۱۱، كذا نصيب الرايه: ۴۰۵

(۲) موطا امام محمد: ص ۹۴، طحاوي: ۱/۱۱۰، مصنف ابن ابي شيبه: ۱/۲۳۶

(۳) طحاوي: ۱/۱۳۳، مصنف ابن ابي شيبه: ۱/۲۳۶

کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔"

⑩ "عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَارَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلاَّ فِيْ اَوَّلِ مَايُفْتَتَحُ." (۱)

ترجمہ: "امام مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شروع نماز کے سوا رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

یہ تو صرف دس احادیث وآثار ہیں حالانکہ اس مسئلہ میں اور بھی بہت سی احادیث و آثار پیش کی جاسکتی ہیں۔ دوسری طرف رفع یدین کی احادیث بھی متعدد ہیں اس بنا پر چار ائمہ میں سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے عدم رفع یدین کو ترجیح دی اور امام شافعی اور امام احمد نے رفع یدین والی احادیث کو ترجیح دی ہے۔

اور اگر کوئی ان کے مذہب کے خلاف کرے گا تو وہ فرماتے ہیں کہ نماز میں کوئی خلل نہیں پڑے گا کیونکہ صرف استحباب کا اختلاف ہے۔ آج تک چودہ سو سال میں کسی نے بھی نہیں کہا کہ یہ رفع یدین فرض ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

چھٹا نظریہ

اپنے لئے "مسلمین" کا انتخاب

اپنے آپ کو مسلمین کہتے ہیں اس کے علاوہ حنفی شافعی وغیرہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں اس کے لئے قرآن کی آیت "سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ"، اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے، وغیرہ سے استدلال کرتے ہیں۔

پہلا جواب: علماء فرماتے ہیں یہاں پر مسلمین یہ ضد کفر ہے کہ جب آدمی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آتا ہے تو اب وہ مسلم بن گیا کافر نہیں رہا اس کے بعد پھر وہ جو نام رکھے صحیح ہے، مثلاً قرآن کی خدمت کرنے والوں کو مفسرین حدیث کی

(۱) طحاوي: ۱/۱۱۰، مصنف ابن ابي شيبه: ۱/۲۳۷

خدمت کرنے والوں کو محدثین۔ نحو کی خدمت کرنے والوں کو نحویین وغیرہ۔ کیا یہ سب مسلمان نہیں ہیں؟

دوسرا جواب: صحابہ بھی اپنے آپ کو قبائل کی طرف منسوب کرتے تھے حالانکہ وہ سب مسلمین ہی تھے۔ مثلاً: قریشی، تمیمی، حارثی، غفاری وغیرہ۔

تیسرا جواب: جہاں پر قرآن میں "سَمَّا کُمُ الْمُسْلِمِیْنَ" ہے تو اسی طرح قرآن میں عباد الرحمن بھی ہے۔

اسی طرح حدیث میں تاجروں کا نام آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ تاجروں کے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا:

"فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ فَقَالَ يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ" (۱)

"آپ نے ہمارا اچھا نام رکھا اور معشر تجار فرمایا۔"

اسی طرح انصار کے بارے میں غیلان بن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

"اَرَأَيْتُمْ اِسْمَ الْاَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ اَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ" (۲)

ترجمہ: "آپ کا نام انصار کیسے ہو گیا؟ آپ لوگوں نے خود یہ نام رکھا ہے یا اللہ نے رکھا ہے۔"

تو اس پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "سَمَّانَا اللّٰهُ" "اللہ نے ہمارا نام رکھا ہے، صحابہ کا نام انصار آیت "وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ" "سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سی" ان الفاظ سے ثابت ہوا ہے۔ (۳)

خلاصہ یہ ہوا: کہ توحید اور رسالت کو ماننے والا، ہر ایک کو مسلمین کہا جائے گا اور

---

(۱) ابوداؤد روایت قیس بن ابی نمرزہ: ۱۱۶/۳

(۲) بخاري روایت عن انس: ۵۳۳/۱

(۳) سورة توبہ: آیت ۱۰۰

جو توحید و رسالت کا انکار کرے گا وہ غیر مسلم ہو گا۔ باقی نام۔ قبیلہ، شہر، تعارف کے لئے الگ الگ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ساتواں نظریہ

جماعت مسلمین کا ساتھ لازم پکڑو

"اَلْزِمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ"۔ "جماعت مسلمین کا ساتھ لازم پکڑ لو" "فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا."، "تمام فرقوں سے الگ ہو جاؤ۔"(۱)

پہلا جواب: اس حدیث کا مطلب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ یہ بیان فرماتے ہیں "فَعرف اَنَّ الْمُرَادَ بِالْوَصْفِ الْمَذْكُوْرِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَهُمْ اَهْلُ الشَّرِيعة مَنْ سِوَاهم."، اہل علم کی جماعت کے ساتھ لزوم ضروری ہے، اور وہ اہل سنت والجماعت ہے وہی شرعی علوم اور دوسرے علوم کے جاننے والے ہیں۔(۲)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب کوئی خلیفہ نہ ہو تو تم بھاگ جانا اور موت تک درختوں کی جڑ پر بیٹھے رہنا، خلیفہ ہو تو اس کے ساتھ رہنا خواہ وہ تمہاری کمر کمزور کر دے۔(۳)

دوسرا جواب: یہ لمبی حدیث ہے، پوری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے جس سے مطلب خود واضح ہو جائے گا یہ حدیث حضرت حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے۔ جس میں آتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ لوگ تو نبی کریم ﷺ سے اچھی بات معلوم کرتے تھے اور میں برائی (فتنے) کے بارے میں معلوم کرتا رہتا تھا کہ اس ڈر سے کہ کہیں میں اس فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں، ایک دن میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ہم لوگ جاہلیت میں تھے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمایا، کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی برائی ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، میں نے پھر پوچھا کہ اس

---

(۱) بخاري كتاب الفتن صحيح مسلم الامارة

(۲) فتح الباري: ۳۱۶/۱۳، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة

(۳) مصنف ابن ابي شيبه، كتاب الفتن، ابوداؤد: ۵۸۲/۱

برائی کے بعد پھر بھلائی ہو گی؟ آپ نے فرمایا: اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ کچھ میری سنت پر چلیں گے اور کچھ اپنی طرف سے طریقے بنالیں گے۔ میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد پھر برائی ہو گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس وقت جہنم کی طرف بلانے والے جہنم کے دروازے پر کھڑے ہوں گے جو کوئی بھی ان کی بات کو مانے گا پس وہ اس کو جہنم میں گرادیں گے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان لوگوں کی صفات کیا ہوں گی تا کہ ہم ان کو پہچان لیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ لوگ بظاہر بڑی جماعت میں سے ہوں گے، ہماری زبان بولیں گے، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اس زمانے کو پالوں تو میں کیا کروں، آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام ہو تو اس کے ساتھ ہو جانا، اور اگر جماعت اور امام نہ ہو تو پھر تمام فرقوں سے الگ ہو کر جنگل میں چلے جانا اور درخت کی جڑ میں جا بیٹھنا یہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔[1]

وضاحت: اس سے معلوم ہوا یہ جو حدیث کا ٹکڑا پیش کرتے ہیں وہ تو خود قیامت کے فتنے کے دور کی بات ہے۔

تیسرا جواب: یہ حدیث سے کیسے معلوم ہوا کہ امام سے مراد یہاں پر ان کی جماعت کا امیر مسعود ہے اور مسلمین سے مراد مسعود کی جماعت مسلمین ہے یہ مطلب تو کسی بھی محدث نے آج تک بیان نہیں کیا۔ "فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا." تو پھر تمام فرقوں سے الگ ہو جانا اس سے مراد حکومت کے باغی اور گمراہ قسم کے لوگ مراد ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے مراد تمام دینی جماعتیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "فَالْزَمْ جَمَاعَةَ النَّاسِ"[2]

کہ لوگوں کی جماعت کو لازم پکڑو، یعنی اجتماعیت کے ساتھ رہو۔

(۱) بخاري كتاب الفتن: ۲/ ۱۰۴۹

(۲) طبراني ورجاله ثقات جميع الزوائد: ۵/ ۲۲۲

آٹھواں نظریہ

اپنے کو مسلمان کی بجائے مسلم کہنا

اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے بجائے مسلم کہنا چاہئے۔ کیونکہ یہ مسلمان کا لفظ قرآن وسنت میں نہیں ہے جب کہ لفظ مسلم قرآن وحدیث میں مذکور ہے۔

جواب: لفظ مسلم کا بھی اردو میں ترجمہ مسلمان کے ساتھ کیا جاتا ہے، یہ دونوں الگ الگ نہیں ایک ہی ہیں، ایک عربی کا لفظ ہے تو دوسرا اردو کا لفظ ہے۔

نواں نظریہ

فقہ کی ضرورت نہیں

فقہ کی ضرورت نہیں ہے قرآن وحدیث ہی کافی ہے۔

ایک جگہ پروفیسر مسعود احمد تحریر کرتے ہیں:

"ان فقہ کی کتابوں میں جو کچھ ہے، کیا وہ سب کچھ منزل من اللہ ہے؟ اگر ایسا نہیں تو ان کا اتباع حرام ہے۔"(۱)

اسی طرح دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"فقہ کے بے شمار مسائل خود ساختہ ہیں، وللاکثر حکم الکل (اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے) کے مصداق یہ فقہ خود ساختہ ہے۔"(۲)

جواب: فقہ کی اہمیت اور ضرورت مسلم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کی ضروریات ترقی کرتی رہی اس طرح اس کے مسائل میں اضافہ ہوتا چلا گیا نیز سوز وگداز اور سادہ زندگی جو صحابہ کرام کا شیوہ خاص تھی ختم ہوتا چلا گیا۔ ایران اور دوسرے عجمی ممالک کی پسند کی طبیعتوں میں مرکوز ہوتی جارہی تھی اس لئے حالات کا تقاضا ہوا کہ کتاب وسنت کی تعلیمات کو کتنے انداز سے مرتب کیا جائے صحابہ کرام

(۱) خلاصہ تلاش حق: ص ۳۱

(۲) التحقیق في جواب التقلید: ص ۷۷

کے اقوال تلاش کئے جائیں اور دین کا سارا ذخیرہ سامنے رکھ کر نظام حیات مکمل طور سے ترتیب دیا جائے۔ جس کی روشنی میں عالم، جاہل ذہین عربی، عجمی، ہر ایک اپنی زندگی شریعت کے مطابق بآسانی گزار سکے۔ اور جو مسائل صراحۃً کتاب قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ میں موجود نہیں ان کو ان نصوص سے مستنبط کیا جائے تا کہ آنے والی نسلیں پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے پائیں۔

دسواں نظریہ

عیدین کی نمازوں میں چھ تکبیرات کا انکار اور عام نمازوں میں اعتراضات

عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات زائد ہیں نہ کہ چھ جیسے کہ حنفی لوگ کہتے ہیں۔

اس کا جواب غیر مقلدین کے بیان میں گذر چکا ہے۔

صرف عیدین کی نماز میں زائد تکبیرات میں اختلاف نہیں بلکہ عام نمازوں میں بھی وہ اعتراضات کرتے ہیں۔ بقول سیّد وقار علی شاہ[1] کے کہ جماعت مسلمین کا نظریہ نماز کے بارے میں مندرجہ ذیل ہے:

1. آہ! لوگوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔ ارکان نماز کے حصے کر ڈالے۔ کچھ فرائض بنا دیئے، کچھ کو واجبات کی فہرست میں ڈال دیا، کچھ کو سنن کے خانے میں رکھ دیا اور کچھ کو مستحبات کے۔ عہد رسالت اور دور صحابہ میں اس تقسیم کا نام ونشان نہیں تھا۔ نماز فرض ہے اس کا طریقہ بھی فرض ہے........ اس میں فرض، واجب، سنت اور مستحب کی تقسیم فرضی ہے۔[2]

(۱) سیّد وقار علی شاہ ایک عرصہ دراز تک جماعت المسلمین کے بانی مسعود احمد کے ساتھ ساتھ رہے مگر مسعود احمد کے نظریات سے اختلاف ہونے کی وجہ سے الگ ہو گئے۔

(۲) متفرق مضامین: ص ۲۹

❷ اسلام میں نماز عید، تحیۃ المسجد، سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز فرض ہے۔ لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی نے بھی ان کو فرض قرار نہیں دیا۔[۱]

❸ عورتوں پر عید گاہ جانا فرض ہوا لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی میں بھی عورتوں پر عید گاہ جانا فرض نہیں۔[۲]

❹ اذان کا جواب دینا فرض ہے لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی ایک نے بھی فرض نہیں کہا۔[۳]

❺ نماز میں ''اللهم اني اعوذ بك من عذاب جهنم ...'' دعا کا پڑھنا فرض ہے لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی نے بھی اسے فرض قرار نہیں دیا۔[۴]

❻ غسل جمعہ فرض ہے لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی بھی مذہب نے اسے فرض نہیں مانا۔[۵]

❼ تین پتھروں سے استنجا کرنا فرض ہے۔[۶] .... لیکن اہل حدیث مذہب کہتا ہے کہ اگر طاق نہ لے تو کوئی گناہ نہیں۔[۷]

❽ اہل حدیث مذہب میں ہے کہ پہلے چہرہ پر مسح کرے پھر ہاتھوں پر۔ دین اسلام میں ہے کہ پہلے ہاتھوں پر مسح کرے پھر چہرہ پر۔[۸]

❾ زبان سے نیت کرنا خلاف سنت ہے اور دل سے نیت کرنا عین سنت ہے۔[۹]

---

(۱) مذاہب خمسہ اور دین اسلام: ص ۲۱، ۲٤، ۳٤

(۲) مذاہب خمسہ اور دین اسلام: ص ۲٦

(۳) مذاہب خمسہ اور دین اسلام: ص ۲۹

(۴) حوالہ مذکورہ: ص ۳۲

(۵) مذاہب خمسہ اور دین اسلام: ص ۳۰

(۶) تحقیق صلاۃ: ص ٤٧

(۷) المسلم: نمبر ۲/۲۱

(۸) المسلم: ٤/١٦

(۹) تحقیق صلاۃ: ص ۱۱۱

⑩ ایک سلام سے تین رکعت وتر جائز نہیں۔[1] رسول اللہ ﷺ نے تین رکعت (وتر) کو حرام کر دیا لیکن اہل حدیث کے ہاں جائز ہے۔[2]

⑪ ننگے سر......... نماز نہ پڑھے[3]۔ ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس میں ننگے سر صلاۃ ادا کرنے کی صراحت ہو اور وہ بھی بغیر عذر کے[4]۔ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ننگے سر نماز پڑھی ہو خصوصاً ایسی صورت میں کہ آپ کے پاس ٹوپی یا عمامہ موجود ہو، لہٰذا عمامہ یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا آیت مذکورہ بالا۔ ''خذوا زینتکم عند کل مسجد۔'' (ہر نماز کے وقت صفائی ستھرائی لازم پکڑو) کے لحاظ سے ضروری ہے۔[5]

⑫ یہ خیال بھی صحیح نہیں، کہ کشمیری نہایت صحت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، نہایت صحیح تو کجا سو اُن میں سے ایک بھی بہ مشکل صحیح نماز پڑھ سکتا ہے، جہالت تقلید (بند شوں) اور تغافل کا دور دورہ ہے۔[6]

⑬ شافعی، مالکی، حنبلی، حنفی نماز کا طریقہ ان کے مذاہب کے مطابق ہے، حدیث سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔[7]

⑭ (اہل حدیث) کی نماز کو دیکھ کر تے آتی ہے۔[8]

⑮ حنفیوں کی نماز غلط ہے[9] حنفیوں کے طریقہ کا نماز بے شک غلط ہے مقلد کی

---

(۱) صلاۃ المسلمین: ص ۳۹٦

(۲) مراسلہ مسعود احمد صاحب بنام محمد شفیق صاحب، ۱۸ ذوالقعدہ ۱٤۰۳ھ، ص ۱۱

(۳) نماز کی اہمیت: ص ۱۲

(۴) صلاۃ المسلمین: ص ۷۵، منہاج المسلمین: ص ۹۹

(۵) نماز اور زینت: ص ۹

(٦) تفہیم اسلام: ص ۲۲٤

(۷) سوالات کے جوابات از مسعود احمد صاحب: ۳ رمضان ۱٤۱۱ھ، ص ۱

(۸) مراسلہ مسعود احمد صاحب بنام عمران رشید صاحب، ۱۸ محرم ۱٤۱۱ھ، ص ۲

(۹) التحقیق فی جواب التقلید: ص ۱۱

نماز ہی قبول نہیں ہوتی۔[1]

⓰ آپ مذہب احناف کی پوری نماز کا مشاہدہ کر لیں یہ طریقہ نماز رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اور سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں ملے گا۔[2]

⓱ ہمیں حکم ملا ہے، "فاعتزل تلك الفرق كلها" تمام فرقوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ لہذا ہم علیحدہ ہو گئے تو ان کی نمازوں میں شریک نہیں ہو سکتا اور کس طرح شریک ہو سکتے ہیں جب کہ یہ پڑھتے ہیں فرقہ وارانہ نماز جو اسلامی نماز سے مختلف ہے۔[3]

گیارہواں نظریہ

مسعود احمد کے ہاتھ بیعت کو فرض قرار دینا

یہ اپنے امیر یعنی جناب مسعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو فرض قرار دیتے ہیں، اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس کو وہ مسلمان تصور نہیں کرتے، اس سلسلہ میں وہ ان تمام دلائل کو پیش کرتے ہیں جن کا تعلق اسلامی حکومت اور خلیفۃ المسلمین سے ہے، ان احادیث سے خلیفۃ المسلمین ہی مراد ہوتا ہے۔[4]

اور یہی بات تمام محدثین فرماتے ہیں۔

بارہواں نظریہ

اللہ کے لئے لفظ "خدا" بولنا ناجائز ہے

لفظ خدا کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کرنا ناجائز ہے۔ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک اللہ اسم ذات ہے اس کا ترجمہ نہیں ہو سکتا مزید یہ کہ

(۱) تلاش حق: ص ۵۵، ۱۰۸

(۲) مجلہ المسلمین: جنوری ۲۰۰۲ء، ص ۹۱

(۳) جماعت المسلمین پر اعتراضات اور ان کے جوابات: ص ۳۶

(۴) شرح مسلم للنووي كتاب الامارة: ۲/۱۱۹

خدا لفظ اللہ تعالیٰ کے شایان شان بھی نہیں ہے کیونکہ پارسیوں کے عقیدے کے مطابق دو خدا ہیں ایک نیکی کا خدا اور دوسرا بدی کا خدا گویا یہ خدا ناقص ہے، اللہ کی ذات نقص سے منزہ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ خدا کا استعمال کرنا صحیح نہیں۔"[۱]

جواب: اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں: عربی میں رب کا ترجمہ اردو میں مالک اور صاحب کے ہیں اسی کا ترجمہ فارسی میں خدا کے ساتھ کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے اللہ کے سوا دوسرے کو خدا کہنا جائز نہیں ہے۔ غیاث اللغات میں ہے خدا کے معنی مالک اور صاحب کے ہیں۔ اور اسی طرح صدیوں سے اکابرین ہند لفظ خدا کو استعمال کرتے ہوئے آئے ہیں کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں کی۔[۲]

تیرہواں نظریہ

ایصال ثواب کا انکار

مرنے والے کو اگر ثواب بخشا جائے تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچتا۔

جواب: یہ عقیدہ بھی اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مرنے والے کو مالیہ (خیرات صدقہ وغیرہ) یا بدنیہ (نفلی نماز وغیرہ) یا مالی اور بدنی دونوں (حج وغیرہ) ان سب کا ثواب مرنے والے کو پہنچتا ہے، یہی بات احادیث اور اکابرین سے مروی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے، کہ ایک عورت نے سوال کیا کہ میں اپنے باپ کی طرف سے حج یا عمرہ کروں تو اس کا ثواب ان کو ملے گا۔؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔[۳]

ایک دوسری روایت میں آپ نے ایک صحابی کو مشورہ دیا کہ اپنی والدہ کی طرف سے کنواں کھدوا دو اس کا ثواب ان کو ملے گا۔

---

(۱) التحقيق في جواب التقليد: ص ۱۱۷

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/ ۴۹

(۳) بخاري، مسلم، ابوداؤد، نسائي

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ تین اعمال کا ثواب مرنے کے بعد بھی آدمی کو پہنچتا رہتا ہے:

❶ صدقہ جاریہ۔
❷ علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔[1]
❸ نیک اولاد۔

(۱) مسلم، ابوداؤد، نسائی

جماعت المسلمین کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

ایک سوال کے جواب میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

کلمہ شہادت میں کلمہ طیبہ ہی کی گواہی دی جاتی ہے، اگر کلمہ طیبہ کوئی چیز نہیں تو گواہی کس چیز کی دی جاتی ہے، یہ دراصل مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے شیطان لوگوں کے دلوں میں نئی نئی باتیں ڈالتا رہتا ہے، یہ لوگ گمراہ ہیں ان سے محتاط رہنا چاہئے۔[1]

ایک دوسرے سوال کے جواب میں مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ جماعت المسلمین غیر مقلدوں کی ایک جماعت ہے، جو ائمہ اربعہ کے مقلدین کو مشرک کہتے ہیں۔[2]

سیّد وقار علی شاہ کے بقول جماعت المسلمین کے عقائد قادیانی سے بھی ملتے ہیں:

قادیانیوں اور جماعت المسلمین کے عقائد ایک نظر میں

شمارہ	عقائد احمدیہ (قادیانی)	عقائد مسعودیہ (جماعت المسلمین رجسٹرڈ کراچی)
❶	جو مرزا غلام احمد قادیانی کی قائم کردہ جماعت میں شامل نہیں ہوتا، وہ مسلم نہیں۔	جو مسعود احمد صاحب کی قائم کردہ جماعت میں شامل نہیں ہوتا، وہ مسلم نہیں۔
❷	غیر احمدی کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔	غیر مسعودی کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔
❸	غیر احمدی کی اقتدا میں حج کرنا جائز نہیں۔	غیر مسعودی کی اقتدا میں حج کرنا جائز نہیں۔
❹	غیر احمدی کی صلوۃ جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔	غیر مسعودی کی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔
❺	غیر احمدی کے معصوم بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں۔	غیر مسعودی کے معصوم بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/ ۱۹۱

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/ ۱۸۶

❻	غیر احمدی کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں۔	غیر مسعودی کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں۔
❼	غیر احمدی کو احمدی لڑکی دینا جائز نہیں۔	غیر مسعودی کو مسعودی لڑکی دینا جائز نہیں۔
❽	غیر احمدی لڑکی سے نکاح جائز ہے، جیسا کہ اہل کتاب سے۔	غیر مسعودی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔
❾	احمدیت کے خلاف چلنے والے کو جماعت سے خارج کردیا جاتا ہے۔	مسعودیت کے خلاف چلنے والے کو جماعت سے خارج کردیا جاتا ہے۔
❿	احمدیت چھوڑنے والے کے نکاح میں اگر احمدی لڑکی ہے تو اسے طلاق دینے اور لڑکی کو طلاق لینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔	مسعودیت چھوڑنے والے کے نکاح میں اگر مسعودی لڑکی ہے تو اسے طلاق دینے اور لڑکی کو طلاق لینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔
⓫	ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو حق پر سمجھے اور غیر احمدی کو ناحق پر۔	ہر مسعودی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو حق پر سمجھے اور غیر مسعودی کو ناحق پر۔
⓬	ہر احمدی کو چاہئے کہ صرف اپنی جماعت کے لئے اپنی جان، مال اور وقت کی قربانی دے۔	ہر مسعودی کو چاہئے کہ صرف اپنی جماعت کے لئے اپنی جان، مال اور وقت کی قربانی دے۔
⓭	قرآن وحدیث کی صرف وہی توضیح وتشریح مانی جاتی ہے کہ جو مرزا صاحب یا ان کے خلفاء کریں۔	قرآن وحدیث کی صرف وہی توضیح وتشریح مانی جاتی ہے کہ جو مسعود احمد صاحب یا ان کے خلفاء کریں۔
⓮	اپنے مقاصد کے حصول کے لئے توریہ کرنا جائز ہے۔	اپنے مقاصد کے حصول کے لئے توریہ کرنا جائز ہے۔
⓯	احمدیت کو چھوڑنے والا مرتد ہے۔ وغیرہ وغیرہ........	مسعودیت کو چھوڑنے والا مرتد ہے۔ وغیرہ وغیرہ........

جماعت المسلمین کے رد میں لکھی جانے والی کتابیں

1. جماعت المسلمین قرآن و سنت کی عدالت میں۔
   مفتی اکرام الرحمن صاحب۔ مکتبہ منیریہ۔
2. افکار و عقائد و فتاویٰ جماعت المسلمین۔
   مرتبہ، سیّد وقار علی شاہ۔
3. جماعت المسلمین اپنے افکار و نظریات کے آئینہ میں۔
   مرتبہ، مولانا محمد قاسم سومرو۔ مکتبہ جامعہ بنوریہ کراچی۔
4. فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں۔
   مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
5. جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر۔
   سیّد وقار علی شاہ صاحب وحیدی کتب خانہ، معراج کتب خانہ، مکتبہ اسلام محلہ جنگی، پشاور شہر۔
6. نام نہاد جماعت المسلمین، یعنی فرقہ مسعودی کے سوالات کے جوابات۔
   مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فرقہ انجمن سرفروشان اسلام

فرقہ انجمن سرفروشان اسلام کا پسِ منظر

اس کا بانی ریاض احمد گوہر شاہی ہے ابتداء میں اس شخص نے اپنے آپ کو بریلوی مسلک کا ماننے والا بتایا۔ مگر پھر بہت ہی جلد اس کی تحریک اور اس کے افعال وکردار سے معلوم ہوا یہ ایک بددین آدمی ہے اور یہ کسی ایجنسی کا شاخسانہ ہے اور یہ کسی مسلک کا ماننے والا نہیں ہے، بلکہ اپنی خواہشات پر عمل کرنے والا ہے۔ اس لئے اس نے عورتوں سے ملنا جلنا، شراب پینا چرس پینا جیسے حرام کام کو حلال بتایا۔

مال ودولت کی ریل پیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایجنسی کا آدمی تھا جو مسلمانوں کے درمیان انتشار ڈالنے کے لئے آمادہ کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے کھلے عام اور بلاخوف وخطر غلط عقائد ونظریات کا پرچار کیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک فتنہ کی حیثیت اختیار کرلی اور پورے ملک میں اس کے جراثیم پھیل گئے پھر اس غلط فتنہ وعقائد پر اور نظریات کے خلاف ہر مسلک کے لوگ کھڑے ہو گئے، اور ہر مسلک والوں نے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔

فرقہ انجمن سرفروشان اسلام کب وجود میں آیا؟

یہ فرقہ ۱۹۸۰ء میں وجود میں آیا۔ ابتدائی مرکز اس کا۔ شہر کوٹری حیدرآباد سندھ کی خورشید کالونی تھا۔

انجمن سرفروشان اسلام کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی کے حالات

نام: ریاض احمد گوہر شاہی۔ والد کا نام فضل حسین مغل سرکاری ملازم تھے۔
پیدائش: راولپنڈی میں ۲۵ نومبر ۱۹۴۱ء میں گاؤں ڈھوک گوہر شاہ میں ہوئی۔
تعلیم: اپنے گاؤں ڈھوک گوہر شاہ میں ہی آٹھ کلاس تک پڑھی، اور پھر پرائیویٹ طور سے میٹرک کیا، اور پھر ویلڈ نگ اور موٹر مکینک کا کام سیکھا۔ پھر موٹر مکینک کی دوکان کھولی مگر اس میں کوئی نفع حاصل نہیں ہوا۔ حصول روزگار کے لئے پریشانی ہوئی تو اس نے سوچا کہ پیری مریدی کا دھندا شروع کر دیا جائے۔ اس کے لئے ابتداءً خانقاہ کے چکر لگائے۔

گوہر شاہی خود لکھتے ہیں کہ کئی سال تک سیہون شریف کے پہاڑوں اور لال باغ میں چلے اور مجاہدے کئے، مگر گوہر مراد حاصل نہ ہوا۔

اور پھر حام داتار اور بری امام کے دربار پر بھی رہا، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اور روحانی سفر میں ایک اور جگہ پر وہ لکھتے ہیں کہ بیس سال کی عمر سے تیس سال تک ایک گدھے کا اثر رہا نماز وغیرہ سب ختم ہو گئی جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہو سکی، پیروں اور عالموں سے جدائی ہو گئی، اکثر محفلوں میں ان پر طنز کرتا، شادی کر لی، تین بچے ہو گئے، اور کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ زندگی کا مطلب سمجھ گیا کہ تھوڑے دن کی زندگی ہے، عیش کر لو، فالتو وقت سینماؤں اور تھیٹروں میں گذرتا۔ روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے حلال و حرام کی تمیز بھی جاتی رہی، کاروبار میں بے ایمانی، فراڈ اور جھوٹ شعار بن گیا ہے۔ سمجھتے کہ نفس امارہ کی قید میں زندگی کٹنے لگی سوسائٹیوں کی وجہ سے برائی کا اثر ہو گیا۔[1]

پھر اس شخص نے پیری مریدی شروع کر دی اور اس کے لئے اس نے سندھ کے

(۱) روحانی سفر: ص ۱۳ تا ۱۶

پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ علاقہ جام شورو ٹیکسٹ بک بورڈ کے ساتھ میں جھونپڑی ڈال دی۔ اور جن بھوت نکالنے کا بھی دھندا شروع کر دیا۔ کمزور عقیدے والے لوگوں کا ہجوم ہونے لگا، اور جام شورو کے میڈیکل کالج کے طلبہ نے بھی آنا جانا شروع کر دیا۔ مگر پرنسپل نے اس کا یہ ٹھکانہ ختم کروایا۔ تو اس نے حیدر آباد سرے گھاٹ پر اپنا اڈہ قائم کر لیا۔

یہ واقعہ گوہر شاہی نے خود اپنی "کتاب روحانی سفر" میں لکھا ہے اس کی تحریر میں پڑھیں، گوہر شاہی لکھتا ہے:

"روحانی حکم ہوا کہ حیدر آباد واپس چلے جاؤ اور خلق خدا کو فیض پہنچاؤ، میں نے کہا اگر وہاں واپس کرنا ہے تو راولپنڈی بھیج دو وہاں پر بھی خلق خدا ہے اور جب دنیا میں رہنا ہے تو پھر بال بچوں سے دوری کیا؟ حکم ہوا کہ بال بچے یہیں منگوالیں۔ جواب میں میں نے کہا ان کی معاش کے لئے نوکری کرنی پڑے گی جب کہ میں اب دنیاوی دھندوں سے الگ تھلک رہنا چاہتا ہوں، جواب آیا جو اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں اللہ ان کی مدد کرتا ہے اور اللہ انہیں وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جس کا انہیں گمان بھی نہیں ہوتا۔ جام شورو میں ٹیکسٹ بک بورڈ کے عقب میں جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گئے اور ذکر قلبی اور آسیب وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو گیا وہ لوگ جو سیہون سے واقفیت رکھتے تھے، آنا جانا شروع ہو گئے اور میری ضروریات کا وسیلہ بن گئے اب یہاں بھی لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے سیکورٹی پولیس پیچھے تک لگ گئی اور چھپ چھپ کر حرکات کا جائزہ لیتی، حتیٰ کہ ایک کیمرہ بھی قریبی درخت میں فٹ ہو گیا، یونیورسٹی اور میڈیکل کے طلبہ آئے، ذکر و فکر کی باتیں سنتے، ان کو بھی ذکر کا شوق پیدا ہوا، پرنسپل کو پتہ چلا جو دوسرے عقائد کا تھا۔ ان کو سختی سے منع کیا، لیکن وہ باز نہ آئے اور ایک دن پرنسپل نے چوکیداروں کو حکم دیا کہ

جھونپڑی اکھاڑ دو، یا استعفیٰ دیدو صبح کے وقت کچھ چوکیدار میرے پاس آئے اور کہا ہمیں جھونپڑی اکھاڑنے کا حکم ملا ہے، ہم نے کوئی مداخلت نہ کی اور جھونپڑی اکھاڑ کر سامان دور پھینک دیا۔ (۱)

اب حیدرآباد سرے گھاٹ میں رہنے لگا، یہاں بھی لوگ آنا شروع ہو گئے لوگ بڑی عقیدت سے ملتے، سوچا کیوں نہ ان سے دین کا کام لیا جائے سب سے پہلے عمر رسیدہ بزرگوں سے ذکر قلب کا شروع کریں، انہوں نے تسلیم کیا اور خوب تعریف بھی کی لیکن عمل کے لئے کوئی تیار نہ ہوا پھر سوچا علمائے دین سے مدد لی جائے۔ کئی عالموں سے ملا یہ لوگ ظاہر ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے ان کے نزدیک ولایت بھی علم ظاہری تھی بلکہ اکثر عامل قسم کے مولوی پیر فقیر بنے بیٹھے تھے،، بہت کم عالموں نے علم باطن کے بارے میں صرف گردن ہلائی اکثر مخالفت پر اتر آئے، پھر ان عابدوں اور زاہدوں سے بڑھ کر نوجوانوں کی طرف رخ کیا چونکہ ان کے قلب ابھی محفوظ تھے دلوں نے دل کی بات تسلیم کر لی اور انہوں نے عملاً لبیک کہا اور پھر وہ نسخہ روحانیت بازاروں میں بکنا شروع ہو گئے پھر وہ نکتہ اسم ذات گلیوں محلوں اور مسجدوں میں گونجا، پھر لوگوں کے قلبوں میں گونجا جب اس کے خریدار زیادہ ہو گئے تو نظام سنبھالنے کے لئے انجمن سرفروشان اسلام پاکستان کی بنیاد رکھی گئی۔ (۲)

پھر اس کے بعد اس نے اپنے عقائد، ونظریات کا پرچار کرنا شروع کردیا کچھ عقائد کا ذکر آگے صفحہ پر آرہا ہے۔

---

(۱) روحانی سفر: ص ۸ تا ۹

(۲) روحانی سفر: ص ۳۸، ۳۹

فرقہ انجمن سرفروشان کے عقائد و نظریات

❶ نبی کریم ﷺ جو کچھ مجھ کو بتاتے ہیں وہی میں بتاتا ہوں۔[۱]

❷ اسلام کے پانچوں ارکان میں روحانیت نہیں، روحانیت تو ذکر میں ہے۔[۲]

❸ قرآن کے چالیس پارے ہیں۔[۳]

❹ آپ ﷺ کی زیارت کے بغیر امتی نہیں ہوتا۔[۴]

❺ روحانیت سیکھو، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو خواہ مسلمان ہو یا عیسائی ہو، ہندو اور سیکھ ہو بغیر کلمہ پڑھے بھی اللہ تک رسائی ہو سکتی ہے۔[۵]

❻ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا۔

❼ میں امام مہدی ہوں اور میرے طریقہ سے دنیا کو ہدایت حاصل ہوگی۔[۶]

❽ کلمہ میں لا الہ الا اللہ ہو محمد رسول اللہ: اس کی جگہ پر گوہر شاہی رسول اللہ کہنا چاہئے۔[۷]

❾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا دعویٰ۔

❿ عورتوں سے مصافحہ معانقہ وغیرہ کرنا صحیح ہے۔

(۱) حق كي آواز: ص ٤

(۲) حق كي آواز: ص ٣

(۳) حق كي آواز: ص ٥٢

(۴) مينارۂ نور: ص ٣٤

(۵) مينارۂ نور

(۶) حق كي آواز: ٥/٤

(۷) اشتهار

فرقہ انجمن سرفروشان کے عقائد و نظریات اور قرآن و حدیث سے ان کے جوابات

پہلا عقیدہ

نبی کریم ﷺ مجھ کو جو تعلیم دیتے ہیں وہی میں بتاتا ہوں۔

اسلام کے ارکان نماز، روزہ، حج، زکوۃ میں روحانیت نہیں، روحانیت تو صرف ذکر میں ہے جیسے کہ گوہر شاہی خود تحریر کرتے ہیں:

"نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور عبادات میں روحانیت نہیں، روحانیت کا تعلق دل کی ٹک ٹک کے ذریعہ اللہ اللہ کرنا ہے جس کے ذریعے انسان میں موجود دیگر مخلوقات بھی بیدار ہو کر اللہ اللہ کرنے لگ جاتی ہے پھر یہ نمازیں پڑھتی ہیں، روزے رکھتی ہیں ان کا یہ عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔"(۱)

جواب: اس کے خلاف علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور عبادات یہ دین میں اصل مقصود ہیں۔ اگر کوئی ان کے بارے میں یہ کہے کہ اس میں روحانیت نہیں ہے تو یہ تو کفر کی بات ہے۔(۲)

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اور روحانیت یعنی طریقت حقیقت کے لحاظ سے ایک ہیں۔ طریقت، شریعت پر عمل کرنے کا ہی نام ہے یعنی وہ طریقہ جس کے ذریعہ سے آدمی کامل شریعت پر عمل پیرا ہو سکے۔

دوسرا عقیدہ

قرآن مجید کے چالیس پارے ہیں

اس بارے میں خود گوہر شاہی کہتے ہیں:

(۱) حق کی آواز: ص ۳

(۲) احسن الفتاویٰ: ۱/۳۱۹

"یہ قرآن پاک عوام الناس کے لئے ہے جس طرح ایک علم عوام کے لئے جب کہ دوسرا علم خواص کے لئے جو سینہ بہ سینہ عطا ہوا، اسی طرح قرآن پاک کے دس پارے اور ہیں جب ہم نے اللہ کو جاننے کی غرض سے مغل باغ سیہون شریف میں ذکر و فکر، تلاوت، عبادت و ریاضت اور مجاہدات کئے تو ہم پر باطنی راز منکشف ہونا شروع ہوگئے باطنی مخلوقات ہمارے سامنے آگئیں اور وہ دس پارے بھی سامنے آگئے۔"(۱)

اسی کتاب میں دسری جگہ لکھا ہے: "تیس پارے ظاہری قرآن پاک کے دس پارے باطنی کل ملا کر چالیس پارے ہوئے۔"(۲)

جواب: اس قسم کا عقیدہ بھی قرآن واحادیث کے سراسر خلاف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩﴾(۳)

ترجمہ: "بے شک ہم نے قرآن اتارا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

مسلمانوں کا عقیدہ

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت تک ہر قسم کی تحریف لفظی و معنوی سے قرآن محفوظ رہے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر قرآن میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ اور قرآن کی حفاظت کے بارے میں ذخیرۂ احادیث موجود ہے۔

(۱) حق کی آواز: ص ۵۲
(۲) حق کی آواز: ص ۵٤
(۳) سورة حجر: آیت ۹

تیسرا عقیدہ

آپ ﷺ کی زیارت کے بغیر کوئی آدمی آپ کا امتی نہیں بن سکتا

خود گوہر شاہی اپنی بدنام کتاب مینارہ نور میں تحریر کرتے ہیں:

"جب تک آپ ﷺ کسی کو زیارت نہ دیں، تو اس کے امتی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔" (۱)

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس قسم کی شرط لگانا امتی ہونے کے لئے آج تک کسی نے بھی نہیں لگائی، اور نہ اس کا کوئی ثبوت قرآن سے ہے اور نہ ہی احادیث مبارکہ سے، تو یہ شرط کیسے قابل قبول ہوگی؟

علماء نے تو مسلمان ہونے کے لئے اتنا لکھا ہے کہ جو بھی دل سے اللہ کی توحید کی گواہی دے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دے وہ نبی کریم ﷺ کا امتی اور مسلمان ہے اور آپ کی امت میں شامل ہے خواہ زندگی بھر وہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کر سکا ہو یا نہ کر سکا ہو وہ مسلمان ہے۔

اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی فرقہ یا مذہب سے ہو اس بارے میں خود گوہر شاہی تحریر کرتے ہیں:

"اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی فرقہ یا مذہب سے ہو مسلمان یہ کہیں گے کہ بغیر کلمہ پڑھے کوئی کیسے اللہ تک پہنچ سکتا ہے؟ جب کے عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے۔ عیسائی ہندو، اور سکھوں کے ذکر بغیر کلمہ پڑھے چل رہے ہیں۔" (۲)

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں "اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ

(۱) مینارۂ نور: ص ۳٤

(۲) گوھر: ص ٤

تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔[(۱)]

اس بارے میں علماء اہل سنت والجماعت اور پوری امت کا ہی اتفاق ہے کہ اسلام قبول کئے بغیر کوئی عمل بھی اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے، جیسے کہ قرآن واحادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے مثلاً:

❶ ﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾[(۲)]

ترجمہ: "جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا تو اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔"

احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے

❶ "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ."[(۳)]

ترجمہ: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے نہیں امت میں سے کوئی بھی یہودی، عیسائی میرے بارے میں سنے اور پھر میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مرجائے مگر یہ کہ وہ جہنمی ہو گا۔"

❷ "قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ آخِرِ خُطْبَةٍ لَهٗ اَيُّهَا النَّاسُ دِيْنَكُمْ دِيْنَكُمْ! فَاِنَّ السَّيِّئَةَ فِيْهِ خَيْرٌ مِنَ الْحَسَنَةِ مِنْ غَيْرِهٖ اِنَّ السَّيِّئَةَ فِيْهِ تُغْفَرُ وَاِنَّ الْحَسَنَةَ فِيْ غَيْرِهٖ لَا تُقْبَلُ."[(۴)]

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری خطبوں میں سے ایک

(۱) فرمان گوهر شاهي، بر یشت روشناس، مینارۂ نور
(۲) سورۃ آل عمران: آیت ۸۵
(۳) مسلم شریف وکذا مشکوٰۃ: ۱۲
(۴) روح المعاني: ۱۰۹/۳

خطبہ میں فرمایا: اے لوگوں! اپنے دین کو پکڑو اس لئے کہ اس میں گناہ غیر دین میں نیکی سے بہتر ہے اس لئے کہ دین اسلام میں گناہ معاف ہو جاتا ہے اور غیر دین اسلام میں نیکی بھی قبول نہیں ہو گی۔"

۳ مشہور روایت ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے دین کی اتباع کرتے۔

علماء عقائد سے بھی اسی بات کا ثبوت ملتا ہے

مثلاً:

۱ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ" [1]

ترجمہ: "(اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے) کہ مشرک کی مغفرت نہیں ہو گی۔"

اور عقیدۃ الطحاویہ میں ہے جیسے:

۲ "واذا زال تصديق لم ينفع بقية الاخر فان تصديق القلب شرط في اعتبارها وكونها نافعة." [2]

ترجمہ: "جب دل میں ایمان کی تصدیق نہ رہے تو باقی اعمال کارآمد نہیں ہوں گے اس لئے کہ دل کی تصدیق اعمال کے معتبر اور کارآمد ہونے کے لئے شرط ہے۔"

چوتھا عقیدہ

انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا

مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں گوہر شاہی نے لکھا ہے:

ترجمہ: "جب حضرت آدم علیہ السلام کا جثہ (جسم) بنایا گیا تو شیطان

---

(۱) نبراس: ص ۳۶۰

(۲) عقیدۃ الطحاویہ: ص ۳۴۱

نے نفرت سے تھو کا جو ناف کے مقام پر پڑا، اور شرک سے ایک جرثومہ اندر داخل ہوا۔ جو بعد میں شیطان کا آلہ کار بنا اور آدم علیہ السلام نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی بہشت سے نکل کر عالم ناسوت میں پھینکے گئے۔" (۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"بیت المقدس سے دو میل دور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے، یہودی مرد اور عورتیں وہاں شراب نوشی کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ مزار فحاشی کا اڈا بن گیا، جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کے لطائف وہ جگہ چھوڑ گئے اور وہ مزار خالی بت خانہ رہ گیا۔" (۲)

جواب: اس کے بخلاف جمہور امت کا اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تحقیر وتوہین کفر ہے۔ یہی بات قرآن واحادیث اور جمہور امت کے اقوال سے معلوم ہوتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی تحقیر کفر ہے قرآن سے اس کا ثبوت

مثلاً:

❶ ﴿ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُواْ وَٱتَّخَذُوٓاْ ءَايَٰتِى وَرُسُلِى هُزُوًا ﴿١٠٦﴾﴾ (۳)

ترجمہ: "جنہوں نے کفر کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا ان کا بدلہ جہنم ہے۔"

❷ ﴿قُلْ أَبِٱللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾

---

(۱) مینارۂ نور: ص ۱۲، ۱۱

(۲) مینارۂ نور: ص ٦٢

(۳) سورۂ کہف: آیت ١٠٦

﴿لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ (۱)

ترجمہ: "کہہ دے کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ استہزاء کرتے تھے، اب عذر مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔"

۳ ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ (۲)

ترجمہ: "تاکہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور رسول کی عزت اور توقیر کرو۔"

انبیاء کی تحقیر کفر ہے احادیث سے اس کا ثبوت

۱ "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا اَيُّمَا مُسْلِمٍ سَبَّ اللّٰهَ اَوْسَبَّ اَحَدًا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَدْ كَذَّبَ الرَّسُوْلَ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ رِدَّةٌ... فَاِنْ رَجَعَ فِيهَا وَ اِلَّا قُتِلَ." (۳)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس کسی مسلمان نے اللہ یا کسی نبی کو گالی دی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، اور یہ مرتد ہو گیا۔ وہ توبہ کرلے تو صحیح ورنہ قتل کردیا جائے گا۔"

۲ "عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اُتِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ بِرَجُلٍ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهٗ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ مَنْ سَبَّ اللّٰهَ تَعَالٰي اَوْسَبَّ اَحَدًا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاقْتُلُوْهُ." (۴)

ترجمہ: "حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

(۱) سورۃ توبہ: آیت ۶۵،۶۶

(۲) سورۃ فتح: آیت ۹

(۳) الصارم المسلول: ص ۱۹۵

(۴) الصارم المسلول: ص ۱۹۵

گالی دی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا جو شخص اللہ کو یا کسی نبی کو گالی دے، اس کو قتل کردو۔"

جمہور امت کا عقیدہ بھی یہی ہے

تحفہ شرح منہاج میں ہے کہ:

❶ "اَوْ كَذَّبَ رَسُوْلاً اَوْ نَبِيًّا اَوْ نَقَّصَهٗ بِاَيِّ مَنْقَصٍ كَانَ صَغَّرَ اسْمَهٗ مُرِيْدًا تَحْقِيْرَهٗ اَوْ جَوَّزَ نُبُوَّةَ اَحَدٍ بَعْدَ وُجُوْدِ نَبِيِّنَا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيْسيٰ عَلَيْهِ السَّلَام نَبِيٌّ قَبْلَهٗ فَلَا بِرَدٍ."[1]

ترجمہ: "کافر ہو جاتا ہے اگر کسی رسول ہادی کی تکذیب کرے، یا کسی قسم کی کمی بیان کرے، تحقیر اًتصغیر سے نام لے یا آپ ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کے لئے منصب نبوت کو جائز سمجھے اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ سے پہلے منصب نبوت دیا جا چکا ہے اس پر کچھ شبہ نہیں ہے۔"

❷ "يُكَفَّرُ اِذَا شَكَّ فِيْ صِدْقِ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سَبَّه اَوْ نَقَّصَهٗ اَوْ صَغَّرَهٗ ... ويكفر بِه بِنِسْبَةِ الْاَنْبِيَاءِ اِلَي الْفَوَاحِشِ."[2]

ترجمہ: "کافر ہو جاتا ہے جب کسی نبی کے صدق میں شک کرے یا گالی دے، یا ان کی شان میں کمی کرے یا تصغیر سے نام لے........ اور فواحش کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرے ان سب سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔"

اسی طرح علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

---

(۱) تحفہ شرح منہاج: ص ۲٤۱

(۲) الاشباہ والنظائر: ص ۱۳۷

۳ "الكافر بسب نبي ... فانه يقتل حدًّا."[۱]

ترجمہ: "نبی کو گالی دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اس کو حدّاً قتل کر دیا جائے گا۔"

پانچواں عقیدہ

مہدی ہونے کا دعویٰ کرنا اور یہ کہنا کہ ہدایت میرے ذریعہ سے پھیلے گی

اس بارے میں خود گوہر شاہی کہتے ہیں:

"لوگ اگر ہمیں امام مہدی کہتے ہیں تو اصل میں جس کو فیض ملتا ہے وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے، کچھ لوگ تو ہمیں اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں ہم انہیں اس لئے کچھ نہیں کہتے کہ ان کا عقیدہ جتنا ہماری طرف زیادہ ہو گا ان کے لئے بہتر ہے۔"[۲]

جواب: بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کا عقیدہ اور ان کا اجماع یہ ہے کہ حضرت مہدی قیامت کے قریب پیدا ہوں گے۔

نام ان کا محمد، والد کا نام عبد اللہ، والدہ کا نام آمنہ ہو گا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے، مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے۔

نیز حضرت مہدی کے بارے میں متعدد روایات مروی ہیں۔ مثلاً:

۱ "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْمَهْدِيْ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ."[۳]

ترجمہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے

---

(۱) ردالمحتار: ٤/۲۳۱

(۲) سوالنامہ گوھر: ۱۹۹۷، ص ۸

(۳) ابوداؤد: ۲/ ۲٤۰، وكذا ابن ماجه

آپ ﷺ سے سنا کہ مہدی میرے خاندان سے ہو گا یعنی اولاد فاطمہ میں سے ہو گا۔"

❷ "وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمّٰي بِاِسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشْبِهُهٗ فِي الْخَلْقِ وَلَا يُشْبِهُهٗ فِي الْخُلُقِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلاً." (۱)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی صلب سے ایک شخص پیدا ہو گا جو تمہارے نبی کے نام سے موسوم ہو گا اور خلقت میں مشابہ ہو گا مگر خلق میں نہیں وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔"

❸ "عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَمْلِكُ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَ اِسْمُ اَبِيْهِ الحديث ... هذا الحديث حسن صحيح." (۲)

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے خاندان سے ایک شخص عرب کا مالک اور بادشاہ ہو گا اس کا نام میرے نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہو گا۔"

❹ "وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰي تُمْلَأَ الْاَرْضُ جَوْرًا وَعُدْوَانًا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ رَجُلٌ يَمْلَأُهَا قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا." (۳)

---

(۱) ابوداؤد: ۲/۲٤۱، ومشكوٰة: ص ٤۷۱

(۲) ترمذي: ۲/٤٦

(۳) ابوداؤد: ۲/۲۳۹

ترجمہ: ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ زمین ظلم وبے انصافی سے بھر دی جائے گی، پھر میرے خاندان سے ایک شخص نکلے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ اس سے پہلے جو ظلم وبے انصافی سے بھری ہوئی تھی۔''

حضرت مہدی کے بارے میں احادیث متواتر ہیں

اتنی کثرت سے حضرت مہدی کے بارے میں روایات نقل کی گئی ہیں جو حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ جس کا انکار کرنا ممکن نہیں۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''فَقَرَّرَ اَنَّ الْاَحَادِیْثَ الْوَارِدَةَ فِيْ الْمَهْدِيِ الْمُنْتَظَرِ مُتَوَاتِرَةٌ وَالْاَحَادِیْثُ الْوَارِدَةِ فِيْ نُزُوْلِ عِیْسیٰ بْنِ مَرْیَم عَلَیْهِ السَّلَامُ مُتَوَاتِرَة.''[1]

ترجمہ: ''وہ احادیث جو حضرت مہدی موعود کے بارے میں وارد ہیں وہ متواتر ہیں اور وہ احادیث جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مروی ہے وہ متواتر ہیں۔''

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی کا آنا یہ قیامت کی علامات میں سے ہے اور ان کی علامات جو احادیث میں بیان کی گئی ہیں ان میں کوئی بھی علامت گوہر شاہی میں نہیں پائی جاتی، اس لئے یہ مہدی موعود نہیں ہے۔[2]

---

(۱) کتاب الاداعة: ص ۷۷

(۲) مزید وضاحت کے لئے دیکھیں، عقائد الاسلام، مؤلف ابو محمد عبد الحق حقانی، ص ۱۸۱ تا ۱۸۶، عقیدہ سغارینہ ۲/۶۷

چھٹا عقیدہ

کلمہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ پر گوہر شاہی رسول اللہ کہنا

اس بارے میں گوہر شاہی خود اپنی بدنام زمانہ کتاب حق کی آواز میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: ”جشن ولادت کے موقع پر ایک رنگین اسٹیکر R,A,G,S نیشنل انگلینڈ نے جاری کیا، جس میں کلمہ اور میرا نام لکھا تھا، حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی پھر بھی مخالفوں کے شر کی وجہ سے فوری ضبط کرلیا۔“ (۱)

جواب: کلمہ طیبہ میں دوسرا جز محمد رسول اللہ ﷺ ہے اس پر جمہور امت کا اجماع ہے۔ جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کلمہ کے دوسرے جز میں نام ذکر کیا جاتا تھا۔ تو اسی طرح گوہر شاہی نے بھی اپنا نام کلمہ میں ہی شامل کرلیا۔ جو اس طرح ہے: (۲)

لاالہ الااللہ آدم صفی اللہ

لاالہ الااللہ ابراہیم خلیل اللہ

لاالہ الااللہ اسماعیل ذبیح اللہ

لاالہ الااللہ موسیٰ کلیم اللہ

لاالہ الااللہ عیسیٰ روح اللہ

اسی طرح گوہر شاہی نے بھی کلمہ کے ساتھ اپنا نام جوڑلیا اور یہ لکھوایا:

لاالہ الااللہ گوہر شاہی رسول اللہ

نیز جمہور امت کا اتفاق ہے کہ کلمہ طیبہ میں کسی قسم کا تغیر کرنے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، علماء اہل سنت کا عقیدہ تو یہاں تک ہے کہ صرف نبی

---

(۱) مهدي منتظر، شيخ ابن حجر مكي، اس کتاب میں دو سو علامات مہدی کی لکھی ہیں۔

(۲) حق كي آواز: ص ٥١٤

کریم ﷺ کو نبی نہ ماننے والا کافر ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ جو کچھ لے کر آئیں ہیں اس کو بھی نہ ماننا کفر ہے یہی بات قرآن واحادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الفصل میں فرماتے ہیں:

"صَحَّ الإِجْمَاعُ عَلٰي اَنَّ كُلَّ مَن جَحَدَ شَيْئًا صَحَّ عِنْدَنَا بِالإِجْمَاعِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰي بِه فَقَدْ كَفَرَ." (۱)

ترجمہ: "اس بات پر اجماع ہے کہ ہر وہ شخص جس نے اس امر کا انکار کیا جو اجماعاً ثابت ہو چکا ہو کہ اس امر کا جو آپ ﷺ خدا کی طرف سے لاتے ہیں وہ کافر ہے۔"

اور کتاب ایثار الحق میں ہے:

"اِنَّ الْكُفْرَ هُوَ جَحْدُ الضَّرُوْرِيَّاتِ مِنَ الدِّيْنِ اَوْ تَاوِيْلها." (۲)

ترجمہ: "کفر، ضروریات دین کا انکار کرنا ہے یا اس کی تاویل کرنا۔"

ساتواں عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا دعویٰ

اس بارے میں گوہر شاہی خود تحریر کرتے ہیں:

"امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو چکے ہیں جو ان کے قریبی لوگ ہیں وہ انہیں جانتے رہے ہیں، اور جو بھی ان کے قریب ہو جاتا ہے وہ انہیں جانتا ہے اور اس طرح ان کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔" (۳)

اسی طرح دوسری جگہ پر ان کا مرید یہ لکھتا ہے:

"حضرت سیّدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ کے دورۂ امریکہ کے دوران

---

(۱) کتاب الفصل: ٤/٢٥٥

(۲) ایثار الحق: ص ٢٤١

(۳) حق کي آواز، ملفوظات گوهر شاهي: ص ١٧، تاريخ اشاعت ١٥ جون ١٩٩٨ء

مؤرخہ ۲۹ر مئی ۱۹۹۷ء نیو میکسیکو کے شہر طاؤس (Taus) کے ایک مقامی ہوٹل (Eimdnti Ladge) میں حضرت سیدنا گوہر شاہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہری ملاقات فرمائی یہ ملاقات آج ۲۸ جولائی ۱۹۹۷ء تک ایک راز میں رہی لیکن اب جب کہ مرشد پاک نے اس راز سے پردہ اٹھانا مناسب جانا تو کرم فرماتے ہوئے کچھ تفصیلات ارشاد فرمائی........ نیو میکسیکو کے ہوٹل میں پہلی رات قیام کے دوران رات کے آخری پہر میں نے ایک شخص کو اپنے کمرے میں موجود پایا، ہلکی روشنی تھی۔ میں سمجھا ہمارا کوئی ساتھی ہے پوچھا کیوں آئے ہو؟ جواب دیا آپ سے ملاقات کے لئے۔ میں نے لائٹ آن کی، تو یہ کوئی اور چہرہ تھا جسے دیکھ کر میرے سارے وظائف ذکر الٰہی سے جوش میں آگئے اور مجھے ایک انجانی سی خوشی محسوس ہوئی جیسی فرحت میں نے آپ ﷺ کی محفلوں میں کئی بار محسوس کی تھی۔ لگتا تھا کہ انہیں ہر زبان پر عبور حاصل ہے، انہوں نے مجھے بتایا کہ میں عیسیٰ بن مریم ہوں ابھی امریکہ میں ہی رہ رہا ہوں پوچھا رہائش کہاں ہے؟ جواب دیا کہ نہ پہلے میرا کوئی ٹھکانہ تھا، نہ اب کوئی ٹھکانہ ہے پھر مزید جو کچھ گفتگو ہوئی وہ ہم کو (گوہر شاہی) نے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔ حضرت گوہر شاہی فرماتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد جب میں امیریکی زوناٹوسن میں ایک روحانی سینٹر (Tocson3335 Eastgantrd A.Z) پر گیا وہاں کتابوں کے ایک اسٹال پر میزبان خاتون میں ہری کے ساتھ ہی اسی نوجوان (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی تصویر دیکھی، میں پہچان گیا اور اس خاتون سے پوچھا یہ تصویر کس کی ہے؟ کہنے لگی عیسیٰ بن مریم کی ہے۔ پوچھا کیسے ملی؟ تو بتایا کہ اس کی جان پہچان کے کچھ لوگ کسی مقدس روحانی مقام پر عبادت وریاضت کے لئے گئے تھے۔ اور اس مقام

کی تصاویر کھینچ کر جب پرنٹ کروائی گئی تو کچھ تصاویر میں یہ چہرہ بھی آگیا جب وہاں نہ کسی نے دیکھا اور نہ تصویر اتاری وہ تصویر اس خاتون سے حاصل کرنے کے بعد چاند پر موجود ایک شبیہ سے اس تصویر کو جب ملا کر دیکھا تو وہ ہو بہو وہی تصویر نظر آئی۔ اب یہاں لندن آکر گارڈین اخبار والوں کو اشتہار کے لئے جب یہ تصویر دی تو انہوں نے بھی اپنے کیمجریٹر کے ذریعے چاند والی تصویر سے ملا کر اس تصویر کی تصدیق کی۔ اب ان حوالوں کی روشنی میں اس راز سے پردہ اٹھانا مناسب سمجھتے ہیں کہ واقعی یہ تصویر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ہے۔ (۱)

جواب: پوری امت کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں قیامت کے قریب میں نزول فرمائیں گے، اور پھر کچھ عرصہ زمین پر رہ کر انتقال ہو گا اور آپ ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں احادیث میں آتا ہے جس وقت وہ آسمان سے اتریں گے اسی وقت لوگ ان کو دیکھ لیں گے پہلے سے وہ زمین پر موجود نہیں ہوں گے۔

"عَنْ نواسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ الشَّرْقِيِّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوذَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰي اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ." (۲)

ترجمہ: "حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ مسیح بیٹے مریم کو بھیجیں گے، پس وہ دمشق کے مشرقی منارے سفید کے پاس دو چادریں اوڑھتے

(۱) اشتہار کردہ سرفروش پبلشر

(۲) مسلم: ۲/۴۰۱، ترمذي: ۲/۴۷، ابن ماجه: ۲/۳۰۶، ابوداؤد: ۲/۲۴۵

ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔"

نوٹ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں اتریں گے گوہر شاہی کے بقول وہ امریکہ میں اترے ہیں۔ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اس وقت نماز کا وقت ہوگا۔

"عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ طَآئِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَي الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسٰي بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تعال فَقَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ اُمَرَآءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰي هٰذِهِ الْاُمَّةَ." (۱)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی، اور وہ قیامت تک غالب رہے گی، پھر فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریم اترے گے مسلمانوں کے امیر کہیں گے کہ تشریف لائیں نماز پڑھائیں وہ جواب دینگے کہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ بزرگی دی کہ تمہارا بعض بعض پر امیر ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اُتریں گے تو جہاد بھی کریں گے

"عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكُ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعُ

(۱) مسلم: ۱/۸۷، وكذا في مشكوٰة: ص ۴۸۰

الجِزْيَةَ وَيَفِيضُ المَالُ حَتّٰي لَايَقْبَلَهُ اَحَدٌ صَدَقَتَهٗ." (۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تمہارے اندر (عیسیٰ) بن مریم عادل حاکم ہو کر اتریں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کرنے کا حکم دیں گے اور جزیہ کو ختم کردیں گے اور مال بہنے لگے گا کوئی صدقہ اور زکوٰۃ قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال رہ کر آپ ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

"وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيسَي بْنُ مَرْيَمَ اِلَي الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيسَي بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ." (۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے پھر شادی کریں گے، اور اولاد پیدا ہوگی، پھر پینتالیس سال عمر پوری کرکے وفات پائینگے، اور میرے روضہ کے پاس دفن ہوں گے، پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر سے اٹھیں گے، ابوبکر اور عمر کے درمیان۔"

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب اتریں گے اور قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ان کا نزول بھی ہے، اور جب وہ

---

(۱) بخاري: ۱/ ۴۹۰، ومسلم: ۱/ ۸۷، وترمذي: ۱/ ۴۶، وابوداؤد

(۲) كتاب الوفاء لابن جوزي رحمه الله تعالٰي عليه بحواله مشكوٰة: ص ۴۸۰

دمشق میں اتریں گے۔ تو حضرت مہدی موجود ہوں گے اور تمام مسلمان ان کو پہچان لیں گے۔

آٹھواں عقیدہ

عورتوں سے مصافحہ اور معانقہ کرنا اور جسم دبوانا درست ہے

روحانی سفر میں علامہ گوہر شاہی خود تحریر کرتے ہیں:

ترجمہ: ''وہ مستانی سے پہلے سے بھی زیادہ قریب ہوں گے کبھی آنکھوں میں عجیب سی مستی چھا جاتی پھر مختلف اولاد کی طرح اتراتی جب کہ اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ بھی تھی میرے ہاتھ کو پکڑ کر سینے سے لگاتی اور کبھی ناچنا شروع ہو جاتی۔ (۱)

اسی طرح کتاب میں دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

''جب کبھی دل پریشان ہوتا یا بچوں کی یاد ستاتی تو وہی عورتیں یک دم ظاہر ہو جاتیں پنکھا کرتیں، اور پھر نعت پڑھتیں، اور وہ پریشانی کا لمحہ گزر جاتا اور کبھی جسم میں درد ہوتا تو وہ آکر دبا دیتیں جس سے مجھے سکون ملتا۔''

جواب: جب کہ دوسری طرف احادیث صریح ہے کہ عورتوں سے ملنا دیکھنا ہاتھ ملانا جسم دبوانا یہ سب ناجائز ہے۔

❶ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو اس کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔ (۲)

❷ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چھبو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ

(۱) روحانی سفر: ص ۳۷

(۲) ترمذی

وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔ [1]

❸ اجنبی عورتوں کو سلام کرنا اسی طرح اجنبی مردوں کو عورتوں کا سلام کرنا جائز نہیں۔ [2]

❹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لمبی روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاتھ کا زنا نامحرم کو پکڑنا ہے۔ [3]

علماء فرماتے ہیں کہ نامحرم عورت سے بات چیت کرنا مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا اور جسم دبوانا وغیرہ سب امور حرام ہیں۔

(۱) طبراني والبيهقي
(۲) ابونعيم وكنز العمال: ۲۶۳/۸
(۳) بخاري

فرقہ انجمن سرفروشان اسلام کے بارے میں اہل فتاویٰ کی آراء

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا آخری فتویٰ

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”کیا فرماتے ہیں علماء دین، اس کے بارے میں کہ ایک شخص جس کا نام ریاض احمد گوہر شاہی ہے اور اس کی جماعت کا نام ”انجمن سرفروشان اسلام“ ہے۔ بنیادی طور پر وہ شخص میٹرک پاس ہے، اور پیشہ کے اعتبار سے وہ ویلڈر اور موٹر مکینک ہے۔ نسلاً مغل ہے مگر اپنے آپ کو سیّد کہلاتا ہے، کوٹری خورشید کالونی، حیدرآباد، سندھ میں ”روحانی مرکز“ کے نام سے اس نے اپنا اڈا بنایا ہوا ہے اس کا دعوی ہے کہ:

❶ .... جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پڑھاتے ہیں، میں وہی بتاتا ہوں۔

❷ .... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔

❸ .... کئی بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ ملاقات ہوئی ہے۔

❹ .... اس کے عقیدت مندوں نے ایک اسٹیکر شائع کیا ہے جس میں لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کی جگہ ریاض احمد گوہر شاہی لکھا ہے، مگر یہ شخص اسٹیکر کے بارے میں کہتا ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

❺ .... اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے نماز، روزہ کو ظاہری عبادت کہہ کر کہتا ہے ان میں روحانیت نہیں ہے، روحانیت دل کی ٹک ٹک میں ہے۔

❻ .... یہ شخص قرآن کریم کے تیس پاروں کے بجائے کہتا ہے کہ چالیس پارے ہیں، اور اضافی دس پارے ان تیس پاروں سے مختلف مضامین پر مشتمل ہیں۔ ان تیس پاروں میں ہے کہ زکوٰۃ ڈھائی فیصد ہے مگر ان دس پاروں میں ہے کہ زکوٰۃ ساڑھے

ستانوے فیصد ہے، تیس پاروں میں ہے کہ نماز پڑھ ورنہ گنہگار ہو جائے گا، اور ان دس پاروں میں ہے کہ تونے نماز پڑھی تو، تو گنہگار ہو جائیگا، وغیرہ وغیرہ۔

❼ .... اس کا کہنا ہے کہ میرے معتقد مجھے مہدی سمجھتے ہیں اور جو مجھ کو جیسا کچھ سمجھے گا اس کو اتنا ہی نفع ہو گا۔

❽ .... اس کا کہنا ہے کہ میری تصویر چاند، سورج اور حجر اسود پر ظاہر ہو چکی ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ اللہ کی بہت بڑی نشانیوں کو جھٹلاتا ہے۔

❾ .... میری حجر اسود کی تصویر کی امام حرم حماد بن عبد اللہ نے تصدیق کی ہے اور کہا کہ یہ مہدی کی تصویر سے ملتی جلتی ہے۔

❿ .... وہ کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں عالم ارواح میں رہتا تھا، آپ جب دنیا میں آئے اور آپ نے حجر اسود پر میری تصویر دیکھی تو مجھے پہچان لیا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تصویر کو بوسہ دیا۔

⓫ .... وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امریکہ کے ایک ہوٹل میں میری ملاقات ہوئی ہے اور وہ مجھ سے ملنے آئے تھے، اس کا یہ کہنا بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو چکے ہیں۔

⓬ .... اس کا کہنا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں، اور دعویٰ مہدویت سے اس لئے خاموش ہیں کہ پاکستان میں قانون توہین رسالت کے تحت جیل میں جانے کا خدشہ ہے۔

⓭ .... وہ نامحرم خصوصاً چلہ کے دوران رات رات بھر ایک مستانی سے ہم آغوش رہے مگر اس سے اس کی روحانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

⓮ .... وہ حضرات انبیاء کرام میں سے حضرت آدم علیہ السلام کو ''حسد'' اور ''شرارت نفس'' کا مریض باور کرتا ہے۔

⓯ .... وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر سے خالی اور شرک کا اڈا باور کراتا ہے۔

⓰ .... وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجبور ہے، اور شہ رگ کے پاس ہوتے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتا۔

⓱ .... وہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ سے ملاقات کرنے گئے تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں حضرت علی کی انگوٹھی تھی۔

⓲ .... وہ کہتا ہے کہ بھنگ، چرس حرام نہیں بلکہ وہ نشہ جس سے روحانیت میں اضافہ ہو حلال ہے، خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے حرام قرار دے دیا۔

⓳ .... وہ کہتا ہے کہ روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، اور جس نے روحانیت سیکھی چاہے اس نے کلمہ اسلام نہیں پڑھا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

⓴ .... وہ اپنے لئے معراج اور الہام کا دعویدار ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہے یا کافر و زندیق؟ اس شخص اور اس کی جماعت اور اس کے ماننے والوں کے بارے میں قرآن و سنت اور علماء امت کی کیا تصریحات ہیں؟ ان لوگوں سے میل جول، رشتہ ناتہ جائز ہے یا نہیں؟ نیز یہ کہ انکے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے مع دلائل بیان فرمائیں۔

والسلام

سائل: سعید احمد جلال پوری، کراچی

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

برادر محترم مولانا سعید احمد جلالپوری زید مجدہ نے ریاض احمد گوہر شاہی کے بارے میں، جس نے اپنی جماعت کا نام "انجمن سر فروشان اسلام" رکھا ہے، یہ سوال نامہ مرتب کیا ہے، اور میرے کہنے پر انہوں نے گوہر شاہی کے عقائد پر ایک کتاب مرتب کی ہے۔ ان کی اس پوری کتاب میں ان مندرجہ بالا سوالات کے بارے میں

حوالہ جات موجود ہیں، اور برادر محترم مولانا سعید احمد صاحب نے اس کے ان دعاوی کا خلاصہ بہت خوبصورت الفاظ میں اس سوال نامہ میں نقل کر دیا ہے، اور اس سوال نامہ کے آخر میں انہوں نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ شخص ریاض احمد گوہر شاہی مسلمان ہے یا کافر و زندیق؟

❶ .... جس شخص نے اس سوال نامہ کا مطالعہ کیا ہو، وہ بتا سکتا ہے کہ یہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافر و زندیق اور مرتد ہے۔

❷ .... یہ شخص اور اس کی جماعت اور اس کے ماننے والوں کے بارے میں قرآن و سنت اور اکابر امت کی تصریحات یہ ہیں کہ ایسا شخص ہر گز ہر گز مسلمان نہیں ہو سکتا۔

❸ .... ریاض احمد گوہر شاہی اور اس کی جماعت کے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا اور رشتہ ناتہ کرنا جائز نہیں۔

❹ .... ان لوگوں کا ذبیحہ مردار ہے۔

❺ .... جس شخص نے کتاب و سنت اور اکابر امت کی تصریحات پڑھی ہوں اس کے لئے مندرجہ بالا امور پر دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس سوال نامہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ واضح طور پر اِن تمام امور کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

(۱۲؍ صفر ۱۴۲۱ھ)

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

الجواب ومنہ الصدق والصواب:

واضح رہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت کو ختم فرما کر دین کی تکمیل کا اعلان فرما دیا۔ اس ذات کریم نے تمام ادیان میں سے دین اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں آتا ہے:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾

ترجمہ: ”اور جو کوئی چاہے اسلام کے سوا کوئی دین، سو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔“

حضور ﷺ پر دین کامل اور مکمل کر دیا گیا ہے جس کا واضح ثبوت ارشاد الٰہی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾

کی صورت میں موجود ہے۔ لہٰذا اگر کوئی آدمی اسلام میں ترمیم واضافہ کرنے کی ناپاک کوشش کرنا چاہے تو مسلمان اسے کسی صورت میں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد طرح طرح کے فتنے نمودار ہوئے کوئی مدعی نبوت تھا، کوئی مدعی مہدویت تھا، کوئی مدعی مسیحیت۔ ایسے افراد کے گروہ دنیا میں موجود ہیں جنہوں نے اس دعوی کے ساتھ ایک نئے مذہبی گروہ کی بنیاد رکھی۔ ایران میں محمد علی باب اور بہاء اللہ شیرازی نے مہدی ہونے کے دعوی کے ساتھ اپنا سفر شروع کیا اور اس وقت بہائی مذہب کے پیروکار دنیا کے مختلف خطوں میں موجود ہیں۔ امریکہ میں ماسٹر فادر محمد اور عالیجاہ محمد نے بھی مہدی ہونے کی سیڑھی کو نئے مذہب کے آغاز کے لئے استعمال کیا۔ اور ”نیشن آف اسلام“ کے نام سے ان کا مذہب اپنے موجودہ پیشوا لوئس فرحان کی قیادت میں پھیل رہا ہے جو دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے مسلمہ دین اسلام سے قطعی طور پر مختلف مذہب ہے۔ اسی طرح پاکستان کے علاقہ مکران میں ذکری مذہب سینکڑوں سال سے چلا آرہا ہے۔ اس کا آغاز بھی ملا محمد اٹکی نے مہدی کے دعوی سے کیا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اس نے رسول اللہ اور خاتم النبیین کے القاب اپنے لئے مخصوص کر لئے تھے۔

انگریز ملعون نے اپنے دور استبداد میں مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ

کرنے کے لئے مختلف فتنے برپا کئے۔ غرضیکہ عالم اسلام مختلف فتنوں سے نبرد آزما رہا ہے۔ ان سب سے خطرناک اور بے حد تکلیف دہ وہ جعلی نبوت اور جھوٹے نبی کا فتنہ تھا جسے انگریز نے امت مسلمہ سے جذبۂ جہاد ختم کرنے، منصب نبوت کی تخفیف کرنے اور دین کے مسلمات کو ناقابل اعتبار بنانے کے لئے قادیان سے اپنے جدی پشتی غلام سے دعوی نبوت کروا کر امت کو کرب میں مبتلا کر دیا۔ دراصل فتنہ قادیانیت بھی اسلام کے لئے ایک سنگین فتنہ ہے۔ ملت اسلامیہ اور ہند و پاک کے مسلمان اس انگریزی نبی کے انگریزی دین کا زہر ختم کرنے اور اس کے بدبودار لاشے کو دفن کرنے سے ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اس غلیظ فتنے کی کوکھ سے جنم لینے والا اس سے ملتا جلتا روحانیت اور تصوف کے نام پر اس کے گماشتوں نے ایک نیا فتنہ برپا کر دیا، جس کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی نے یک لخت پورے دین کی عمارت کو ڈھا دینے کا اعلان کر دیا ہے جیسا کہ استفتاء میں تحریر کردہ عقائد اور دیگر اس کی کتابوں، رسالوں اور پمفلٹ وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اسلام اور صاحب اسلام ﷺ کے خلاف توہین آمیز کلمات کہتا ہے، قرآن مجید میں تحریف، کلمہ طیبہ میں تبدیلی۔ چاند، سورج اور حجر اسود میں اپنی شبیہ کا دعویدار ہے اور اس کا کہنا کہ حرم کے امام حماد بن عبد اللہ نے اس کی تصویر حجر اسود پر دیکھی ہے (جبکہ حرم کے ائمہ کے سربراہ الشیخ عبد اللہ بن سبیل نے سختی سے اس کی تردید کی ہے اور ایسے شخص کو ضال مضل اور دجالوں میں سے ایک دجال قرار دیا اور فرمایا کہ حماد بن عبد اللہ کے نام سے کوئی امام، حرم میں موجود نہیں ہے) اسی طرح وہ حضرت محمد ﷺ سے براہ راست تعلیم حاصل کرنے کا دعویدار ہے۔ حتیٰ کہ اس نے نماز، روزہ، حج اور دوسرے شعائر اسلام کا انکار کر دیا۔ حد تو یہ ہے کہ نجات کے لئے دین، ایمان اور اسلام کی ضرورت کا بھی منکر ہے۔ اور اس کے نزدیک ظاہر شریعت، قرآن و حدیث اور اس کے احکام کی کوئی حقیقت نہیں۔ دیگر باطل عقائد کے علاوہ اس کا یہ کہنا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام امریکہ کے ایک ہوٹل میں اس سے ملنے آئے تھے،

جس کے بارے میں باقاعدہ انجمن سرفروشان نے پمفلٹ اور رسالوں پر تصویری شکل میں ملاقات کا منظر دکھایا ہے۔

بصورت مسؤلہ ایسے عقائد رکھنے والا شخص اور اس کے متبعین علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک ضال مضل اور دجال ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج اور کافر و زندیق ہیں، ان سے میل جول اور رشتہ ناتہ وغیرہ کرنا حرام ہے اور ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

کیوں کہ اس کے متبعین گوہر شاہی کو رسول مانتے ہیں۔ اور باقاعدہ اس کا کلمہ پڑھتے ہیں جیسا کہ اس کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور اصول اسلام نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے منکر ہیں۔ اس لئے ان کے کافر ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔

"قال في الدر (و) حرم نكاح (الوثنية) قال في الشامية تحت (قوله الوثنية) ويدخل في عبدة الاوثان عبدة الشمس (الي قوله) وفي شرح الوجيز وكل مذهب يكفر به معتقد آه قلت وشمل ذلك الدروز والنصيرية والتيامنة فلا تحل منا كحتهم ولا تؤكل ذبيحتهم لانهم ليس لهم كتاب سماوي." (۱)

ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے جیسا کہ عبارت مندرجہ بالا سے معلوم ہوا۔

الجواب صحیح
محمد عبدالمجید

فقط واللہ اعلم
کتبہ
خواجہ غلام رسول
متخصص فی الفقہ الاسلامی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵
۲۹/۲/۱۴۲۱ھ، ۴/۶/۲۰۰۰ء

الجواب صحیح
محمد عبدالسلام
رئیس دارالافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

(۱) الشامیہ: ۳۱۴/۱، بحوالہ احسن الفتاوی: ۱۹۷/۱

جامعہ فاروقیہ کا فتویٰ

الجواب حامدا ومصليا:

استفتاء میں مذکور شق نمبر ۴، ۵، ۶، ۸، ۱۱، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹ جس شخص کے عقائد ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج، گمراہ باغی اور گستاخ رسول ہے۔ ایسے شخص یا اس کے پیرو کاروں سے میل جول رکھنا ہلاکت کا باعث ہے۔ اور ایسے شخص سے رشتہ قائم کرنا، اور اسی طرح ان کا ذبیحہ کھانا حرام ہے۔

مسلمانوں کا ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا ہلاکت اور ایمان کی بربادی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان افراد سے ہرگز تعلق نہ رکھیں جو ایسے گمراہ شخص کے پیرو کار ہوں (اللہ تعالیٰ ہمیں ان فتنوں سے محفوظ رکھیں)۔

ذیل میں اس شخص کے کفریہ عقائد کی مختصر اتفصیل بیان کی جاتی ہے:

❶ .... کلمہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اپنا نام لکھنا ناجائز اور حرام ہے۔

❷ .... پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عبادات، دین میں اصل مقصود ہیں۔ ان کے بارے میں یہ کہنا کہ ان میں روحانیت نہیں کفر ہے۔[(۱)]

❸ .... اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ قرآن کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کے چالیس پارے ہیں، نص صریح کے خلاف ہے، جو کہ کفر ہے۔

❹ .... اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے والا باجماعِ امت کافر ہے۔

"في الشامية: الكافر بسبّ نبي ... فانه يقتل حدا." [(۲)]

❺ .... اس شخص کا یہ کہنا کہ اللہ مجبور ہے، شہ رگ کے قریب ہوتے ہوئے بھی

---

(۱) احسن الفتاویٰ: ۱/۳۱۹

(۲) ج ٤ ص ۲۳۱

نہیں دیکھ سکتا۔ (نعوذ باللہ) کفریہ عقیدہ ہے اور نصوص قطعیہ کا انکار ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ روحانیت کوئی سیکھے چاہے کلمہ نہ پڑھے، جہنم میں نہیں جائے گا، یہ کفریہ عقیدہ ہے۔ کیونکہ جہنم سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھنا ضروری ہے اور اس پر عمل بھی ضروری ہے۔ یہ عقیدہ نصوص قطعیہ کا مخالف ہے۔

الجواب صحیح — فقط کتبہ:

بندہ محمد اقبال عفااللہ عنہ — حماد اللہ وحید

۱۴۲۱/۲/۲۴ھ — دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

الجواب:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰي رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم، اما بعد:

سوال میں ریاض احمد گوہر شاہی کے بارے میں پوچھا گیا کہ شرعاً ان کیا حکم ہے؟ ان کے متعلق پہلے ان کی تصنیف کردہ کتب ورسائل سے ان کے کچھ نظریات اور قابل اعتراض مواد ہم پیش کریں گے، پھر ان پر ضروری تبصرہ کریں گے، اور آخر میں اس کا خلاصہ اور شخص مذکورہ کا حکم تحریر کریں گے۔

مذکورہ شخص کے وقت تحریر ہمارے پاس جو کتب ورسائل موجود ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں:

❶ .... مینارۂ نور۔ ناشر: سرفروش پبلی کیشنز پاکستان۔
❷ .... تحفۃ المجالس۔ ناشر: سرفروش پبلی کیشنز پاکستان۔
❸ .... تحفۃ المجالس (حصہ سوم)۔ ناشر: انجمن سرفروشان اسلام۔
❹ .... رہنمائے طریقت واسرار حقیقت۔ ناشر: سرفروش پبلی کیشنز۔
❺ .... روشناس۔ ناشر: سرفروش پبلی کیشنز۔ پاکستان۔
❻ .... گوہر۔ سالانہ۔ ناشر: سرفروش پبلی کیشنز پاکستان۔

❼ .... تراشہ صدائے سرفروش حیدر آباد (پندرہ روزہ)۔

اب ان کتب ورسائل سے اہم اقتباسات ملاحظہ ہوں:

اول: اللہ تعالیٰ کی پہچان اور مغفرت کے لئے اسلام ضروری نہیں:

(الف) .... "اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔" (۱)

(ب) .... "اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی فرقہ یا مذہب سے ہو، مسلمان یہ کہیں گے کہ بغیر کلمہ پڑھے کوئی کیسے اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے؟ جبکہ عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے، عیسائی، ہندو اور سکھوں کے ذکر، بغیر کلمہ پڑھے چل رہے ہیں۔" (۲)

(ج) .... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم حاصل ہوئے، ایک میں نے تمہیں بتا دیا اور اگر دوسرا تمہیں بتا دوں تو تم مجھے قتل کر دو گے، اصل میں یہی دوسرا علم ہے کہ بغیر کلمہ پڑھے بھی اللہ تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔" (۳)

(د) .... "کچھ لوگ مذہب کے ذریعہ پاک صاف ہوتے ہیں اور کچھ لوگ کسی ولی کی محبت اور نظر سے بھی صاف ہو جاتے ہیں۔" (۴)

(ھ) .... "ہم بلا تفریق نسل و مذہب لوگوں کو اللہ کی محبت کا درس دے رہے ہیں، جب اصحاب کہف سے محبت کے سبب اگر ایک کتا "حضرت قطمیر" بن کر جنت میں داخل ہو سکتا ہے تو جن کے دل اللہ کی محبت میں اللہ اللہ کر رہے ہوں وہ کیونکر بخشش سے محروم رہیں گے۔" (۵)

---

(۱) فرمان گوہر شاہی بر پشت روشناس، مینارۂ نور اور تحفۃ المجالس

(۲) گوہر ص ۴ سرفروش پبلی کیشنز پاکستان

(۳) گوہر ص ۴ سرفروش پبلی کیشنز پاکستان

(۴) گوہر ص ۶ سرفروش

(۵) صدائے سرفروش ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(و) .... ''ایک اور امریکی خاتون شاہ صاحب سے ملاقات کرنے آئی، وہ بھی روحانیت کی طالب تھی، اس امریکی خاتون کے ساتھ ایک پاکستانی جوڑا بھی تھا، پاکستانی جوڑے نے سرکار کو بتایا کہ یہ امریکن خاتون آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہتی ہے، یہ سن کر شاہ صاحب براہ راست اس خاتون سے مخاطب ہوئے اور پوچھا: تمہیں کیا چاہئے صرف اسلام یا خدا؟ اس خاتون نے برجستہ کہا: خدا، شاہ صاحب نے کہا ٹھیک ہے ہم تمہیں خدا کا راستہ بتاتے ہیں........ خدا کی طرف دو راستے جاتے ہیں، ایک راستہ عشق اور محبت کا راستہ ہے۔ (پھر شاہ صاحب نے دونوں راستوں کا فرق بیان کیا کہ اسلام کے راستے میں کچھ قوانین کی پابندیاں ہیں بخلاف راہ عشق کے)۔''(۱)

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جناب گوہر شاہی کے نزدیک مخصوص طریقہ سے ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس تک رسائی ہو سکتی ہے، اور تزکیۂ نفس اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو سکتی ہے، اس کو حاصل کرنے کے لئے مسلمان ہونا بھی کوئی ضروری نہیں، اسلام کے سوا دیگر مذاہب والے بھی اس کو حاصل کر سکتے ہیں، بلکہ کر رہے ہیں، نیز مقصود اصلی روحانیت ہے جس کے لئے اسلام شرط نہیں، اور غیر مسلم خواہ ہندو ہو، عیسائی یا سکھ، روحانیت حاصل کرنے کے بعد اس کی بھی مغفرت ہو سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کے لئے اسلام کوئی ضروری نہیں اس کے بغیر اس کا حصول ممکن ہے اور اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے موصوف نے دو دلیلیں بیان کی ہیں، ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری اصحاب کہف کا کتا جیسا کہ اس کی تفصیل اقتباسات میں مذکور ہوئی۔

یہ ساری باتیں قرآن کریم، احادیث طیبہ اور اجماع امت کی رو سے بالکل باطل اور کھلی گمراہی ہیں، کیونکہ ''کفر'' کے ساتھ کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں، اور کوئی ذکر باعث قرب، باعث محبت الٰہی اور تزکیۂ نفس نہیں، کفر کے ساتھ

---

(۱) گوہر ص ۷ سرفروش

ذکر کرنے سے جو ظاہری فوائد نظر آتے ہیں وہ ذکر و یکسوئی کا ظاہری اثر ہے، لیکن یہ ذکر باعث قرب و رضا اور باعث مغفرت ہرگز نہیں ہو سکتا، قبولیت اعمال صالحہ کے لئے "ایمان" شرط اول ہے، اور ایمان شرعاً اس وقت تک معتبر نہیں جب تک قبولیت اسلام کے ساتھ ساتھ تمام باطل ادیان اور مذاہب سے برأت کا اظہار نہ ہو۔ اس بارے میں قرآن کریم کی چند آیات، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث طیبہ اور عقائد و فقہ کی چند معتبر تصریحات بطور نمونہ ذیل میں ملاحظہ ہوں:

۱ ...... ﴿إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ﴾ (۱)

ترجمہ: "بلاشبہ دین اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اسلام ہی ہے۔"

۲ ...... ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ (۲)

ترجمہ: "جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے گا تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔"

۳ ...... ﴿أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ﴾ (۳)

۴ ...... ﴿فَحَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾﴾ (۴)

ترجمہ: "ان (کفار) کے سارے (نیک) کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔"

اس سلسلہ میں چند ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درج ذیل ہیں:

۱ ... "والذي نفس محمد بيده لا يسمع بي احد من هذه الامة

(۱) آل عمران: ۱۹

(۲) آل عمران: ۸۵

(۳) آل عمران: ۲۲

(۴) کہف: ۱۰۵

يهودي ولا نصراني ثم يموت ولم يومن بالذي ارسلت به الا كان من اصحاب النار."[1]

ترجمہ: .... "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اس امت میں سے کوئی بھی یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سنے اور پھر میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ جہنمی ہی ہو گا۔"

❷ ... "وقال رسول الله صلي الله عليه وسلم في عمه ابي طالب وهو كان يحوطه و ينصره ولكن لم يومن به ومات علي دين عبدالمطلب: "اهون اهل النار عذابا ابو طالب وهو منتعل بنعلين يغلي منهما دماغه."[2]

ترجمہ: .... "ابو طالب کو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا اور وہ یہ کہ وہ دو جوتے پہنے ہوئے ہو گا جن سے اس کا دماغ ابل رہا ہو گا۔"

دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جو آپ کے ساتھ انتہائی شفقت اور ہمدردی کا معاملہ کرتے تھے اور آپ کی حمایت کرتے تھے، لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے جہنم سے نہ بچ سکے، معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل جہنم سے بچانے والا اور نجات دہندہ نہیں ہو سکتا۔

❸ ...... "وقال عليه الصلوة و السلام: "ان المؤمن اذا اذنب ذنبا كانت نكتة سوداء في قلبه، فان تاب ونزع واستغفر صقل منها وان زاد زادت حتي يغلف بها قلبه (الخ رواه الترمذي)."[3]

---

(۱) رواہ مسلم، مشکوۃ شریف، کتاب الایمان: ۱۲

(۲) مسلم شریف کتاب الایمان

(۳) الترغیب والترھیب: ۹۲/٤

ترجمہ: ”مؤمن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے، اس کے بعد اگر وہ توبہ کرتا ہے اور گناہ سے باز آتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو وہ دھبہ صاف ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ ارتکاب گناہ بار بار کرتا ہے تو اس کا پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔“

اس حدیث شریف سے خود اندازہ لگایئے کہ ارتکاب معصیت سے مؤمن کے دل پر کیا اثر پڑتا ہے؟ تو ”کفر“ جو اکبر الکبائر اور سیاہی ہی سیاہی ہے جب تک وہ دل پر سوار ہو تو ذکر خاص سے وہ سیاہی کیسے دور ہو سکتی ہے؟ لہٰذا پہلے ایمان لانا شرط ہے اس کے بعد ہی تزکیۂ نفس ہو سکتا ہے، کفر کی حالت میں ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس کو ہرگز روحانیت یعنی قرب خداوندی یا سچی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

”قال علي رضي الله تعالى عنه في آخر خطبة له: ايها الناس دينكم دينكم فان السيئة فيه خير من الحسنة في غيره، ان السيئة فيه تغفر وان الحسنة في غيره لا تقبل.“ (۱)

ترجمہ: .... ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری خطبوں میں سے کسی خطبے میں فرمایا: ”اے لوگو! دین کو پکڑو اس لئے کہ اس میں گناہ غیر دین میں نیکی سے بہتر ہے، اس لئے کہ دین میں گناہ معاف ہو جاتا ہے اور غیر دین میں نیکی بھی قبول نہیں ہوتی۔“

تو جب کفر کے ساتھ ”نیکی“ قبول ہی نہیں تو اس نیکی سے دل حقیقتاً کیسے روشن ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت اور اس تک حقیقی رسائی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس کی بخشش کیسے ہو گی؟

شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

”واذا زال تصديق القلب لم ينفع بقية الآخر (الاجزاء) فان

---

(۱) ۱۰۹/۳

تصدیق القلب شرط في اعتبارها وکونها نافعة اه۔"[1]

ترجمہ: .... "جب دل کی تصدیق (ایمان) نہ رہے تو باقی اجزاء (یعنی اعمال) کارآمد نہیں ہوں گے، اس لئے کہ دل کی تصدیق (ایمان) باقی اعمال کے معتبر اور کارآمد ہونے کے لئے شرط ہے۔"

شرط عقائد کی شرح نبراس میں ہے:

"والله تعالٰی لا یغفر ان یشرك به (والمراد من الشرك الكفر) باجماع المسلمین اه" [2]

ترجمہ: .... "اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مشرک (کافر) کی بخشش نہیں ہوگی۔"

بعض صوفیاء کرام کی طرف سے یہ بات مشہور ہے کہ ان کے نزدیک آخرت میں کافروں کی بھی نجات ہوگی، یہ قول شیخ ابن العربی رحمہ اللہ تعالٰی کی طرف منسوب کیا گیا ہے، لیکن صاحب نبراس فرماتے ہیں کہ جمہور علماء نے اس کی وجہ سے ان پر سخت نکیر کی ہے اور ان کی تکفیر تک بھی کی گئی ہے تاہم صاحب نبراس فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کی شان میں ایسا لعن طعن نہیں کرنا چاہئے، البتہ اس عقیدہ میں ان کے ساتھ اتفاق بھی نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ عقیدہ اجماع امت کے خلاف ہے اور بالکل شاذ قول ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"والجمهور ینکرون ذلك منه اشد الانکار ویکفرونه وعلیك بالکف عنه عن طعنته والاعتقاد بخلود عذاب الکفار علی طبق الاجماع اه۔" [3]

گوہر شاہی صاحب، اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے عموماً دو دلیلیں ذکر

---

(۱) ص: ۳٤۱

(۲) ص: ۳٦۰

(۳) ص: ۳٦۱

کرتے ہیں:

(الف) اصحاب کہف کا کتا۔

(ب) حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

❶ ....دلیل اول کے بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ دلیل محض جہالت اور گمراہی پر مبنی ہے، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

اول تو اصحاب کہف کے کتے کا جنت میں جانا صحیح اور معتبر روایات سے ثابت نہیں جیسا کہ صاحب روح المعانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح فرمائی ہے، دوسرے بالفرض اگر ان روایات کو صحیح اور معتبر بھی مان لیا جائے تو بھی اس کے جنت میں جانے پر کسی کافر کے جنت میں جانے کو قیاس کرنا بالکل غلط اور باطل ہے، کیونکہ اصحاب کہف کا کتا غیر عاقل ہونے کی وجہ سے احکام دین کا مکلف نہیں اور کفار و مشرکین اور دیگر انسان عقلمند ہونے کی وجہ سے احکام دین کے مکلف ہیں، لہٰذا ایمان نہ لانے کی وجہ سے اور حالت کفر میں مرنے کی صورت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہ دوزخ میں رہیں گے، تیسرے یہ کہ اصحاب کہف کے کتے پر انسان کی نجات کو قیاس کرنا اس لئے بھی درست نہیں کہ صاحب روح المعانی نے اس قیاس کو "اہل تشیع" کا قیاس قرار دیا ہے کہ ان کے ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کی نجات ہو سکتی ہے تو جس شخص کا نام "کلب علی" (علی کا کتا) رکھا جائے تو اس کی نجات بطریقہ اولیٰ ہوگی، چنانچہ اہل تشیع اپنے بچوں کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب روح المعانی یعنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وجاء في شان كلبهم انه يدخل الجنة يوم القيامة فعن خالد بن معدان: ليس في الجنة من الدواب الا كلب اصحاب الكهف وحمار بلعم ... اه وليس فيما ذكر خبر يعول عليه فيما اعلم... وقد اشتهر القول بدخول هذا الكلب الجنة حتي ان بعض الشيعة يسمون ابنائهم "بكلب علي" ويومل

من سمي بذلك النجاة بالقياس الاولوي علي ما ذكره و ينشد:
فتية الكهف نجا كلبهم كيف لا ينجوا كلب علي." [1]

ترجمہ: .... "اصحاب کہف کے کتے کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت میں جائے گا، چنانچہ خالد بن معدان سے روایت ہے کہ جنت میں جانوروں میں سے صرف اصحاب کہف کا کتا اور بلعم کا گدھا جائے گا۔ لیکن میرے علم کے مطابق ان روایات میں کوئی بھی روایت قابل اعتماد نہیں، یہ بات مشہور ہوئی ہے کہ یہ کتا بھی جنت میں جائے گا یہاں تک کہ بعض روافض اپنے بچوں کے نام ہی "کلب علی" رکھتے ہیں اور اس میں یہ امید رکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ موسوم شخص کی نجات ہوگی، چنانچہ شاعر کہتا ہے:
"اصحاب کہف کا کتا نجات پا گیا، تو کل (یعنی بروز قیامت) "کلب علی" کس طرح نجات نہیں پائے گا؟"

❷ .... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جس سے موصوف استدلال کرتے ہیں، اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"عن ابي هريرة رضي الله تعالي عنه قال: حفظت من رسول الله صلي الله عليه وسلم وعائين فاما احدهما فَبَثَثْتُهُ فيكم واما الاخر فلو بثثتُه، قطع هذا البلعوم ...... يعني مجري الطعام ......" [2]

ترجمہ: .... "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کا علم حاصل کیا، ایک قسم تو آپ لوگوں کے سامنے ظاہر کی اور دوسری قسم اگر ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹا جائے گا۔"

---

(۱)۱۵/۲۲۶

(۲)رواه البخاري، مشكوة شريف كتاب العلم:۳۷

جس علم کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہر نہیں کیا ہے، اس کی تعیین اور مصداق میں شراح حدیث کی مختلف رائے اور اقوال ہیں مثلاً:

❶ ......اس سے مراد علم باطن ہے۔

❷ ......اس سے مراد علم توحید ہے۔

❸ ......اس سے مراد منافقوں کے نام ہیں۔

❹ ......اس سے مراد بنو امیہ کے ظالم امراء ہیں۔

❺ ......اس سے مراد مختلف فتنے ہیں۔[1]

لہٰذا موصوف کا اس علم کے بارے میں تعیین کے ساتھ یہ فیصلہ کرنا کہ "اس سے مراد یہ ہے کہ کلمہ پڑھے بغیر بھی اللہ تعالیٰ تک رسائی ہو سکتی ہی" محض اپنی طرف سے ایجاد ہے جو سراسر بے بنیاد اور جہالت ہے۔

دوم: شریعت اور طریقت کا الگ الگ ہونا:

(الف): "اصل قرآن مجید جو نوری الفاظ میں حضرت جبرائیل امین لے کر آئے آپ ﷺ کے سینۂ مبارک پر اترا جو بعد میں سینہ در سینہ، سلسلہ در سلسلہ مستحق لوگوں کو ملتا رہا اور ان لوگوں کی کرامتیں اور فیض اس باطن قرآن مجید سے ہیں، یہ ظاہری قرآن مجید کا عکس ہے جو بذریعہ کاغذ محفوظ ہوا جو کہ علماء و حفاظ کرام کے حصہ میں آیا، پھر علماء نے ظاہر سے ظاہر کو آراستہ کیا اور اولیاء نے باطن سے باطن کو پاک کیا۔"[2]

(ب): "ایک وسیلہ قرآن پاک سے ہے جو علم ظاہری قالب اور نفس کو سدھارنے سے متعلق ہے ......یہ علماء کے حصہ میں آئی اور علماء کی زبان سے ہی لوگوں کو ہدایت ہوئی اس کو مقام شنید اور شریعت کہتے

---

(۱) دیکھئے: طيبي: ١/٤١٦، مرقاة: ١/٥٢٦ وغیرہ

(۲) مینارہ نور: ص ۳۵، سرفروش پبلی کیشنز پاکستان

ہیں۔

دوسرا وسیلہ حضور پاک ﷺ کی صحبت اور محبت ہے، چونکہ محبت کا تعلق دل سے ہے، دل سے دل کو راہ ہوتی ہے، آپ ﷺ کے دل کا نور، اس کے دل میں داخل ہوا اور وہ نور ہی سے ہدایت پاگئے۔ چونکہ دل کا تعلق باطن سے ہے اور وہ باطنی اسرار کے واقف ہوئے اس کو طریقت کہتے ہیں اور اس کا مقام دید ہے یہ لوگ اولیاء اللہ کہلائے۔" (۱)

(ج): .... "ظاہری عبادت کا تعلق شریعت سے ہے، ہر وقت تلاوت کرنے والے یا نوافل پڑھنے والے، تسبیح گھمانے والے یا ذکر لسانی والے حافظ عالم، قاری اس مقام شریعت میں ہی ہوتے ہیں، وہ جنت اور حوروں کے طالب ہیں، ان کا نفس نہ مرا اور نہ پاک ہوا البتہ سدھر ضرور گیا .... اھ" (۲)

جناب گوہر شاہی کی کتب کے مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کے نزدیک شریعت الگ چیز ہے اور طریقت جدا چیز ہے، اس کی بنیاد پر انہوں نے قرآن مجید کی بھی دو قسمیں کر دیں، ایک ظاہری جو کتابی شکل میں مسلمانوں میں موجود ہے اور دوسری باطنی جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے سینہ بہ سینہ سلسلہ در سلسلہ اولیاء میں منتقل ہوا اور ہو رہا ہے۔

یہ وہ سخت گمراہی اور بے دینی ہے جس میں عرصۂ دراز سے طریقت میں قدم رکھنے والے ان پڑھ، جاہل اور دکاندار قسم کے لوگ مبتلا چلے آرہے ہیں، انہوں نے نظریہ بنایا ہوا ہے کہ شریعت الگ ہے اور طریقت الگ ہے، جو باتیں شریعت میں حرام ہیں وہ طریقت میں حلال ہیں اور اس کی بنیاد پر انہوں نے بہت سے محرمات و منکرات اور کبائر کا ارتکاب کرنا اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے جائز قرار دیا، ایسے لوگوں

---

(۱) روشناس: ص ۱۶ سرفروش

(۲) مینارہ نور: ص ۵ سرفروش

سے ہمیشہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا، یہی گمراہ کن تصور گوہر شاہی کی عبارات سے بھی نمایاں ہے جس کے باطل ہونے اور قرآن و سنت کی تصریحات کے یکسر خلاف ہونے میں کوئی شک نہیں، ایک حدیث شریف میں قرآن کریم کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ "له ظهر و بطن" کہ قرآن کریم کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، اس سے کسی کو یہ شبہ ہرگز نہ ہو اس حدیث سے قرآن پاک کی تقسیم ثابت ہو رہی ہے کہ ایک ظاہری قرآن ہے اور ایک باطنی قرآن ہے جیسا کہ گوہر شاہی نے کہا، اس لئے کہ اس کا یہ مطلب نہیں، بلکہ یہ ایک ہی قرآن کی باعتبار مطالب و مفاہیم کی درجہ بندی ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات کا مطلب اتنا واضح ہوتا ہے کہ اسے معمولی فہم و عقل رکھنے والا آدمی بھی سمجھ جاتا ہے اور بعض کے مطالب پوشیدہ اور اشارات کی شکل میں ہوتے ہیں جنہیں صرف متبحر اور عاملین علماء ہی سمجھ سکتے ہیں، عام لوگ ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔[1]

الغرض شریعت و طریقت حقیقت کے اعتبار سے ایک ہیں، طریقت شریعت پر عمل کرنے کے طریقہ کا نام ہے، یعنی وہ طریقہ جس کے ذریعہ آدمی کامل شریعت پر عمل پیرا ہو سکے، البتہ کبھی طریقت شریعت کے ایک حصہ کو بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ شریعت عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کے مجموعہ کا نام ہے اور طریقت شریعت کے پانچویں شعبہ اخلاقیات کے اپنانے اور حاصل کرنے کا نام ہے، اور پوری شریعت کا سرچشمہ قرآن و سنت ہے جن میں طریقت کی تعلیم بھی ہے۔ اور دیگر احکام بھی بھرپور ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کی دو قسمیں کرنا اور شریعت اور طریقت کو جدا جدا قرار دینا کھلی گمراہی ہے۔

شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

"بل كلام الله محفوظ في الصدور، مقروء بالا لسن، مكتوب

(۱) دیکھئے: طيبي شرح مشكوة: ٤/ ٢٤٠ اور مرقاة: ٤/ ٦٤٢

في المصاحف كما قال ابو حنيفة في الفقه الاكبر وهو في هذه المواضع كلها حقيقة ١ھ"[1]

ترجمہ: "کلام اللہ سینوں میں محفوظ ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، صحیفوں میں لکھا ہوا ہے جیسا کہ فقہ اکبر میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اور کلام اللہ ان تمام مقامات میں حقیقت ہی ہے۔"

کتنی صاف اور واضح بات فرمائی کہ قرآن کریم جہاں کہیں بھی ہو وہ حقیقی قرآن ہے اصل اور عکس کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔

شرح مقاصد میں ہے:

"والاصح انها اسم له من حيث تعين المحل فيكون واحدا بالنوع ويكون ما يقرأه القارئ نفسه لا مثله ١ھ"[2]

ترجمہ: "یعنی قرآن کریم ایک ہی ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو، اور قاری جو پڑھتا ہے وہ عین قرآن ہے مثل قرآن نہیں۔"

سوم: ولی ہونے کے لئے دیدار الٰہی شرط ہونا:

"ولی اس کو کہتے ہیں جس نے رب کا دیدار کیا ہے یا رب سے ہمکلام ہوا ہو، اس کے بغیر ولایت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔"[3]

جناب گوہر شاہی صاحب نے ولی ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس سے ہمکلام ہونے کو شرط قرار دیا ہے، یہ بھی سراسر بے بنیاد اور قرآن و سنت کی واضح تصریحات کے خلاف ہے، چنانچہ اللہ جل شانہ نے "ولی" کی تعریف خود فرمائی ہے:

﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

---

(۱) ص: ۱۷۹

(۲) ٤/۱۵۵

(۳) رہنمائے طریقت: ص ۱۹ سرفروش

﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾[1]

ترجمہ: .... "خبر دار اللہ کے اولیاء کو نہ خوف لاحق ہو گا اور نہ غم و حزن اور یہ (اولیاء) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور تقویٰ اختیار کئے ہوئے ہیں۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے "ولی" کی تعریف یہ فرمائی ہے کہ ولی وہ شخص ہے جو مؤمن ہو اور پرہیز گار ہو، اللہ جل شانہ نے ولی بننے کے لئے اپنا دیدار ہونے یا ہمکلام ہونے کی کوئی شرط نہیں لگائی، لہٰذا موصوف کا ولی ہونے کے لئے مذکورہ شرط عائد کرنا سراسر جہالت ہے۔

حضور پاک ﷺ نے "ولی" کی پہچان اور علامت بیان فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: ﴿ الذين اذا رؤا ذكر الله ﴾ یعنی "یہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔"[2]

چہارم: آنحضرت ﷺ کی زیارت کے بغیر امتی ہونے کا ثبوت نہ ہونا:

(الف): "جب تک آپ ﷺ کسی کو زیارت نہ دیں اس کے امتی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔" اھ[3]

(ب): "من رأني فقد رأى الحق"[4] یہ حدیث شریف آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمائی کیونکہ وہ بچشم دید مشاہدہ سے مشرف تھے۔ انہوں نے جب بھی خواب میں دیدار کیا سچ کیا، لیکن جن لوگوں کو یہ شرف حاصل نہیں تو وہ خواب میں کیسے تمیز کر سکیں گے؟

---

(۱) سورہ یونس: ٦٢، ٦٣

(۲) ابن ماجه

(۳) مینارۂ نور: ص ٣٤

(۴) بخاري و مسلم وكذا مشكوٰة: ٥٣٤

اور شریعت خاص کر طریقت والوں کو ایسے دھو کے ہوتے رہتے ہیں، اس لئے آپ کی زیارت کی صحیح پہچان کا راز کھولا جاتا ہے۔ خواب میں، مراقبے یا کشف میں جب مجلس محمدی میں پہنچے گا تو دیواروں سے اتنا نور برس رہا ہو گا کہ آنکھیں خیرہ ہوں گی، دیدار ہو گا، دیدار کے بعد اس کا دل دنیا سے سرد ہو چکا ہو گا۔" اھ [1]

موصوف کی مذکورہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کے بعد آنے والے مسلمانوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دارومدار آپ کی زیارت ہے اور وہ بھی ایک خاص علامت کے ساتھ جو موصوف کی خط کشیدہ عبارت میں مذکور ہے، یہ بھی قرآن و سنت کی تصریحات کے بالکل خلاف اور کھلی گمراہی ہے، کیونکہ قرآن وسنت سے آپ کی امت کی دو قسمیں ثابت ہیں:

ایک امت دعوت، دوسری امت اجابت۔ امت دعوت ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی اور ایمان لانے کی تلقین کی، اس امت میں آپ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک آنے والے سارے انسان داخل ہیں اور تمام کفار اور مشرکین شامل ہیں، اور امت اجابت ان لوگوں کو کہتے ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے اسلام قبول کیا، چنانچہ جو شخص بھی زبان سے کلمہ پڑھے اور دل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کی تصدیق کرے وہ مسلمان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے چاہے ساری زندگی، بیداری میں یا خواب میں یا مراقبہ و مکاشفہ میں ایک مرتبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوئی ہو۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو اور اس کا دل یہ گواہی دے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا دیگر آثار و قرائن سے اس کا علم ہو جائے بس یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس نے آپ کی زیارت کر لی، اس کے لئے اس علامت کا پایا جانا جس کا ذکر موصوف کی خط کشیدہ عبارت میں ہے ضروری نہیں۔

---

(۱) مینارۂ نور: ص ۴۰

لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ ﷺ خواب میں کسی کو کچھ کرنے کا حکم دیں یا اس کو کسی بات سے منع کریں تو خواب کا یہ ارشاد باجماع امت حجت نہیں ہے، ہاں البتہ اگر آپ ﷺ کا یہ ارشاد کسی حکم شرعی سے متصادم اور اس کے خلاف نہ ہو تو ادب کے پیش نظر اگر اس کو بجالایا جائے تو پسندیدہ امر ہے۔[1]

پنجم: اسم ذاتی حضور ﷺ کی امت کے علاوہ کسی کو عطا نہیں ہوا:

"یہ اسم ذات اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے امتیوں کے علاوہ کسی نبی کو عطا نہیں کیا۔ یہی وجہ تھی کہ بنی اسرائیل کے نبی اللہ کا دیدار نہیں کر سکے اور حضور ﷺ کے امتیوں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔" اھ[2]

یہ دعوی بھی محض بلا دلیل ہے، کیونکہ عارف باللہ حضرت شیخ عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اسم ذاتی (اللہ) ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے وضع کیا ہے۔

"قال العارف بالله الشيخ عبدالعزيز الدباغ: "اول من وضع اسم الجلالة (الله) ابو نا آدم علي نبينا وعليه الصلوة والسلام. "ا ه"[3]

پچھلی امتوں کو اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی نہ ملنے اور حضور کی امت کو اسم ذات عطا ہونے کی بنیاد پر یہ کہنا کہ بنی اسرائیل کے نبی اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکے اور حضور کے امتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں، یہ بھی بہر حال درست نہیں، ایک تو اس لئے کہ اس میں حضور کے امتی کی نبی پر فوقیت ثابت ہوتی ہے، جبکہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے کسی نبی سے بہتر نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی

---

(۱) دیکھئے: تکملہ فتح الملهم: ۴۵۲/۴

(۲) تحفة المجالس: ۱۳/۳

(۳) فتح الله: ص ۲۱۴

رویت دنیا میں نہیں ہوسکتی، البتہ شب معراج میں ایک قول کے مطابق حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تھی، لیکن عام لوگوں کو زیارت نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے، اس لئے بنی اسرائیل کے نبی (غالباً اس سے مراد گوہر شاہی کی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں) کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿ لَنْ تَرَانِيْ ﴾ یعنی تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے، البتہ خواب میں یا حالت کشف میں یا مراقبہ میں حق تعالیٰ کی جو زیارت ہوتی ہے وہ ذات کی نہیں، بلکہ بعض تجلیات ہوتی ہیں جو کسی شکل میں متشکل ہو کر سامنے آتی ہیں، لہٰذا اس کی بنیاد پر یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی زیارت ہوتی ہے درست نہیں اور اللہ تعالیٰ کی بہ صورت تجلیات زیارت ہونا جس طرح حضور کی امت کے لئے ہے، پچھلی امتوں کے لئے بھی تھی، تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ چنانچہ شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

”واتفقت الامة علي انه لا يراه احد في الدنيا بعينه ولم يتنازعوا في ذلك الا في نبينا صلي الله عليه وسلم خاصة ا ه“ [1]

ترجمہ: .... ”اس پر امت کا اتفاق ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا، اختلاف اس سلسلہ میں صرف حضور پاک ﷺ کے بارے میں ہے۔“

اور شرح مقاصد میں ہے:

”وما قال به بعض السلف من وقوع الرؤية بالبصر ليلة المعراج فالجمهور علي خلافه ا ه“

ترجمہ: .... ”بعض سلف نے جو یہ بات کہی ہے کہ آپ نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے دیکھا تھا، جمہور علماء اس رائے سے اختلاف رکھتے ہیں۔“

(۱) شرح عقیدہ طحاویہ ۱۹۶

نتیجہ بحث

گزشتہ صفحات میں گوہر شاہی کی کتابوں اور رسالوں سے ان کے چند چیدہ چیدہ نظریات اور ان پر قرآن و سنت کی روشنی میں بقدر ضرورت "تبصرہ" آپ نے ملاحظہ فرمایا، جن میں نجاتِ کافر، تعدد قرآن اور شریعت اور طریقت میں تبائن جیسے نظریات نہایت خطرناک ہیں جن کے گمراہ کن ہونے میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں، لہٰذا ان فاسد و گمراہ کن نظریات و عقائد کی رو سے "ریاض احمد گوہر شاہی" انتہائی درجہ کا گمراہ اور بدعتی ہے، اس کی بیعت، مجالس، تقریر اور تحریر سے بچنا واجب اور ضروری ہے، اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

عصمت اللہ عصمہ اللہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

۴/۹/۱۹ھ

الجواب صحیح:
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح:
بندہ عبدالروف سکھروی

الجواب صحیح:
محمد عبدالمنان عفی عنہ

الجواب صحیح:
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

الجواب صحیح:
اصغر علی ربانی

بریلوی مکتبۂ فکر کے علماء کے فتاویٰ

دارالعلوم امجدیہ کراچی کا فتویٰ

باسمہ تعالیٰ

الجواب........ انجمن سرفروشان اسلام کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی کے جو اقوال اور اعمال سائل نے سوال میں ذکر کیے ان کو اصل کتاب "روحانی سفر" سے ملا کر دیکھا تو یہ ثابت ہوا کہ یہ سب باتیں اس نے "روحانی سفر" نامی اپنی کتاب میں تحریر کی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اس پر قادیانیت وہابیت کا اثر ہے اور اثر کے زائل ہونے کا اس نے کہیں تذکرہ نہیں کیا ہے اور عملی اعتبار سے وہ چرسی اور بے نمازی اور بد کردار، عورتوں سے تعلق رکھنے والا، فاسق و فاجر ہے اس فسق و فجور سے توبہ کا ذکر اس نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ان کو بیان کر کے مزید گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور مشہور بزرگان دین اور حضرت خضر علیہ السلام جن کی نبوت کا قول راجح ہے، کی شان میں گستاخی اور ان پر قتل کا الزام لگا کر اپنے خبث باطنی کا مزید اظہار کیا ہے۔ بخاری میں حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ من عادي لي وليا فقد أذنته بالحرب ﴾ یعنی جس نے کسی میرے ولی سے دشمنی کی بے شک میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں، لہٰذا یہ شخص اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کر کے اللہ تعالیٰ سے لڑائی کر رہا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جو کچھ کیا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا: ﴿ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِيْ ﴾ یعنی وہ کام اپنے امر سے میں نے نہیں کیا۔ پھر ان کو قاتل قرار دینا انتہائی گمراہی اور جہالت ہے۔ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کا مصنف ریاض احمد گوہر شاہی جاہل اور سخت گمراہ اور ایک نیا فرقہ بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے دور رہنا چاہئے اور اس کی صحبت میں بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ یعنی مت بیٹھ نصیحت

آجانے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ۔ اور بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایاکم وایاھم لا یفتنونکم ولا یضلونکم" بچاؤ اپنے کو ان سے اور ان کو اپنے سے دور رکھو۔ وہ نہ فتنہ میں مبتلا کریں اور نہ گمراہ کریں تم کو۔

وقار الدین غفرلہ

۲۷/ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ ۹۰/ ۳/ ۲۵

الجواب صحیح

والمجیب مصیب

سید فراست علی شاہ غفرلہ

الجواب صحیح

قاری عابد حسین

یکم محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

مفتی جامعہ رضویہ کنگن والا جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

یکم محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

۹۰/۷/۲۵ء

دارالعلوم انجمن تعلیم الاسلام جہلم کا فتویٰ

الجواب: انجمن سرفروشان اسلام کے بانی اور کتاب "روحانی سفر" کے مصنف ریاض احمد گوہر شاہی نے اپنی تصنیف کردہ کتاب میں اپنے افعال و اقوال و اعمال کے متعلق واضح کر دیا ہے۔ جب اس کو "روحانی سفر" کتاب کے آئینہ میں دیکھا جائے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ اس شخص پر قادیانیوں اور وہابیوں کا اثر ہے۔ عملی لحاظ سے وہ خود چرسی، بے نمازی اور درود شریف کا منکر ہے۔ بدکردار عورتوں سے تعلق رکھنا، اس کا کتاب میں ذکر کرنا، فخریہ طور پر یہ کہنا کہ نماز پڑھنا ضروری نہیں، درود شریف کی کوئی اہمیت نہیں۔ کتاب سے دیگر غیر اسلامی فعلوں کے ارتکاب کا ثبوت موجود ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فسق و فجور میں مبتلا ہے۔ جبکہ قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں۔ لہٰذا قادیانیوں کے اثر والا تو ہے ہی غیر مسلم۔ حضرت خضر علیہ السلام کی شان میں قتل کا الزام لگانا اولیاء کرام کے خلاف بہتان تراشی سے

اپنی باطنی خباثت کے بے شمار ثبوت اس نے خود ہی مہیا کر دیئے ہیں۔ اس طرح کتاب ''روحانی سفر'' میں شیطانی دعوے، اللہ تبارک و تعالیٰ اور اللہ کریم کے پیارے نبی حضور نبی کریم ﷺ کے احکامات کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اس لئے ایسے بے دین، بے نمازی بلکہ بے اسلام شخص جو غلام احمد قادیانی کی مانند جھوٹے دعوے کرے اور غیر محرم عورتوں سے عشق و محبت کی پینگیں بڑھانے میں خوشی محسوس کرے، اور پھر علی الاعلان اس کا اظہار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ مسلمانوں کو قطع تعلق کرنا چاہئے۔ اگر ایسے غیر اسلامی فعل اور مکر و فریب کرنے والے انسان کو کھلی چھٹی دے دی گئی تو تمام کلمہ گو مسلمانوں کو گمراہ کر دے گا۔

لہٰذا مسلمانوں کو اس کے شر، غیر اسلامی و گمراہ کن اور باطل عقائد سے آگاہ کیا جائے، کہ ریاض احمد گوہر شاہی نامی شخص کا مسلک اختیار کرنا، اور اس کے دام فریب میں آنا، اس کی محفل میں بیٹھنا نہ صرف ناجائز بلکہ بہت بڑا جرم ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو شخص مذکور سے دور رہ کر اپنے ایمان کو بچانا چاہئے۔

الراقم

سید فدا حسین راجوروی عفی عنہ

بانی و مہتمم دارالعلوم انجمن تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ)

شمالی محلہ، جہلم

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد کا فتویٰ

الجواب وھو الموفق للصواب:

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کل مسکر ومفتر حرام'' (ہر نشہ دینے والی اور دماغ میں فتور لانے والی چیز حرام ہے)۔

صورت مسؤل عنہا میں بر تقدیر صدق سائل، ریاض احمد گوہر شاہی کی کتاب

"روحانی سفر" کی بعض عبارات دیکھیں۔ جو سراسر خلاف اسلام ہیں۔ خاص کر نشہ دینے والی ہر چیز کو حضور نبی اکرم ﷺ نے حرام فرمایا ہے اور ریاض احمد گوہر شاہی نامی شخص اسے عبادت کا درجہ دے رہا ہے (معاذ اللہ)۔ یہ سراسر فرمان مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار ہے۔ اور سینماؤں اور تھیٹروں میں وقت گزارنے والا، اور غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں رات گزارنے والا، حرام کا ارتکاب کرنے والا (معاذ اللہ) وہ پیر کیسے ہو سکتا ہے:

پیری کے لئے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت ان کا لحاظ فرض ہے:

۱ .... سنی صحیح العقیدہ ہو۔

۲ .... علم رکھتا ہو، کہ ضروریات کے مسائل کتابوں میں سے نکال سکے۔

۳ .... فاسق مطلق نہ ہو۔

۴ .... سلسلہ، حضور نبی علیہ الصلوٰۃ السلام تک متصل ہو کیونکہ:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

اسی کتاب "روحانی سفر" کے صفحہ ۷ پر یہ عبارت درج ہے کہ:

"......... سوسائٹیوں کی وجہ سے مرزائیت اور کچھ وہابیت کا اثر ہو گیا۔"

صورت مسؤل عنہا میں اس کے بعد توبہ نہ کرنی گمراہی ہے اور اسلام اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔ صورت مسؤل عنہا میں شخص مذکور پیری کے قابل نہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کی بیعت توڑ کر کسی نیک صالح عالم باعمل کی بیعت اختیار کریں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم۔

ابو الخلیل

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام

فیصل آباد

جامعہ غوثیہ مدرسہ جلالیہ عزیز العلوم اویسیہ سعیدیہ اوچشریف، ضلع بہاولپور

الجواب اللھم اجعله لنا الحق والصواب حامدا ومصليا ومسلما:

ریاض گوہر شاہی، نام نہاد بانی انجمن سرفروشان اسلام، کی کتاب "روحانی سفر" کے اقتباسات، سائل کے سوال میں باندراج صفحات دیکھے، جو روح اسلام اور نور ایمان کے سراسر منافی تھے۔

❶ .... مرزائی گستاخ رسول ہیں۔ اور گوہر شاہی پر ان کا اثر ہے۔ جبکہ گستاخ رسول کی توبہ بھی مقبول نہیں ہے۔

❷ .... شریعت مطہرہ نے دھوکہ، فراڈ، جوا اور شراب حرام قرار دیا ہے۔ جو ان کو حلال جانے وہ خارج از اسلام ہے، اور جو ان کو حرام جان کر ان کا مرتکب ہو وہ فاسق فاجر، اور جری علی الکبائر ہے۔ ایسے سے نفرت اور اجتناب بہت ضروری ہے۔

❸ .... غیر محرمات کے ساتھ تخلیہ و دیگر فحش حرکات ممنوع و حرام ہیں۔ اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے:

نشہ کو عبادت کہنا، اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے احکامات سے مذاق اور قرآن وحدیث کا صحیح انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۱)

سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: "كل شراب اسكر فهو حرام."(۲)

اسی طرح دوسری جگہ ہے: "كل مسكر حرام."

ایک اور جگہ ہے:

---

(۱) القرآن

(۲) بخاري، مسلم، جامع صغير: ۹۸/۲

"کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ما اسکر منه الفرق فملأ الکف منه حرام." [۱]

❹ .... چرسی، شرابی کو علماء حقہ سے افضل بتانا بھی قرآن و حدیث سے انحراف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء﴾ [۲]

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: "فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنا کم." [۳]

❺ .... درود شریف کو غیر مفید سمجھنا، حماقت ضلالت اور گمراہی ہے۔ کیونکہ درود شریف عبادات میں سے اعلیٰ، محبوب و مقبول عبادت ہے۔ ہر قاری کے لئے مفید، نافع، سیئات کے لئے دافع اور درجات کے لئے رافع ہے۔ بارگاہ رسالت میں قرب کا ذریعہ اور محشر میں نجات کا سبب ہے۔ ہکذا فی الکتب الاحادیث اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما﴾

❻ .... غیر محرم عورتوں کے ساتھ اختلاط، شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم.﴾

اور اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہوا ہے کہ:

﴿قل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن و یحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن﴾

---

(۱) جامع صغیر: ۹۹/۲
(۲) القرآن
(۳) ترمذي، دارمي، مشکوة: ص ۳٤، عن ابي امامة الباهلي وعن مکحول مرسلا

عورتیں بناؤ سنگھار صرف اپنے شوہروں کے لئے کر سکتی ہے:

﴿وَلاَ يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلاَّ لِبُعُولَتِهِنَّ﴾

قرآن میں عورتوں کا ناچنا منع ہے چنانچہ فرمایا:

﴿وَلاَ يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ.﴾

غیر محرمات سے گلے ملنا تو کجا، ان کی طرف دیکھنا بھی منع ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ.﴾

گوہر شاہی ان تمام احکامات اور شرعی تقاضوں کو کیا سمجھے اور مستانی سے کیوں تعلق استوار کئے؟

❼ .... حضرت خضر علیہ السلام کے اس فرمان کے بعد کہ: ﴿ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ﴾ [1] اعتراض دراصل رب العالمین پر اعتراض ہے۔ اللہ کی حکمتوں پر معترض کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔

❽ .... اولیاء اللہ کی طرف سے غلط باتوں کی نسبت ان سے دشمنی و عداوت ہی ہے۔ اور حدیث قدسی ہے۔ "من عادي لي وليا فقد آذنته بالحرب." [2]

گوہر شاہی کے افعال و اقوال بد دینی ضلالت و گمراہی پر مبنی ہیں۔ اس سے اجتناب و نفرت بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

کتبہ

محمد سراج احمد سعیدی القادری

اوچشریف بہاولپور

---

(۱) القرآن

(۲) بخاري، مشكوة: ص ۱۹۷

دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وھو الموفق للصواب اللھم رب زدني علما:

صورت استفتاء کو ملاحظہ کرنے کے بعد واضح اور ثابت ہو جاتا ہے کہ انجمن سرفروشان اسلام کا بانی فاسق و فاجر، ضال و مضل، ملحد و زندیق ہے۔ شریعت المطہرۃ الغراء کا استہزاء اور مذاق اڑانے والا ہے، اور یہ کفر ہے۔ اس کے خارج عن الاسلام ہونے میں کوئی شک نہیں۔

الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ للعلامۃ عبدالغنی النابلسی قدس سرہ العزیز میں ہے:

"واستحلال المعصية والاستخفاف بالشريعة" اي عدم المبالات باحكامها واهانتها واحتقارها. والياس من رحمة الله والا من من عذابه وسخطه وتصديق الكاهن فيما يخبره من الغيب كله كفر." (۱)

ترجمہ: .... "معصیت (گناہ اور نافرمانی) کو حلال سمجھنا اور شریعت مطہرہ غرا کا استخفاف اور استہزا کرنا، توہین اور تحقیر کرنا اور احکام شرعیہ سے لاپرواہی اور لاابالی پن اور اہانت و احتقار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ناراضگی سے امن، اور کاہن جو غیبی خبریں دیتے ہیں ان کی تصدیق کرنا یہ سب کے سب کفر ہیں۔"

سیدنا خضر علیہ السلام! مسلک جمہور میں نبی معظم ہیں، اور پھر آپ ابھی تک بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری۔ شرح صحیح البخاری میں یونہی وضاحت فرمائی ہے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نبی معظم کو قاتل یعنی مجرم

(۱) ۱/۲۹۹

قرار دینا، معاذ اللہ، العیاذ باللہ، انتہائی خباثت، ضلالت، رذالت، ذلالت اور حماقت ہے۔ نبی معظم حضرت خضر علیہ السلام کو قاتل قرار دینے والا خبیث النفس بلکہ اخبث بلکہ اخبث الخبثاء اور خارج عن الاسلام ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ "اذ کر الفاجر کي تهجر الناس" فاسق و فاجر کا تذکرہ کرو تا کہ لوگ ان کی عیاریوں، مکاریوں، چال بازیوں، فریبوں، دھوکوں سے بچیں۔ "ایاکم وایاھم" کے ماتحت اس کی مصاحبت سے بچیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے:

﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

یعنی اگر شیطان تجھے بھلا دے تو نصیحت حاصل ہونے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھ۔

اس فرمان خداوندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے شخص کا اقتصادی، معاشرتی بائیکاٹ کرنا ضروری بلکہ اشد ضروی ہے۔

یہ پیشوا نہیں۔ یہ گمراہ ہے، یہ پیر نہیں۔ یہ شریر ہے، یہ بزرگ نہیں۔ یہ گرگ ہے، یہ ولی نہیں۔ یہ شقی ہے، یہ فیضان نہیں۔ یہ شیطان ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے بچنا لازمی ہے۔ یہ زہر قاتل ہے، اور یہ ریح عاصف ہے جو مسلمانوں کو قعر بطالت میں ڈال دے گی:

؎ دور شو از اختلاط یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد

ایسا بد بخت شخص قوم مسلم کا رہنما نہیں ہے۔ یہ راہ حق کی طرف نہیں لے جارہا بلکہ یہ راہ باطل کی طرف قوم کو لے جارہا ہے۔

؎ اذا کان الغراب دلیل قوم
سیهدیهم طریق الهالکین

ترجمہ: .... "جب کوا قوم کا رہنما ہو تو عنقریب ان کو ہلاک کرنے

والے راستوں کی طرف راہ دکھائے گا۔"

نبی تو معصوم ہوتا ہے۔ گناہ صغیرہ، گناہ کبیرہ سے منزہ و مبرا ہوتا ہے۔ شرک و کفر، ظلم و کذب، چوری اور خیانت، عمل باطل، فعل حرام غرضیکہ منہیات شرعیہ اور ممنوعات ملیہ سے بفضلہ تعالیٰ پاک ہوتا ہے۔ تفسیر روح البیان میں آیت: ﴿ ما کنت تدري ما الكتب ﴾ الآیۃ کے ذیل میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اجتمعوا علي ان الرسل عليهم السلام كانوا مؤمنين قبل الوحي، معصومين من الكبائر ومن الصغائر الموجبة لنفرة الناس عنهم قبل البعثة و بعدها فضلا عن الكفر."

ترجمہ: ...... "اس پر سب متقدمین و متاخرین، اولین و آخرین، سابقین ولاحقین، تمام محدثین و مفسرین، فقہاء کرام اولیاء عظام علماء ملت و فضلاء ملت، و مشائخ عظام کا اتفاق ہے کہ انبیاء کرام و رسل عظام وحی سے پہلے مؤمن تھے، گناہ کبیرہ نیز گناہ صغیرہ سے جو لوگوں میں نفرت کا باعث بنیں نبوت سے پہلے معصوم تھے اور بعد بھی معصوم ہوتے ہیں۔ چہ جائیکہ کفر۔" (معاذاللہ)

لہٰذا نبی معظم حضرت خضر علیہ السلام کو قاتل، مجرم ٹھہرانا اس گوہر شاہی کی جہنم کی تیاری ہے۔ ایسا شخص مورد غضب جبار ہے۔ لعنۃ اللہ ورسولہ میں گرفتار ہے۔ جہنمی ہے، دوزخی ہے، مردود الشہادت ہے، ناقابل خلافت و ناقابل امامت ہے۔ ناقابل قیادت ہے۔

پھر ان کے قاتل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں، کیونکہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی شریعت کے احکام کا نفاذ باطن پر تھا۔ وہ باطن کے اعتبار سے فیصلہ فرماتے، موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے احکام کا نفاذ ظاہر پر تھا۔ جیسا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی شریعت کے احکام کا نفاذ اور فیصلے ظاہر پر ہیں:

"نحن نحكم بظواهر كم ولا نحكم ببواطنكم"

ترجمہ: .... " ہم تو تمہارے ظاہر پر فیصلے کرتے ہیں ہم تمہارے باطن کے اعتبار سے فیصلے نہیں کرتے۔"

تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو اس لئے ہلاک کیا کہ اس نے بالغ ہو کر اپنے ماں باپ کو قتل کرنا تھا۔ تو بعد میں اسے قتل کیا جانا تھا۔ آپ نے اس کو ہلاک کر دیا، باطنی علم کی بناء پر، تو باطن پر حکم جاری کرنا یہ من جانب اللہ تھا۔ قرآن حکیم نے تائید فرمادی اور حضرت خضر علیہ السلام کے قول کو ذکر کیا کہ: "مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَالَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا۔"

جب اس جاہل، اجہل، جہال کو فیض ظاہری اور فیض باطنی کا ہی پتہ نہیں اس علم سے خالی اور کورا ہے تو کوئی اس سے استفاضہ و استفادہ کیسے کر سکتا ہے؟ اور یہ خبیث، اخبث، خباث کسی کو افاضہ اور افادہ کیسے کر سکتا ہے۔ جانبین سے انقطاع ہے۔ اور جانبین سے افتراق ہی افتراق ہے۔ ایسی پیری مریدی اور ایسی عقیدت اور بیعت میں کچھ بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ "وذلك هو الخسران المبين."

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

حضرت سیدنا جنید بغدادی سیّد الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چند صوفیوں نے کہا کہ ہمیں اب نماز، روزہ کی ضرورت نہیں۔ ہم پہنچ گئے! ہم پہنچ گئے! "فقد اوصلنا فقد اوصلنا" مریدین و معتقدین حضرات نے سیّد الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے یہ کلمات عرض کئے تو آپ نے فرمایا سچ کہا انہوں نے۔ "فقد اوصلو! فقد اوصلو!۔" عقیدت مندوں نے عرض کی حضرت آپ بھی ان کی تصدیق و تائید فرما رہے ہیں؟ فرمایا: "فقد اوصلوا الي جهنم! فقد اوصلوا الي جهنم" وہ جہنم کی طرف پہنچ گئے۔ پس وہ جہنم کی طرف پہنچ گئے۔

معیار ولایت:

قرآن حکیم نے معیار حق اور معیار ولایت میں یہ بیان فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

ترجمہ: .... ''آپ فرمائیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہاری بخشش فرمادے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔''

بغیر اتباع رسول اللہ۔ بغیر اطاعت نبی اللہ۔ بغیر اتباع شریعت محمدیہ کبھی کوئی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ:

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
ہرگز بمنزل نخواہد رسید

علماء کرام، صوفیاء عظام، صلحاء، نجباء، شرفاء، کملاء، بدلاء، اقطاب و اغواث کا بیان کردہ اصول شرع ملاحظہ فرمائیں:

''الشريعة كالسفينة، والطريقة كالبحر، والحقيقة كالصدف، والمعرفة، كالدر، من اراد الدر ركب علي سفينة.''

یعنی شریعت المطہرۃ الغرا! کشتی کی مانند ہے۔ طریقت مستقیمہ وسیعہ! سمندر کی مانند ہے۔ حقیقت اصلیہ! سیپیوں کی مانند ہے۔ معرفت مطلوبہ! موتی کی مانند ہے۔ جو موتی کو حاصل کرنے کا ارادہ کرے وہ کشتی میں سوار ہو جائے۔

کوئی فرد! ہوا میں اڑے، آگ پر چلے۔ جب تک اس میں اتباع شریعت نہیں، ولایت نہیں۔ کرامت نہیں۔ یہ اہانت ہوگی یا استدراج ہو گا۔ جہلا، حمقا، خبثا! کرامت اور اہانت میں فرق نہیں کرتے۔ شیطان! مشرق میں ہو، آن واحد میں مغرب میں پہنچ جائے یہ استدراج ہے۔ اور اگر کسی متبع سنت بزرگ اور ولی کامل سے اس کا صدور ہو تو یہ کرامت ہے۔ خرق عادت یہ ہیں: ارہاص، معجزہ، کرامت، معونت، اہانت اور استدراج۔

ارہاص: .... نبی پاک صاحب لولاک ﷺ سے اظہار نبوت و رسالت سے پہلے جو امور خارق عادت، خلاف عادت صادر ہوئے ان کو "ارہاص" کہتے ہیں۔

معجزہ: .... سرکار دو عالم ﷺ سے اعلان نبوت ورسالت کے بعد جو امور خارق عادت اور خلاف عادت صادر ہوئے، وہ "معجزہ" ہیں۔ جیسا کہ "شق القمر"، "رد شمس" اور معراج وغیرہ۔

کرامت: .... سرکار دو عالم ﷺ کے امتی "مرد کامل"، "مقرب بارگاہ الٰہی"، "غوث"، "قطب"، "ابدال"، "ولی اللہ"، "صحابیٔ رسول"، "تابعی"، "تبع تابعی"، "ائمہ مجتہدین"، "اولیاء کاملین" سے جو امور خرق عادت، خلاف عادت صادر ہوں ان کو کرامات کہتے ہیں، اور کرامات اولیاء حق ہیں۔[1]

معونت: عام مؤمنین سے جو خرق عادت و خلاف عادت امر صادر ہو وہ معونت ہے۔

اہانت: .... بے باک، فجار یا کفار سے ان کے خلاف خرق عادت امر ظاہر ہو وہ اہانت ہے۔

استدراج: .... بے باک، فجار، یا کفار سے ان کے موافق خرق عادت امر ظاہر ہو تو وہ استدراج ہے۔ جیسا کہ ہندو کہتے ہیں کہ ہمارا کرشن جی! اپنی دس گوپیوں کے پاس ایک وقت میں تھا۔ یہ استدراج ہے۔

مسلمانوں کو اصول شرع مذکورہ کے اعتبار سے سمجھ لینا چاہئے کہ ریاض نوکر شاہی شاہی کے تمام افعال واقوال، اعمال واحوال و کردار مذکورہ گندے اور غلیظ اور فحش اور نجاسات ہیں۔ مسلمانو! اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس کے اگر تم قریب ہوئے تو تمہیں گندگی کی چھینٹیں پڑیں گی۔ مسلمانو! اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس کے اگر تم قریب ہوئے تو تم فحش اور بے حیائی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ مسلمانو! اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس کے اگر تم قریب ہوئے تو تم نشہ و سکر میں محو ہو جاؤ گے۔

(۱) شرح عقائد

"اتبعو السواد الاعظم من شذ شذ في النار" سواد اعظم بڑی جماعت کی اتباع کرو جو جماعت سے الگ ہوا وہ نار جہنم میں الگ ہوا "علیکم بالجماعۃ" جماعت کو لازم پکڑو۔ ایسے عقل کے اندھوں، دل کے گندوں، جاہلوں......... خباثت کے پتلوں کے پیچھے مت جاؤ۔

مسلمانو! اب اس کو کیا کہو گے۔ جو شراب کے نشہ میں مخمور رہتا ہے، حالانکہ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے: کل مسکر حرام (ہر نشہ دینے والی (شے) حرام ہے)۔ لہٰذا شراب، بھنگ، چرس، افیم، گانجا، تاڑی، سپرٹ، الکوحل یہ سب نشہ دینے والی ہیں حرام ہیں۔

نشہ دینے والی شے جبکہ وہ سیال بہنے والی ہو پانی کی صورت میں ہو تو وہ نجس بھی ہے۔ لہٰذا شراب اور بھنگ، چرس، گانجا جبکہ گھوٹی گئی ہوں۔ اور تاڑی (دودھ) جب اس میں سکر آجائے اور سپرٹ اور الکوحل یہ سب نجس اور پلید ہیں اور حرام بھی ہیں۔[1]

مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا حرام ہے اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا حرام ہے۔ حدیث میں ایسے مردوں اور عورتوں پر لعنت آئی ہے۔ سرکار فرماتے ہیں:

"لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات بالرجال."

ترجمہ: .... "اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے مشابہ بنتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔"

اب رہا مسئلہ مجذوبیت کا، حقیقی مجذوب احکام شریعت کا انکار نہیں کرتا۔ مجذوب اگر عورتوں کے کپڑے پہن لیتا ہے۔ تو شرعاً اس پر گرفت نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں رہا کیونکہ وہ سلوک طے کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی اس کے قلب پر

(۱) کتب فقه، عالمگيري وغيره

واقع ہوئی اور وہ برداشت نہ کر سکا اور اس پر جذب طاری ہو گیا۔ اور عقل گم ہو گئی۔ جس کی وجہ سے وہ مکلف نہ رہا۔

رابعہ بصریہ علیہا الرحمۃ ولیہ تھیں۔ پاکباز تھیں۔ ان کو طوائفہ کہنا یہ ریاض نوکر شاہی کی خباثت اور ضلالت ہے۔

ریاض نامی اور اس کے معتقدین کو مساجد میں حلقۂ ذکر کرنے کی اجازت دینا اور جگہ دینا فتنہ و فساد کو جگہ دینا ہے۔ اور مساجد میں تخریب کاری کا سامان پیدا کرنا ہے۔ سنی مسلمانوں کو لازمی ہے کہ ان کو ہرگز دل و دماغ، ذہن و فکر، منبر و محراب اور مسجد و مدرسہ میں جگہ نہ دیں۔ اور ان کی صحبت سے بچیں۔ "للصحبة تاثير ولو كان نساء ..." نظام مصطفی کا نفاذ ہوتا تو قاضئ اسلام ایسے لوگوں کو شہر بدر کر دیتا۔[1]

هذا من عندي والله اعلم بالصوب.

کتبہ فقیر ابو العلا محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی، قصور

شئون حرمین کے رئیس امام کعبہ:
شیخ محمد بن عبد اللہ سبیل کا فتویٰ

گوہر شاہی ملعون کے دجل و افتراء کا یہ عالم ہے کہ اس نے اپنی حجر اسود کی مزعومہ تصویر کے جھوٹ کو سچ باور کرانے کے لئے ائمہ حرم میں سے ایک خود ساختہ امام بنایا، اس کا نام تجویز کیا اور پھر دعوی کیا کہ اس نے میری حجر اسود کی تصویر کی تصدیق کی ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "امام حرم حماد بن عبد اللہ نے اس کی حجر اسود کی تصویر کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ یہ امام مہدی کی تصویر ہے۔" لیکن جب اس سلسلہ میں شئون حرمین کے سربراہ شیخ محمد بن عبد اللہ بن سبیل سے رابطہ کیا گیا، اور انہیں اس ملعون کی مذکورہ بالا ہفوات اور دعوؤں پر مشتمل اخبارات و رسائل اور

(۱) فتاوي عالمگيري، مظهري وغيره

پمفلٹ پیش کئے گئے اور ان کو بتلایا گیا کہ گوہر شاہی ملعون کا یہ دعوی ہے کہ امام حرم حماد بن عبد اللہ نے بھی اس کی حجر اسود کی تصویر کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ یہ اس کی صداقت کا نشان ہے۔ تو شیخ محمد بن عبد اللہ بن سبیل نے اس کو جھوٹ اور فراڈ قرار دیا، اس کی تردید فرمائی اور فتویٰ جاری کیا کہ ایسا دعوی کرنے والا شخص دجال و کذاب ہے، اور فرمایا کہ حجر اسود پر ایسی تصویر ظاہر نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی امام نے اس کی تصدیق کی ہے بلکہ اس نام کا کوئی امام ہی نہیں، شیخ سبیل کے فتویٰ کا ترجمہ اور اس کا عکس درج ذیل ہے:

> ”تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں، صلاۃ و سلام اس ذات اقدس پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اما بعد: ہمیں بعض پاکستانی جرائد کے ذریعہ یہ خبر پہنچی ہے کہ انجمن سرفروشان اسلام کا بانی و سربراہ جو ریاض احمد گوہر شاہی نامی شخص ہے، نے دعوی کیا ہے کہ وہ مہدی ہے، اور اپنے اس دعوی پر اس نے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ حجر اسود پر اس کی شبیہ نظر آئی ہے، اور بقول اس کے امام حرم حماد بن عبد اللہ نے اس بات کی تصدیق بھی کی ہے، میں حقیقت کی وضاحت اور اظہار حق کے لئے یہ بات مسلمانوں کے نام لکھ رہا ہوں کہ کسی بھی شخص کی تصویر حجر اسود میں ظاہر نہیں ہوئی، اور نہ حرمین شریفین کے اماموں میں سے کسی نے اس بات کی تصدیق کی ہے، بلکہ حرمین شریفین میں حماد بن عبد اللہ نام کا کوئی امام سرے سے موجود نہیں ہے، یہ شخص ریاض احمد گوہر شاہی امام مہدی نہیں ہے بلکہ یہ شخص سب سے بڑا جھوٹا، سب سے بڑا گمراہ، لوگوں کو گمراہ کرنے والا، سب سے بڑا دھوکہ باز اور دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔“

فرقہ انجمن سرفروشان کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا

1. گوہر شاہی: .... از مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی
2. یادگار لمحات: .... گوہر شاہی پبلی کیشنز
3. روحانی سفر: .... گوہر شاہی پبلی کیشنز
4. پندرہ روزہ صدائے سرفروش: .... خاص کرکے یکم تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء
5. پندرہ روزہ صدائے سرفروش: .... ۱۶ تا ۳۱ دسمبر ۱۱ رمضان ۱۴۱۹ھ
6. ہفت روزہ تکبیر: .... ۲۰ / مئی ۱۹۹۹ء
7. ہفت روزہ تکبیر: .... ۱۵ / اپریل ۱۹۹۹ء

جسٹس تقی عثمانی اور دوسرے علماء کا فتویٰ

8. ماہنامہ شہادت: .... فروری ۱۹۹۹ء مسیلمۂ کذاب سے گوہر شاہی تک
9. ماہنامہ شہادت: .... دسمبر ۱۹۹۸ء

فرقہ الہدیٰ انٹر نیشنل

الہدیٰ انٹر نیشنل کا پس منظر

ہمارا زمانہ پُر فتن اور دین سے دوری اور بیزاری کا ہے۔ اور روز نئے نئے فتنے جنم لیتے ہیں، اور ان تمام فتنوں کے پیچھے یہودی، عیسائی اور مغربی دانشوروں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ دین سے دور اور نفرت کرنے والے، دین پر ریسرچ کے نام پر بڑی بڑی یونیورسٹی (خاص کر کے دین سے نفرت کرنے والے ممالک) میں کام کیا جارہا ہے اور اسی ریسرچ میں ان کا دین الحاد اور دہریت والا بنایا جاتا ہے، اور پھر اس ذہن کو عام لوگوں میں منتقل کروایا جاتا ہے۔

یہ بات کسی پر بھی مخفی نہیں کہ چند سالوں سے مدارس دینیہ کے خلاف مختلف طریقوں سے جو پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ EWG اس میں سے ایک الہدیٰ انٹر نیشنل بھی ہے کہ جب سے پاکستان میں طالبات کے مدارس کھلے اور جس میں ان طالبات کو قرآن، حدیث، فقہ کی تعلیم دی جانے لگی۔ اور ملک میں ایک اچھی خوشگوار تبدیلی آئی۔ اور وہ خاندان جو دین سے دور تھے ان کے گھرانوں کی لڑکیاں بھی مدرسہ میں داخل ہوئیں اور اس سے پورے خاندان میں تبدیلی آنے لگی۔

تو یہ تبدیلی اس گروہ کے لئے پریشانی کا باعث بنی، اس کے مقابل انہوں نے الہدیٰ انٹر نیشنل کے نام سے ادارے کھولنے شروع کئے جس میں ایک سال کا کورس کروایا جاتا ہے اس کے بعد پھر وہ طالبہ دوسری عورتوں کو وہ کورس کروانے لگتی ہے جس سے بڑا فتنہ پیدا ہو رہا ہے۔

مثلاً: ایک سال پڑھنے کے بعد علماء جنہوں نے اپنی زندگیاں دین میں صرف کیں، ان پر اعتراضات کرنے پر سرگرم کر دیتی ہیں، نیز ایک فتنہ یہ بھی برپا کیا جارہا

ہے کہ مرد اور عورتوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔

نیز یہ کہ مسجدوں میں عورتوں کو آنا درست ہے، نیز عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے جہاں مرضی وہاں جا سکتی ہے۔ جبکہ ہمارے ملک کی اکثریت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اتباع کرنے والی ہے۔ ان عورتوں کا ذہن یہ بنایا جاتا ہے کہ اماموں کی اتباع کو چھوڑ کر قرآن وحدیث کو خود سمجھ کر اس پر عمل کریں۔

غرض یہ کہ الہدیٰ انٹر نیشنل کے ذریعہ سے عورتوں میں اسلام کی رغبت پیدا کرنے کے بجائے مغربی معاشرہ کے اثرات پھلائے جا رہے ہیں۔ اللہ جل شانہ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ فرما کر صراط مستقیم نصیب فرمائے اور اسی پر استقامت عطاء فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ کے مختصر حالات

پیدائش: ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ سرگودھا پنجاب میں پیدا ہوئیں۔ آپ جناب مرحوم عبدالرحمن ہاشمی صاحب کی صاحبزادی ہیں جو کہ ایک مشہور عالم دین تھے۔ ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ اسلام سے محبت کا جذبہ انہیں موروثی طور پر ملا ہے کہ ان کے والد (بزرگوار جیسا کہ مذکور ہے کہ ایک مشہور عالم تھے) نے ڈاکٹر صاحبہ کی شخصیت پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔

تعلیم: ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر سرگودھا میں ہی حاصل کی اس کے ہمراہ انہوں نے اپنے والد صاحب سے قرآنی تعلیمات کا حصول بھی جاری رکھا۔ جیسے ہی آپ نے اپنا MA عربی مکمل کیا تو کچھ ہی عرصے بعد آپ کی شادی ہوگئی۔ بعد ازاں آپ اپنے شوہر کے ساتھ گلاسکو یونیورسٹی اسکاٹ لینڈ چلی گئیں جہاں آپ نے اپنے شوہر کے ہمراہ شعبہ اسلامی تعلیمات میں اپنا PHD مکمل کیا۔ اگرچہ کہ ڈاکٹر صاحبہ اور ان کے شوہر دونوں ہی تبلیغ اسلام اور حصول علم میں مشغول رہے مگر وہ اپنے چار بچوں کی تربیت سے بھی کبھی غافل نہیں رہے۔

قرآن سے شغف: ڈاکٹر صاحبہ اپنی جوانی سے ہی دینی تعلیم کے حصول میں مشغول رہیں اور ساتھ ساتھ قرآنی تعلیمات کی اشاعت کو اپنا نصب العین بنالیا۔ آپ کیونکہ خود ایک تعلیم یافتہ خاندان سے ہیں لہٰذا آپ اس بات کی قائل ہیں کہ تمام تعلیم یافتہ خواتین کو قرآنی تعلیمات کے حصول کے مواقع ملنا چاہئیں۔ صغر سنی سے ہی تبلیغی اجتماعات میں شرکت اور اسے اپنا مشغلہ بنانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے طلبہ اور معتقدین کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی چنانچہ اس جہاد بالقرآن کے راستے پر چلتے ہوئے ۱۹۹۴ء میں آپ نے الہدیٰ انٹرنیشنل للتعلیمات الاسلامی برائے خواتین کی بنیاد اسلام آباد میں رکھی۔ آگے چل کر ۲۰۰۰ء میں آپ نے کراچی میں بھی الہدیٰ کا آغاز کیا۔

مختصراً یہ کہ ان تمام دینی کاوشوں کے باوجود ڈاکٹر صاحبہ کا خیال ہے کہ ابھی بہت سا کام باقی ہے بایں معنی کہ آپ کا عزم ہے کہ یہ قرآن ہر گھر اور ہر ہاتھ میں پہنچ جائے خواہ مرد ہو یا عورت اس کی تعلیمات سے یکساں طور پر استفادہ کر سکیں۔

الہدیٰ انٹر نیشنل کے نظریات وعقائد

اسلام آباد سے ایک خاتون کا استفتاء اور اس کے مندرجات

استفتاء

حضرت جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم معالیہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبر کاتہ

سائلہ نے اسلام آباد کے ایک ادارے "الہدیٰ انٹر نیشنل" سے ایک سالہ ڈپلومہ کورس ان اسلامک سٹڈیز (One year diploma course in i.s) کیا ہے۔ سائلہ اس ادارے میں طلب علم کی جستجو میں گئی تھی اور ان کے خفیہ عقائد سے ناواقف تھی۔ ایک سالہ کورس کے بعد ان کے عقائد کچھ صحیح معلوم نہ ہوئے تو سوچا کہ علمائے کرام سے فتویٰ طلب کیا جائے تاکہ امت مسلمہ کی بیٹیوں تک عقائد صحیحہ کو پہنچا کر ان کو گمراہی سے بچایا جاسکے۔ ہماری استاد اور الہدیٰ انٹر نیشنل کی نگران محترمہ ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ کے نظریات کا نچوڑ پیش خدمت ہے:

❶ اجماع امت سے ہٹ کر ایک نئی راہ اختیار کرنا۔
❷ غیر مسلم اور اسلام بیزار طاقتوں کے نظریات کی ہمنوائی۔
❸ تلبیس حق وباطل۔
❹ فقہی اختلافات کے ذریعے دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنا
❺ آسان دین۔
❻ آداب ومستحبات کو نظر انداز کرنا۔

اب ان بنیادی نکات کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

① اجماع امت سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کرنا

❶ قضائے عمری سنت سے ثابت نہیں۔ صرف توبہ کر لی جائے۔ قضا نماز ادا

کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

❷ تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا۔

❸ نفل نمازوں صلوۃ التسبیح، رمضان میں طاق راتوں خصوصاً ۲۷ ویں شب میں اجتماعی عبادت کا اہتمام اور خواتین کے جمع ہونے پر زور دینا۔

② غیر مسلم اسلام بیزار طاقتوں کے خیالات کی ہمنوائی

❶ مولوی (عالم) مدارس اور عربی زبان سے دور رہیں:

❷ علماء دین کو مشکل بناتے ہیں۔ آپس میں لڑتے ہیں۔ عوام کو فقہی بحثوں میں اچھالتے ہیں بلکہ ایک موقع پر تو فرمایا کہ اگر آپ کو کسی مسئلے میں صحیح حدیث نہ ملے تو ضعیف لے لیں لیکن علماء کی بات نہ مانیں۔

❸ مدارس میں گرائمر، زبان سکھانے، فقہی نظریات پڑھانے میں بہت وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ قوم کو عربی زبان سیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ لوگوں کو قرآن صرف ترجمے سے پڑھا دیا جائے۔

❹ ایک موقعہ پر کہا (ان مدارس میں جو پہلے سات سات سال آٹھ آٹھ سال کے کورس کرائے جاتے ہیں یہ دین کی روح کو پیدا نہیں کرتے، بلکہ اپنے فقہ کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں) اشارہ درس نظامی کی طرف ہے۔

❺ بدنام زمانہ نام نہاد دانشور وحید الدین خان کی کتابیں طالب علموں کی تربیت کے لئے بہترین ہیں، نصاب میں بھی شامل ہیں اور اسٹالز پر بھی رکھی جاتی ہیں۔ کسی نے سوال کیا کہ ان کے بارے میں علماء کی رائے کیا ہے تو کہا کہ ”حکمت مؤمن کی گمشدہ میراث ہے۔“

③ تلبیس حق وباطل

❶ تقلید شرک ہے (لیکن کونسی برحق ہے اور کس وقت........ غلط ہے یہ کبھی نہیں بتایا)

❷ ضعیف حدیث پر عمل کرنا تقریباً ایک جرم بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ (کہ جب بخاری شریف میں صحیح ترین احادیث کا مجموعہ ہے تو ضعیف احادیث کو کیوں قبول کیا جائے)

④ فقہی اختلافات کے ذریعے دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنا

❶ اپنا پیغام، مقصد اور متفق علیہ باتوں سے زیادہ زور دوسرے مدارس اور علماء پر طعن و تشنیع۔

❷ ایمان، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج کے بنیادی فرائض، سنتیں، مستحبات، مکروہات سکھانے سے زیادہ اختلافی مسائل میں الجھایا گیا۔ (پروپیگنڈہ ہے کہ ہم کسی تعصب کا شکار نہیں اور صحیح حدیث کو پھیلا رہے ہیں)۔

❸ نماز کے اختلافی مسائل رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، ایک وتر، عورتوں کو مسجد جانے کی ترغیب، عورتوں کی جماعت ان سب پر صحیح حدیث کے حوالے سے زور دیا جاتا ہے۔

❹ زکوٰۃ کے بارے میں غلط مسائل بتائے جا رہے ہیں۔ خواتین کو تملیک کا کچھ علم نہیں۔

⑤ آسان دین

❶ دین مشکل نہیں۔ مولویوں نے مشکل بنا دیا ہے۔ دین کا کوئی مسئلہ کسی بھی امام سے لے لیں۔ اس طرح بھی ہم دین کے دائرے میں ہی رہتے ہیں۔

❷ حدیث میں آیا ہے کہ آسانی پیدا کرو تنگی نہ کرو۔ لہٰذا جس امام کی رائے آسان معلوم ہو وہ لے لیں۔

❸ روزانہ یٰسین پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ نوافل میں اصل صرف

چاشت اور تہجد کی نماز ہے۔ اشراق اور اوابین کی کوئی حیثیت نہیں۔

۴ دین آسان ہے۔ عورت کے لئے بال کٹوانے کی کوئی ممانعت نہیں۔ امہات المؤمنین میں سے ایک کے بال کٹے ہوئے تھے۔ (معاذاللہ)

۵ دین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ پکنک پارٹیاں، اچھا لباس، زیورات کا شوق، محبت، من حرم زینۃ اللّٰہ ......۔

۶ خواتین، دین کو پھیلانے کے لئے گھر سے ضرور نکلیں۔

۷ محترمہ کا اپنا عمل طالب علموں کے لئے حجت ہے۔ محرم کے بغیر تبلیغی دوروں پر جانا، قیام اللیل کے لئے راتوں کو نکلنا، میڈیا کے ذریعے تبلیغ (ریڈیو، ٹی وی، آڈیو)۔

⑥ آداب و مستحبات کی رعایت نہیں

خواتین ناپاکی کی حالت میں بھی قرآن چھوتی ہیں، آیات پڑھتی ہیں۔ قرآن کی کلاس میں قرآن کے اوپر نیچے ہونے کا احساس نہیں۔

⑦ متفرقات

۱ قرآن کا ترجمہ پڑھا کر ہر معاملے میں خود اجتہاد کی ترغیب دینا۔

۲ قرآن وحدیث کے فہم کے لئے جو اکابر علمائے کرام نے علوم سیکھنے کی شرائط رکھی ہیں ان کو بے کار، جاہلانہ باتیں اور سازش قرار دینا۔

۳ کسی فارغ التحصیل طالبہ کے سامنے دین کا کوئی حکم یا مسئلہ رکھا جائے تو اس کا سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

۴ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ گلی گلی، محلے محلے الہدیٰ کی برانچ کھلی ہوئی ہیں اور ہر قسم کی طالبہ خواہ ابھی اس کی تجوید بھی درست نہ ہوئی ہو آ کر دوسروں کو پڑھا رہی ہے اور لوگوں کو مسائل میں بھی الجھایا جا رہا ہے۔

۵ گھر کے مردوں کا تعلق عموماً مسجد سے ہے (جہاں نماز کا طریق فقہ حنفی کے مطابق ہے) گھر کی عورتیں مردوں سے الجھتی ہیں ہمیں مساجد کے مولویوں پر اعتماد

نہیں۔

مطلوبہ سوالات

❶ مذکورہ بالا تمام مسائل کی شرعی نقطہ نظر سے وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

❷ محترمہ ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے اس طریقہ کار کی شرعی حیثیت نیز محترمہ کی گلاسکو یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی شرعی حیثیت کیا ہے۔؟

❸ ان کے اس کورس میں شرکت کرنا، لوگوں کو اس کی دعوت دینا اور ان سے تعاون کرنے کی شرعی نقطہ نظر سے وضاحت فرمادیجئے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

مستفتیہ: مسز سیما افتخار

one year diploma holder

AL.Huda international islamabad

الہدیٰ انٹرنیشنل کے نظریات وعقائد

اور قرآن وحدیث سے ان کے جوابات

پہلا نظریہ

اجماع کا انکار

جواب: اجماع یہ آیات قرآن واحادیث نبویہ سے ثابت ہے۔

آیت قرآنی مثلاً:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (١)

ترجمہ: ”اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔“

یہ پھوٹ اجماع امت کے توڑنے کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں آتا ہے:

﴿وَكَذَالِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوا شُهَدَآءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (٢)

ترجمہ: ”اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی امت بنایا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور تم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ بنے۔“

اس امت کے اقوال واعمال متفقہ طور پر جو ہے وہ سب اللہ کے نزدیک درست اور صحیح ہیں کیونکہ یہ امت نہایت اعتدال پر ہے اس امت کے آپس کا اتفاق اجماع حجت ہے اور حق ہے۔ (٣)

---

(١) سورۃ اٰل عمران: آیت ١٠٣

(٢) سورۃ بقرہ: آیت ١٤٣

(٣) احکام القرآن للجصاص: ١/١٠١

احادیث اس اجماع پر اتنی کثرت سے وارد ہوئی ہیں جو کہ حد تواتر تک پہنچ جاتی ہیں۔[۱]

حد تواتر اس کو کہتے ہیں کہ کسی قول یا فعل کو اتنی بڑی تعداد نقل کرے کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال سمجھا جائے، اس سے کسی بھی زمانے میں انکار نہیں کیا گیا تقریباً چوالیس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن میں سے پانچ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ان میں خلفائے راشدین بھی داخل ہیں ان سب کی روایت اجماع کی حجیت پر دلالت کرتی ہیں۔

''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰي ضَلَالَةٍ وَ يَدُ اللّٰهِ عَلَي الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَي النَّارِ''[۲]

ترجمہ: ''اللہ میری امت کو کسی گمراہی پر متفق نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''قَالَ الْمَظْهَرُ فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰي حَقِّيَّةِ اِجْمَاعِ الْاُمَّةِ اَيْ لَا يَجْتَمِعُوْنَ عَلَي ضَلَالَةٍ وَمَعْصِيَةٍ وَالْمُرَادُ اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ مِنْهُمْ وَلَا عِبْرَةَ بِاِجْمَاعِ الْعَوَامِ.''[۳]

ترجمہ: ''علامہ مظہر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس حدیث میں اجماع امت کے حق ہونے کی دلیل ہے کہ میری امت کسی غلط اور گناہ کے کام پر جمع نہیں ہو سکتی اور مراد اس سے علماء کا اجماع ہے، عوام کے اجماع کا اعتبار نہیں۔''

---

(۱) المحصول: ۱۰۹/٤

(۲) ترمذي، ابوب الفتن: ۴۹۰/۲، مستدرك حاكم: ۱۱۵/۸، مشكوة: ص ۳۰

(۳) مرقاة شرح مشكوٰة: ۲۴۹/۱

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے:

"ثَلَاثَةٌ لَا يَغُلُّ عَلَيْهِنَّ. قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ." (۱)

ترجمہ: "تین عادتیں ایسی ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا ① عمل میں اللہ کے لئے اخلاص ② مسلمانوں کی خیر خواہی ③ جماعت کی لزوم اتباع، کیونکہ ان کی دعا سے ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔"

خلاصہ یہ ہے کہ اجماع کا حجت ہونا، پوری امت کا متفقہ عقیدہ رہا ہے اور یہ اجماع فقہ۔ کا تیسرا ماخذ ہے۔

قضا نمازوں کو ادا کرنا

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اگر کسی کی نمازیں قضاء ہو جائیں تو ان کی قضا کرنا ضروری ہے یہی بات متعدد احادیث کے ساتھ جمہور امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔

❶ "عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰي ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَامَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ صَلَّي الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّي الْعَصْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّي الْعِشَاءَ." (۲)

ترجمہ: "حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

(۱) ابن ماجه كتاب المناسك: ص۲۱۹، مشكوٰة: ص۳۵، مستدرك حاكم: ۸۸/۱، مسند احد احمد: ۲۲۵/۳

(۲) ترمذي: ۴۳/۱

روایت ہے وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن مشرکین نے آپ ﷺ کو چار نمازیں پڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان دی اور پھر اقامت کہی پس ظہر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو مغرب کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی اور عشاء پڑھی۔"

❷ "عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذَالِكَ." (۱)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سوتا رہ جائے تو اس کا کفارہ صرف یہی ہے کہ جب یاد آئے تو نماز پڑھ لے۔"

❸ "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَاِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ نَسِيَ ثُمَّ يُصَلِّ بَعْدَهَا اُخْرٰي." (۲)

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے پھر امام کے ساتھ نماز پڑھتے وقت اس کو اپنی چھوڑی ہوئی قضاء نماز یاد آئے تو جب امام سلام پھیرے، تو اس کو چاہئے کہ پہلے وہ بھولی ہوئی قضاء نماز پڑھے پھر اس کے بعد دوسری نماز کو پڑھے۔"

---

(۱) بخاري: ۱/۴۸، مسلم: ۱/۲۷، ابوداؤد: ۱/٦٤

(۲) موطا امام مالك: ص ۱۵۵

علماء امت کا قضاء نماز کی ادائیگی کا فتویٰ

امام جصاص رحمہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

❶ "وَهٰذَا الَّذِيْ وَرَدَ بِهِ الْاَثَرُ مِنْ اِيْجَابِ قَضَاءِ الصَّلٰوةِ الْمَنْسِيَّةِ عِنْدَالذِّكْرِ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ مِنْهُ قَوْلٌ شَاذٌّ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ."[1]

ترجمہ: "یہ جو اثر بھولے سے نماز قضا کے ادا کرنے پر ہے یاد آنے پر اس کی قضا میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور جو بعض سلف سے قول مروی ہے وہ شاذ ہے اس پر عمل نہیں۔"

صاحب رحمۃ الامۃ ارشاد فرماتے ہیں:

❷ "وَاتَّفَقُوْا عَلٰي وُجُوْبِ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ."[2]

ترجمہ: "کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنا ضروری ہے۔"

مشہور شارح مسلم علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

❸ "فِيْهِ وُجُوْبُ قَضَاءِ الْفَرِيْضَةِ الْفَائِتَة سَوَاءٌ تَرَكَهَا بِعُذْرٍ كَنَوْمٍ اَوْ نِسْيَانٍ اَوْ بِغَيْرِ عُذْرٍ."[3]

ترجمہ: "جس شخص کی نماز فوت ہو جائے اس کی قضاء اس پر ضروری ہے خواہ وہ نماز کسی عذر کی وجہ سے رہ گئی ہو، جیسے نیند، بھول یا بغیر عذر وغیرہ۔"

---

(۱) احکام القرآن للجصاص: ۲۸۸/۳

(۲) رحمۃ الامۃ: ص۱٤٦ (مصنف علامہ عبدالرحمن شافعي)

(۳) شرح مسلم للنووي: ۲۳۱/۱، وکذا احکام القرآن ابن العربي: ۱۹۲/۳

دوسرا نظریہ

تین طلاق کو ایک شمار کرنا

اگر کسی نے تین طلاق ایک ساتھ دے دی یا ایک مجلس میں دے دی، تو اب یہ تین ہی شمار ہو گی یا ایک؟

جواب: اس میں جمہور امت اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہی ہے کہ تین ہی شمار ہو گی۔ یہی بات متعدد روایات سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً:

❶ "فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْفَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".[1]

ترجمہ: "(سہل بن سعد) نے آپ ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دے ڈالیں سو آپ نے ان کو نافذ کر دیا۔"

اسی طرح محمد بن لبید کی روایت میں آتا ہے:

❷ "اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ حَتّٰي قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَقْتُلُهٗ".[2]

ترجمہ: "آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غصہ میں آکر کھڑے ہو گئے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے حتیٰ کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ حضرت کیا میں اس کو قتل کر دوں۔"

---

(۱) ابوداود: ۱/۳۰۶

(۲) نسائي: ۸۲

متعدد روایات میں یہ بات ملتی ہے۔[1]

بعض روایات میں اگر اس کے خلاف کچھ پایا بھی جاتا ہے تو حضرت عمر کا فتویٰ جو انہوں نے اپنے فرمان میں دیا کہ اگر کسی نے ایک مجلس میں یا ایک ساتھ تین طلاق دی تو وہ تین ہی واقع ہو جاتی ہے اس پر پھر صحابہ وتابعین کا اتفاق ہو گیا۔ اسی وجہ سے ائمہ اربعہ جن کے مسائل پر تمام دنیا کے لوگ عمل کرتے ہیں ان سب کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔[2]

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس بات پر تمام صحابہ، تابعین کا اجماع ہو چکا۔ اور پھر اس کی جو مخالفت کرتا ہے تو وہ پھر اجماع کا منکر اور اس کا تارک ہے، اور جمہور کا اتفاق ہے کہ اجماع کے بعد اختلاف کرنا مردود ہے۔[3]

نفلی نمازوں، صلوۃ التسبیح وغیرہ کو جماعت کے ساتھ پڑھنا

احناف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک، نفلی نمازوں میں تراویح صلوۃ کسوف اور خسوف کے علاوہ جماعت کے ساتھ پڑھنا مشروع نہیں ہے، اگر دو تین آدمی خفیہ طور پر بغیر اعلان کے بغیر اہتمام کے نفل کی جماعت کرے تو اس کی صرف مردوں کو گنجائش ہے، مگر عورتوں کے لئے تو گھر کے اندر نماز پڑھنے کی تاکید ہے، ان کو تو فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی اجازت نہیں تو نفل نماز، صلوۃ التسبیح وغیرہ کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے؟

---

(۱) مثلاً بخاري: ۷۹۱/۲، مسلم: ٤٦٣/١، ٤٦٣/١، سنن الكبير: ٣٧٧/٧، دارقطني: ٤٣٨/٢، مجمع الزوائد: ٣٣٦/٤، ابوداود: ٣٠٠/١

(۲) عمده القاري: ٥٢٧/٩، فتح القدير: ٢٠٥/٣، اعلام الموقعين: ٢٧/٢، فتح الباري: ٢٩٣/٩، زرقاني (مالكي) ١٦٧/٣، روح المعاني: ١١٨/٢، شرح مسلم: ١٨٧/٢، بخاري: ٢٩/٢، ميزان الشعراني: ٧٩/٣ وغيره

(۳) فتح الباري شرح البخاري: ٢٩٣/٩

مولوی، مدارس اور عربی زبان سے دور رہیں

علماء کی اہمیت

مولوی یہ تو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے متعدد ارشادات ہیں۔ مثلاً:

"اَلْعِلْمُ مِیْرَاثِیْ وَمِیْرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ." (۱)

ترجمہ: "علم میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی میراث ہے۔"

"اَکْرِمُوْا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ فَمَنْ اَکْرَمَھُمْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ." (۲)

ترجمہ: "علماء کا اکرام کرو کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں جس نے علماء کا اکرام کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اکرام کیا۔"

"اَلْعَالِمُ اَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ." (۳)

ترجمہ: "عالم زمین میں اللہ کا امین ہے۔"

ان فضائل کی روشنی میں اب جو علماء حق کی اہانت کرے گا تو اس کے بارے میں اہل فتاویٰ فرماتے ہیں کہ علم دین کی وجہ سے اگر کوئی علماء کی توہین و تذلیل کرتا ہے تو یہ کفر ہے تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے ورنہ فسق ہے۔ توبہ ضروری ہے۔ (۴)

مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: علماء حق ہونے کی وجہ سے کوئی گالی دیتا ہے۔ تو اب اس کے ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے سوء خاتمہ کا قوی خطرہ ہے اس کو توبہ لازم ہے۔ (۵)

(۱) کنز العمال: ص ۷۷/۱۰

(۲) خطیب بغدادي بحوالہ کنز العمال: ۸۵/۱۰

(۳) کنز العمال: ۷۷/۱

(۴) شامي: ۲۸٦/۲

(۵) فتاوي محمودیہ: ص ۱٤ /۸۱

مدارس کی اہمیت کے بارے میں ابن الحسن عباسی صاحب فرماتے ہیں:

❶ قرآن وحدیث اور اسلامی علوم وفنون سے علم وغیرہ کے ربط و تعلق کو قائم رکھنے کا واحد ذریعہ یہی مدارس ہیں۔

❷ مساجد کے لئے مناسب علمی صلاحیت کے حامل خطباء وائمہ اور اسلامی تعلیمات کے لئے اساتذہ اور مدارس اور مدرسین کا فریضہ بھی یہ مدارس انجام دے رہے ہیں۔

❸ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زندگی کے مختلف شعبوں میں عوام کے درپیش مسائل کے فقہی حل کے لئے دارالافتاء کے قیام اور اس کے لئے ماہر علماء اور اہل بصیرت مفتیان کو مہیا کرنے کی ذمہ داری بھی ان ہی مدارس نے سنبھالی ہے۔

❹ اصلاح احوال کے لئے معاشرہ میں مختلف سمت مختلف انداز وطریقے سے ہونے والی کوششوں کا منبع بھی یہی دینی مدارس ہیں۔[1]

بہر حال آج جو دین کی شکل وصورت باقی ہے۔ یہ بھی مدارس اور علماء کا احسان عظیم ہے۔

عربی زبان کی اہمیت

عربی زبان کی اہمیت، منفعت، افادیت اہل علم سے مخفی نہیں، روایات اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں زبان عربی ہی تھی۔ اور دنیا میں جب تشریف لائے تو عربی ہی بولتے تھے۔[2]

اور اللہ نے جتنی کتابیں نازل کی ہیں وہ سب لوح محفوظ میں عربی زبان میں تھیں، مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کتابوں کا ترجمہ ان نبی کی زبان میں کر کے بتاتے تھے۔ لیکن قرآن مجید کی خصوصیت یہ ہے کہ جس طرح لوح محفوظ میں تھا،

(۱) ديني مدارس ماضي، حال، مستقبل: ص ۷۳

(۲) معارف القرآن

اسی طرح بعینہٖ زمین پر اتارا گیا۔[1]

مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ عربی زبان کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اسلام اور عربی زبان کا باہمی محکم رشتہ ہے وہ محتاج بیان نہیں، اسلام کا قانون عربی زبان میں ہے۔ اسلام کا آسمانی صحیفہ قرآن حکیم عربی زبان میں ہے۔ اسلام کے پیغمبر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی زبان عربی ہے، رسالتمآب ﷺ کی تمام تر تعلیمات ہدایات اور ارشادات کا پورا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔"[2]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

"... تَعَلَّمُوا الْعَرَبِيَّةَ فَاِنَّهَا مِنْ دِيْنِكُمْ ..."

ترجمہ: "عربی زبان سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے۔"[3]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں لکھا:

"اَمَّا بَعْدُ فَتَفَقَّهُوْا فِي السُّنَّةِ، وَتَفَقَّهُوْا فِي الْعَرَبِيَّةِ وَاَعْرِبُوْا الْقُرْآنَ لِاَنَّهُ عَرَبِيٌّ."[4]

علامہ ابوالزناد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں:

"مَا تَزَنْدَقَ مَنْ تَزَنْدَقَ بِالْمَشْرِقِ اِلَّا جَهْلًا بِكَلَامِ الْعَرَبِ."[5]

ترجمہ: "مشرق میں کتنے زنادقہ پیدا ہوئے وہ عربی زبان وادب سے ناواقفیت کی بنیاد پر پیدا ہوئے۔"

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

---

(۱) روح المعانی

(۲) بینات

(۳) ایضاح الوقف والابتداء: ۱/۱۵

(۴) اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۲۰۷

(۵) المدخل الی العربیة

"لَايُقْبَلُ الرَّجُلُ بِنَوْعٍ مِنَ الْعُلُوْمِ مَا لَمْ يَتَزَيَّنْ عِلْمُهٗ بِالْعَرَبِيَّةِ."

ترجمہ: "علم کی قبولیت کے لئے عربی زبان سے لگاؤ ضروری ہے۔"

حضرت ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں عربی زبان وادب اور اسلامی عقائد کے درمیان اعضاء جسمانی کے جوڑوں و مفاصل کے ربط کی طرح مضبوط ربط ہے۔[1]

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے علوم کو بقدر کفایت حاصل کرنا فرض ہے، اور عربی زبان اس کے لئے بطور کنجی اور چابی کے ہے، تو اس کا حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

علامہ ابن نجفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل اجتہاد وفتاویٰ کہلانے والا اگر لغت عرب سے ناواقف ہو گا تو وہ خود بھی گمراہ ہو گا اور دوسرے کو بھی گمراہ کرے گا۔[2]

غرض یہ کہ عربی زبان کی اہمیت شریعت کی نظر میں بہت زیادہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ وحید الدین خان کی کتابوں کا مطالعہ

علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ علامہ وحید الدین خان کے نظریات بدلتے رہتے ہیں اور ان کے عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت سے مختلف ہیں اس لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ نقصان دہ ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "وحید الدین خان علماء اور دانشوروں کی نظر میں" اس کا مطالعہ مفید ہو گا۔)

تقلید شرک ہے

تقلید کی تعریف حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱) اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۱۲٤

(۲) الخصائص: ۳/۲٤٥

فرماتے ہیں کہ تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلادے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔[1]

اور تقلید صرف ان مسائل میں کی جاتی ہے جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں صراحتًہ نہ ملے۔

تقلید ناجائز ہے

اگر یہ تقلید حق کی مخالفت کے لئے کی جائے جیسے کہ کفار مکہ و مشرکین رسول کی مخالفت کے لئے اپنے گمراہ لوگوں کی تقلید کرتے تھے۔ تو یہ ناجائز ہے اور اگر حق پر عمل کرنے کے لئے تقلید کرے کہ میں مسائل کا براہ راست استنباط نہیں کرسکتا اس لئے مجتہد کتاب و سنت کو زیادہ سمجھتے ہیں اس لئے اس سے خدا اور رسول کی بات سمجھ کر عمل کرے تو یہ تقلید جائز ہے۔

جیسے کہ قرآن میں بھی آتا ہے:

﴿ وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ ٱلْأَمْنِ أَوِ ٱلْخَوْفِ أَذَاعُوا۟ بِهِۦ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ ۗ ﴾[2]

ترجمہ: ”جب ان لوگوں کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی تو یہ اس کی اشاعت کرتے ہیں اور اگر اس معاملہ کو رسول ﷺ کی طرف یا اپنے اولو الامر کی طرف کو لوٹا دیتے تو ان میں سے جو لوگ استنباط کے اہل ہیں وہ اس کی حقیقت کو معلوم کر لیتے۔“

متعدد احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ آدمی مجتہد کی بات پر اعتماد کرے

---

(۱) الاقتصاد: ص ٤، تفصیل کے لئے ڈاکٹر محسن عثمان ندویؒ کی کتاب بنام وحید الدین خان علماء اور دانشوروں کی نظر میں اس کا ملاحظہ اہل عقل کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

(۲) سورۃ نساء: آیت ۸۳

اور اس کے کہنے کے مطابق عمل کرے۔

ایک امام کی تقلید لازمی کیوں؟

اس بارے میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ان چاروں مسالک (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے اختیار کرنے میں عظیم مصلحت ہے اور ان سب کے سب سے اعراض کرنے میں بڑے مفاسد ہیں پوری امت کے ارباب علم و فضل جن کی قیادت و سیادت پر اتفاق ہے۔(۱)

اور کوئی قابل ذکر عالم اور بزرگ ایسا نہیں ملے گا جو ان چار ائمہ میں سے کسی کا تابع دار نہ ہو۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ان چار اماموں میں سے ایک امام کی اتباع لازمی ہے اگر اس بات کی اجازت ہو کہ انسان جس امام کی جب چاہے اتباع کرے، تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ مذہب میں آسانیاں ڈھونڈ کر اپنی خواہشات نفس کے مطابق ان پر عمل کریں گے، حلال، حرام، واجب اور جائز کا سارا اختیار خود لوگوں کو مل جائے گا اور بالآخر شرعی احکام کی پابندیاں نامکمل ہو کر رہ جائیں گی۔ البتہ پہلے زمانے میں ایک امام کی تقلید اس لئے ضروری نہیں تھی کہ اس زمانے میں فقہی مذاہب مکمل طور سے مدون نہیں ہوئے تھے۔ مگر اب سب پر لازم ہے کہ وہ کسی ایک مسلک کو پسند کرے اور پھر اس کی تقلید کرتا رہے۔(۲)

تقلید نہ کرنے کے نقصانات

خود غیر مقلدین کے مستند عالم مولانا محمد حسین بٹالوی ترک تقلید کے نقصان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

”پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ

---

(۱) عقد الجيد في احكام الاجتهاد و التقليد: ص ۱۳

(۲) المجموع شرح المذهب للنووي: ص ۹۰

بے عملی کے ساتھ مجتہد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مطلقاً تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر میں اسلام کو ہی سلام کر بیٹھتے ہیں کفر وارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دین داروں کے لئے بے دین ہونے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ خود اہل حدیث میں موجود بے علم یا کم عمل ہو کر ترک مطلق تقلید کے دعوی دار ہیں وہ ان نتائج سے دور ہیں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔"[1]

ضعیف حدیث پر عمل کرنا جرم نہیں ہے

(بخاری میں صحیح ترین احادیث موجود ہیں تو پھر ضعیف حدیث کو ہم کیوں قبول کریں)

جواب: مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

"صحیح احادیث صرف بخاری اور مسلم میں ہی منحصر نہیں، بلکہ حدیث کی صحت کا دارومدار اس پر ہے کہ اس کی اسناد اصول حدیث کی شرائط کے اوپر پوری اترتی ہو۔ چنانچہ امام بخاری اور امام مسلم کے علاوہ سینکڑوں ائمہ حدیث نے احادیث کے مجموعے مرتب فرمائے ان میں جو حدیث مذکورہ شرائط پر پوری اترتی ہے وہ صحیح ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے ان کتابوں کی کوئی حدیث، سند میں امام بخاری و مسلم سے بھی اعلیٰ معیار کی ہو۔ مثلاً ابن ماجہ صحاح ستہ میں چھٹے نمبر پر ہے لیکن اس میں بعض احادیث جس کی اعلیٰ سند ہے، ایسی بخاری اور مسلم کی بھی نہیں ہے۔"[2]

---

(۱) اشاعۃ السنۃ: ۴/۱۱۸۸

تقلید کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا ① تقلید ائمہ مولانا محمد اسماعیل سنبھلی ② اجتہاد و تقلید مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ تعالیٰ ③ تقلید کی شرعی حیثیت مولانا تقی عثمانی۔

(۲) ماتمس الیہ الحاجۃ

اب یہ خیال کہ اصل بخاری اور مسلم میں جو روایت نہیں ہے، وہ صحیح نہیں ہے غلط ہے، بلکہ حدیث صحیح ہونے کے لئے اصل یہ ہے کہ اس حدیث کا اصول حدیث کے لحاظ سے کیا مقام ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فضائل اعمال میں ضعیف احادیث پر عمل کرنا درست ہے، اس کو پورا ثواب ملے گا۔" علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "احکام میں بھی اس پر عمل کرنا درست ہے جب کہ اس میں احتیاط ہو۔"[1]

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کہ ضعیف احادیث پر عمل کرنا مستحب کہلایا جائے گا۔"[2]

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"درمختار میں ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (علامہ شامی) اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں، کہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ شرح اربعین میں فرماتے ہیں کہ ضعیف حدیث پر عمل اس لئے درست ہے کہ اگر وہ حقیقت میں صحیح ہے تو اس کا حق عمل کرنے سے ادا ہو گیا ورنہ اس پر عمل کرنے سے حلال حرام یا غیر کے حق کا ضائع کرنا مرتب نہیں ہوتا۔"[3]

عورتوں کی جماعت میں شرکت

علماء احناف کے نزدیک عورتوں کا مسجد میں جا کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

کیونکہ حدیث میں آتا ہے:

"صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا

(۱) طحطاوی، درالمختار: ۱/۸۷

(۲) اعلام الموقعین، تقریب

(۳) مقدمہ اعلاء السنن ضعیف روایت کے عمل کے سلسلہ میں مقدمہ اعلاء السنن کا مقدمہ بہت مفید ہے۔

فِيْ حُجَرِ تِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجَرِتِهَا.“

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم عورتوں کی نماز گھر پر زیادہ بہتر ہے، اپنے کمرے کی نماز سے اور کوٹھڑی میں بہتر ہے، کمرے کی نماز سے۔“

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”لَوْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَایٰ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ.“[۱]

ترجمہ: ”اگر نبی کریم ﷺ عورتوں کے پیدا کردہ حالات کو دیکھ لیتے، تو عورتوں کو ضرور بضرور مسجد میں جانے سے روک دیتے۔ جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے تھے: کہ نکل جاؤ اپنے گھروں کی طرف وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔[۲]

اسی طرح آپ نے حضرت ابو حمید ساعدی کی بیوی کو جب کہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کے ساتھ نماز کو پسند کرتی ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو مگر تمہاری نماز، تمہارے گھر کے کمرے میں بہتر ہے۔ تمہارے گھر میں نماز پڑھنے سے اور تمہارے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے اور قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ اس ارشاد کو سن کر پھر ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کبھی مسجد میں نہیں

(۱) بخاري: ۱/ ۱۱۹، مسلم: ۱/ ۱۸۳

(۲) مجمع الزوائد: ۱/ ۱۵۶

آئیں: ”حَتّٰي لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ“ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔[۱]

عورتوں کی امامت

عورتوں کی جماعت جبکہ عورت ہی امام ہو اس کا ثبوت خیر القرون سے آج تک نہیں ملتا۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے:

”... لَا خَيْرَ فِي جَمَاعَةِ النِّسَاءِ...“[۲]

ترجمہ: ”عورتوں کی جماعت میں کوئی بھلائی نہیں۔“

کہ عورتیں نہ مردوں کو نماز پڑھا سکتی ہیں، اور نہ ہی عورتوں کو۔[۳]

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت امامت نہ کرے۔[۴]

اس پر سب ائمہ کا ہی اتفاق ہے کہ جہاں پر بعض صحابیات کے بارے میں آتا ہے کہ وہ امامت کرتی تھیں۔ ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ ابو داؤد کی شرح بذل المجہود میں ہے:

”وَيُرْوٰي فِي ذَالِكَ اَحَادِيثُ وَلٰكِنْ كَانَتْ فِي اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَتْ.“[۵]

ترجمہ: ”کہ جو روایت کی گئی ہے کہ عورتیں امامت کرواتی تھیں، یہ ابتداء اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔“

---

(۱) مسند احمد ترغیب و ترھیب: ص۵۸، مجمع الزوائد: ۱/ ۱۰۰، اسی طرح اور بھی بہت سی احادیث میں عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے دیکھیں ترغیب وترھیب: ۱/ ۶۹، ۱/ ۱۸۸، عمدہ القاري: ۳/ ۲۸، مجمع الزوائد: ۲/ ۳۳ وغیرہ ہیں یہ بہترین رسالہ لکھا گیا ہے خواتین اسلام کی بہترین مسجد از مولانا حبیب الرحمن قاسمی استاد حدیث دار العلوم دیو بند۔

(۲) اعلاء السنن: ٤/ ۲۱٤، ومجمع الزوائد: ۱/ ۱۵۵، طبراني في الاوسط، مسند احمد

(۳) اعلاء السنن: ٤/ ۲۱۵

(۴) مدونة الكبريٰ: ۱/ ۸٦

(۵) بذل المجهود: ۱/ ۳۲۱

اسی طرح مولانا عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَحُمِلَ فِعْلُهَا اَيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهَا فِي الْجَمَاعَةِ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ قَالَ فِي الْفَتْحِ اَلْحَاصِلُ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ." (۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل محمول کیا جائے گا ابتداء اسلام پر اور فتح میں ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ابتداء میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔"

یہ کہنا کہ دین مشکل نہیں مولویوں نے مشکل بنادیا ہے

(دین کا کوئی مسئلہ کسی بھی امام سے لے لیں اسی طرح ہم دین کے دائرے میں ہی رہتے ہیں)

علماء اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ ایک ہی امام کی اتباع اور تقلید واجب ہے کیونکہ نفس پرستی اور خواہشات کا دور ہے ہر امام کے مذہب میں کچھ آسانیاں ہیں تو کچھ مشکلات بھی اگر ہر امام کی آسانیوں پر عمل کیا جائے تو لوگ خواہشات نفس پر عمل کرنا شروع کردیں گے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ ایک مسلک کو پسند کرے اور پھر معین طور سے اس کی تقلید کرے۔ (۲)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَبَعْدَ الْمِئَتَيْنِ فِيهِمْ تَمَذْهُبٌ لِلْمُجْتَهِدِيْنَ وَقَلَّ مَنْ كَانَ لَا يَعْتَمِدُ عَلَي مُجْتَهِدٍ وَكَانَ هٰذَا هُوَ الْوَاجِبَ فِيْ ذَالِكَ الزَّمَانِ الخ."

ترجمہ: "دوسری صدی کی تہذیبوں میں متعین یعنی ایک مجتہد کی اتباع کا رواج ہو گیا اور بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو کسی خاص مجتہد کے مذہب پر اعتماد نہ کرتے ہوں، اور اس زمانے میں یہی واجب اور ضروری

---

(۱) حاشیه هدایه: ۱/ ۱۹۳

(۲) المجموع شرح المهذب للنووي: ص ۹۸

تھا۔"

اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیشین گوئی فرمائی تھی:

"اَنْتُمُ الْیَوْمَ فِیْ زَمَانِ الْھَوٰی فِیْهِ تَابِعٌ لِعِلْمٍ وَسَیَأْتِیْ عَلَیْکُمُ الزَّمَانُ یَکُوْنُ الْعِلْمُ فِیْهِ تَابِعٌ لِلْهَوٰی." (۱)

ترجمہ: "آج تم ایسے زمانے میں ہو جس میں خواہشات نفس علم کے تابع ہے اور تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علم خواہش نفس کے تابع ہو گا۔"

خواہشات نفس آہستہ آہستہ آدمی کو کفر والحاد تک پہنچادیتی ہیں، چاروں ائمہ کی مثال علاج کے چار طریقوں کی ہیں، وہ چار طریقے یہ ہیں: ① ایلوپیتھک ② ہومیوپیتھک ③ طب یونانی ④ وید ک۔

سب کے طریقہ علاج میں اختلاف ہے اور سب کا مقصد ہی صحت ہے، اسی طرح چاروں ائمہ کا مقصد جنت کا راستہ دکھانا ہے، پھر جو آدمی ایک دن ایک کا علاج دوسرے دن دوسرے کا علاج کرائے گا۔ اس سے صحت کی بجائے بیماری میں اضافہ ہو گا، ایک ہی طریقہ کے مطابق علاج کروانے میں فائدہ ہو گا اسی طرح ایک ہی امام کی اتباع میں فائدہ ہو گا۔ ایک مسئلہ ایک امام کا، دوسرا دوسرے امام کا، اس سے نقصان ہو گا فائدہ نہیں ہو سکتا۔

(روزانہ یٰسین پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں نوافل میں اصل صرف چاشت اور تہجد ہے، اشراق اور اوابین کی کوئی حیثیت نہیں ہے)

سورۃ یٰسین کا ثبوت احادیث صحیحہ سے

محدثین فرماتے ہیں کہ یٰس شریف کا پڑھنا یہ بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت

(۱) احیاء العلوم: ۸۶/۱

ہے نیز اکابرین کا سورۂ یٰس کا روزانہ پڑھنے کا معمول رہا ہے۔ اس کے فضائل بھی بہت کثرت سے احادیث میں وارد ہوئے ہیں مثلاً:

❶ سورۃ یٰس قرآن مجید کا دل ہے۔ (۱)

❷ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مجھ کو پہنچا ہے کہ جو شخص سورۃ یٰسین کو شروع دن میں پڑھ لے اس کے تمام دن کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ (۲)

❸ جس نے رات میں اللہ کی رضا کے لئے سورۃ یٰس پڑھی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (۳)

❹ جس شخص نے سورۃ یٰس کو رات میں پڑھا اور پھر وہ مر گیا تو وہ شہید مرا۔ (۴)

❺ اسی طرح بہت سی احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہے۔ (۵)

اشراق کا ثبوت احادیث صحیحہ سے

❶ جس شخص نے فجر کی نماز ادا کی پھر اسی جگہ پر بیٹھا رہا اور ذکر کرتا رہا پھر دو رکعتیں (اشراق کی) ادا کی تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ (۶)

❷ اسی طرح حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے اور پھر اشراق کی دو رکعتیں پڑھنے تک زبان سے بھلائی کی باتوں کے سوا کچھ نہ نکالے تو اس کے گناہ خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو معاف کر دیئے

(۱) ابوداؤد، مسند احمد، ابن ماجة، نسائي، حاكم

(۲) مسند دارمي

(۳) مؤطا مالك، ابن حبان، ترغيب ابن السني

(۴) مظاهر حق، شرح وترجمه مشكوٰة

(۵) مظاهر حق، معارف القرآن: ۶۲/۷، فضائل قرآن (شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ) میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

(۶) ترغيب وترهيب: ۱۶۴/۱، ترمذي

جاتے ہیں۔[۱]

اوابین کی نماز کا ثبوت بھی احادیث صحیحہ سے

اوابین کا ذکر بھی احادیث میں متعدد مقامات پر آیا ہے:

❶ ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ نکالے تو یہ چھ رکعات اس کے بارہ سال کی عبادت کے برابر شمار ہوتی ہیں۔[۲]

❷ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مغرب کے بعد بیس رکعات اوابین کی پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔[۳]

تیسرا نظریہ

عورتوں کے لئے بال کٹوانا جائز ہے

(بال کٹوانے کی کوئی ممانعت نہیں، امہات المؤمنین میں سے ایک کے بال کٹے ہوئے تھے)

جواب: اگر کوئی عورت بال کٹوائے تو عذر کی وجہ سے کٹوا سکتی ہے۔ جیسے کہ حج کے موقع پر یا کسی بیماری وغیرہ میں، اور ازواج مطہرات کا یہ عمل ضرورت پر ہی محمول ہے کیونکہ ازواج مطہرات عمر بھر کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی تھی، اسی لئے وہ عمر بھر تک عدت میں ہی تھیں اسی لئے ترک زینت کے لئے وہ بالوں کو کٹوا دیتی تھی مگر وہ بال جب بھی مردوں کی طرح نہیں تھے، وہ بال وفرہ تھے اور وفرہ کندھے کے نیچے تک کے بالوں کو کہتے ہیں، مگر ازواج مطہرات کے علاوہ اور

---

(۱) ابوداؤد وکذا في مسند احمد

(۲) ابن ماجة، ترمذي، ابن خزيمه، بحواله ترغيب وترهيب: ۲۲۷/۱

(۳) ترمذي وهكذا في الترغيب والترهيب

عورتوں کی عدت چار ماہ دس دن ہوتی ہے، اس لئے ان کا بالوں کو کٹوانا ایک طرف مردوں کے مشابہ ہونے اور دوسری طرف تشبہ بالکفار کی وجہ سے ناجائز ہو گا۔ اور یہ بال صرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چھوٹے تھے تمام ازواج مطہرات میں سے، دوسری طرف یہ بات بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیماری کی وجہ سے بال چھوٹے ہو گئے تھے۔ (۱)

نیز یہ کہ اس حدیث کے بارے میں محدثین نے بھی کلام کیا ہے اور حدیث کو صحیح نہیں بتایا ہے۔ (۲)

یہ کہنا کہ خواتین دین پھیلانے کے لئے گھر سے ضرور نکلیں

(محترمہ کا اپنا عمل طالب علموں کے لئے حجت ہے محرم کے بغیر تبلیغی دوروں پر جانا قیام اللیل کے لئے راتوں کو نکلنا، میڈیا کے ذریعے تبلیغ)

عورتوں کا محرم کے ساتھ سفر کرنے کو علماء حق نے جائز قرار دیا ہے، اور یہی بات متعدد روایات سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً:

”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.“ (۳)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔“

ایک دوسری روایت میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

”عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ

---

(۱) جمع الفوائد: ۱/۳۱۲

(۲) تفصیلی جواب کے لئے ملاحظہ فرمائے، امداد الاحکام: ۴/۳۵۴

(۳) بخاري: ۱/۲۵۰

مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَلَيسَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَم." [۱]

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ بغیر محرم کے ایک دن یا ایک رات کے برابر سفر کرے۔"

اسی وجہ سے امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں یہ ہے کہ اگر حالات امن کے ہیں دین داری ہے تو اب تین دن کے مسافت کے برابر عورت سفر کرسکتی ہے۔ اگر حالات پر خطر ہیں جیسے کہ آج کل ہے تو اس صورت میں ایک دن ایک رات کا بھی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ آج کل کے علماء بھی یہی فرماتے ہیں کہ عورت گھر کے باہر بغیر محرم کے نہ نکلے، کیونکہ فتنہ کا دور ہے۔

یہ کہنا کہ آداب و مستحبات کی رعایت ضروری نہیں

مثلاً: ناپاکی کی حالت میں قرآن کا چھونا، پڑھنا جائز ہے۔ [۲]

علماء فرماتے ہیں ناپاکی حالت میں مثلاً حیض، نفاس وغیرہ میں عورت کا قرآن کو ہاتھ لگانا، تلاوت کرنا سب ناجائز ہے۔ اور بغیر وضوء کے بھی قرآن کو ہاتھ لگانا حرام ہے مگر تلاوت کرنے کی اجازت ہے۔ یہی بات قرآن، احادیث اور جمہور امت وائمہ اربعہ کے مذہب سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً:

"لَايَمَسُّهٗ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ." [۳]

ترجمہ: "نہیں ہاتھ لگائے اس قرآن کو مگر پاک لوگ۔"

❶ "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

---

(۱) بخاري: ۱/۱٤۸، وكذا مسلم: ۱/٤۳۳

(۲) نظریہ فرحت نسیم ہاشمی صاحبہ، روزنامہ نوائے وقت، ۱۷۔ مارچ، ۲۰۰۲ء میں بھی چھپ چکا ہے۔

(۳) سورة واقعه: آيت ۷۹

صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَمَسُّ الْقُرْآنَ اِلَّا طَاهِرٌ." [1]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قرآن مجید کو پاک آدمی کے سوا کوئی ہاتھ نہ لگائے۔"

❷ "عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ اِلَي الْيَمَنِ قَالَ لَا تَمَسَّ الْقُرْآنَ اِلَّا وَاَنْتَ طَاهِرٌ." [2]

ترجمہ: "حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ آپ ﷺ نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم قرآن کو ہاتھ نہ لگانا، مگر اس حالت میں کہ تم پاک ہو۔"

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن اور بہنوئی سے کہا کہ وہ کتاب جو تم پڑھ رہے تھے دکھادو اس پر ان کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اللہ کی کتاب کو پاک ہی لوگ ہاتھ لگا سکتے ہیں اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل یا وضوء کیا اس کے بعد ان کو ان کی بہن نے وہ ورقہ دیا، جس پر سورت طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ [3]

علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰي وَاَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ وَالْاَئِمَّةِ اِلٰي مَنْعِ الْحَائِضِ وَالْجُنُبِ عَنْ قِرَأَةِ الْقُرْآنِ قَلِيْلِهَا وَكَثِيْرِهَا." [4]

---

(۱) طبراني، مجمع الزوائد: ۲۷۹/۱

(۲) مستدرك حاكم: ۴۸۵/۳، دارقطني: ۱۲۲/۱

(۳) دارقطني: ۱۳۳/۱

(۴) معارف السنن: ٤٤٥

ترجمہ: ”جمہور علماء، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ وامام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور اکثر علماء اور ائمہ سب حائضہ اور جنبی کو قرآن کی تلاوت سے منع کرتے ہیں خواہ وہ زیادہ ہو، یا کم ہو۔“

اسی طرح مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

جمہور امت اور ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے طہارت شرط ہے اس کے خلاف کرنا گناہ ہے، ظاہری نجاست سے ہاتھ کا پاک ہونا، باوضوء ہونا، حالت جنابت میں نہ ہونا سب اس میں داخل ہے۔ یہی حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علامہ زہری، نخعی، حماد، امام مالک، امام شافعی، ابو حنیفہ رحمھم اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے۔ (۱)

کیمرے کی تصویر جائز ہے

کیونکہ کیمرے کی تصویر عکس ہے اس لئے یہ مباح ہے، وہ مجسمے ونقوش اور تصاویر جو کہ ہو بہو بعینہ نہ ہو اور ان سے مقصود تعظیم اور شرک نہ ہو تو ایسی تصاویر ناپسندیدہ نہیں۔ (۲)

علماء فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصاویر ناجائز اور حرام ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: جس طرح سے تصویر کھینچنا ناجائز ہے، ایسے ہی فوٹو سے تصویر بنانا یا پریس پر چھاپنا یا سانچہ اور مشین وغیرہ میں ڈالنا یہ سب ناجائز ہے۔ (۳)

ابتداء میں کچھ لوگوں کا اختلاف تھا کہ کیمرے سے تصویر کھینچنا یہ جائز ہے مگر ان علماء کا رجوع مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تصویر کے شرعی احکام

(۱) معارف القرآن: ۲۸۶/۸

(۲) کیسٹ، اسلام اور فوٹو گرافی

(۳) تصویر کے شرعی احکام: ۶۱

میں ذکر کر دیا ہے۔ (۱)

کیونکہ احادیث میں مطلقاً تصویر کو ناجائز کہا گیا ہے اس لئے اس میں ہر قسم کی تصویر داخل ہوگی۔ مثلاً:

"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالَ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ." (۲)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ جو تصویر بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو صورت تم نے پیدا کی ہے اس میں جان بھی ڈالو۔"

غیر ذی روح کی تصویر بنانا جائز ہے جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک ایسا شخص ہوں، کہ میرا ذریعہ معاش میرے ہاتھوں کا ہنر ہے میں تصویر بناتا ہوں، کیا میرے لئے یہ ذریعہ معاش درست ہے؟ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں وہی بات تمہیں بتاؤں گا جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہے کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دیں گے جب تک وہ اس میں روح نہ ڈالے اور وہ اس میں روح نہیں ڈال سکے گا یہ سن کر اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا اور اس شخص نے یہ سن کر گہرا سانس لیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بھلا ہو ہمارے لئے اگر تم نے تصویر بنانی ہی ہے، تو ان درختوں کی اور ایسی چیزوں کی تصویر بناؤ جس میں روح نہ ہو۔ (۳)

(۱) مقدمہ تصویر کے شرعی احکام

(۲) بخاري شريف: ۲/ ۸۸۰

(۳) مشکوٰۃ: ۳۸٦

یہی مذہب جمہور امت اور ائمہ اربعہ کا ہے۔ جیسے کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَفِي التَّوْضِيحِ قَالَ اَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ تَصْوِيْرُ صُوْرَةِ الْحَيَوَانِ حَرَامٌ اشد التَّحْرِيْمِ وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ سَوَاءٌ صَنَعَهُ لما يتهن اَوْ بِغَيْرِهِ فَحَرَامٌ بِكُلِّ حَالٍ لِاَنَّ فِيْهِ مُشَابهة بِخَلْقِ اللهِ وَسَوَاءٌ كَانَ فِيْ ثَوْبٍ اَوْ بِسَاطٍ اَوْ دِيْنَارٍ اَوْ دِرْهَمٍ اَوْ فَلَسٍ اَوْ اِنَاءٍ اَوْ حَائِطٍ وَاَمَّا مَالَيْسَ فِيْهِ صُوْرَةُ حَيَوَانٍ كَالْحَجَرِ وَنَحْوِهِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ سَوَاءٌ كَانَ فِيْ هٰذَا كُلِّهِ مَالَهٗ ظِلٌّ وَمَا لَا ظِلَّ لَهٗ وَبِمَعْنَاهُ قَالَ جَمَاعَةُ الْعُلَمَاءِ فِيْهِمْ مَالِكٌ وَالسُّفْيَانُ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَغَيْرُهُمْ اِنْتَهٰي.''[1]

ترجمہ: توضیح میں ہمارے اصحاب نے کہا ہے حیوان کی تصویر ناجائز ہے اور یہ کبیرہ گناہ میں سے ہے، چاہے کیمرے سے ہو، یا غیر کیمرے سے، ہر حال میں حرام ہے۔ مشابہت خلق اللہ کی وجہ سے، چاہے کپڑے، بچھونے، دینار، درہم پیسے، برتن، دیوار میں ہو اور حیوان کی صورت نہ ہو جیسے پتھر وغیرہ، تو یہ حرام نہیں اس کا سایہ ہو یا نہ ہو یہی بات جمہور علماء، امام مالک، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کی ہے۔''

خلاصہ یہ ہوا کہ جمہور امت اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہی ہے کہ تصویر ہر حال میں حرام ہے۔ اور فوٹو گرافی یہ بھی تصویر کے حکم میں ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اس بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔

---

(۱) عمدۃ القاري: ۲۲/ ۷۰ تصویر کے مسئلہ پر مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ تصویر کے شرعی احکام کا مطالعہ مفید رہے گا۔

پردے کے بارے میں رخصت

(چہرہ کا پردہ نہیں، بہنوئی، خالو وغیرہ سے پردہ نہیں اسی طرح شادی شدہ لڑکوں سے بھی پردہ نہیں غیر شادی شدہ میں احتیاط بہتر ہے)۔

پردے کی حقیقت یہ ہے کہ مرد عورت کو غور سے نہ دیکھے، عورت مرد کو دیکھ سکتی ہے، بری نظر سے دیکھنا برا ہے۔ صحیح نظر سے دیکھنا برا نہیں۔ (۱)

یہ نظریہ بھی قرآن و حدیث کے لحاظ سے غلط ہے۔ کیونکہ قرآن میں ارشاد خداوندی ہے:

"یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ" اس کی تفسیر محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ فرماتے ہیں کہ عورت صرف ایک آنکھ کھولے گی اور باقی پورے جسم کو چھپائے گی۔ یہی بات متعدد احادیث سے معلوم ہوتی ہے کہ عورت غیر محرم مرد سے اپنے چہرے کو چھپائے گی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حج کے دنوں میں جب ہمارے سامنے سے کوئی گزرتا تو ہم اپنے چہرے کو چھپا لیتے تھے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں آتا ہے ایک عورت ہیں ام خلاء جب ان کو اپنے بیٹے کے شہادت کی خبر ملی تو وہ تحقیق کے لئے آپ ﷺ کے پاس آئیں ان کے چہرے پر نقاب تھا، کسی نے کہا کہ اس پریشانی کی حالت میں بھی نقاب ہے، تو ام خلاء نے کہا کہ میرا لڑکا گم ہوا ہے میری غیرت تو گم نہیں ہوئی۔ (۲)

اور فقہاء کا کہنا ہے کہ عورت چہرہ، ہاتھ، قدم کھول سکتی ہے۔ یہ حکم نماز کے اندر کا ہے کہ نماز میں اس کو کھول لے تو کوئی حرج نہیں اسی طرح محرم کے سامنے

(۱) کیسٹ شرعی پردہ

(۲) ابوداؤد: ۸/ ۳۴۴

بھی کھولنے سے کوئی حرج نہیں اور جہاں پر اجنبی مردوں سے پردے کا حکم ہے اس میں یہ سب کے چھپانے کا حکم قرآن، احادیث کی رو سے ضروری ہے۔

مگر جہاں تک تعلق ہے خالو، بہنوئی، شادی شدہ نوکروں وغیرہ کا یہ سب نامحرم ہیں ان سے مکمل پردہ ضروری ہے۔ کیونکہ یہ غیر محرم ہے۔(مزید وضاحت: شرعی پردہ کیوں اور کیسے ؟میں دیکھی جا سکتی ہے)

چوتھا نظریہ

یہ کہنا کہ مرد اور عورت کی نماز کا ایک ہی طریقہ ہے

کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اس میں مرد اور عورتوں کو خطاب ہے۔

یہ بات بھی اجماع امت کے خلاف ہے عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں سے مختلف ہے اس بات پر بہت سی احادیث اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب متفق ہیں۔

علماء نے مردوں اور عورتوں کی نماز میں یہ فرق لکھا ہے

❶ عورتوں کو ابتداء میں ہاتھ صرف سینہ تک اٹھانا ہے۔ اس میں بھی سب کا اتفاق ہے۔

❷ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں گی بالاتفاق۔ [1]

❸ عورتیں داہنے ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے گی اس پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ جب کہ مردوں کے لئے چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے۔ [2]

❹ مردوں کو رکوع میں اتنا جھکنا چاہئے کہ سرین اور کمر سب برابر ہو جائیں۔ مگر

---

(۱)السعایہ:۲/۱۵۶

(۲)شامي:۱/۳۳۹

عورتوں کو صرف اتنا جھکنا چاہئے کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔[1]

❺ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر پکڑنا چاہئے مگر عورتوں کو انگلیوں کو کشادہ نہیں کرنا چاہئے۔[2]

❻ مردوں کو رکوع کی حالت میں کہنیاں پہلو سے الگ رکھنی چاہئے۔ جب کہ عورتوں کو کہنیاں پہلو سے ملانا چاہئے۔

❼ سجدے میں مردوں کو کہنیاں زمین سے الگ رکھنے کا حکم ہے۔ جب کہ عورتوں کو ملانے کا حکم ہے۔[3]

❽ مردوں کو سجدے میں پشت کو رانوں سے اور بازو کو بغل سے الگ رکھنا چاہئے جب کہ عورتوں کو ملانا چاہئے۔[4]

❾ مردوں کو حالت سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو کھڑا رکھنا چاہئے جب کہ عورتوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔[5]

❿ مردوں کو التحیات میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پاؤں کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے جبکہ عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال دینے چاہئے۔[6]

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ: ۱/ ۷٤
(۲) فتاویٰ عالمگیریہ: ۱/ ۷٤
(۳) فتاویٰ عالمگیری: ۱/ ۷٥
(۴) فتاویٰ عالمگیری: ۱/ ۷٥
(۵) فتاویٰ عالمگیری: ۱/ ۷٥
(۶) فتاویٰ عالمگیری: ۱/ ۷٥ یہ دس فرق احادیث میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔

الہدیٰ انٹر نیشنل کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

اسلام آباد کے خاتون کے استفتاء پر، شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی کا "الہدیٰ انٹر نیشنل" کے متعلق جواب۔

الجواب حامداو مصلیا

سوال: میں جن نظریات کاذکر کیا گیا ہے، خواہ وہ کسی کے بھی نظریات ہوں، ان میں سے اکثر غلط ہیں۔ بعض واضح طور پر گمراہانہ ہیں، مثلاً اجماع امت کو اہمیت نہ دینا، تقلید کو علی الاطلاق شرک قرار دینا، جس کا مطلب یہ ہے کہ چودہ سو سال کی تاریخ میں امت مسلمہ کی اکثریت جو ائمہ مجتہدین میں سے کسی کی تقلید کرتی رہی ہے وہ مشرک تھی، یا یہ کہنا کہ قضائے عمری فوت شدہ نمازوں کو قضاء کرنے کی ضرورت نہیں صرف توبہ کافی ہے۔(فرحت ہاشمی کے) بعض نظریات جمہور امت کے خلاف ہیں: مثلاً تین طلاقوں کو ایک قرار دینا۔ بعض بدعت ہیں: مثلاً صلوۃ التسبیح کی جماعت، یاقیام اللیل راتوں کو اہتمام کے ساتھ لوگوں کو نکالنا، یا خواتین کو جماعت سے نماز پڑھنے کی ترغیب۔ بعض انتہائی گمراہ کن ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کو صرف ترجمے سے پڑھ کر پڑھنے والے کو اجتہاد کی دعوت، یا اس بات پر لوگوں کو آمادہ کرنا کہ وہ جس مذہب میں آسانی پائیں، اپنی خواہشات کے مطابق اسے اختیار کرلیں، یا کسی کا اپنے عمل کو حجت قرار دینا۔ اور ان میں سے بعض نظریات فتنہ انگیز ہیں۔ مثلاً علماء وفقہاء سے بدظن کرنا، دینی تعلیم کے جو ادارے اسلامی علوم کی وسیع و عمیق تعلیم کا فریضہ انجام دے رہے ہیں ان کی اہمیت ذہنوں سے کم کر کے مختصر کورس کو علم دین کے لئے کافی سمجھنا، نیز جو مسائل کسی امام مجتہد نے قرآن وحدیث سے اپنے گہرے علم کی بنیاد پر مستنبط کئے ہیں، ان کو باطل قرار دے کر اسے قرآن وحدیث کے خلاف قرار دینا اور اس پر اصرار کرنا۔

جو شخصیت یا ادارہ مذکورہ بالا نظریات رکھتا ہو اور اس کی تعلیم و تبلیغ کرتا ہو، وہ نہ صرف یہ کہ بہت سے گمراہانہ، گمراہ کن یا فتنہ انگیز نظریات کا حامل ہے، بلکہ اس سے مسلمانوں کے درمیان افتراق وانتشار پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے، اور اگر کوئی شخص سہولتوں کی لالچ میں اس قسم کی کوششوں سے دین کے قریب آئے گا بھی تو مذکورہ بالا فاسد نظریات کے نتیجے میں وہ گمراہی کا شکار ہو گا .... لہٰذا جو ادارہ یا شخصیت ان نظریات کی حامل اور مبلغ ہو، اور اپنے دروس میں اس قسم کی ذہن سازی کرتی ہو، اس کے درس میں شرکت کرنا، اور اس کی دعوت دینا ان نظریات کی تائید ہے جو کسی طرح جائز نہیں، خواہ اس کے پاس کسی قسم کی ڈگری ہو .... اور گلاسکو یونیورسٹی کی ڈگری بذات خود اسلامی علوم کے لحاظ سے کوئی قیمت نہیں رکھتی .... بلکہ غیر مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں میں مستشرقین نے اسلامی تحقیق کے نام پر اسلامی احکام میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور دین کی تحریف کا ایک سلسلہ عرصۂ دراز سے شروع کیا ہوا ہے۔ ان غیر مسلم مستشرقین نے، جنہیں ایمان تک کی توفیق نہیں ہوئی، اس قسم کے اکثر ادارے درحقیقت اسلام میں تحریف کرنے والے افراد تیار کرنے کے لئے قائم کئے ہیں، اور ان کے نصاب ونظام کو اس انداز سے مرتب کیا ہے کہ اس کے تحت تعلیم حاصل کرنے والے، الا ماشاء اللہ اکثر وبیشتر دجل وفریب کا شکار ہو کر عالم اسلام میں فتنے برپا کرتے ہیں۔ لہٰذا گلاسکو یونیورسٹی سے اسلامی علوم کی کوئی ڈگری نہ صرف یہ کہ کسی شخص کے مستند عالم ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس سے اس کے دینی فہم کے بارے میں شکوک پیدا ہونا بھی بے جا نہیں۔ دوسری طرف بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے ان یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل کیں اور عقائد فاسدہ کے زہر سے محفوظ رہے، اگرچہ ان کی تعداد کم ہے .... لہٰذا یہ ڈگری نہ کسی کے مستند عالم ہونے کی علامت ہے اور نہ محض اس ڈگری کی وجہ سے کسی کو مطعون کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس کے عقائد واعمال درست ہوں۔

مذکورہ بالا جواب ان نظریات پر مبنی ہے جو سائلہ نے اپنے استفتاء میں ذکر کئے

ہیں، اب کون شخص ان نظریات کا کس حد تک قائل ہے؟ اس کی ذمہ داری جواب دہندہ پر نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی۔

۲۱۱۴/ ۴/ ۱۴۲۲ھ

جامعہ فاروقیہ کراچی کا فتویٰ

الہدیٰ انٹرنیشنل ویلفیئر فاونڈیشن (رجسٹرڈ) اسلام آباد کے تحت قائم انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن برائے خواتین کے بارے میں چند سوالات کا جواب درکار ہے:

الہدیٰ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن برائے خواتین ایک سالہ دورانیہ پر مشتمل "ڈپلومہ ان اسلامک ایجوکیشن" کراتا ہے۔ اس کورس میں کچھ مسائل سننے کو ملے، شرعی نقطۂ نظر سے ان کی وضاحت مطلوب ہے۔

سوال نمبر ①: عورت کی آواز کا پردہ نہیں، توجیہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسائل پوچھنے آتے تھے، پردے میں اب اگر آواز کا پردہ ہے تو کیا اس وقت کے دین میں اور اب کے دین میں کوئی فرق ہے یا تبدیلی آگئی ہے؟

جواب: عورت کی آواز کا پردہ ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ بلاضرورت غیر محرم کو اپنی آواز نہ سنائے اور اگر کسی غیر محرم سے (پس پردہ) بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کلام میں اس نزاکت اور لطافت کے لہجے سے بتکلف پرہیز کیا جائے جو فطرتاً عورتوں کی آواز میں ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: "تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے

لگے جس کے قلب میں خرابی ہے۔ اور قاعدے کے موافق بات کہو۔"[۱]

حضرت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جیسے عورتوں کے کلام میں نرمی اور نزاکت طبعی ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر جبکہ بضرورت نامحرم مرد سے بولنا پڑے تو تکلف اور اہتمام سے اس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کی جائے یعنی ایسے انداز سے جس میں خشکی اور روکھاپن ہو کہ یہ حافظ عفت ہے اور یہ بداخلاقی نہیں ہے۔ بداخلاقی وہ ہے جس سے کسی کے قلب کو ایذا پہنچے، اور طمع فاسد کو روکنے سے ایذا لازم نہیں آتی۔ [۲]

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلام کے متعلق جو ہدایات دی گئی ہیں ان کو سننے کے بعد بعض امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس آیت کے نزول کے بعد غیر محرم مرد سے کلام کرتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتیں، تا کہ آواز بدل جائے۔ اس لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے۔

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر (بلاضرورت اجنبی سے) بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔"[۳]

بہر حال اس آیت میں عورتوں کے پردہ سے متعلق احتیاطی پابندی لگادی گئی ہے اور تمام عبادات اور احکام میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ عورتوں کا کلام جہری نہ ہو جو مرد سنیں امام کوئی غلطی کرے تو مردوں کو لقمہ زبان سے دینے کا حکم ہے مگر عورتوں کو زبان سے لقمہ دینے کے بجائے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر تالی بجادیں، جس سے امام متنبہ ہو جائے، زبان سے کچھ نہ کہیں۔

---

(۱) الاحزاب: ۳۲

(۲) خلاصہ تفسیر للتھانوي رحمہ اللہ تعالی، از معارف القرآن: ۷/ ۱۲۵

(۳) رواہ الطبراني بسند حسن، تفسیر مظھري

حاصل یہ کہ عورت کے لئے حکم یہ ہے کہ نامحرموں کے سامنے بوقت ضرورت پردے کے ساتھ گفتگو جائز ہے، مگر لب ولہجہ میں سختی ودرشتی ہونی چاہئے۔ جس سے دوسرے آدمی کو عورت کی طرف کشش پیدا نہ ہو۔ نہ بلاپردہ کلام کرنے کی اجازت ہے۔ نہ بلاضرورت۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے ازواج مطہرات کی گفتگو بقدر ضرورت دینی مسائل پوچھنے کی حد تک تھی اور وہ بھی پردہ کے پیچھے۔ قرآن کریم میں ہے: "فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ." (ترجمہ: ازواج مطہرات سے پوچھنا ہو پس پردہ پوچھو۔" اس لئے پس پردہ پوچھتے تھے۔ پھر "مسلمانوں کی ماں" پر آج کی عورتوں کو، اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس معاشرے پر آج کے گندے معاشرے کو قیاس کرنا کتنی بدترین حماقت اور کم عقلی ہے۔ مطلب یہ کہ شریعت نہیں بدلی اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو شریعت کے بدلنے کا اختیار ہے۔ لیکن جن قیود وشرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ رب العزت اور آپ ﷺ نے اجازت دی تو جب ان شرائط اور قیود کو ملحوظ نہیں رکھا جائے گا تو اجازت بھی باقی نہیں رہے گی۔

سوال نمبر ②: عورت کے نام کے ساتھ والد ہی کا نام چلتا ہے نہ کہ خاوند کا؟

جواب: ہمارے عرف میں شادی کے بعد عورت کی پہچان چونکہ شوہر سے وابستہ ہو جاتی ہے اور شوہر کا نام لگانے میں نسب کے التباس کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا نام استعمال کرنے میں حرج نہیں، اور جہاں والد کا نام ساتھ لگانے کا عرف ہو اور شوہر کے نام سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہو وہاں والد کا نام لگایا جائے۔

سوال نمبر ③: ان کے طریقہ تعلیم میں یہ بھی ہے کہ دوران تعلیم مرد اساتذہ بھی پڑھاتے ہیں، جبکہ طالبات نے صرف نقاب کیا ہوتا ہے اور درمیان میں کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

جواب: شریعت نے اجنبی مرد وزن کے اختلاط پر پابندی لگائی ہے۔ نیز جس طرح

مردوں کو حکم ہے کہ وہ اجنبی عورتوں کو نہ دیکھیں، اسی طرح عورت کو بھی حکم ہے کہ وہ اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ حدیث میں ہے کہ ایک نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ ﷺ کے گھر آئے تو آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو، تو ازواج مطہرات کہنے لگیں کہ یہ تو نابینا ہیں، ہمیں نہیں دیکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو۔ کیا تم اسے نہیں دیکھ رہی ہو۔ چنانچہ وہ پردے میں چلی گئیں۔ (۱)

سوال نمبر ④: الہدیٰ کی ''مسؤلہ کی کیسٹیں پیش خدمت ہیں سن کر اپنی رائے کا اظہار فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحبہ ڈپلومہ کورس کی منتظمہ ہیں۔

جواب: ڈاکٹر صاحبہ کا درس مختلف مقامات سے سنا۔ ان کے درس میں اصول، تفسیر کے قواعد اور آداب کی رعایت نہیں کی گئی۔ نیز ان کا انداز بیان بھی انتہائی غیر محتاط ہے۔ درس میں صرف قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ساتھ تلاوت آیات کا اہتمام نہیں ہے۔ یہ طرز عمل انتہائی خطرناک اور اصل قرآن سے اعراض اور اس میں تحریف کا سبب ہے۔ قرآن کریم حروف اور معانی دونوں کا مجموعہ ہے، علماء نے قطعاً اس کی اجازت نہیں دی کہ قرآن پاک کا ترجمہ بغیر متن کے چھاپ دیا جائے، یا بغیر تلاوت آیات کے صرف ترجمہ اور تفسیر پڑھانے اور بیان کرنے پر اکتفا کیا جائے۔ ایسا عمل تحریف فی الدین اور اصل کے ضیاع کا مقدمہ اور سبب ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے۔ اور اس پر تمام تفسیروں کے ماہرین کا اجماع ہے کیونکہ جب قرآن کا محض ترجمہ شائع کیا جائے گا یا بیان کیا جائے گا تو ہر شخص باآسانی اپنے عقائد و نظریات کی روشنی میں جو چاہے گا اس میں ترمیم اور کمی بیشی کر سکے گا۔ اور پڑھنے اور سننے والا یہی سمجھے گا کہ قرآن یہی ہے۔ حالانکہ وہ قرآن نہ ہو گا۔ اور تحریف کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا جو اصل قرآن کے ضائع ہونے کا باعث ہو گا۔

---

(۱) ترمذي شريف

اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ کچھ تراجم اب بھی تو ایسے موجود ہیں جو اغلاط سے پر ہیں اور قرآن کے متن کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں؟ اس لئے کہ اب اگر ان تراجم میں کچھ اختلاف ہے تو اصل بھی سامنے ہے۔ تو اختلاف کا خیال اصل تک نہیں پہنچتا۔ اور جب ترجمے ہی ترجمے رہ جائیں گے اور اصل نظروں سے غائب ہو گا تو اس وقت یہ اختلاف کلام اللہ کی طرف منسوب ہو گا اور پھر کچھ عر بعد یہ گمان ہونے لگے گا کہ اصل حکم ہی مختلف ہے اس سے اعتقاد میں خرابی واقع ہو گی اور عمل پر یہ اثر پڑے گا کہ ترجموں اور کیسٹوں کو لے کر آپس میں لڑیں گے اور بہت آسانی سے غلط تراجم اور تفاسیر کا موقع ملے گا۔ کیونکہ ہر دیکھنے اور سننے والا حافظ نہیں۔ اور اصل کی طرف رجوع کرنا ہر وقت آسان نہیں۔

نیز ایک غلط رواج یہ چل نکلے گا کہ لوگ صرف تراجم اور کیسٹوں کے پڑھنے اور سننے پر اکتفا کر لیا کریں گے اور اصل قرآن سے بے تعلق اور اجنبی ہو جائیں گے۔ اور اس کی تلاوت کا اہتمام آہستہ آہستہ ختم ہو کر رہ جائے گا۔

نیز یہ طریقہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا ایجاد کردہ ہے اور مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ طریق مروج ہو گیا تو جس طرح یہود و نصاریٰ اپنی اصل کتابوں کی حفاظت نہ کر سکے تھے، مسلمان بھی اپنی اصل کتاب گنوا بیٹھیں گے، جبکہ اس کی حفاظت فرض ہے اور اس میں خلل ڈالنا حرام اور ناجائز ہے۔ نیز خواتین کی آواز میں ترجمہ و تفسیر کی اشاعت بھی ممنوع اور حرام ہے کہ ہر کس و ناکس اس کو سنے گا اور یہ مفاسد عظیمہ کا موجب ہے۔

لہٰذا مذکورہ ترجمے کا بقیمت لینا اس کو سننا اور اس کی اشاعت سب ناجائز ہے۔ اس کی جگہ کسی محقق عالم کے اصل کے ساتھ ترجمہ و تفسیر پر مشتمل کیسٹ سنی جائیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر ⑤: کیا ایک ہی مسلک کی اتباع ضروری ہے، یا جس کا دل جس مسلک کو چاہے اختیار کر لیا جائے؟ غیر مقلدین کے اعتبار سے یعنی ان کو مطمئن کرنے کے

اعتبار سے فرمائیں۔ نیز یہ بھی بیان فرمائیں کہ حضور ﷺ کے دور میں نہ ہی فقہ بنی اور بہت سی ایسی باتیں جو حضور ﷺ کے زمانے میں نہ تھیں جو کہ بعد کے ادوار میں سامنے آئیں مثلاً عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کرنا، عورتوں کی آواز کا پردہ چہرے کا پردہ (اس کے بارے میں ہماری مسجد کے امام نے کہا تھا کہ اس زمانے کے اعتبار سے پردہ چہرے کے علاوہ تھا مگر آج کل کے خراب ماحول کی وجہ سے علماء کا چہرے کے پردے کے بارے میں اتفاق ہے) عورتوں کا بے جا گھر سے نکلنے سے منع کرنا (باوجود مکمل پردے کے) وغیرہ۔

جواب: عامی شخص کے لئے کسی متعین امام کی اتباع ضروری ہے۔ دین کے مسائل دو طرح کے ہیں ایک وہ جو آنحضرت ﷺ سے واضح طور پر منقول چلے آرہے ہیں اور جن کو ہر شخص جانتا ہے کہ دین کا مسئلہ یہ ہے، اس کے بارے میں کسی مسلمان کو نہ کسی عالم کے پاس جانے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ کوئی جاتا ہے، جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کا فرض ہونا کہ سب کو معلوم ہے۔

دوسرے وہ مسائل ہیں جن میں اہل علم کی طرف رجوع کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہ عامی لوگوں کی ذہنی سطح سے اونچے ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں دو (۲) صورتیں ممکن ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم خود قرآن وحدیث کا مطالعہ شروع کر دیں اور ہماری اپنی عقل وفہم میں جو بات آئے اسے "دین" سمجھ کر اس پر عمل کرنے لگیں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ جو حضرات قرآن وسنت کے ماہر ہیں ان سے رجوع کریں اور انہوں نے اپنی مہارت، طویل تجربہ اور خداداد بصیرت سے قرآن وحدیث میں غور کرنے کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا اس پر اعتماد کریں۔ پہلی صورت خود رائی کی ہے۔ اور دوسری صورت کو تقلید کہا جاتا ہے۔ جو عین تقاضائے عقل وفطرت کے مطابق ہے۔

ماہرین شریعت کی تحقیقات سے صرف نظر کرتے ہوئے ایک ایک مسئلہ کے لئے قرآن وحدیث میں غور کرنے والے شخص کی مثال ایسی ہوگی کہ کوئی شخص بہت

سی پیچیدہ بیماریوں میں مبتلا ہو جائے اور ماہرین فن سے رجوع کرنے کو بھی اپنی کسر شان سمجھے اور اس مشکل کا حل وہ یہ تلاش کرے کہ طب کی مستند اور اچھی اچھی کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ شروع کردے اور پھر اپنے حاصل مطالعہ کا تجربہ خود اپنی ذات پر کرنے لگے۔ تو توقع ہے کہ اول تو کوئی عقل مند ایسی حرکت کرے گا نہیں، اور اگر کوئی شخص واقعی اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کہ وہ ماہرین فن سے رجوع کئے بغیر اپنے پیچیدہ امراض کا علاج اپنے مطالعہ کے زور سے کر سکتا ہے تو اسے صحت کی دولت تو نصیب نہیں ہوگی۔

پس جس طرح طب میں خود رائی آدمی کو قبر میں پہنچا کر چھوڑتی ہے۔ اسی طرح دین میں خود رائی آدمی کو گمراہی اور زندقہ کے غار میں پہنچا کر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سامنے جتنے گمراہ اور ملحد فرقے ہوئے ان سب نے اپنی مشق کا آغاز اسی خود رائی اور ترک تقلید سے کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے تک ہوتا یہ تھا کہ جس شخص کو مسئلے دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی وہ کسی بھی عالم سے مسئلہ پوچھ لیتا، اور اس پر عمل کرتا۔ لیکن چوتھی صدی ہجری کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے امت کو ائمہ اربعہ کی اقتداء پر جمع کردیا۔ اس زمانے میں یہی خیر کی بات تھی۔ اس لئے کہ اب لوگوں میں دیانت و تقویٰ کی کمی آگئی تھی۔

اگر متعین امام کی تقلید کی پابندی نہ ہوتی تو ہر شخص اپنی پسند کے مسائل چن چن کر ان پر عمل کیا کرتا اور دین ایک کھلونا بن کر رہ جاتا۔ پس خود رائی کا ایک ہی علاج تھا کہ نفس کو کسی ماہر شریعت کے فتویٰ پر عمل کرنے کا پابند کیا جائے اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

غیر مقلدین حضرات کی جانب سے یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں فقہ نہ بنی، اور تقلید کا رواج بہت صدیوں بعد ہوا اس لئے وہ "بدعت ہی" سراسر جہالت اور غلطی پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ اول تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ غیر

مقلدین کے سوا۔ جن کا وجود تیرہویں صدی میں بھی نہیں تھا۔ باقی پوری امت محمدیہ گمراہ ہوگئی نعوذ باللہ۔ اور یہ ٹھیک وہی نظریہ ہے جو شیعہ مذہب حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں پیش کرتا ہے اور چونکہ اسلام قیامت تک کے لئے آیا ہے۔ اس لئے پوری امت کا ایک لمحہ کے لئے بھی گمراہی پر متفق ہونا باطل ہے۔

دوسرے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی یہ دستور تھا کہ ناواقف اور عامی لوگ اہل علم سے مسائل پوچھتے اور ان کے فتوے پر بغیر طلب دلیل عمل کرتے تھے۔ اور اسی کو تقلید کہا جاتا ہے گویا "تقلید" کا لفظ اس وقت اگرچہ استعمال نہیں ہوتا تھا مگر تقلید کے معنی پر لوگ اس وقت بھی عمل کرتے تھے۔ سو آپ اس کا نام اب بھی تقلید نہ رکھئے اقتدا و اتباع رکھ لیجئے۔

تیسرے فرض کیجئے کہ اس وقت تقلید کا رواج نہ تھا تب بھی اس کو بدعت نہیں کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ دین اور شریعت پر چلنا فرض ہے اور جو شخص معین امام کی تقلید کے بغیر شریعت پر چلنے کی کوشش کرے گا وہ کبھی نفس و شیطان کے مکر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اس لئے بغیر خطرات کے دین پر چلنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے کسی ایک ماہر شریعت امام کی پیروی۔ معروضی طور پر دیکھا جائے تو غیر مقلدین حضرات بھی معدودے چند مسائل کے سوا اہل ظاہر محدثین کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ اس لئے گو انہیں "تقلید" کے لفظ سے انکار ہے مگر غیر ضروری طور پر ان کو بھی اس سے چارہ نہیں، اس لئے کہ دین کوئی عقلی ایجاد نہیں بلکہ منقولات کا نام ہے اور منقولات میں ہر بعد میں آنے والے طبقے کو اپنے سے پہلے طبقے کے نقش قدم پر چلنا لازم ہے۔ یہ فطری چیز ہے جس کے بغیر شریعت پر عمل ممکن نہیں۔ (۱)

(۱) دیکھئے اختلاف امت اور صراط مستقیم ج ا

سوال نمبر ⑥: الہدیٰ کی مسؤلہ کے طریقہ کار کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ نیز انہوں نے امریکہ سے پی، ایچ، ڈی کیا ہے۔ امریکہ سے اسلامیات میں ڈاکٹریٹ کی کیا حیثیت ہے واضح فرمائیں۔

جواب: انہوں نے کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے، ہم کو علم نہیں، باقی ان کے طریقہ میں چونکہ شرعی حدود کی پابندی نہیں ہے لہٰذا یہ قطعاً درست نہیں ہے۔ عموماً مغرب سے تعلیم حاصل کرنے والے مستشرقین کے افکار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور جدت پسندی کی آڑ میں اسلام کے مسلمہ احکام میں تحریف اور شکوک وشبہات کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہی مغربی تعلیم گاہوں کا مقصد ہے اور وہ اس میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے اداروں اور مجلسوں کا مکمل بائیکاٹ کرے اور دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کرے۔

سوال نمبر ⑦: اس کورس میں شرکت کرنا دوسرے لوگوں کو اس کی دعوت دینا اور ان کی کتب پڑھنا کیسا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب: اس کورس میں شرکت کرنا اس کی دعوت اور نشر واشاعت میں مددگار بننا سب ناجائز ہے۔

❸ اکوڑہ خٹک پشاور۔

❹ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔

❺ جامعہ اشرفیہ لاہور

ان سب نے بھی جامعہ فاروقیہ کراچی کے فتویٰ کی تصدیق کی ہے اور لکھا ہے کہ ہم کو جامعہ فاروقیہ کے فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے۔

فرقہ الہدیٰ انٹرنیشنل کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے

مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہو گا

1. ڈاکٹریٹ کا فتنہ اور الہدیٰ انٹرنیشنل......... مفتی محمد رضوان۔
2. الہدیٰ انٹرنیشنل کیا ہے؟(دو حصہ) .... مفتی محمد اسماعیل طورو۔
3. ہدایت یا گمراہی......... مولانا مفتی مطیع الرحمن صاحب۔
4. عمدۃ الاثاث فی الطلقات الثلاث .... مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ